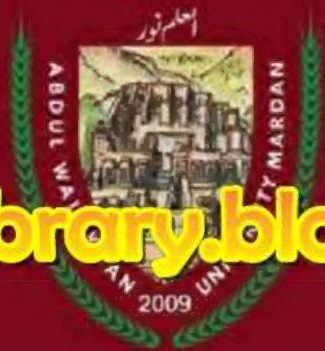


تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی اسلامک سٹڈیز

فقاوی عالمگیری کے حصہ بیوع کی دفعہ بندی اور پاکستان کے وضعی قوانین
کے ساتھ تقابلی جائزہ



مقالہ نگار

مسعود الرحمن

نگران مقالہ

ڈاکٹر حافظ صالح الدین

ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز
عبدالولی خان یونیورسٹی مردان، خیبر پختونخوا

ایڈک سیشن: 2015ء - 2018ء



فہرس عناوین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	فہرس عناوین	د
2	انتساب	ح
3	Author's Declaration	ط
4	Thesis Forwarding Sheet by the Supervisor	ی
5	Similarity Index Certificate	ک
6	Correction Certificate by Supervisory Committee	ل
7	Report of the Puplic Defence by External Examinar	م
8	Certificate of Acceptance by the Ph.D Public Defence Committee	ن
9	Certificate of Approval	س
10	ہدیہ تشکرواقتان	ع
11	مقدمہ	ف
12	مقالے کا اجمالی خاکہ	ش
13	باب اول: فتاویٰ عالمگیری حصہ بیوع کے باب ۱ تا باب ۸ کی دفعہ بندی اور قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء و قانون بیع مال ۱۹۳۰ء سے تقابل	1
14	فصل اول: فتاویٰ عالمگیری حصہ بیوع کے باب ۱ تا باب ۳ کی دفعہ بندی اور قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء و قانون بیع مال ۱۹۳۰ء سے تقابل	2
15	باب ۱: بیع کی تعریف اور ارکان	3
16	مکرہ کی بیع	3
17	ٹریڈ مارک کی خرید و فروخت کا حکم	3
18	کیا گیس، بجلی کی بیع، بیع مکرہ میں داخل ہے؟	3
19	حکومت وقت کی طرف سے زمین کی جبری خرید کا حکم	4
20	اسلامی بینکوں کے ذریعے عقود مرابحہ تعاطی کی صورت	5
21	بیع الاستیجار کا حکم	6
22	مہینہ کے شروع میں عوض حوالہ کرنے کا حکم	6

8	غیر مسلم کو مصحف بیچنے کا حکم	23
11	بٹ کوائن (Bitcoin) کی حقیقت	24
11	بٹ کوائن کا شرعی حکم	25
12	فیکس، موبائل اور کمپیوٹر کے ذریعے بیع و شراء کا حکم	26
14	ڈبوں میں بند بیع کے بیچنے کا حکم	27
15	باب ۲: بیع کے منعقد ہونے یا نہ ہونے کا بیان	28
16	برآمدات کا شرعی حکم	29
23	فاریکس ٹریڈنگ کا شرعی حکم	30
28	باب ۳: ایجاب و قبول میں اختلاف کا حکم	31
29	فصل دوم: فتاویٰ عالمگیری حصہ بیوع کے باب ۳۲ تا باب ۶ کی دفعہ بندی اور قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء و قانون بیع مال ۱۹۳۰ء سے تقابل	32
30	باب ۴: بیعہ ثمن کے بدلے جس اور قبضہ کرنے کا بیان	33
35	مروجہ بند ڈبوں میں وزنی چیزوں کے بیع کا حکم	34
47	باب ۵: بیع میں داخل ہونے والی چیزوں کا بیان	35
50	باب ۶: خیبار شرط کا بیان	36
77	فصل سوم: فتاویٰ عالمگیری حصہ بیوع کے باب ۷ تا باب ۸ کی دفعہ بندی اور قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء و قانون بیع مال ۱۹۳۰ء سے تقابل	37
78	باب ۷: خیبار رویت کا بیان	38
78	ڈبوں میں بند بیع کے بیچنے میں خیبار رویت کا حکم	39
86	باب ۸: خیبار عیب کا بیان	40
122	خلاصہ باب اول	41
123	باب دوم: فتاویٰ عالمگیری حصہ بیوع کے باب ۹ تا باب ۱۵ کی دفعہ بندی اور قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء و قانون بیع مال ۱۹۳۰ء سے تقابل	42
124	فصل اول: فتاویٰ عالمگیری حصہ بیوع کے باب ۹ و باب ۱۰ کی دفعہ بندی اور قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء و قانون بیع مال ۱۹۳۰ء سے تقابل	43
125	باب ۹: چیزوں میں بیع جائز ہونے اور نہ ہونے کا بیان	44
140	خون کی خرید و فروخت کا حکم	45
161	باب ۱۰: بیع کے شروط فاسدہ اور غیر فاسدہ کا بیان	46

162	بعض جدید صورتیں	47
164	بیع بالتقسیط کا حکم	48
165	قسط کی تاخیر پر ثمن میں زیادتی کا حکم	49
166	زائرین حج و عمرہ کا ایجنسیوں کے ساتھ معاملہ کا حکم	50
171	فصل دوم: فتاویٰ عالمگیری حصہ بیوع کے باب ۱۱ تا باب ۱۳ کی دفعہ بندی اور قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء و قانون بیع مال ۱۹۳۰ء سے تقابل	51
172	باب ۱۱: بیع فاسد اور بیع باطل کے احکام	52
177	باب ۱۲: بیع موقوف کا بیان	53
181	باب ۱۳: اقالہ کا بیان	54
187	فصل سوم: فتاویٰ عالمگیری حصہ بیوع کے باب ۱۳ تا باب ۱۵ کی دفعہ بندی اور قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء و قانون بیع مال ۱۹۳۰ء سے تقابل	55
188	باب ۱۴: بیع مرابحہ، تولیہ اور وضعیہ کا بیان	56
193	باب ۱۵: استحقاق کا بیان	57
196	خلاصہ باب دوم	58
197	باب سوم: فتاویٰ عالمگیری حصہ بیوع کے باب ۱۶ تا باب ۲۰ کی دفعہ بندی اور قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء و قانون بیع مال ۱۹۳۰ء سے تقابل	59
198	فصل اول: فتاویٰ عالمگیری حصہ بیوع کے باب ۱۶ اور باب ۱۷ کی دفعہ بندی اور قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء و قانون بیع مال ۱۹۳۰ء سے تقابل	60
199	باب ۱۶: ثمن اور بیعہ میں زیادتی اور کمی اور ثمن سے بری کرنے کا بیان	61
200	باب ۱۷: باپ، وصی اور قاضی کا نابالغ کے لیے بیع و شراء کا بیان	62
204	فصل دوم: فتاویٰ عالمگیری حصہ بیوع کے باب ۱۸ اور ۱۹ کی دفعہ بندی اور قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء و قانون بیع مال ۱۹۳۰ء سے تقابل	63
205	باب ۱۸، بیع سلم کا بیان	64
208	ڈیجیٹل کرنسی میں بیع سلم کا حکم	65
224	باب ۱۹: قرض اور استقضاء کا بیان	66
231	فصل سوم: فتاویٰ عالمگیری حصہ بیوع کے باب ۲۰ کی دفعہ بندی اور قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء و قانون بیع مال ۱۹۳۰ء سے تقابل	67
232	باب ۲۰: بیع مکروہ کا بیان	68

235	نیلام کے ذریعے بیع کا حکم	69
238	ذخیرہ اندوزی کا بیان	70
242	خلاصہ باب سوم	71
243	باب چہارم: فتاویٰ عالمگیری کتاب الصرف کے باب ۱ تا باب ۶ کی دفعہ بندی اور قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء و قانون بیع مال ۱۹۳۰ء سے تقابل	72
244	فصل اول: فتاویٰ عالمگیری کتاب الصرف کے باب ۱ و ۲ کی دفعہ بندی اور قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء و قانون بیع مال ۱۹۳۰ء سے تقابل	73
245	باب ۱: بیع صرف کی تعریف، ارکان، شرائط اور حکم کا بیان	74
248	باب ۲: سونا اور چاندی کی خرید و فروخت کا بیان	75
252	ڈیجیٹل کرنسی میں بیع صرف کا حکم	76
256	فصل دوم: فتاویٰ عالمگیری کتاب الصرف کے باب ۳ و ۴ کی دفعہ بندی اور قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء و قانون بیع مال ۱۹۳۰ء سے تقابل	77
257	باب ۳: عقد صرف کے بعد متعاقبین کے تصرف کا بیان	78
262	باب ۴: بیع صرف میں خیارات کا بیان	79
266	فصل سوم: فتاویٰ عالمگیری کتاب الصرف کے باب ۵ و ۶ کی دفعہ بندی اور قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء و قانون بیع مال ۱۹۳۰ء سے تقابل	80
267	باب ۵: متعاقبین کی حالت سے متعلق بیع صرف کے احکام	81
279	خلاصہ باب چہارم	82
280	خلاصہ بحث، نتائج بحث اور تجاویز و سفارشات	83
281	خلاصہ بحث	84
283	نتائج بحث	85
284	تجاویز و سفارشات	86
285	فنی فہارس	87
286	فہرس آیات	88
288	فہرس احادیث	89
292	فہرس اعلام	90
295	فہرس مصادر و مراجع	91

انتساب

اپنے والدین کریمین، معزز و محترم اساتذہ کرام کے نام جن کی تربیت اور حوصلہ افزائی کی بدولت
بندہ اس قابل ہوا کہ یہ کاوش پیش کر سکے اور اپنی اولاد کے نام اس دعا کے ساتھ:

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا

Author's Declaration

I **MASOOD UR RAHMAN** hereby state that my PhD thesis titled

"فتاویٰ عالمگیری کے حصہ بیوع کی دفعہ بندی اور پاکستان کے وضعی قوانین کے ساتھ تقابلی جائزہ"

is my own work and has not been submitted previously by me for taking any degree from this University **ABDUL WALI KHAN MARDAN KPK.**

Or anywhere else in the country/world.

At any time if my statement is found to be incorrect even after my Graduate the university has the right to withdraw my PhD degree.

Name of Student: **MASOOD UR RAHMAN**

Date: November 07, 2018



Thesis Forwarding Sheet by the Supervisor

The thesis entitled:

فتاویٰ عالمگیری کے حصہ بیوع کی دفعہ بندی اور پاکستان کے وضعی قوانین کے ساتھ تقابلی جائزہ

*submitted by Mr. Masood Ur Rahman S/O Atta ur Rahman in partial fulfillment of the requirement for the degree of **Ph.D** in Islamic Studies has been completed under my guidance and supervision. I am satisfied with the research work of the scholar and recommend its submission for further process of evaluation and viva-voce examination.*

Assosiate Prof DR. Hafiz Salihuddin

(Research Supervisor)

Department of Islamic Studies,

Abdul Wali Khan University Mardan.

Dated: November 07, 2018



QUALITY ENHANCEMENT CELL (QEC)
ABDUL WALI KHAN UNIVERSITY, MARDAN

Ph#: 0937-843359, Email: qec@awkum.edu.pk
URL: www.awkum.edu.pk

No. D. QEC/AWKUM/2018/ 2132

Dated: 30/07/2018

Similarity Index Certificate

Plagiarism Detection Software Used

Turnitin (HEC) recommended)

Name of student

Mr. Masood Ur Rahman

Level of Project/thesis

PhD

Teaching Department

Islamic Studies

Title of thesis

فناوی عالمگیری کے حصہ بہرہ کی دفعہ بندی اور پاکستان
کے وضعی قوانین کے ساتھ تقابلی جائزہ

Matching (similarity index found)

02 % (Recommended threshold by HEC: 19%)

Name of supervisor

Dr. Hafiz Salihuddin Haqqani

Head of teaching department

Prof. Dr. Niaz Muhammad

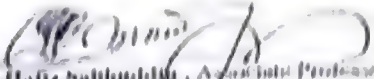
Shah Awan
Deputy Director QEC

Correction Certificate by Supervisory Committee


I solemnly certify that **Muhammad al-Hakman** PhD Research Scholar, Registration No: **12-AU-ALPHDIBL P-3** Session **2015-2018** has incorporated all the observations/comments of the external evaluators in his/her thesis entitled as:


تاریخ ماہنامہ کے سرگرمی کے ساتھ ساتھ اسلامیات کے شعبہ میں

Keeping in view, he is allowed to submit the revised version of his PhD thesis to the department for further process.


Dr. Hafiz Habibullah, Assistant Professor,
Department of Islamic Studies, AWKUM

We, members of the Supervisory Committee, in our meeting held on: **22/06/2018** have gone through the work done by the scholar and viewed all the reports of external evaluators. Consequently, we testify the incorporation of the observations/comments of the external evaluators by the scholar. We recommend the submission of the revised version of his PhD thesis to the department for further process.


Dr. Abrar Khan, Assistant Professor,
Department of Islamic Studies, AWKUM


Dr. Mufti Muhammad Naeem, Assistant Professor,
Department of Islamic Studies, AWKUM


Dr. Karim Dad, Assistant Professor,
Department of Islamic Studies, AWKUM


Coordinating,
By Chairperson

Report of the PhD Public Defense by the External Examiner


It is my pleasure to state that I personally examined the whole process of Open Public Defense of Mr. **Masood ur Rahman**, PhD Scholar (Islamic Studies) under the supervision of Dr. Hafiz Salihuiddin, Registration No: 12-AU-M.Phil-ISL-F-5, held on November 07, 2018 at 11:00 AM at Center Library, Garden Campus, Abdul Wali Khan University Mardan. The Public Defense was attended by the concerned supervisory committee, faculty members and students especially M.Phil and PhD Scholars.

The Scholar presented a comprehensive summary of his PhD dissertation entitled as:

فتاویٰ ماہگیری کے حصہ نبوی کی دفعہ بندی اور پاکستان کے وضعی قوانین کے ساتھ تقابلی جائزہ

Afterwards, the participants asked various questions regarding the different aspects of his research topic which he answered in a scholarly way. I as external examiner also put forth some questions and the scholar responded me positively. As a whole **Mr. Masood ur Rahman**, successfully defended his PhD thesis publically.

In view of the above process, I hereby recommend the scholar for the award of Ph.D Degree in Islamic Studies.


Prof. Dr. Nisar Muhammad (Professor)
(External Examiner)
Department of Islamic Theology,
Islamia College University Peshawar



DEPARTMENT OF ISLAMIC STUDIES
ABDUL WALI KHAN UNIVERSITY MARDAN

Phone #: +92 837 3731625/03040
Email: admission@awku.edu.pk
URL: www.awku.edu.pk

**Certificate of Acceptance by the Ph.D Public Defense
Committee**


It is certified that the dissertation titled as:

ذاتی مائیت کے حصہ سے ایک دوسری اور پاکستان کے وضع قوانین کے ساتھ تعلیمی جائزہ


by PhD Research Scholar Masood ur Rahman (12-AU-M.Phil-ISI-F-5), Academic Session 2015-2018 is accepted by the PhD Public Defense Committee, in partial fulfillment of the requirements for the award of PhD degree in Islamic Studies from Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan.

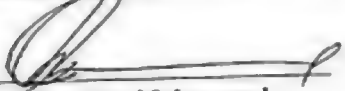
Public Defense held on: 07/11/2018 (11:00 AM)

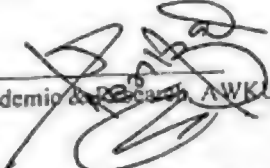
PhD PUBLIC DEFENSE COMMITTEE:


Prof. Dr. Nisar Muhammad (External Examiner)
Department of Islamic Theology,
Islamia College University Peshawar


Dr. Hafiz Salihuddin (Research Supervisor)
Associate Professor, Department of Islamic Studies, AWKUM


Prof. Dr. Niaz Muhammad
Chairperson, Department of Islamic Studies, AWKUM


Prof. Dr. Niaz Muhammad
Dean, Faculty of Arts & Humanities, AWKUM


Director Academic & Research, AWKUM

Certificate of Approval

This is to certify that the research work presented in this thesis, entitled:

ذاتی مانگیری کے صحیح معنی اور پاکستان کے وضع قوانین کے ساتھ تقابلی جائزہ

was conducted by Mr. Masood ur Rahman, under the supervision of Dr. Hafiz Sahibuddin. No part of this thesis has been submitted anywhere else for any other degree. This thesis is submitted to the Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University Mardan in partial fulfillment of the requirements for the degree of Doctor of Philosophy in field of Islamic Studies.

Department of Islamic Studies

University of Abdul Wali Khan University Mardan

Student Name Masood ur Rahman

Signature مسعود الرحمن

Examination Committee:

a) Prof. Dr. Nisar Muhammad (External Examiner)
Department of Islamic Theology,
Islamia College University Peshawar

Signature 21/11/18

b) Prof. Dr. Niaz Muhammad (Internal Examiner)
Chairperson, Department of Islamic Studies,
Abdul Wali Khan University Mardan

Signature:

Supervisor Name: Dr. Hafiz Sahibuddin (Associate Professor)
Department of Islamic Studies,
Abdul Wali Khan University Mardan

Signature:

Name of HOD: Prof. Dr. Niaz Muhammad
Chairperson, Department of Islamic Studies,
Abdul Wali Khan University Mardan

Signature:

Prof. Dr. Niaz Muhammad
Dean, FAH, Abdul Wali Khan University Mardan

Signature:

Director Academic & Research, AWKUM

ہدیہ متشکر و امتنان

تمام تشکرات اس خالق کائنات کے لیے ہیں جس نے بندہ کو فتاویٰ عالمگیری جیسے عظیم علمی ذخیرے پر تحقیق کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کے بعد تمام اساتذہ کرام کا صمیم قلب سے شکر گزار ہوں جنہوں نے تحقیق کے مشکل اور کٹھن مراحل میں بندہ کی حوصلہ افزائی فرمائی (فجزاہم اللہ خیرا)، خصوصاً اپنے استاد محترم اور نگران مقالہ جناب پروفیسر ڈاکٹر صالح الدین حقانی صاحب جنہوں نے ابتدا سے لے کر انتہا تک بہترین علمی اور فنی مہارت کی طرف بندہ کی رہنمائی فرمائی۔ (فجزاہم اللہ أحسن الجزاء)

شعبہ علوم اسلامیہ عبدالولی خان یونیورسٹی کے تمام اساتذہ کرام خصوصاً ڈین و چیئرمین جناب پروفیسر ڈاکٹر نیاز محمد صاحب، ڈاکٹر محمد طاہر صاحب، ڈاکٹر محمد نعیم صاحب، ڈاکٹر ابظاہر صاحب، ڈاکٹر کریم داد صاحب، ڈاکٹر سعید الرحمن صاحب، ڈاکٹر گلزار علی صاحب اور ڈاکٹر زبیر صاحب کا دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ جن کی حوصلہ افزائی اور تعاون سے بندہ اپنے تحقیقی کاوش کو تکمیل تک پہنچا سکا۔ (فأجزل اللہ لہم العطاء)

علاوہ ازیں اپنے ان تمام دوستوں اور احباب کا بھی تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس علمی تحقیقی سفر میں راقم کی رہنمائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اس کاوش کو فلاح دارین کا ذریعہ بنا کر قبول فرمائے۔ (آمین یا رب العالمین)

مسعود الرحمن

پی ایچ۔ ڈی سکالر

بسم الله الرحمن الرحيم

مقدمہ

دین اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے جس کے احکامات زندگی کے ہر شعبہ میں انسان کی رہنمائی کرتی ہے۔ اسلام میں عبادات و فرائض پر جس طرح زور دیا گیا ہے، اسی طرح معاملات کو بھی اہمیت دی ہے۔ لہذا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ دنیوی اور اخروی معاملات میں شرعی احکام اور تعلیمات کی پابندی کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"يَتَذَكَّرُ الَّذِينَ آمَنُوا أَدْخُلُوا فِي السِّلَاحِ كَآفَّةً" (1)

"اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔"

کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ عبادات میں کتاب و سنت پر عمل پیرا ہو اور معاشرتی زندگی اور معاملات میں اپنی من مانی زندگی گزار کر اپنے آپ کو آزاد تصور کرے۔ بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں اسلام کی پیروی ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں میں عبادات کے ساتھ معاملات اور معاشرت کے رہنما اصول بھی ملتے ہیں۔ ان معاملات میں سے ایک جز خرید و فروخت ہے، رسول اللہ ﷺ نے تجارت کو بطور پیشہ اپنایا اور آپ ﷺ کے اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا پیشہ تجارت تھا۔ بیع و شراء (خرید و فروخت) انسان کی وہ بنیادی ضرورت ہے جس سے کوئی مستغنی نہیں۔ اس لیے اسلام نے اس کے اصول و قوانین مقرر کیے ہیں تاکہ کسی کا حق ضائع نہ ہو اور معاملات کا پھیرا طمینان کے ساتھ چلتا رہے۔

شریعت نے جان، مال اور عزت کی حفاظت کو مختلف قوانین کے ذریعے یقینی بنایا، اسی طرح انسانوں کو اس بات کی اجازت دی کہ وہ شرعی قانون کی روشنی میں اپنے تحفظ جان و مال کے لیے قوانین وضع کریں تاکہ اس کے ذریعے انسان زندگی کی حفاظت اور جرائم کی روک تھام ہو سکے۔ ہر قانون اس صورت میں عمل درآمد کے لیے آسان ہوتا ہے جب اس کا ہر جز واضح ہو۔ اسی وجہ سے عصر حاضر میں وضعی قوانین کی باقاعدہ دفعہ بندی ہوتی ہے۔ عربی میں اس کو "تقنین" اور انگریزی میں اس کو (Codification) کہا جاتا ہے۔

تقنین (Codification)

تقنین کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ کی گئی ہے:

"وضع مواد تشريعية يحكم بها القاضي ولا يتجاوزها" (2)

"شرعی احکام کو ایسے سانچے میں رکھنا کہ قاضی اپنے فیصلے میں اس سے تجاوز نہ کر سکے۔"

واضح رہے کہ فقہ اسلامی کے احکامات و قوانین کی دفعہ بندی کو وضعی قوانین کی طرح کا محققہ توجہ نہیں دی گئی ہے۔ فقہ اسلامی کی ضابطہ بندی سے متعلق فقہاء کا اختلاف رہا ہے اور شاید یہی اختلاف شرعی قوانین کے ضابطہ بندی نہ کرنے کی وجہ بنی ہو۔ البتہ عصر حاضر میں فقہاء کرام جواز

(1) سورۃ البقرہ، ۲: ۲۰۸

(2) حکم تقنین الشریعۃ الاسلامیہ، عبدالرحمن بن سعد، ص ۱۵، ادارۃ الصمیعی للنشر والتوزیع، ریاض، ۱۴۲۸ھ = ۲۰۰۷ء

کے ساتھ ساتھ اس کو ضروری بھی سمجھتے ہیں۔ جواز کے قائلین میں ڈاکٹر یوسف قرضاوی⁽¹⁾، ڈاکٹر عبدالکریم زیدان⁽²⁾ اور شیخ ابو زہرہ⁽³⁾ شامل ہیں۔ ڈاکٹر یوسف قرضاوی تقنین کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ کرتے ہیں:

"احکام شرعیہ کو جدید دیوانی، فوجداری اور انتظامی قوانین کی طرز پر نمبر وار انداز سے مرتب صورت میں ڈھالنا تقنین (Codification) کہلاتا ہے۔"

ان کے نزدیک شریعت کے نفاذ کے لیے ان قوانین کی تقنین اور دفعہ بندی ضروری ہے۔ جب تک شریعت اسلامی کے قوانین کو وضعی قوانین کی طرح دفعہ بند نہیں کیا جاتا، اس وقت تک شریعت کا نفاذ اور عدالتی فیصلوں کا عمل احکام شریعت کے مطابق بطریق احسن تکمیل پذیر نہیں ہو سکے گا⁽⁴⁾۔

اسلامی قوانین کی دفعہ بندی کی ابتدا سلطنت عثمانیہ کے دور میں ہوئی۔ اس دور میں عدالتی حلقوں نے دفعہ بندی کی ضرورت کو محسوس کیا، تو ان کے مطالبے اور خواہش پر مجلس شوریٰ نے فقہاء، ماہرین قانون اور ارکان شوریٰ پر مشتمل ایک کمیشن تشکیل دیا، جس نے انتھک محنت کے بعد تاریخ اسلامی کا پہلا مدون مجموعہ "مجلۃ الأحکام العدلیۃ" کے نام سے پیش کیا⁽⁵⁾۔ یہ کتاب قوانین بیع و شراء سے متعلق ایک اہم شاہکار ہے۔

فقہ اسلامی پر نظر ڈالی جائے تو اس میں زندگی کے ہر شعبے سے متعلق قوانین کو زیر بحث لایا گیا ہے اور ان قوانین کو مختلف مجموعوں اور کتب میں جمع کیا گیا ہے۔ ان مجموعات اور کتب میں بعض کتب کو جدت اور ندرت کی بناء پر انتہائی شہرت حاصل ہوئی۔ ان میں سے ایک "الفتاویٰ الہندیۃ" بھی ہے جو علمی دنیا میں فتاویٰ عالمگیری کے نام سے مشہور ہے۔

(1) ڈاکٹر یوسف قرضاوی (پیدائش: ۱۹۲۶ء)، دو برس کے تھے کہ ان کے والد انتقال کر گئے۔ انہوں نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ جامعۃ الازہر میں بھی زیر تعلیم رہے، پھر قطر چلے گئے۔ یوسف قرضاوی یورپین کونسل فار فتاویٰ اینڈ ریسرچ کے سربراہ ہیں۔ انہوں نے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ [https://en.wikipedia.org/wiki/Yusuf_al-Qaradawi]

(2) ڈاکٹر عبدالکریم زیدان (پیدائش: ۱۹۱۷ء—وفات: ۲۰۱۴) بغداد میں پیدا ہوئے، فقہ اور اصول فقہ میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ صاحب تصنیفات ہیں۔ آپ کے کتب میں الکفالة والحالة في الفقه المقارن، الفرد والدولة في الشريعة، الوجيز في شرح القواعد الفقهية، احکام اللقطۃ و فی الشریعۃ الاسلامیہ وغیرہ شامل ہیں۔ [https://ar.wikipedia.org/wiki/abdulkaareem-zaidan]

(3) شیخ محمد ابو زہرہ مصری (پیدائش: ۱۸۹۸ء—وفات: ۱۹۷۴ء)، شرعی علوم میں اللہ تعالیٰ نے بڑی مہارت عطا فرمائی، آپ نے کئی کتابیں تالیف کیں جن میں العقوبۃ فی الفقه الاسلامی، الجرمیۃ فی الفقه الاسلامی، تاریخ مذاہب الاسلامیہ اور خاتم النیین وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ [https://ar.wikipedia.org/wiki/Muhammadabu-zuhra]

(4) ہزارہ اسلامکس، موضوع: اسلامی قوانین کی دفعہ بندی: ایک ناقدانہ جائزہ، ڈاکٹر نیاز محمد، محمد شعیب، شمارہ ۳، ۲۴ تا ۲۷، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ، جنوری تا جون، ۲۰۱۴ء

(5) نفس مصدر، ۲۰

متحدہ ہندوستان میں مشہور مغل فرمانروا اور نگزیب عالمگیر^(۱) نے جب باقاعدگی سے شریعت کا نفاذ ہندوستان میں کیا تو انہوں نے محسوس کیا کہ کئی مسائل ایسے ہیں کہ جن میں اصل مسئلہ تک پہنچنے میں دقت ہوتی ہے کیونکہ ایسی کوئی جامع کتاب موجود نہیں ہے جن میں تمام جزئیات اور نئے پیش آنے والے مسائل کا حل مذکور ہو، تو انہوں نے اس مقصد کے حصول کے لیے ملک کے چیدہ علمائے کرام کا ایک بورڈ قائم کیا۔ خود بھی اس بورڈ کے ممبر رہے اور اس وقت کے ایک ممتاز عالم شیخ نظام^(۲) کو اس بورڈ کا کنوینر اور ذمہ دار بنایا۔

آٹھ سال کے عرصے میں اس فتاویٰ کی تدوین (Compilation) مکمل ہوئی۔ بادشاہ اور نگزیب عالمگیر روزانہ کا مرتب کردہ حصہ شیخ نظام سے پڑھوا کر سنتے تھے اور بوقت ضرورت اس پر جرح و قدح بھی کرتے تھے۔ یہ فتاویٰ متحدہ ہندوستان میں مرتب ہوا اس لیے اس کو "الفتاویٰ الہندیہ" کہا جاتا ہے۔ یہ فتاویٰ ہدایہ کی ترتیب پر ہے جو جامعیت اور حسن ترتیب کے لحاظ سے دیگر فتاویٰ سے ممتاز ہے۔ ہر کتاب کے تحت ابواب اور فصول قائم کر کے علوم اسلامیہ کے محققین کو بہت سی کتابوں سے مستغنی کر دیا ہے۔ طویل عرصہ گزرنے کے باوجود کتابت و طباعت کے معیار، مسائل کی ترقیم اور تحقیق و تعلیق کے لحاظ سے اس کتاب کی خاطر خواہ خدمت اب تک نہیں ہو سکی ہے۔

فتاویٰ عالمگیری فقہ اسلامی کا ایک اہم ذخیرہ ہے، زیر نظر مقالہ میں اس کے حصہ بیوع کی دفعہ بندی کے ساتھ ساتھ تحقیق اور تخریج بھی کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان میں رائج قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء اور قانون بیع مال ۱۹۳۰ء اور گارڈین اینڈ وارڈز ایکٹ ۱۸۹۰ء کے ساتھ تقابلی جائزہ بھی پیش کیا گیا ہے۔

اہداف تحقیق:

اس تحقیق کے اہداف درج ذیل ہیں:

- فتاویٰ عالمگیری کے قدیم اسلامی سرمائے کو معاصر انداز میں موثر طور پر پیش کرنا۔
- علماء، مفتیان کرام اور تاجروں کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق قابل اعتماد دینی لٹریچر فراہم کرنا۔
- پاکستان کے قوانین بیع و شراء (خرید و فروخت) کا اسلامی قوانین کے ساتھ دلائل کی روشنی میں تقابل کرنا۔
- پاکستان کے قوانین بیع و شراء کو اسلامی سانچے میں ڈھالنا۔
- فتاویٰ عالمگیری کے حصہ بیوع کی تخریج و تحقیق کرنا۔
- بیع و شراء سے متعلق مختلف فیہ مسائل میں فقہاء کے آراء کو دلائل کے ساتھ پیش کرنا۔
- بیع و شراء کے جدید صورتوں کا حکم متعین کرنا۔

تضییع تحقیق: (Statement of Research Problems)

(۱) نام محی الدین (پیدائش: ۱۶۱۸ء - وفات: ۱۷۰۷ء)، اور نگزیب لقب، ان کے والد شاہ جہان نے انھیں عالمگیر کا خطاب دیا۔ مالوہ کی سرحد پر پیدا ہوئے اور نوے سال کی عمر میں وفات پائی۔ مغل بادشاہوں میں اور نگزیب عالمگیر پہلے بادشاہ ہیں جنہوں نے قرآن کریم حفظ کیا۔ آپ انتہائی علم دوست اور انصاف پسند حکمران تھے۔ [ادارہ دائرۃ المعارف، ۲۰: ۶۳، دانش گاہ پنجاب، لاہور]

(۲) شیخ نظام الدین برہان پوری (وفات: ۱۰۹۲ھ)، فتاویٰ عالمگیری کی مجلس مؤلفین کے صدر تھے جنہیں ملا نظام کہا جاتا ہے۔ فقہ حنفی کے مشہور علماء میں سے ہیں۔ قاضی نصیر الدین برہان پوری سے شرف تلمذ حاصل کیا، جب عالمگیر بلادکن میں والی تھے تو انہوں نے شیخ نظام کو اپنے ساتھ وابستہ کر کے اپنے خاص مشیروں میں شامل کر لیا تھا۔ [نزہۃ الخواطر، عبدالحی بن فخر الدین، ۵: ۶۵۶، دار ابن حزم، بیروت، لبنان، ۱۴۲۰ھ]

اس تحقیقی مقالے کی قضایائے تحقیق چند تنفیج طلب سوالات ہیں:

سوال نمبر ۱: کیا قدیم فقہی سرمایہ سے عصر حاضر کے جدید معاملات میں استفادہ کرنا ممکن ہے؟

سوال نمبر ۲: کیا فتاویٰ عالمگیری کی وضاحت اس طرح سے کرنا ممکن ہے کہ علوم عصریہ کے حامل افراد اس سے رہنمائی حاصل کر سکیں؟

سوال نمبر ۳: کیا بیع و شراء کے جدید قوانین شریعت کے اصولوں کے مطابق ہیں؟

سوال نمبر ۴: کیا پاکستان میں صارف کو دیئے گئے حقوق کا اسلامی فقہی سرمائے میں نظائر موجود ہیں؟

بنیادی طور پر مذکورہ مقالہ لائبریری ریسرچ ہے۔ لہذا ملکی سطح پر بڑے بڑے کتب خانوں سے استفادے اور فنی ماہرین کی نگرانی میں موضوع سے متعلق ٹھوس مواد حاصل کرنے اور دستیاب سافٹ ویئر کی مدد سے انٹرنیٹ کے ذریعے نت نئی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری کے حوالے سے کسی بھی قسم کی تحقیق، تبصرہ، جراند و رسائل میں مضامین اور اسی طرح اسلامی قوانین کی دفعہ بندی کے متعلق آراء کو تحقیق میں استعمال کیا گیا ہے۔ وضعی قوانین کے لئے ماہرین قانون اور قانون سے متعلقہ کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔

زیر نظر تحقیقی کاوش چار ابواب اور ذیلی فصول پر مشتمل ہے۔ ہر فصل کے شروع اور ہر باب کے آخر میں اس کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔ حواشی اور حوالہ جات ہر صفحہ کے آخر میں دیئے گئے ہیں۔ آخر میں تحقیقی کاوش کا خلاصہ، اس سے اخذ شدہ نتائج اور ان کی روشنی میں سامنے آنے والی تجاویز کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ فنی فہارس کے عنوان کے تحت فہرس آیات، فہرس احادیث، فہرس اعلام اور فہرس مصادر و مراجع کو حروف تہجی (الف بائی) ترتیب سے درج کیے گئے ہیں۔ معاہدات اور خرید و فروخت کے حوالے سے پاکستان میں رائج وضعی قوانین یعنی قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء، قانون بیع مال ۱۹۳۰ء کے ساتھ شرعی قوانین کا تقابل کیا گیا ہے۔

امید واثق ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرما کر جامعہ عبدالولی خان یونیورسٹی کے لیے مزید ترقی کا ذریعہ بنائے۔ آمین

مسعود الرحمن

پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر

اجمالی خاکہ

زیر نظر مقالہ چار ابواب اور ذیلی فصول پر مشتمل ہے۔ اس مقالہ میں فتاویٰ عالمگیری کے حصہ بیوع کے بیس (۲۰) ابواب اور کتاب الصرف کے چھ (۶) ابواب کی دفعہ بندی کی گئی ہے۔ باب اول میں فتاویٰ عالمگیری کے آٹھ ابواب کو زیر بحث لایا گیا ہے جو کہ تین فصول پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل میں تعریف بیع، ارکان و شرائط بیع، خیال قبول، ثمن و بیعہ کی تعریف، تفریق صفقہ اور بیعہ میں تصرف کرنے کی مختلف صورتوں کو ذکر کیا گیا ہے۔ یہ فصل بیس (۳۲) دفعات پر مشتمل ہے۔ دوسری فصل میں بیعہ کے قبضہ کرنے، اس میں جنایت کرنے، بیعہ کو خرید کر اس میں کسی چیز کو مخلوط کرنے، کون کون سی چیزیں عقد بیع میں داخل ہوتی ہیں اور کون کون سی نہیں، کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح خیال شرط کے احکامات کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔ اس فصل میں ایک سو چھتیس (۱۳۶) دفعات ذکر ہیں۔ تیسری فصل میں خیال رؤیت اور خیال عیب سے متعلق ایک سو تینتیس (۱۳۳) دفعات کو ذکر کیا گیا ہے۔ مجموعی طور پر اس باب اول میں کل تین سو ایک (۳۰۱) دفعات ہیں۔

دوسرا باب بھی تین فصول پر مشتمل ہے جس میں فتاویٰ عالمگیری کے کتاب البیوع کے سات ابواب کی دفعہ بندی کی گئی ہے۔ پہلی فصل میں بیعہ کے ثمن، پھلوں، مرہونہ، مغصوبہ چیزوں کے بیع و شرائط کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اجرت پر لی گئی چیزوں کی خرید و فروخت کے احکام، بیعہ پر قبضہ کرنے، ثمن و بیعہ کی مجہول ہونے سے متعلق احکامات اور ان شرائط کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے جن کے ذریعے بیع فاسد ہوتی ہے۔ یہ فصل ایک سو پندرہ (۱۱۵) دفعات پر مشتمل ہے۔ دوسری فصل میں بیع فاسد اور باطل سے متعلق احکام، بیع موقوف اور بیع میں اقالہ سے متعلق مسائل کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ اس فصل میں کل اکتالیس (۴۱) دفعات ہیں۔ تیسری فصل میں بیع مراحمہ، تولیہ اور بیع وضعیہ اور بیعہ میں استحقاق سے متعلق احکام کا بیان ہے۔ مجموعی طور پر باب دوم میں کل ایک سو اناسی (۱۷۹) دفعات ہیں۔

تیسرے باب میں تین فصول ہیں جن میں فتاویٰ عالمگیری کے کتاب البیوع کے پانچ ابواب کی دفعہ بندی کی گئی ہے۔ پہلی فصل میں مشتری ثمن میں اپنی طرف سے زیادتی کرنے، یا بائع بیعہ میں زیادتی یا ثمن میں کمی کرنے یا مشتری کو ثمن سے بری کرنے کا بیان ہے۔ باپ، وصی اور قاضی کا بچے کے لیے خرید و فروخت کرنے کا تذکرہ بھی اس فصل میں کیا گیا ہے۔ اس فصل میں کل سترہ (۱۷) دفعات ہیں۔ دوسری فصل میں بیع سلم، قرض، استقراض اور استصناع کے بیوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے، یہ فصل بہتر (۷۲) دفعات پر مشتمل ہے۔ تیسری فصل میں پندرہ (۱۵) دفعات ہیں جن میں ان بیوعات کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کو فقہاء کرام نے مکروہ لکھا ہے۔ مجموعی طور پر اس باب میں ایک سو چار (۱۰۴) دفعات ہیں اور پانچ مقامات پر وضعی اور شرعی قوانین کا تقابل کیا گیا ہے۔

باب چہارم میں بھی تین فصول ہیں، جن میں فتاویٰ عالمگیری کے کتاب الصرف کی دفعہ بندی کی گئی ہے۔ پہلی فصل میں بیع صرف کی تعریف، ارکان، حکم اور شرائط کا ذکر ہے، اس کے علاوہ فلوں و معادن میں بیع صرف اور بیع صرف میں بیعہ قبضہ کرنے سے پہلے ہلاک ہونے کے احکام ذکر کئے ہیں۔ اس فصل میں ستاسی (۸۷) دفعات ہیں۔ دوسری فصل میں بیع صرف کے بیعہ کو قبضہ سے پہلے بیعہ میں تصرف کرنے کے احکام اور بیع صرف میں خیالات کا بیان ہے، یہ فصل پچیس (۲۵) دفعات پر مشتمل ہے۔ فصل سوم میں مرض وفات کے وقت بیع صرف کے احکام کو بیان کیا گیا ہے جو تقریباً پینتیس (۳۵) دفعات پر مشتمل ہے۔

لہذا زیر نظر مقالہ فتاویٰ عالمگیری کے کتاب البیوع کے بیس (۲۰) ابواب اور کتاب الصرف کے چھ (۶) ابواب پر مشتمل ہے، جس میں کل چھ سو اکتالیس (۶۷۱) دفعات ہیں۔ ان دفعات کے ذیل میں جدید بیوعات کو بھی ذکر کیے گئے ہیں۔ مقالے میں مجموعی طور پر تیس (۳۰) مقامات پر پاکستان کے وضعی قوانین یعنی قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء، قانون بیع مال ۱۹۳۰ء اور گارڈین اینڈ وارڈ ایکٹ ۱۸۹۰ء کے ساتھ تقابل کیا گیا ہے، اکثر مقامات پر وضعی اور شرعی قوانین میں یکسانیت پائی گئی، جہاں پر وضعی قوانین میں سقم موجود تھا اس کی نشاندہی کی گئی ہے۔

باب اول

فقاویٰ عالمگیری حصہ بیوع کے باب اتا باب ۸ کی دفعہ بندی اور قانون

معاہدہ ۱۸۷۲ء و قانون بیع مال ۱۹۳۰ء سے تقابل

فصل اول

فقاوی عالمگیری حصہ بیوع کے باب اسے باب ۳ کی دفعہ بندی اور قانون

معاہدہ ۱۸۷۲ء و قانون بیع مال ۱۹۳۰ء سے تقابل

پہلی فصل تین ابواب کی دفعہ بندی پر منحصر ہے جس میں بتیس (۳۲) دفعات ہیں۔ اس فصل میں بیع کی تعریف، ارکان و شرائط، خیار قبول، ثمن و مبیعہ کی تعریف، تفریق صفہ اور مبیعہ میں تصرف کرنے کی مختلف صورتوں کا بیان ہے۔

باب ۱: بیع (خرید و فروخت) کی تعریف و ارکان

دفعہ ۱: باہمی رضامندی کے ساتھ مال کا مال کے ساتھ تبادلہ کو بیع کہتے ہیں^(۱)۔

وضاحت:

بیع لغت میں مطلق تبادلہ کو کہا جاتا ہے خواہ وہ مال کے بدلے مال ہو، یا کسی اور چیز کے بدلے^(۲)، یہ دو متضاد معنوں یعنی خریدنے اور بیچنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ شرعی اصطلاح میں بیع ایسے عقد کو کہا جاتا ہے جس میں باہمی رضامندی کے ساتھ مال کا مال کے ساتھ تبادلہ ہو^(۳)۔ مال سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کی طرف انسان کا نفس مائل ہو خواہ وہ اعیان (سامان) میں سے ہو یا منافع میں سے^(۴)۔ رضامندی کی قید اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے:

"يَتَايَهُمُ الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ"^(۵)

"اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طریقے سے مت کھاؤ، الا یہ کہ تجارت باہمی رضامندی سے وجود میں آئی ہو (تو جائز ہے)۔"

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"إِنَّمَا الْبَيْعُ عَنْ تَرَاضٍ"^(۶)

"بے شک بیع باہمی رضامندی سے صحیح ہوتا ہے۔"

مکرہ کی بیع:

بیع کی مذکورہ بالا تعریف سے مکرہ کی بیع نکل گئی کیونکہ اس میں باہمی رضامندی نہیں پائی جاتی۔

ٹریڈ مارک کی خرید و فروخت کا حکم:

اوصاف کے اعتبار سے کمپنیوں کی مصنوعات بہت مختلف ہو گئی ہیں، یہ اوصاف کمپنیوں کے نام سے پہچانے جاتے ہیں، ان علامات اور ناموں کو عرف میں ٹریڈ مارک یعنی تجارتی علامات سے موسوم کیا جاتا ہے۔ مال کی مذکورہ بالا تعریف میں اعیان کے علاوہ منافع کا بھی ذکر ہے، جس سے یہ بھی مال کی تعریف میں داخل ہوں گے، لہذا اس کی خرید و فروخت جائز ہوگی^(۷)۔

کیا گیس، بجلی کی بیع، بیع مکرہ میں داخل ہے؟

(۱) الفتاویٰ الہندیہ معروف بہ فتاویٰ عالمگیری، لجنۃ علماء برناسۃ نظام الدین الحلینی، ۳: ۲، دار الفکر، بیروت، ۱۳۱۰ھ

(۲) کتاب التعریفات، علامہ علی بن محمد سید شریف جرجانی، ۴۴، دار الفضیۃ للنشر والتوزیع والتصدیر، تن

(۳) بدائع الصنائع، علاء الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی، ۵: ۲۹۹، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۶ھ = ۱۹۸۶ء

(۴) رد المحتار، ابن عابدین محمد امین حنفی، ۴: ۵۰۱، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۲ھ = ۱۹۹۲ء

(۵) سورۃ النساء، ۴: ۲۹

(۶) [السنن الکبریٰ، ابو بکر احمد بن حسین بیہقی، باب ما جاء فی بیع المضطر، رقم الحدیث، ۱۱۰۷۵] علامہ ابن حبان نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ [صحیح ابن حبان،

ابو حاتم محمد بن حبان، رقم الحدیث: ۴۹۶۷]

(۷) فقہی مقالات، مفتی محمد تقی عثمانی، ۱: ۲۲۰، مبین اسلامیہ پبلشرز، ۲۰۱۱ء

وہ معاملات جن میں بائع کی طرف سے ایک طرفہ شرائط مقرر کی جائیں اور مشتری کو اس میں بھاؤ کا کوئی اختیار نہ ہو، مثلاً حکومت کی طرف سے بجلی، گیس، پٹرول وغیرہ کی قیمتیں مقرر ہوتی ہیں، فقہاء احناف کے نزدیک یہ بیع مکرمہ میں داخل نہیں کیونکہ بیع مکرمہ میں مشتری کو بیع پر مجبور کیا جاتا ہے، جب کہ گیس، بجلی وغیرہ میں حکومت (بائع) مشتری کو مجبور نہیں کرتا بلکہ خود اپنی مرضی سے اس کی خریداری کرتا ہے^(۱)۔

حکومت وقت کی طرف سے زمین کی جبری خرید:

عوام کی حاجت کے لیے کسی کی زمین خریدنی ہو تو حکومت وقت کے لیے جائز ہے کہ اس کو خریدے اگرچہ مالک اس پر راضی نہ ہو، البتہ اس کا ثمن حوالہ کرنا ضروری ہے^(۲)۔

تقابل:

پاکستان کی مروجہ قانون بیع مال ۱۹۳۰ء میں بیع کی تعریف سے متعلق کہا گیا ہے:

"A contract of sale of goods is a contract whereby the seller transfers or agrees to transfer the property in goods to the buyer for a price^(۳)".

"معادہ بیع میں بائع جائیداد بصورت مال مشتری کو طے شدہ رقم کے عوض منتقل کر دے یا منتقل کرنے کا اقرار کرے۔"

بیع کی تعریف میں وضعی اور شرعی قانون میں یکسانیت ہے۔ قانون بیع مال میں رضامندی کا ذکر نہیں ہے لیکن قانون معادہ ۱۸۷۲ء کے دفعہ ۱۳ میں اس کا ذکر کیا گیا ہے:

"Two or more persons are said to consent when they agree upon the same thing in the same sense"^(۴).

"دو یا دو سے زیادہ افراد کسی ایک چیز پر ایک ہی مقصد میں متفق ہوں تو اسے رضامندی کہتے ہیں۔"

اسی طرح پاکستان کے مروجہ قانون معادہ ۱۹۷۲ء میں بھی مجبور اور مکرمہ کی بیع کو بیع کی تعریف سے نکالا گیا ہے:

"Coercion" is the committing, or threatening to commit, any act forbidden by the Penal Code or the unlawful detaining or threatening to detain, any property, to the prejudice of any person whatever, with the intention of causing any person to enter into an agreement"^(۵).

(۱) فقہ البیوع علی المذاہب الاربعہ، مفتی تقی عثمانی، ۱: ۲۲۸، مکتبہ معارف القرآن، کراچی پاکستان، ۱۴۳۶ھ = ۲۰۱۵ء

(۲) مجلہ الاحکام العدلیہ، لجنہ مکونہ من عدد علماء، ۱: ۲۳۵، مکتبہ نور محمد، کراچی پاکستان، تن

(۳) Sale of Goods Act, 1930, Chapter: 2, Section: 4

(۴) The Contract Act, 1872, Chapter: 2, Section: 13

(۵) The Contract Act, 1872, Chapter: 2, Section: 15

"جبر" سے مراد کسی فعل کے ارتکاب یا ارتکاب کی دھمکی سے ہوتا ہے جو تعزیرات پاکستان کے مطابق منع ہو یا جبر سے مراد کسی جائیداد کی غیر قانونی روک تھام یا غیر قانونی طور پر روکنے کی دھمکی دینا ہے جو کسی شخص کے خلاف اس ارادہ سے ہو کہ دوسرے شخص سے کوئی معاملہ کرایا جائے۔"

لہذا بیع کی تعریف، اس میں رضامندی اور مجبور و مکروہ کی بیع کے عدم نفاذ میں شرعی اور وضعی قوانین میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔
دفعہ ۲: بیع کارکن ایجاب و قبول اور تعاظمی ہے^(۱)۔

وضاحت:

رکن وہ ہے جس سے کوئی چیز بنتا ہے۔ یہ کسی شے کے اجزائے ترکیبی میں داخل ہوتا ہے، اس کی جمع ارکان ہے۔ ایجاب و قبول بیع کے ارکان ہیں، ان دونوں کی ادائیگی سے بیع تشکیل پاتا ہے۔ خریدنے اور بیچنے والوں میں سے پہلے شخص کے کلام کو ایجاب اور جواب دینے والے کے قول کو قبول کہا جاتا ہے^(۲)۔

تعاظمی لغت میں کسی چیز کے لینے کو کہا جاتا ہے^(۳)، اصطلاح میں بائع اور مشتری کا بغیر بات چیت کے لین دین کرنے کو تعاظمی کہا جاتا ہے۔ اگر جانیب ایجاب و قبول کے الفاظ استعمال کیے بغیر ایسا فعل کرے جس سے ایجاب و قبول کی طرف اشارہ ہو تو یہ بیع تعاظمی ہوگی۔ اگر ایک طرف سے ایجاب لفظً ہو اور دوسری طرف سے قبول فعلً ہو تو بیع نافذ ہو جاتی ہے^(۴)۔

البتہ اگر بیع تعاظمی کرنے سے کوئی شرعی قباحت لازم آئے تو اس بیع سے بچنا ضروری ہے۔ اس کی مثال اسلامی بینکوں کے ذریعے آج کل عقود مراہمہ تعاظمی کے ذریعے کیے جاتے ہیں، وہ درست نہیں۔

اسلامی بینکوں کے ذریعے عقود مراہمہ تعاظمی کی صورت:

اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مشتری بینک سے سامان یا کوئی خاص مشینری خریدنے کے لیے بینک سے مال کا مطالبہ کرتا ہے تو اسلامی بینک اس کو سود پر مال کی بجائے مطلوبہ اشیاء اس کو خریدتا ہے اور پھر مؤجل مراہمہ کے ساتھ، مشتری کو بیچتا ہے، اگر بینک اسی طرح عمل کرے تو یہ درست ہوگی۔ لیکن عام طور پر بینک وہ مطلوبہ چیز خود نہیں خریدتا بلکہ مشتری کو اپنا وکیل بالشراء بناتا ہے کہ پہلے وکیل بن کر بینک کے لیے شراء کرو، پھر قبضہ کرنے کے بعد وہ چیز بینک سے بیع مراہمہ مؤجلہ کے ساتھ خرید لیتا ہے اور اس صورت کو بیع تعاظمی پر محمول کرتے ہیں۔ یہ دو وجوہات کی بناء پر درست نہ ہوگی:

پہلی وجہ یہ ہے کہ بیع تعاظمی میں متعاقدین کا حاضر ہونا ضروری ہوتا ہے اور مذکورہ بالا صورت میں صرف مشتری حاضر ہوتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ بیع مراہمہ کے لیے ضروری ہے کہ بیع بائع کے ضمان میں ہو خواہ کم مدت ہی کیوں نہ ہو۔ حدیث نبوی ﷺ میں ہے:

"ولا ربح ما لم یضمن"^(۵)

"جس شخص پر کسی چیز کا ضمان نہ ہو اس کے لیے اس کا نفع بھی جائز نہیں۔"

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲

(۲) فتح القدیر، ابن الہمام کمال الدین محمد بن عبد الواحد، ۶: ۲۴۸، دار الفکر، لبنان

(۳) جسر اللغۃ، احمد بن فارس رازی، ۴: ۳۵۳، دار الفکر، ۱۳۹۹ھ = ۱۹۷۹ء

(۴) بدائع الصنائع، ۵: ۱۳۳

(۵) امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو نقل کر کے حسن صحیح کہا ہے۔ [سنن الترمذی، ابواب المبیوع، باب فی کراہیۃ بیع مالیس عندک، رقم الحدیث: ۱۲۳۴]

چونکہ بینک مذکورہ بالا صورت میں نہ مالک ہے اور نہ وہ اس کا ضامن ہے لہذا حدیث کی نص سے یہ تعاظمی ناجائز ہوگی۔
بیع الاستجرار کا حکم:

استجرار، جرر سے ہے جس کا معنی لغت میں کھینچنے کے آتا ہے ^(۱)، اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ مشتری، بائع سے چیزیں تھوڑا تھوڑا خریدتا رہے اور ہر مرتبہ ایجاب کیے بغیر چیزیں تھوڑا تھوڑا لیتا رہے، پھر مہینہ کے آخر میں حساب کر کے ثمن حوالہ کرے۔ شوافع میں علامہ نووی ^(۲) رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ولا تغتر بكثرة من يفعله، فان كثيرا من الناس يأخذ الحوائج من البائع مرة من غير مبيعة ولا معاوضة، ثم بعد مدة يحاسبه ويعطيه العوض، وهذا باطل بلا خلاف ^(۳)"

"اكثر لوگ جو اس طرح کرتے ہیں اس دھوکہ میں نہ پڑے کیونکہ اکثر لوگ بائع سے تھوڑا تھوڑا سامان ضرورت کے مطابق بغیر کسی ایجاب و قبول کے اور تعاظمی کے لیتا ہے، پھر کچھ مدت کے بعد حساب کر کے عوض ادا کرتا ہے تو یہ بغیر کسی اختلاف کے باطل ہے۔"

فقہاء احناف کے نزدیک بیع الاستجرار میں اگر عوض (ثمن) بعد میں ادا کیا جائے، جس طرح کہ عام طور پر ہوتا ہے تو اس کی کئی صورتیں ہیں: اگر سامان ایسا ہو جس کی قیمت بازار میں معلوم ہو یا خریدتے وقت اس کی قیمت معلوم کی گئی ہو تو بیع سامان قبضہ کرنے کے وقت سے صحیح ہوگی اگرچہ عوض (ثمن) بعد میں حوالہ کیا جائے اور اگر سامان ایسا ہو کہ اس کی قیمت معلوم نہ ہو اور نہ اس کو متعین کیا گیا ہو تو لینے کے بعد بیع صحیح نہ ہوگی، البتہ مہینہ کے بعد اس کی قیمت معلوم کی گئی اور عوض (ثمن) ادا کیا گیا تو سامان لینے کے وقت سے بیع صحیح ہو جائے گی ^(۴)۔ مہینہ کے شروع میں عوض حوالہ کرنے کا حکم:

بیع تعاظمی سے مشککہ ایک بیع یہ ہے کہ سامان کا عوض پہلے ادا کیا جائے اور سامان تھوڑا تھوڑا روزانہ کے ساتھ قبضہ کیا جائے، مثلاً آج کے زمانہ میں اداروں سے رسائل اور جرائد کا اجراء ہے کہ پہلے قیمت بھیج دی جاتی ہے، پھر روزانہ وہ مہینہ کے اعتبار سے اپنا رسالہ یا جریدہ وصول کرتا ہے۔ اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں:

اگر بیع سلم کے شرائط موجود ہوں تو اس کو بیع سلم پر محمول کیا جائے گا، اگر بیع سلم کے شروط نہ ہو تو مشتری ثمن پہلے ادا کرنے سے اپنا ذمہ فارغ کرنا چاہتا ہے تاکہ ہر مرتبہ عوض حوالہ کرنے کی ضرورت نہ ہو۔ لہذا جو صورت بھی ہو عوض پہلے ادا کرنے کی صورت میں بیع صحیح ہوگی ^(۵)۔

تقابل:

پاکستان کے مروجہ قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء میں تعاظمی کا ذکر درج ذیل الفاظ کے ساتھ کیا گیا ہے:

(۱) جمرۃ اللغة، ۱: ۸۷

(۲) ابو زکریا محیی الدین محمد بن شرف مری بن حسن شافعی (پیدائش: ۶۳۱ھ - وفات: ۶۷۶ھ) شام کے "نوا" نامی گاؤں میں پیدا ہوئے، فقیہ اور محدث تھے۔ آپ نے کئی کتابیں تصنیف کیں، جن میں تہذیب الاسماء واللغات، المنہاج فی شرح صحیح مسلم، ریاض الصالحین، الاربعین النوویہ وغیرہ شامل ہیں۔ [طبقات الشافعیین، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بصری دمشقی، ۱: ۹۰۹، مکتبۃ الشافعیۃ الدینیہ، ۱۴۱۳ھ = ۱۹۹۳ء]

(۳) المجموع شرح المہذب، ابو زکریا محیی الدین بکی بن شرف نووی، ۹: ۱۶۴، دار الفکر، تان

(۴) بحث فی قضایا فقہیہ معاصرہ، مفتی تقی عثمانی، ۶۰۳۵، ادارۃ السون الاسلامیہ قطر، ۱۴۳۴ھ

(۵) فقہ البیوع، ۱: ۷۶

“The communication of proposals, the acceptance of proposals and the revocation of proposals and acceptances are deemed to be made by any act or omission of the party proposing, accepting or revoking by which the intends to communicate such proposal, acceptance or revocation, or which has the effect of communicating it”⁽¹⁾.

"ایجاب کا اظہار و قبولیت، ایجاب کا استرداد اس شخص کے ایسے فعل یا ترک فعل سے متصور کیا جائے گا جس نے

ایجاب کا اظہار یا ایجاب کی قبولیت یا استرداد کیا ہو۔"

کوئی شخص اپنے ارادے کا اظہار تحریری، زبانی یا اشاراتی طریقوں کے علاوہ بھی کر سکتا ہے، یعنی کسی فعل یا ترک فعل کے ذریعے کرے، مثلاً اگر کسی چیز کا مالک وہ چیز اس شخص کے حوالہ کرے جس نے اس کے خریدنے کی خواہش کی ہو تو یہی سمجھا جائے گا مالک مذکور نے وہ چیز بیچنے کا اظہار کر دیا۔ اگر زبان سے یا کسی تحریر سے ارادے کا اظہار ہو تو اس کو Express Contract کہا جاتا ہے۔

اگر ارادے کا اظہار اس طرح نہ ہو بلکہ کسی فعل یا ترک فعل سے معلوم ہو تو اس کو Implied Contract کہا جاتا ہے۔ اس قسم کو بیع تعاطی سے بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ایجاب و قبول کے جو طرق مذکور ہیں، وہ پاکستان کے مروجہ قوانین میں بھی پائے جاتے ہیں، لہذا اس مقام پر وضعی قوانین مکمل طور پر شریعت کے موافق ہیں۔

دفعہ ۳: بیع کے انعقاد و نفاذ کی چودہ (۱۴) شرائط ہیں⁽²⁾:

۱۔ مشتری اور بائع عاقل ہوں اور صحیح اور غلط میں تمیز کر سکتے ہوں۔

۲۔ عقد واحد میں ایک شخص بائع اور مشتری بن سکتا بلکہ دونوں کا الگ الگ ہونا لازم ہے۔

۳۔ قبول، ایجاب کے موافق ہو۔

۴۔ بیعہ مارکیٹ (بازار) میں موجود ہو۔

۵۔ بیعہ بائع کی ملکیت میں ہو۔

۶۔ جانبین سے جو چیز مقرر ہو وہ مال مستقیم ہو۔

۷۔ عقد بیع کے وقت بائع بیعہ حوالہ کرنے پر قادر ہو۔

۸۔ مشتری، بائع کا ایجاب (کلام) سن لے۔

۹۔ ایجاب و قبول ایک ہی مجلس میں ہو۔

۱۰۔ بائع بیعہ کا خود مالک ہو یا اس کو بیچنے کی ولایت حاصل ہو۔

(1) The Contract Act, 1872, Chapter: 1, Section: 3

(2) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲

۱۱۔ بیعہ اور شمن کی مقدار اور وصف معلوم ہو۔

۱۲۔ عقد بیع شرط فاسد سے خالی ہو۔

۱۳۔ اگر شمن مؤجل ہو تو اجل کا معلوم ہونا ضروری ہے۔

۱۴۔ جن چیزوں میں ربا کا خدشہ ہو ان میں مماثلت اور مجلس میں قبضہ ضروری ہے۔

زیر نظر دفعہ نمبر ۳ میں مذکور شروط کی ترتیب وار وضاحت و تشریح درج ذیل ہے:

شرط نمبر ۱:

بیع کے شروط میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ عاقدین عاقل ہو اور صحیح اور غلط میں تمیز کرنے کے قابل ہو۔ بالغ، آزاد اور مسلمان ہونا شرط نہیں۔ صحیح اور غلط کی تمیز کرنے کے لیے شریعت نے عمر کی کوئی قید مقرر نہیں کی ہے^(۱)۔ اگر بچہ سمجھدار ہو تو اس کی خرید و فروخت صحیح ہے البتہ اس کا نفاذ ولی^(۲) کی اجازت پر موقوف ہو گا یا خود اس کے بالغ ہونے کے بعد اجازت پر موقوف ہو گا۔ جب ولی نے اس کو اجازت دے دی خواہ صراحۃً زبان کے ساتھ اجازت دے یا دلالت ہو تو بچے کی خرید و فروخت نافذ ہو جائے گی، مثلاً بچہ کوئی چیز خرید رہا ہے یا بیچ رہا ہے اور ولی نے اس کو کچھ نہیں کہا تو یہ اجازت پر محمول کیا جائے گا^(۳)۔

تقابل:

پاکستان میں رائج قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء میں ہے:

"Every person is competent who is of the age of majority according to the law to which he is subject, and he is of sound mind, and is not disqualified from contracting by any law to which he is subject"^(۴).

"ہر وہ شخص جو قانون کے مطابق بالغ، ذی ہوش ہو اور کسی ایسے قانون کے تحت جس کا وہ تابع ہے، قابل معاہدہ سے خارج قرار نہ دیا گیا ہو، معاہدہ کرنے کا اہل ہے۔"

وضاحت: وضعی قوانین کے اس دفعہ کا تعلق ذاتی اہلیت کی تین شاخوں سے ہے، یعنی عمر، فائز العقل اور شخص قانون کی بنا پر نااہل ہونا ہے۔ گویا اس دفعہ میں تین قسم کے لوگوں کو معاہدہ کے لیے نااہل قرار دیا گیا ہے کہ ان کا معاہدہ نافذ العمل ہی نہ ہو گا۔ اس دفعہ میں مکمل یکسانیت نہیں پائی جاتی کیونکہ فتاویٰ عالمگیری میں نابالغ کے معاہدہ کو اس کی بلوغت یا ولی کی اجازت پر موقوف قرار دیا گیا ہے جب کہ وضعی قوانین میں نابالغ کو سرے سے معاہدہ کے لیے نااہل کہا گیا ہے۔ لہذا اس مسئلہ میں شرعی اور وضعی قوانین میں مکمل یکسانیت نہیں پائی جاتی۔

غیر مسلم کو مصحف بیچنے کا حکم:

(۱) رد المحتار، ۶: ۱۸۳

(۲) ولی سے مراد بچے کا باپ ہے، اگر وہ فوت ہو چکا ہو تو اس کا وصی، پھر اس کے بعد وصی کا وصی، پھر دادا اور اس کا وصی یا دادا کے وصی کا وصی، اگر مذکورہ

لوگوں میں سے کوئی نہ ہو تو پھر قاضی کو ولایت حاصل ہوگی۔ [رد المحتار، ۶: ۱۷۴]

(۳) فقہ البیوع، ۱: ۱۵۲

(۴) The Contract Act 1872, Chapter: 2, Section: 11

غیر مسلم کے ساتھ خرید و فروخت جائز ہے کیونکہ اسلام بیع کے شرائط میں سے نہیں ہے۔ البتہ فقہاء احناف کے نزدیک مصحف قرآن مجید کا کافر کو بیچنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے جب اس سے اہانت کا خدشہ نہ ہو، لیکن اس کو اس بات پر مجبور کیا جائے گا کہ وہ اس مصحف کو آگے بیچے^(۱)۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک کافر کو مصحف قرآن بیچنا جائز ہی نہیں یعنی یہ بیع نافذ ہی نہ ہوگی^(۲)۔ ان کی دلیل یہ ہے وہ قرآن مجید کا استخفاف کریں گے۔ احناف فرماتے ہیں کہ نفس بیع کے ساتھ بیع نافذ ہو جائے گی اور استخفاف سے بچنے کے لیے کافر کو بیچنے پر مجبور کیا جائے گا۔

شرط نمبر ۲:

ایک ہی عقد میں ایک ہی شخص بائع اور مشتری نہیں بن سکتا بلکہ دونوں کا الگ الگ ہونا لازم ہے۔ البتہ درج ذیل چار صورتوں میں اگر بائع و مشتری ایک ہی شخص ہو تو بیع نافذ ہوگی:

۱: شریعت نے اس کو نائب مقرر کیا ہو، مثلاً باپ کو نابالغ بچے کا نائب مقرر کیا گیا ہے اور وہ اس کے لیے خرید و فروخت کرتا ہے، باپ بچے کی طرف سے ایجاب اور اپنی طرف سے قبول کرے گا لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ مروجہ قیمت کے ساتھ ہو یا اس قیمت کے ساتھ ہو جس میں عادی انسان دھوکہ کھا سکتا ہو^(۳)۔

۲: وہ شخص جو چھوٹے بچے کا وصی مقرر ہوا ہو، لہذا اس کا حکم بھی باپ کی طرح ہے کیوں کہ یہ باپ کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے، البتہ اس میں شرط یہ ہے کہ خرید و فروخت میں بچے کا نفع واضح ہو، ورنہ عقد نافذ نہیں ہوگا^(۴)۔

۳: قاضی وقت بھی جانبین کی طرف سے متولی بن سکتا ہے، لیکن اس صورت میں وہ صرف پیغام رساں کا کام دے گا۔ مثلاً قاضی ایک کی طرف سے ایجاب کرے اور دوسرے کی طرف سے قبول کرے تو یہ بیع نافذ ہو جائے گی۔ ہاں اپنے لیے نہیں خرید سکتا کیوں کہ اس کا فعل قضاء ہے اور وہ اپنے حق میں فیصلہ صادر نہیں کر سکتا^(۵)۔

۴: ایک ایجنٹ (ایجنٹی) جانبین کی طرف سے ایجاب و قبول کر سکتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کسی کو دکان بیچنے کا کہے اور دوسرا شخص دکان خریدنے کا کہے، پھر یہی ثالث ایک کی طرف سے بائع اور دوسرے کی طرف سے مشتری بن کر بیع کرے تو یہ جائز ہوگی۔

شرط نمبر ۳:

قبول، ایجاب کے موافق ہونا عقد بیع کے لیے شرط ہے^(۶)، لہذا جانبین سے جو چیز مقرر کی جائے وہی چیز کمی و بیشی اور رد و بدل کے بغیر حوالہ کی جائے گی ورنہ پھر عقد صحیح نہیں ہوگا، مثلاً ایک شخص تین کپڑے ایک ہی بیع میں کسی کو بیچ دے اور ان میں سے ہر ایک کی قیمت متعین کر دے کہ ان میں سے ہر ایک کپڑا ایک ہزار کے بدلے بیچوں گا، تب بھی مشتری کے لیے جائز نہیں کہ وہ ان تین کپڑوں میں سے ایک کپڑا لے لے اور باقی چھوڑ دے، کیونکہ ایجاب تین کپڑوں کا ہوا ہے لہذا قبول بھی تین ہی کا ہوگا۔

شرط نمبر ۴:

(۱) المبسوط، شمس اللہ احمد بن ابی سہل سرخسی، ۱۳: ۱۳۳، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۴۱۲ھ = ۱۹۹۳ء

(۲) روضة الطالبین وعمدة المفتین، ابو زکریا محیی الدین یحییٰ بن شرف نووی، ۳: ۳۴۶، المکتب الاسلامی، بیروت دمشق، ۱۴۱۲ھ = ۱۹۹۱ء

(۳) بدائع الصنائع، ۵: ۱۳۵

(۴) تحفۃ الفقہاء، علاء الدین محمد بن احمد سمرقندی، باب الشراء والبيع، ۲: ۳۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۲ھ = ۱۹۹۴ء

(۵) البحر الرائق، ابن نجیم زین الدین بن ابراہیم حنفی، ۵: ۲۷۸، دار الکتب الاسلامی، تان

(۶) العنایہ، شمس الدین محمد بن محمد بن محمود، ۶: ۲۵۵، دار الفکر، تان

جو چیز بیچی جا رہی ہے، وہ بازار میں دستیاب ہونا شرط ہے، اگر اس کا وجود نہ ہو تو اس کی بیع منعقد نہیں ہوگی۔ جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ میں ہے:

"نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ حَبْلِ الْحَبْلَةِ" (1)

"رسول اللہ ﷺ نے حمل کے حمل کے بیچنے سے منع فرمایا ہے۔"

حمل الحمل کے بیع و شراء کے ناجائز ہونے کی اصل وجہ اس کا معدوم ہونا ہے۔

شرط نمبر ۵:

بیعہ بائع کی ملکیت میں ہونا بھی بیع کے لیے شرط ہے (2)، جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ میں ہے:

"لَيْسَ عَلَى رَجُلٍ بَيْعٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ" (3)

"کسی شخص کے لیے غیر مملوک چیز کا بیچنا جائز نہیں۔"

لہذا اگر کوئی چیز ملک میں نہ ہو تو اس کا بیچنا جائز نہیں ہوگا۔ واضح رہے کہ اس میں وہ چیزیں بھی داخل ہیں جو مباح الاصل ہوں، یعنی جن میں تمام لوگ برابر شریک ہوں (4)، رسول اللہ ﷺ نے تین چیزیں بیان فرمائی ہیں جن میں تمام مسلمانوں کی ملکیت برابر ہے: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"ثَلَاثٌ لَا يَمْنَعُنَ: فِي الْمَاءِ وَالْكَلَاءِ، وَالنَّارِ" (5)

"تین چیزوں سے منع نہیں کیا جائے گا: پانی، خود رو گھاس اور آگ۔"

اس شرط کے مطابق یہ بھی غیر مملوک ہوں گی۔

شرط نمبر ۶:

بیع کے منعقد ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ جانین سے مال مستقیم مقرر کی جائے، مال سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کی طرف انسان کا نفس مائل ہو خواہ وہ سامان میں سے ہو یا منافع میں سے (6)، علامہ شامی (7) رحمہ نے مال کی تعریف یوں کی ہے:

(1) صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب بیع الغرر وحبل الحبلة، رقم الحدیث: ۲۱۴۳

(2) تحفۃ الفقهاء، ۲: ۳۴

(3) سنن النسائی، کتاب البیوع، بیع مال لیس عند البائع، رقم الحدیث: ۴۶۱۲

(4) فتح القدیر، ۶: ۴۱۷

(5) [سنن ابن ماجہ، کتاب الرہون، باب المسلمون شرکاء فی ثمن، رقم الحدیث، ۲۴۷۳] علامہ ابو حفص عمر شافعی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ [البدور المنیر فی تخریج الاحادیث، ابو حفص عمر بن علی شافعی، دار الهجرة للنشر والتوزیع، ۷: ۷۶، ریاض سعودیہ، ۱۴۲۵ھ = ۲۰۰۴ء]

(6) تحفۃ الفقهاء، ۲: ۳۴

(7) محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین دمشقی (پیدائش: ۱۱۹۸ھ - وفات: ۱۲۵۲ھ)، دمشق میں پیدا ہوئے اور دمشق ہی میں وفات پائی۔ اپنے زمانہ فقہ حنفی کے امام رہے اور فقہ حنفی کی خوب خدمت کی۔ ان کی تصنیفات میں رد المحتار علی الدر المختار، منہج الطالب علی البحر الرائق، العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیۃ، حاشیہ علی المطول فی البلاغۃ اور الرحیق المختوم وغیرہ شامل ہیں۔ [حلیۃ البشر فی تاریخ القرن الثالث عشر، عبدالرزاق بن حسن دمشقی، ۱: ۱۲۳۰، دار صادر، بیروت، ۱۴۱۳ھ = ۱۹۹۳ء]

"المراد بالمال ما يميل إليه الطبع ويمكن ادخاره لوقت الحاجة ، والمالية تثبت بتمول الناس كافة أو بعضهم" (1)

"مال سے مراد وہ ہے جس کی طرف طبیعت (سلیمہ) مائل ہو، بوقت حاجت اس کو محفوظ کرنا ممکن ہو اور تمام لوگوں یا بعض لوگوں کے لین دین سے اس کی مالیت ثابت ہو چکی ہو۔"

مال کی دو قسمیں ہیں: مال متقوم اور مال غیر متقوم۔

۱: وہ مال جس سے عرفاً یا شرعاً فائدہ حاصل کرنا جائز ہو وہ مال متقوم ہوگا (2)۔

۲: وہ مال جس سے عرفاً یا شرعاً فائدہ حاصل کرنا جائز نہ ہو وہ مال غیر متقوم ہوگا۔

مال کی مذکورہ بالا تعریف کے مطابق بجلی اور گیس بھی مال متقوم میں داخل ہوں گے، لہذا ان کی خرید و فروخت جائز ہوگی۔

بٹ کونن (Bitcoin) کی حقیقت:

بٹ کونن ایک ڈیجیٹل کرنسی ہے، کس کو کمانے یا حاصل کرنے میں کسی بینک کا کوئی اختیار نہیں۔ یہ مکمل آزاد کرنسی ہے جس کو ہم اپنے کمپیوٹر کی مدد سے بھی خود جزیٹ کر سکتے ہیں۔ اس کرنسی کو بنانے کا خیال سب سے پہلے ۲۰۰۹ء میں تب آیا۔ اس کرنسی کو کرپٹو (Cripto) کرنسی کا نام دیا گیا۔ اس کا عرف عام ہو چکا ہے کیوں کہ معروف ویب سائٹس بٹ کونن کا ایکسچینج ریٹ بھی بتاتی ہے گویا اس کو رائج ٹمن (فلوس نافقہ) کی حیثیت مل چکی ہے۔ اسے کسی بھی برقی آلہ (Electronic Device) میں سالوں استعمال نہ کرنے کے باوجود محفوظ کیا جاسکتا ہے۔

بٹ کونن کا شرعی حکم:

علامہ شامی رحمہ اللہ نے مال کی تعریف میں جن تین بنیادی امور کا تذکرہ کیا ہے، وہ بٹ کونن میں پائے جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ مال اس کو کہا جاتا ہے جس کی طرف طبیعت سلیمہ مائل ہو۔ دوسرا یہ کہ اس مرغوبہ چیز کو بوقت حاجت محفوظ کرنا ممکن ہو۔ تیسرا یہ کہ اس شی مرغوبہ کے لین دین کا عرف عام قائم ہو جائے۔ چنانچہ بٹ کونن میں بھی مذکورہ تین اوصاف پائے جاتے ہیں، جس کی واضح دلیل یہ ہے کہ مختلف کرنسیوں کے ریٹ بتانے والے ویب سائٹس بٹ کونن کی قیمت بتاتے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا استعمال عرف عام میں قائم ہو چکا ہے۔ جہاں تک بٹ کونن کو محفوظ کرنے کی بات ہے سوا اس کو بھی دیگر حسی مال و متاع (Vertual Wealth) کی طرح برقی آلہ (Electronic Device) محفوظ کیا جاسکتا ہے۔

شرط نمبر ۷:

عقد کے وقت بائع، مشتری کو مبیعہ حوالہ کرنے پر قادر ہو۔ اگر مبیعہ مقدور التسلیم نہ ہو تو بیع منعقد نہیں ہوگی۔ فقہاء احناف فرماتے ہیں کہ اس کی علت دھوکہ دینا ہے (3) اور رسول اللہ ﷺ نے اس بیع سے منع فرمایا ہے جس میں دھوکہ ہو (4)۔

(1) رد المحتار، ۴: ۵۰۱

(2) رد المحتار، ۴: ۵۰۱

(3) فقہ البیوع، ۱: ۳۳۸

(4) امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کر کے حسن صحیح کہا ہے۔ [سنن الترمذی، ابواب البیوع، باب ما جاء فی کراہیۃ بیع الغرر، رقم الحدیث: ۱۲۳۰]

شرط نمبر ۸ :

مشتري اور بائع ایک دوسرے کے ایجاب و قبول سے واقف ہوں یعنی ایجاب کی تکمیل تب ہوتی جب مشتری اس کو سن لے یا اس کے علم میں آجائے اور قبول کی تکمیل تب ہوگی جب بائع کو خبر دی جائے، اگر ایسا نہ ہو تو بیع منعقد نہیں ہوگی^(۱)۔ مثلاً مشتری نے اشتريت کہا اور بائع نے کہا کہ میں نے اس کو نہیں سنا تو بیع منعقد نہیں ہوگی۔

خط و کتابت کے ذریعے بیع کرنے کے احکام کلام (خطاب) کی طرح ہے^(۲)۔ ایک شخص کسی کو خط کے ذریعے پیغام بھیجے کہ میں اپنا سامان تمہیں بیچتا ہوں۔ وہ خط مکتوب الیہ کو پہنچ جائے تو ایجاب ہو جائے گا اور جب وہ اس کو قبول کر لے تو بیع نافذ ہو جائے گی^(۳)۔ فیکس، موبائل اور کمپیوٹر کے ذریعے بیع کا حکم:

اس میں فیکس، کمپیوٹر یا موبائل کے ذریعے جو بیانات بھیجے جاتے ہیں وہ بھی داخل ہیں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ دھوکہ اور فریب سے خالی ہو^(۴)۔ موبائل یا ٹیلیفون کے ذریعے جو بیع ہوتی ہے وہ بالمشافہ بیع کی طرح ہے، علامہ نووی فرماتے ہیں:

"لو تناديا وهما متباعداً وتباعاً، صح البيع بلا خلاف"^(۵)۔

"اگر متعاقدین دور سے ایک دوسرے کو آواز دے کر بیع کریں تو سب کے نزدیک بیع نافذ ہو جائے گی۔"

تقابل:

پاکستان میں رائج قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء میں ہے:

"The communication of a proposal is complete when it comes to the knowledge of the person to whom it is made"^(۶).

"ایجاب کی تکمیل تب ہوتی ہے جب ایجاب اس شخص کے علم میں آجائے جس سے ایجاب کیا گیا ہو۔"

فتاویٰ عالمگیری میں بیع کے اظہار کی تکمیل کے لئے جو طریقہ کار بیان کیا گیا ہے، وہی قانون معاہدہ میں بھی مذکور ہے، لہذا اس مقام پر شرعی و وضعی قوانین میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔

شرط نمبر ۹ :

ایجاب و قبول ایک ہی مجلس میں ہو۔ جس مجلس میں ایجاب ہوا ہو اسی میں قبول کا اعتبار ہوگا۔ اگر بائع کسی کام میں مصروف ہو کر مشتری سے اعراض کر لے تو ایک مجلس ہونے کے باوجود بھی ایجاب باطل ہو جائے گا۔ البتہ اگر ایجاب کا اعادہ کر لے تو پھر جائز ہوگا^(۷)۔

(۱) البحر الرائق، ۵: ۲۸۸

(۲) الہدایہ، ۳: ۲۳

(۳) رد المحتار، ۴: ۵۱۲

(۴) فقہ البیوع، ۱: ۳۹

(۵) المجموع شرح المہذب، ابو زکریا محیی الدین نووی، ۹: ۱۸۱، دار الفکر، تان

(۶) The Contract Act, 1872, Chapter: 1, Section: 4

(۷) الدر المختار، ابن عابدین محمد امین الحنفی، ۴: ۵۲۶، دار الفکر، ۱۴۱۲ھ = ۱۹۹۲ء

شرط نمبر ۱۰:

مبیعہ بائع کی ملک ہونا ضروری ہے یا اس کو اس کے بیچنے کا ولی یا وکیل مقرر کیا گیا ہو تو بیع نافذ ہو جائے گی، البتہ عدم ملک و عدم ولایت کی صورت میں بیع منعقد ہو جائے گی لیکن دوسرے کی اجازت پر موقوف ہوگی^(۱)۔

وکیل سے مراد وہ شخص ہے جس کو بائع اپنا خرید و فروخت کے لیے اپنا نائب مقرر کرے اور اس کو بیع کے نسخ و نفاذ کا اختیار دے دیتا ہے^(۲)۔

تقابل:

پاکستان میں رائج قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء دفعہ ۱۸۲ میں وکیل (ایجنٹ) کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

“An Agent is a person employed to do any act for another or to represent another in dealing with third person”^(۳).

"جو کسی دوسرے شخص کی خاطر حقوق سرانجام دینے کے لیے مقرر ہو یا تیسرے فریق سے معاملات طے کرتے

ہوئے کسی دوسرے شخص کے لیے نمائندگی کے فرائض سرانجام دے، اسے ایجنٹ کہا جاتا ہے۔"

وضعی قانون میں ذکر شدہ وکیل کی تعریف بعینہ وہی ہے جو شرعی قانون میں موجود ہے، لہذا وکیل کی تعریف میں شرعی اور وضعی قوانین میں یکسانیت ہے۔

تقابل:

اگر سامان بائع کے قبضہ میں نہ ہو تو وضعی قانون کے مطابق اس میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ پاکستان میں رائج قانون بیع مال ۱۹۳۰ء اور قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء میں مبیعہ کا بائع کے ملک ہونا یا اس کے قبضہ میں ہونے کی شرط مذکور نہیں۔

شرط نمبر ۱۱:

مبیعہ کی مقدار اور ثمن کا وصف معلوم و متعین ہونا چاہیے، لہذا اگر مبیعہ کا قدر معلوم نہ ہو تو جہالت کی وجہ سے بیع صحیح نہ ہوگی، مثلاً بائع کہے کہ میں پانچ تولہ سونا پانچ لاکھ پاکستانی روپوں کے بدلے بیچنا چاہتا ہوں، تو یہ بیع صحیح ہوگی۔ اراضی کے لیے اس کے حدود اور بعد بیان کرنا کافی ہے، اسی طرح اگر مبیعہ اور ثمن مشار الیہ ہو تو اس کے لیے مقدار معلوم کرنا ضروری نہیں بشرط یہ کہ جانین سے جو چیزیں مقرر ہوں وہ سودی چیزوں میں سے نہ ہوں^(۴)۔

تقابل:

پاکستان میں مروجہ قانون بیع مال ۱۹۳۰ء میں ہے:

"Where the price is not determined in accordance with the foregoing provisions, the buyer shall pay the seller a reasonable

(۱) تحفۃ الفقہاء: ۲: ۳۴

(۲) کتاب التعریفات، علی بن محمد جرجانی، ۱: ۲۵۴، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۳ھ = ۱۹۸۳ء

(۳) The Contract Act, 1872, Chapter: 10, Section: 182

(۴) رد المحتار: ۴: ۴۲۹۔ ۴۳۰

price. What is a reasonable price is a question of fact dependent on the circumstances of each particular case" ⁽¹⁾.

"جس بیع میں قیمت متعین نہ ہو تو مشتری پر بائع کو مناسب قیمت ادا کرنی ہوگی، مناسب قیمت کیا ہوگی وہ امر واقعہ ہوگا جس کا انحصار معاملہ کرنے والے کے حالات پر ہوتا ہے۔"

شریعت کی رو سے قیمت کے مجہول ہونے کی صورت میں بیع فاسد ہوتی ہے کیونکہ قیمت کا مجہول ہونا متعاقدین کے درمیان جھگڑے کا سبب بنتا ہے۔ جب کہ پاکستان کے قانون کے مطابق قیمت مجہول ہونے کے باوجود بیع صحیح ہوگی اور بائع، مشتری سے مناسب قیمت کا مطالبہ کرے گا۔ اسی طرح مشتری، بیعہ پر قبضہ کر لے اور اس کی قیمت متعین نہ ہو تو اس کے ساتھ بیع فاسد ہوتی ہے اور بیع فاسد کی صورت میں مشتری اس کی قیمت کا ضامن ہوتا ہے۔ البتہ قیمت کا اعتبار اس دن کا ہوگا جس دن مشتری نے بیعہ قبضہ کیا ہے، اس کا ذکر پاکستانی قانون میں نہیں۔ لہذا اس مسئلہ میں وضعی اور شرعی قوانین میں مکمل یکسانیت نہیں پائی جاتی۔

ڈبوں میں بند بیعہ کے بیچے کا حکم:

اس زمانے میں کارٹنوں یا ڈبوں میں بند سامان کو بیچا جاتا ہے جس کا مشاہدہ مشتری نہیں کر سکتا بلکہ کارٹن یا ڈبہ پر لکھے گئے اوصاف و مقدار کے ذریعے خریدتا ہے تو اس میں بیعہ اگر انہی اوصاف کے ساتھ پایا گیا تو بیع تام ہوگی، اگر ان اوصاف کے ساتھ نہ ہو تو مشتری کو خیار رؤیت حاصل ہوگا۔

شرط نمبر ۱۲:

عقد بیع کے لیے شروط فاسدہ سے خالی ہونا ضروری ہے، شروط فاسدہ کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

شرط نمبر ۱۳:

اگر ثمن مؤجل ہو تو اجل کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ بیع ثمن حال اور مؤجل دونوں کے ساتھ جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بیع کو مطلقاً حلال قرار دیا ہے ⁽²⁾، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الزَّيْوَ" ⁽³⁾

"اللہ تعالیٰ نے بیع حلال کی ہے اور زکو حرام کیا ہے۔"

البتہ مؤجل ہونے کی صورت میں اجل (مدت) معلوم ہونا ضروری ہے، کیوں کہ اجل کا مجہول ہونا دونوں میں جھگڑے کا سبب بنے گا ⁽⁴⁾۔

(1) Sale of Goods Act 1930, Chapter: 2, Section: 9(2)

(2) الہدایہ، ابوالحسن برہان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی، ۳: ۲۴، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، تن

(3) سورۃ البقرہ، ۲: ۲۷۵

(4) الہدایہ، ۳: ۲۴

شرط نمبر ۱۴ :

اگر مبیعہ اور شمن دونوں ایسی چیزوں میں سے ہوں جن میں ربا کا شبہ ہو تو ان میں اشارہ کافی نہیں ہوگا بلکہ ان میں مماثلت ضروری ہے^(۱)۔ سیدنا ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے:

" أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن المزانية والمحاقلة⁽³⁾"

"رسول اللہ نے بیع مرابنہ⁽⁴⁾ اور بیع محاقلہ⁽⁵⁾ سے منع فرمایا ہے۔"

دفعہ ۴: ایجاب و قبول کے بعد بیعہ پر مشتری کی اور مال پر بائع کی ملکیت ثابت ہو جاتی ہے۔^(۶)

وضاحت:

بیع میں اگر فی الحال بیعہ حوالہ کرنا ہو تو مشتری بیعہ کا مالک ہو جائے گا، اسی طرح بائع کا حق مال میں ثابت ہو جائے گا، لیکن اگر بیع موقوف ہو تو جس کی اجازت پر موقوف ہے، اس کی اجازت کے ساتھ معیر مشتری کی اور مال پر بائع کی ملکیت ثابت ہوگی ⁽⁷⁾۔

باب ۲: بیع کے منعقد ہونے یا نہ ہونے کا بیان

دفعہ ۵: تملک و تملک پر ولایت کرنے والے کسی بھی زبان کے ماضی اور حال کے صیغوں سے بچ نافذ ہو جاتی ہے^(۸)۔

وضاحت:

عرف میں جو کلمات بیع (تملیک یا تمکک) پر دلالت کرے ان کے ساتھ ایجاب و قبول نافذ ہوگا۔ کلمات بیع کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ انشاء عقد پر دلالت کرے، لہذا ان کے لیے ماضی یا حال کے صیغے ہونا ضروری ہے، اگر مضارع کے صیغے ہوں تو اس کو وعدہ بیع کہا جاتا ہے۔ خواہ لفظ بیع ہو یا شراء، لفظ اعطاء ہو یا هبة⁽⁹⁾۔ مثلاً مشتری نے کہا کہ میں نے یہ چیز تم سے خرید لی (اشتریت) اور بائع کہے: رضیت (میں راضی ہوں)، یا أمضیت (میں نے کر دیا)، یا أجزت (میں نے نافذ کر دی) تو بیع نافذ ہو جائے گی⁽¹⁰⁾۔

عربی میں حال واستقبال کے لیے ایک ہی صیغہ استعمال ہوتا ہے، اگر اس بات کی تصریح ہو کہ ان سے مراد حال ہے استقبال نہیں تو ان سے بھی ایجاب ہو جائے گا۔ عربی کے علاوہ اردو، فارسی، انگریزی میں حال واستقبال دونوں کے لیے الگ الگ صیغے استعمال ہوتے ہیں۔

(1) رد المحتار، ۴: ۴۳۰

(2) سعد بن مالک سنان بن ثعلبہ بن عبید بن ابجر انصاری خدری (وفات: ۱۷ھ)، جلیل القدر صحابی ہیں۔ غزوہ احد کے سال عمر تیرہ سال تھی۔ آپ غزوہ بنی مصطلق میں بھی شریک رہے۔ [الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد قرطبی، دار الجلیل، بیروت، ۱۴۱۲ھ = ۱۹۹۲ء]

(3) صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب بیع المزانہ، رقم الحدیث: ۲۱۸۶

(4) مزابنہ سے مراد "درخت پر لگے ہوئے پھل کے بدلے اس جنس کے ٹوٹے ہوئے دانوں کا فروخت کرنا" ہے۔ [بدائع الصنائع، ۵: ۱۹۳]

(5) بیچ محافلہ سے مراد "کھیت میں لگے ہوئے دانوں کی اس جنس کے ٹوٹے ہوئے دانوں کے بدلے فروخت کرنا" ہے۔ [نفس محصر]

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۳

(7) فتح القدير، ٦: ٢٥٤

(۸) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۴

(9) فتح القدير، ٦: ٢٣٩

(10) المحط اليه هاني، ربان الدين محمود بن احمد خفي، ٦: ٢٦٩، دار الكتب العلمية، بيروت لبنان، ١٤٢٢هـ = ٢٠٠٢م

واضح رہے کہ ماضی اور حال کے الفاظ کے ساتھ بیع فی الحال لازم ہو جاتی ہے، البتہ اگر مستقبل کے الفاظ کے ساتھ بیع کی جائے یا بیع کو شرائط کے ساتھ معلق کیا جائے تو یہ بیع نہیں ہوگی بلکہ بیع کا وعدہ ہوگا، جس کو پاکستان کے قانون کے مطابق بھی اقرار بیع (Agreement to sell) سے تعبیر کیا گیا ہے۔

تقابل:

اس کا ذکر پاکستان میں مروجہ قانون بیع مال ۱۹۳۰ء میں بھی ان الفاظ کے ساتھ ہے:

“A contract of sale of goods is a contract whereby the seller transfers or agrees to transfer the property in goods to the buyer for a price.”⁽¹⁾

"بیع مال کا معاہدہ وہ کہلاتا ہے کہ بائع جائیداد بصورت مال مشتری کو طے شدہ رقم کے بدلے منتقل کر دے یا منتقل کرنے کرنے کا اقرار کرے۔"

اس دفعہ میں دو باتیں ہیں: ایک بیع اور دوسرا اقرار بیع۔ مذکورہ دفعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیع اور اقرار بیع دونوں کا حکم ایک ہے کہ یہ نافذ ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اقرار بیع صرف مستقبل میں بیع کرنے کا ایک وعدہ ہے جو فی الحال نافذ نہیں ہوتا۔ لہذا اس اعتبار سے دونوں میں یکسانیت نہیں پائی جاتی۔

البتہ اگر اقرار بیع سے مراد وہ ہو جو پاکستان کے قانون بیع مال ۱۹۳۰ء کے دفعہ نمبر ۶ کے تحت مذکور ہے:

“Where by a contract of sale the seller purports to effect a present sale of future goods, the contract operates as an agreement to sell the goods”⁽²⁾.

"وہ مال جو معاہدہ بیع کا مضمون ہوتا ہے، بائع کے قبضہ میں موجود مال بھی ہو سکتا ہے اور آئندہ مال کے بیچنے کا معاہدہ بھی۔" تو پھر یہ استصناع کی ایک صورت ہوگی جو کہ شرعاً جائز ہے، استصناع کی تفصیل باب الاستصناع میں آرہی ہے۔

برآمدات کا شرعی حکم:

اگر آرڈر موصول ہونے کے وقت سامان بائع کے پاس موجود ہو تو یہ حقیقی بیع ہوگی اور اس کو وعدہ بیع پر محمول کرنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ اگر سامان بائع کے قبضہ میں نہ ہو تو وضعی قانون کے مطابق اس میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ پاکستان میں رائج قانون بیع مال ۱۹۳۰ء اور قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء میں بیعہ کا بائع کے ملک ہونا یا اس کے قبضہ میں ہونے کی شرط مذکور نہیں لیکن شرعی قانون میں بیعہ کے بیچنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ مارکیٹ میں موجود ہونے کے ساتھ ساتھ بائع کی ملکیت بھی ہو، لہذا اس صورت میں اس کا حکم وعدہ بیع کا ہوگا، البتہ اگر مشتری کے حوالہ کر دیا تو بیع تام ہو جائے گی۔

(1) Sale of Goods Act 1930, Chapter : 2, Section: 4(4)

(2) Sale of Goods Act 1930, Chapter : 2, Section: 6

دفعہ ۶: خیار قبول مجلس کے اختتام تک رہے گا^(۱)۔

وضاحت:

جب ایک عاقد نے بیع کے لیے ایجاب کیا تو دوسرے کو مجلس میں قبول کرنے اور نہ کرنے کا اختیار حاصل ہے، اس کو خیار قبول کہتے ہیں، یہ خیار مجلس عقد تک ہوگا۔ البتہ جب ایجاب و قبول تام ہو جائے تو پھر کسی کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہوگا^(۲)۔
دفعہ نمبر ۷: مشتری کے قبول کرنے سے پہلے موجب مرجع تو ایجاب باطل ہو جائے گا^(۳)۔

وضاحت:

موجب نے ایجاب کیا، پھر مشتری کے قبول کرنے سے پہلے موجب مرجع تو اس کے ساتھ ایجاب باطل ہو جائے گا۔ مثلاً ایک شخص نے کہا کہ میں اس سامان کو فروخت کرتا ہوں، مشتری کے قبول کرنے سے پہلے وہ شخص فوت ہو گیا تو اس کے ساتھ ایجاب باطل ہو کر مشتری کا خیار قبول بھی باطل ہو جائے گا۔

دفعہ ۸: قبول سے پہلے ایجاب کرنے والے کو ایجاب سے رجوع جائز ہے^(۴)۔

وضاحت:

مشتری یا بائع کے قبول کرنے سے پہلے موجب (ایجاب کرنے والے) کے لیے اپنے قول (ایجاب) سے رجوع جائز ہے^(۵)، مثلاً وہ کہے کہ میں نے یہ کپڑا ایک ہزار کے بدلے تم کو بیچ دی، اب مشتری کے قبول کرنے سے پہلے پہلے وہ اپنے قول سے رجوع کر کے فسخ کر سکتا ہے، جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ میں ہے:

"الْمُبْتَاعُ يَبْعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلَى صَاحِبِهِ مَا لَمْ يَنْفَرَقَا، إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ"^(۶)

"متعاقدين میں سے ہر ایک کو بیع فسخ کرنے کا اختیار ہے جب تک جدا نہ ہوئے ہو سوائے خیار شرط کے"۔

اس حدیث میں تفرق (جدا ہونا) کے الفاظ آئے ہیں۔ اور متعاقدين کا جدا ہونا دو قسم پر ہے: ایک کو تفرق بالابدان کہا جاتا ہے اور دوسرے کو تفرق بالا قوال۔ حدیث بالا میں شوافع کے نزدیک تفرق سے تفرق بالابدان مراد ہے یعنی مجلس عقد میں جب تک دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں، اپنے ایجاب و قبول سے رجوع کر سکتے ہیں اگرچہ ایجاب و قبول تام ہو گئے ہوں^(۷)۔

احناف کے نزدیک اس سے مراد تفرق بالا قوال ہے، یعنی جب ایک ایجاب کرے تو جب تک دوسرے نے قبول نہیں کیا تو موجب کو اپنے ایجاب سے رجوع کا اختیار ہوگا۔ اگر قبول تام ہو گیا تو ایجاب سے رجوع کا اختیار بھی باطل ہو جائے گا اگرچہ دونوں مجلس عقد میں موجود ہوں۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۷

(۲) بدائع الصنائع، ۵: ۱۳۴

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۷

(۴) نفس مصدر، ۳: ۸

(۵) النہر الفائق، ابن نجیم سراج الدین عمر بن ابراہیم، ۳: ۳۴۱، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۲ھ = ۲۰۰۲ء

(۶) صحیح البخاری، باب البیعان بالخیار لم یتفرقا، رقم الحدیث: ۲۱۱۱

(۷) المجموع شرح المہذب، ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شریط نووی، ۹: ۷۴، دار الفکر، تان

البتہ مشتری کے قبول کے بعد اگر بائع اپنے ایجاب سے رجوع کرنا چاہے تو اس کا اختیار ختم ہو جائے گا⁽¹⁾۔
خط، جو ایک پیغام رساں کے ہاتھوں بھیجا جا رہا ہو، پھر مرسل ایجاب سے رجوع کرنا چاہے تو اس کو یہ اختیار حاصل ہے، اگرچہ مشتری کو علم نہ ہو لیکن اس شرط کے ساتھ کہ خط مشتری تک پہنچا نہ ہو۔ اگر پہنچ جائے تو قبول کرنے سے پہلے اس کو اپنے رجوع سے خبردار کرنا ضروری ہے⁽²⁾۔

تقابل:

پاکستان میں رائج قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء میں ہے:

“A proposal may be revoked at any time before the communication of its acceptance is complete as against the proposer, but not afterward”⁽³⁾.

"ایجاب کو قبول سے پہلے کسی بھی وقت مسترد کیا جاسکتا ہے، البتہ قبول کرنے کے بعد نہیں۔"
فتاویٰ عالمگیری میں خیار قبول کی جو تعریف کی گئی ہے، وہی قانون معاہدہ میں بھی مذکور ہے۔ لہذا شرعی اور وضعی قوانین میں مکمل یکسانیت پائی جاتی ہے۔

دفعہ ۹: بائع اپنے ایجاب سے رجوع کرے تو مشتری کو اس کے کلام کا سننا ضروری ہے⁽⁴⁾۔

وضاحت:

رجوع کرنے کے لیے ضروری ہے کہ دوسرا اس کے کلام کو سنے، مثلاً بائع کہے کہ "میں نے اپنے قول سے رجوع کیا"، لیکن مشتری نے اس کے قول کو سنا نہیں اور "اشتہیت" کہا تو بیع نافذ ہو جائے گی⁽⁵⁾۔

تقابل:

پاکستان کے قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء میں ہے:

“A proposal is revoked by the communication of notice of revocation by the proposer to the other party”⁽⁶⁾.

"ایجاب مسترد ہو جاتا ہے موجب کی جانب سے دوسرے فریق کو استرداد کی اطلاع فراہم کی جائے۔"
فتاویٰ عالمگیری اور وضعی قوانین میں مکمل طور پر یکسانیت ہے کہ بائع، مشتری کو اپنے ایجاب سے رجوع کرنے سے مطلع کرے گا۔

(1) النہر الفائق، ۳: ۳۴۱

(2) البنا، بدر الدین عینی ابو محمد محمود بن احمد، ۸: ۹، دارالکتب العلمیہ، بیروت لبنان، ۱۴۲۰ھ = ۲۰۰۰ء

(3) The Contract Act, 1872 Chapter :1, Section :5

(4) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۸

(5) البحر الرائق، ۵: ۲۸۴

(6) The Contract Act, 1872, Chapter :1, Section :6(1)

دفعہ نمبر ۱۰: مشتری، بائع کے ایجاب کو رد کر سکتا ہے^(۱)۔

وضاحت:

بائع کے ایجاب کو مشتری رد کر سکتا ہے۔ پھر اس کی درج ذیل تین صورتیں ہیں:

۱۔ مشتری انکار کے ساتھ اس کو رد کرے، مثلاً بائع کسی کو کہے کہ میں اس چیز کو ایک ہزار درہم کے بدلے بیچتا ہوں، مشتری کہے کہ نہیں میں اس کو پانچ کا خریدوں گا۔ پھر اس کے بعد یوں کہے کہ چلو میں ایک ہزار کا خرید لیتا ہوں۔ تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پہلی بیچ مسترد ہو گئی اور یہ ایجاب ثالث ہے، اگر بائع اس سے انکار کرنا چاہے تو انکار کر سکتا ہے۔

۲۔ موجب، قبول کے لیے وقت مقرر کرے، اور مشتری کو موقت خیال قبول دی جائے۔ مثلاً بائع یوں کہے کہ اس سامان کو لے جاؤ اور آج کے دن تک تجھے اختیار ہے، اگر راضی ہو گئے تو ایک ہزار درہم کے بدلے تمہاری ہوگی۔ لہذا ایک دن کے اندر اگر اس نے قبول نہ کیا تو اس کا اختیار باطل ہو جائے گا اور ایجاب ختم ہو جائے گا^(۲)۔

۳۔ موجب، اپنے ایجاب سے خود رجوع کرے، بشرط یہ کہ مشتری نے قبول نہ کی ہو، اگر قبول کر لیا تو موجب کا اختیار ختم ہو جائے گا۔

تقابل:

پاکستان کے مروجہ قانون معاہدہ ۱۸۷۲ میں ایجاب کو مسترد کرنے کی درج ذیل چار صورتیں ذکر کی گئی ہیں:

“A proposal is revoked:

1. By the communication of notice of revocation by the proposer to the other party;
2. By the laps of the time prescribed in such proposal for its acceptance, or, if no time is so prescribed, by the lapse of a reasonable time, without communication of the acceptance;
3. By the failure of the acceptor to fulfil a condition precedent to acceptance; or
4. By the death or insanity of the proposer, if the fact of his death or insanity comes to the knowledge of the acceptor before acceptance”^(۳).

”ایجاب درج ذیل صورتوں میں مسترد ہو جاتا ہے:

۱۔ موجب کی جانب سے دوسرے فریق کو استرداد (نامنظوری) کی اطلاع فراہم کی جائے۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۸

(۲) البحر الرائق، ۵: ۲۸۳

(۳) The Contract Act, 1872, Chapter :1, Section :6(1,2,3,4)

۲۔ قبولیت کے لیے جو وقت مقرر کیا گیا ہو وہ گزر جائے یا کوئی وقت مقرر نہ ہو لیکن مناسب وقت میں اس کی قبولیت کا اظہار نہ ہو۔

۳۔ قبول کرنے والا ایسی شرط پوری نہ کرے جو قبولیت کے لیے لازم ہو۔

۴۔ موجب فوت ہو جائے یا پاگل ہو جائے اور قبول سے پہلے مشتری کو اس کے وفات یا جنون کا علم ہو جائے۔"

قانون معاہدہ میں مذکور چار صورتوں میں سے پہلی تین صورتیں فتاویٰ عالمگیری میں موجود ہیں، البتہ چوتھی صورت کہ موجب، مشتری کے قبول سے پہلے مر جائے تو بیع ختم ہوگی، اس کو فتاویٰ عالمگیری میں ذکر نہیں کیا گیا۔
دفعہ ۱۱: بیع تعاطی میں جانب واحد سے قبضہ کافی ہوتا ہے خواہ بیعہ پر قبضہ ہو یا ثمن پر^(۱)۔

وضاحت:

بیع تعاطی میں متعاقدین میں سے ایک قبضہ کر لے خواہ وہ بیعہ ہو یا ثمن، تو بیع نافذ ہو جائے گی، مثلاً متعاقدین ایک قیمت پر متفق ہو جائیں، مشتری سامان لے کر دوسرے کی رضامندی سے چلا جائے اور ثمن حوالہ نہ کرے، یا مشتری بائع کو ثمن حوالہ کر دے اور بائع بیعہ حوالہ کیے بغیر چلا جائے تو یہ بیع نافذ ہو جائے گی، اگر ان میں سے ایک انکار کرنا چاہے تو قاضی اس کو ثمن یا بیعہ حوالہ کرنے پر مجبور کرے گا^(۲)۔
دفعہ ۱۲: جن چیزوں کا ثمن بازار اور عرف میں متعین ہو ان کا بیع تعاطی بغیر تعین قیمت کے جائز ہے^(۳)۔

وضاحت:

بعض چیزوں کی قیمت بازار میں مشہور اور معروف ہوتی ہے، مثلاً روٹی اور گوشت وغیرہ تو ان میں بیع تعاطی جائز ہوگی، قیمت معلوم کرنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ عدم تعین کی صورت میں جب تک قیمت متعین نہ ہو تو بیع تعاطی ناجائز ہوگی۔

تقابل:

پاکستان نے قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء میں عقد میں عرف کے اعتبار کرنے کو عہد معنوی سے تعبیر کیا گیا ہے جو ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے:

"In so far as the proposal or acceptance of any promise is made in words, the promise is said to be express. In so far as such proposal or acceptance is made otherwise than in words, the promise is said to be implied"^(۴).

"عقد کا ایجاب و قبول اگر الفاظ کے ساتھ ہو تو اس کو عقد صریح کہتے ہیں اور اگر ایجاب و قبول الفاظ کے علاوہ کسی اور

طریقہ سے ہو تو اس کو عقد معنوی کہتے ہیں۔"

اس مسئلہ میں وضعی اور شرعی قوانین میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹

(۲) فتح القدیر، ۶: ۲۵۳

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹

(۴) The Contract Act, 1872, Chapter :1, Section :9

دفعہ ۱۳: خریدنے کی نیت سے بیعہ قبضہ کر لیا گیا اور مشتری کے پاس ہلاک ہو گیا تو وہ اس کا ضامن ہوگا^(۱)۔

وضاحت:

اگر مشتری نے بیعہ بائع سے خریدنے کی نیت سے لے لیا تو درج ذیل دو (۲) شرائط کی موجودگی میں مشتری اس کے ثمن کا ضامن ہوگا^(۲):

۱: مشتری ثمن پر راضی ہو جائے۔

۲: مشتری بیعہ خریدنے کی نیت سے قبضہ کرے۔

ان میں سے ایک شرط بھی معدوم ہو تو یہ قبضہ امانت کا ہوگا، یعنی اگر مشتری ہلاک کر دے تو قیمت کا ضامن ہوگا، بیعہ خود ہلاک ہو جائے تو ضمان نہیں آئے گا۔ جیسا کہ کسی شخص نے کپڑا لے لیا اور کہا: اگر میں راضی ہوں تو اس کو خرید لوں گا، پھر وہ بیعہ اس کے قبضہ میں ہلاک ہو گیا تو اس پر کوئی ضمان نہیں آئے گا۔ اگر کہے کہ میں راضی ہوں تو بیعہ کو اتنی قیمت میں خرید لوں گا، پھر وہ بیعہ اس کے قبضہ میں ہلاک ہو گیا تو وہ ثمن کا ضامن ہوگا۔ اسی طرح بائع نے کہا کہ میں اس کو دس کا بیچتا ہوں، دوسرا کہے کہ مجھے دید میں سوچوں گا، پھر وہ بیعہ ہلاک ہو جائے تو لینے والا کسی چیز کا ضامن نہیں ہوگا^(۳)۔

دفعہ ۱۴: رسول (پیغام رساں) کے قبضہ میں بیعہ کے ہلاک ہونے کا ضمان مرسل پر ہوگا^(۴)۔

وضاحت:

رسول سے مراد وہ شخص ہے جس کو بیعہ حوالہ کرنے یا قبضہ کرنے کے لیے بھیجا گیا ہو، رسول نے بیعہ قبضہ کیا جو اس کے پاس ہلاک ہو تو ضمان مرسل پر ہوگا، اگر وہ مشتری کا رسول ہو تو ضمان مشتری پر ہوگا اور اگر بائع کا رسول ہو تو ضمان بائع پر ہوگا۔ البتہ اگر بیعہ مشتری کو پہنچ جائے تو ضمان مشتری پر ہوگا خواہ مشتری کے رسول نے پہنچائی ہو یا بائع کے رسول نے^(۵)۔

دفعہ ۱۵: بیعہ بائع کو واپس کرنے سے پہلے وکیل کے قبضہ میں ہلاک ہو تو ضمان وکیل پر ہوگا^(۶)۔

وضاحت:

ایک شخص کو کپڑا خریدنے کا وکیل بنایا گیا، اس نے خریدنے کی نیت سے کپڑا بائع سے لیا کہ وہ اس کو مؤکل کو دکھائے گا، اگر پسند آئے تو خرید لے گا، مؤکل یا تو واپس کرے گا یا خریدنے کا حکم دے گا، اگر واپسی کا حکم کرے تو وکیل کے قبضہ میں ہلاک ہونے کی صورت میں ضمان وکیل پر ہوگا۔ اگر خریدنے کا حکم کرے تو ہلاک ہونے کی صورت میں ضمان مؤکل پر ہوگا^(۷)۔

دفعہ ۱۶: خریدنے کی نیت سے کوئی چیز اٹھائے جو گر کر باقی چیزوں کو ہلاک کر دے تو ہلاک شدہ چیزوں کا ضمان مشتری پر ہوگا^(۸)۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱

(۲) فتح القدیر، ۶: ۳۰۶

(۳) رد المحتار، ۴: ۵۷۳

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱

(۵) الموسوعة الفقهية الكويتية، ۳: ۹۷، وزارة الاوقاف والشؤون الاسلامية، الكويت، ۱۴۰۴ھ

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۲

(۷) رد المحتار، ۴: ۵۷۴

(۸) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۲

وضاحت:

مشتري نے کوئی چیز خریدنے کی نیت سے اٹھائی لیکن وہ گر کر دوسری چیزوں کے ہلاک کرنے کا سبب بنے تو مشتری ہلاک شدہ چیزوں کا ضامن ہوگا۔ البتہ اٹھائی ہوئی چیز چونکہ امانت ہے اس وجہ سے اس کا ضمان نہیں ہوگا۔
دفعہ ۱۷: جو چیز بیع میں متعین ہو وہ بیعہ اور جو غیر متعین ہو وہ ثمن ہوتا ہے^(۱)۔

وضاحت:

بیعہ وہ کہلاتا ہے جو متعین کرنے کے ساتھ متعین ہو سکتا ہے، جب کہ ثمن متعین کرنے کے ساتھ متعین نہیں ہو سکتا^(۲)۔ اعیان کی درج ذیل تین (۳) قسمیں ہیں:

۱۔ وہ جو بیع میں ہمیشہ ثمن بنتا ہو، مثلاً دارہم، دنانیر، فلوس۔

۲۔ وہ جو بیع میں صرف بیعہ بنتا ہو، مثلاً: وہ اعیان جو ذوات الامثال میں سے ہو یا وہ چیزیں جو عودیات میں سے ہو، کپڑا اس سے مستثنیٰ ہے۔

۳۔ وہ جو بیعہ اور ثمن دونوں کی صلاحیت رکھے، یعنی ایک اعتبار سے بیعہ اور ایک اعتبار سے ثمن بنتا ہو، مثلاً تمام مکیلی اور موزونی چیزوں کو فلوس کے بدلے بیچا جائے تو یہ بیعہ ہوں گے اور اگر ان کو کسی مکیلی اور موزونی چیزوں کے بدلے بیچا جائے تو ان میں سے ہر ایک بیعہ اور ثمن دونوں کا احتمال رکھتا ہے^(۳)۔

دفعہ نمبر ۱۸: ہر وہ چیز جو مثلی نہیں، ان کو دین (قرض) کے طور پر بیچنا جائز نہیں ہوگا^(۴)۔

وضاحت:

ہر وہ چیز جو مثلی نہ ہو وہ ہمیشہ بیعہ ہوتا ہے، لہذا دین کے طور پر بیچنا جائز نہ ہوگا، البتہ اگر غیر مثلی میں بیع سلم ہو تو بیع سلم کے شروط کے تحت اس کو دین کے طور پر بیچنا جائز ہے، مثلاً کسی کپڑے کا وصف بیان کیا جائے اور اس کے ادائیگی کا وقت مقرر کیا جائے تو وہ ثمن بن جاتا ہے، لہذا اس کو گندم وغیرہ کے بدلے بیچنا جائز ہو جائے گا^(۵)۔

دفعہ نمبر ۱۹: بیعہ مال منقولہ ہو تو قبضہ کرنے سے پہلے اس کی بیع جائز نہیں ہوگی^(۶)۔

وضاحت:

واضح رہے کہ قبضہ کی دو صورتیں ہیں: قبضہ حقیقی اور قبضہ حکمی

قبضہ حقیقی یہ ہے کہ بیعہ حسی اعتبار سے بائع کے قبضہ میں ہو اور قبضہ حکمی یہ ہے کہ بائع بیعہ پر کسی رکاوٹ کے بغیر جب چاہے اس پر حسی قبضہ کرنے کی قدرت رکھتا ہو، اس حسی قبضہ کو فقہاء "تخلیۃ" سے تعبیر کرتے ہیں^(۷)۔

(۱) نفس مصدر، ۳: ۱۲

(۲) المحیط البرہانی، ۶: ۲۷۵

(۳) بدائع الصنائع، ۵: ۱۳۸

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۲

(۵) البنا، ۸: ۱۶

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳

(۷) رد المحتار، ۳: ۵۶۱

اگر مبیع مال منقولہ ہو خواہ وہ مکمل ہو، موزونی یا عددی آگے بیچنے کے لیے بائع کا حقیقی قبضہ ضروری ہے۔ لہذا اگر کسی نے کوئی چیز خریدی اور اس پر قبضہ حقیقی کرنے سے پہلے کسی اور کو بیچ دے تو یہ بیع فاسد ہوگی^(۱)، جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ میں ہے:

"ولا ربح ما لم یضمن"^(۲)

"جس شخص پر کسی چیز کا ضمان نہ ہو اس کے لیے اس کا نفع بھی جائز نہیں۔"

غیر مقبوض چیز میں یقیناً ضمان نہیں ہوتا۔ علامہ ابن ہمام^(۳) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غیر مقبوض چیز کی ممانعت جو حدیث میں ذکر ہے اس کی علت دھوکہ اور غرر ہے^(۴)۔

فقہاء نے قبضہ حکمی کا بھی ذکر کیا ہے لیکن علامہ کاسانی^(۵) فرماتے ہیں کہ اس سے مراد مبیعہ کا ضمان ہے یعنی اگر قبضہ حکمی پایا گیا اور مال ہلاک ہو جائے تو اس کا ضمان مشتری پر ہوگا^(۶)۔

فاریکس ٹریڈنگ:

فاریکس ٹریڈنگ سونا، چاندی اور کرنسی کی آن لائن تجارت کو کہتے ہیں۔ فاریکس ٹریڈنگ میں آدمی بلا واسطہ خود خریداری نہیں کر سکتا، بلکہ کمپنی کا واسطہ ضروری ہوتا ہے۔ اس کاروبار میں خرید و فروخت کے تمام مراحل بروکر کمپنی کے واسطے سے ہی پایہ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔ یہ ہر خرید و فروخت پر پچاس یا ساٹھ ڈالر کمیشن لیتی ہے۔

فاریکس ٹریڈنگ کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ آدمی فاریکس اسکیم کارکن بن جاتا ہے۔ کمپنی دس ہزار ڈالر میں سے دو ہزار ڈالر اپنے پاس بطور بیعانہ رکھ لیتی ہے، تاکہ بالفرض اگر خرید و فروخت میں نقصان ہونے لگے تو اس میں سے پورا کیا جاسکے۔ رکن بننے کے بعد کمپنی والے اس کی رہنمائی کرتے ہیں کہ کس وقت کون سی چیز خریدنا زیادہ مناسب اور نفع بخش ہے۔ اس کاروبار میں خرید و فروخت کی جانے والی ہر شے کی خریداری کی کم سے کم مقدار مقرر ہوتی ہے جس کو فاریکس ٹریڈنگ کی اصطلاح میں لاٹ (Lot) کہا جاتا ہے۔ سونے کی ایک لاٹ سو (۱۰۰) اونس اور چاندی کی ایک لاٹ ایک ہزار (۱۰۰۰) ڈالر ہوتی ہے۔ جب کوئی آدمی ایک لاٹ خریدنا چاہتا ہے تو وہ کمپنی سے رابطہ کرتا ہے، اس کے آرڈر پر کمپنی اس کے لیے ایک لاٹ خرید لیتی ہے اور اس کی اطلاع خریدار کو دے دی جاتی ہے۔

فاریکس ٹریڈنگ کا شرعی حکم:

(۱) بدائع الصنائع، ۵: ۲۴۴

(۲) امام ترمذیؒ نے اس روایت کو نقل کر کے حسن صحیح کہا ہے۔ [سنن الترمذی، ابواب البیوع، باب فی کرہ بیع مالیس عندک، رقم الحدیث: ۱۲۳۴]

(۳) کمال الدین محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید بن مسعود (پیدائش ۷۹۰ھ - وفات: ۸۶۱ھ)، ابن المہام کے ساتھ مشہور ہیں۔ اسکندریہ میں پیدا ہوئے اور قاہرہ میں وفات ہوئی۔ تصنیفات میں فتح القدیر شرح الہدایہ، التحریر فی اصول الفقہ، المسایرة فی العقائد المنجیة فی الاخرة اور زاد المسیر شامل ہیں۔ [حسن المحاضرة فی تاریخ مصر والقاهرة، جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی، ۱: ۴۷۴، دار احیاء التراث العربی، مصر، ۱۳۸۷ھ = ۱۹۶۷ء]

(۴) فتح القدیر، ۶: ۵۱۴

(۵) علماء الدین ابو بکر بن مسعود بن احمد کاسانی (وفات: ۵۸۷ھ)، حلب کے رہنے والے تھے اور حلب ہی میں وفات ہوئی، فقہ حنفی کے فقیہ عالم ہیں۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع اور السلطان المبین فی اصول الدین جیسی مایاناز کتابیں تصنیف کیں۔ [جواهر المضیئہ فی طبقات الحنفیہ، محی الدین عبد القادر بن محمد بن نصر اللہ حنفی، ۲: ۲۴۴، مکتبہ میر محمد، کراچی، ت، ن]

(۶) بدائع الصنائع، ۵: ۲۴۵

یہ کاروبار مکمل طور پر انٹرنیٹ پر گھر بیٹھے ہوتا ہے، اس میں حسی طور پر خریدار کسی جنس پر اور فروخت کنندہ کسی کرنسی پر قبضہ نہیں کرتا بلکہ اسکرین پر اس کے اکاؤنٹ میں صرف یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ فلاں آدمی ایک لائٹ وغیرہ کا مالک بن گیا۔ دوسری طرف فروخت کنندہ کے اکاؤنٹ میں صرف رقم کی منتقلی ظاہر کی جاتی ہے اور آخر میں نفع اور نقصان کا فرق برابر کر لیا جاتا ہے۔ یہ صورت "بیج قبل القبض یعنی قبضہ کرنے سے پہلے بیچنے" کی ہے جس سے مذکورہ دفع میں منع کیا گیا ہے۔

دفعہ نمبر ۲۰: ہر وہ تصرف جو قبضہ کے بغیر تام نہ ہو مشتری کے لیے ایسا تصرف بیعہ قبضہ کرنے سے پہلے جائز ہے^(۱)۔

وضاحت:

ہر وہ تصرف جو قبضہ کے بغیر جائز نہ ہو مشتری کے لیے بیعہ قبضہ کرنے سے پہلے وہ تصرف جائز ہے، مثلاً مشتری نے کوئی چیز خرید لی اور قبضہ کرنے سے پہلے پہلے اس کو ہبہ کرے یا صدقہ کرے یا بائع کے علاوہ کسی اور کو قرض پر دے دے یا کسی اور کے پاس رہن کے طور پر رکھ دے، تو یہ تمام معاملات ایسے ہیں جو قبضہ کے بغیر تام نہیں ہوتے، لہذا موبہوب لہ وغیرہ کا قبضہ مشتری کے قبضہ کے قائم مقام ہوگا اور بیج صحیح ہوگی۔ لیکن ہر وہ تصرف جو قبضہ کے بغیر تام ہو جیسے بیع و شراء وغیرہ، تو مشتری کے لیے وہ تصرف ناجائز ہوگا، مثلاً مشتری نے کوئی چیز خرید لی اور قبضہ کرنے سے پہلے پہلے اس کو بیچ ڈالے تو مشتری کے لیے یہ ناجائز ہوگا^(۲)۔

دفعہ نمبر ۲۱: ہر منتقلی چیز جس کا بیچنا قبضہ کرنے سے پہلے جائز نہیں اس کو اجارہ پر دینا بھی جائز نہیں ہوگا^(۳)۔

وضاحت:

جس چیز کو بیچنے کے لیے بیعہ پر قبضہ ضروری ہے اس کی اجازت بھی جائز نہیں ہوگی کیونکہ اس میں بھی فسخ کا دھوکہ اور غرر پایا جاتا ہے^(۴)۔
دفعہ نمبر ۲۲: قبل القبض عوض کے ہلاک ہونے کے ساتھ اگر عقد فسخ ہوتا ہو تو اس عوض میں قبل القبض تصرف ناجائز ہے^(۵)۔

وضاحت:

ہر وہ عقد جو قبل القبض عوض کے ہلاک ہونے کے ساتھ فسخ ہوتا ہو تو اس عوض میں قبضہ کرنے سے پہلے تصرف باطل ہوگا^(۶)، مثلاً ایک شخص کسی کو قرض دے، بعد میں اس بات پر صلح ہو جائے کہ مدیون، دائن کو ایسی چیز ادا کرے گا جو عین ہو تو دائن اس پر قبضہ کرنے سے پہلے آگے نہیں بیچ سکتا کیونکہ عوض کے ہلاک ہونے کے ساتھ عقد فسخ ہو جاتا ہے۔ ایک شخص نے کوئی چیز خرید لی اور قبضہ کرنے سے پہلے پہلے بائع کو کہے کہ میں یہی چیز آپ پر بیچتا ہوں یا آپ کو ہبہ کرتا ہوں تو یہ معاملہ ناجائز ہوگا^(۷)۔

اس طرح اگر مشتری بیعہ قبضہ کرنے سے پہلے بائع کے پاس رہن کے طور پر رکھ دے اور بائع اس کو قبول کر لے تو ان کے درمیان جو بیع ہوئی تھی وہ باطل ہو جائے گی، البتہ اگر بائع رہن قبول نہ کرے تو رہن باطل ہو جائے گا اور دونوں کے درمیان بیج برقرار رہے گی۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳

(۲) رد المحتار، ۴: ۵۶۱

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳

(۴) المبسوط للسرخسی، ۸: ۱۳

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳

(۶) فتح القدیر، ۶: ۵۱۲

(۷) المحیط البرہانی، ۶: ۲۷۶

دفعہ نمبر ۲۳: قبل القبض عوض کے ہلاک ہونے کے ساتھ اگر عقد فسخ نہ ہوتا ہو تو اس عوض میں قبل القبض تصرف جائز ہوگا^(۱)۔

وضاحت:

ہر وہ عقد جو متعاقدین کے درمیان طے ہو اور جو عوض مقرر ہو اس کے ہلاک ہونے کے ساتھ قبل القبض عقد فسخ نہ ہوتا ہو تو اس عوض میں تصرف قبضہ سے پہلے جائز ہوگا۔ مثلاً، مہر، خلع اور قتل عمد کے بدلے ملنے والا مال اگر عین ہو تو ان پر قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا جائز ہے^(۲)۔
دفعہ نمبر ۲۴: قبل القبض بائع کو اپنے لیے بیچنے کا کہے اور وہ راضی ہو جائے تو بیع ٹوٹ جائے گی^(۳)۔

وضاحت:

مشتري کوئی چیز خرید لے اور قبضہ کرنے سے پہلے اپنے بائع کو کہے کہ اپنے لیے بیچ دو اور وہ راضی ہو جائے تو اس سے بیع ٹوٹ جائے گی۔ البتہ اگر کہے کہ میرے لیے بیچ دو تو بیع صحیح ہوگی۔
اسی طرح اگر مشتری نے کسی کو خاص نہیں کیا بلکہ صرف یہ کہا کہ اس کو بیچ دو اور بائع راضی ہو جائے تو امام ابو حنیفہ^(۴) اور محمد^(۵) رحمہما اللہ کے نزدیک پہلی بیع ٹوٹ جائے گی۔ امام ابو یوسف^(۶) رحمہ اللہ کے نزدیک پہلی بیع نہیں ٹوٹے گی^(۷)۔
دفعہ نمبر ۲۵: وصیت یا میراث میں منقولی چیز قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا صحیح ہے^(۸)۔

وضاحت:

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳

(۲) المبسوط للسرخسی، ۱۳: ۸۰-۱۰

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳

(۴) ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی تلمیذی کو فی (پیدائش: ۸۰ھ - وفات: ۱۵۰ھ) تابعی ہیں۔ فقہ حنفی کے امام ہیں، اساتذہ میں عطاء بن ابی رباح، شعبی، جبلیہ بن سکیم، عمرو بن دینار، قتادہ، نافع مولیٰ ابن عمرو وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں امام ابو یوسف، امام محمد امام زفر کے علاوہ حکم بن عبد اللہ، حمزہ الزیات، حیان بن علی، حارث بن نہان وغیرہ مشہور ہیں۔ [سیر اعلام النبلاء، ۶: ۳۹۳]

(۵) ابو عبد اللہ محمد بن حسن بن فرقد شیبانی (پیدائش: ۱۳۱ھ - وفات: ۱۸۹ھ)، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے ہیں، فقہ حنفی کے امام ہیں، فقہ حنفی میں چھ کتابیں جو ظاہر الروایت کے نام سے موسوم ہیں وہ ان کی تصنیف شدہ ہیں۔ اس کے علاوہ الامالی، الخراج فی الخلیل اور بلوغ الامانی وغیرہ بھی ان کی کتابیں ہیں۔ [طبقات الفقہاء، ابوالاسحاق ابراہیم بن علی الشیرازی، ۱: ۱۳۵، دار الرائد العربی، بیروت لبنان، ۱۹۷۰ء]

(۶) ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم بن حبیب انصاری کو فی بغدادی (پیدائش: ۱۱۳ھ - ۱۸۲ھ)، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد رشید ہیں، جو پہلی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک کو پھیلا یا۔ قاضی القضاۃ بھی رہے، ان کی تصنیفات میں کتاب الخراج، الاثار، النوادر، اختلاف الامصار، ادب القاضی وغیرہ شامل ہیں۔ [وفیات الاعیان، شمس الدین احمد بن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر ابن خلکان، ۶: ۷۸، دار صادر، بیروت، ۱۹۹۴ء]

(۷) المحیط البرہانی، ۶: ۲۷۷

(۸) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳

ایک شخص کو وصیت میں یا میراث میں منقولی چیز مل گئی، اس نے قبضہ کرنے سے پہلے بیچ دی تو بیچنا جائز ہے^(۱)۔ مثلاً ایک شخص کا باپ مر گیا اور اس کو میراث میں سونا یا چاندی مل گیا یا کسی نے وصیت کی تھی جو کہ مرنے کے بعد موصی لہ کے حصہ میں آگئے تو وارث اور موصی لہ کے لیے جائز ہے کہ سونا اور چاندی پر قبضہ کرنے سے پہلے اس کو بیچ دے۔

دفعہ نمبر ۲۶: غیر منقولی اشیاء قبضہ کرنے سے پہلے بائع کے علاوہ کسی اجنبی کو ہبہ کرنا یا بیچنا صحیح ہے^(۲)۔

وضاحت:

مشتري غیر منقولی جائیداد خرید لے اور قبضہ کرنے سے پہلے بیچ دے یا ہبہ کر دے تو یہ جائز ہے، یہ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کا قول ہے^(۳)۔ امام شافعی^(۴) اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک غیر منقولی اشیاء بیچنا یا ہبہ کرنا قبضہ کرنے سے پہلے ناجائز ہے۔ ان کی دلیل سیدنا حکیم بن حزام^(۵) رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

"قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أَشْتَرِي بُيُوعًا فَمَا يَحِلُّ لِي مِنْهَا، وَمَا يُحَرِّمُ عَلَيَّ قَالَ: " فَإِذَا اشْتَرَيْتَ بَيْعًا، فَلَا تَبِعْهُ حَتَّى تَقْبِضَهُ"^(۶)

ترجمہ: حکیم بن حزام فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں بیعہ خرید و فروخت کرتا ہوں اس میں میرے لیے حلال اور حرام کیا چیزیں ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسی بیعہ کو خریدو تو اس کو قبضہ کرنے سے پہلے مت بیچو۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عام ہے جو منقولی اور غیر منقولی دونوں کو شامل ہے^(۷)۔ شیخین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث مذکور میں غیر مقبوض چیزیں بیچنے سے جو منع کیا گیا ہے اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جن میں ہلاک ہونے کا امکان زیادہ ہو۔ جب کہ غیر منقولی جائیداد مثلاً زمین وغیرہ میں ہلاکت نادر ہے^(۸)۔

(۱) المحیط البرہانی، ۶: ۲۷۷

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳

(۳) المبسوط للسرخسی، ۱۳: ۹

(۴) محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان بن شافع (پیدائش: ۱۵۰ھ - وفات: ۲۰۴ھ)، شافع کی طرف نسبت کی وجہ سے شافعی سے مشہور ہیں۔ مملک شافعی کے امام ہیں، آپ کے اساتذہ میں امام مالک، امام محمد بن حسن شیبانی، مسلم بن خالد زنجی مشہور ہیں۔ آپ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے اصول فقہ میں کتاب تصنیف کی جس کا نام الرسالہ ہے۔ [طبقات الفقہاء، ۱: ۷۱]

(۵) حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبد العزی قرشی اسدی، کنیت ابو خالد ہے اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے۔ یہ وہ صحابی رسول ہیں جن کی پیدائش کعبہ اللہ کے اندر اصحاب الفیل کے واقعہ سے تیرہ سال پہلے ہوئی۔ فتح مکہ کو اپنے بچوں (عبداللہ، خالد، یحییٰ اور ہشام) سمیت اسلام لائے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ [الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ۱: ۳۶۲]

(۶) یہ روایت مختلف الفاظ کے ساتھ منقول ہے، علامہ بیہقی نے اس روایت کو نقل کر کے اس کو حسن کہا ہے۔ [السنن الکبریٰ، ابو بکر احمد بن حسین بیہقی، رقم الحدیث: ۱۰۶۸۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان]

(۷) الحاوی الکبیر، ابوالحسن علی بن محمد الماوروی، ۵: ۲۲۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۹ھ = ۱۹۹۹ء

(۸) فتح القدیر، ۶: ۵۱۴

دفعہ نمبر ۲۷: غیر منقولی چیز قبضہ کرنے سے پہلے بائع یا اجنبی کو اجرت پر دینا جائز نہیں ہے^(۱)۔

وضاحت:

مشتري نے غیر منقولی اشیاء خریدی اور قبضہ کرنے سے پہلے بائع یا کسی اجنبی کو اجرت پر دی تو یہ اجارہ جائز نہیں ہوگا^(۲)۔ مثلاً ایک شخص نے زمین خریدی اور قبضہ کرنے سے پہلے اپنے بائع کو اجارہ پر دے یا کسی اجنبی شخص کو اجارہ پر دے تو یہ اجارہ فاسد ہوگا۔
دفعہ نمبر ۲۸: قبل القبض خریدی ہوئی زمین پر فصل کو اپنے بائع پر نصف کے بدلے بیچنا باطل ہے^(۳)۔

وضاحت:

مشتري نے زمین خریدی جس پر فصل موجود ہو، وہ بائع کے ہاتھ بیچے کہ اس فصل کا نصف آپ کا ہوگا تو یہ بیع باطل ہوگا^(۴)۔
دفعہ نمبر ۲۹: خریدے ہوئے گھر کا وقف کرنا قبضہ کرنے اور ثمن کی ادائیگی پر موقوف ہوگا^(۵)۔

وضاحت:

مشتري نے گھر خریدا اور اس کو وقف کر دیا تو یہ وقف موقوف ہوگا جب تک زمین کو قبضہ نہ کرے اور ثمن کی ادائیگی نہ کرے^(۶)۔
دفعہ نمبر ۳۰: قرض اور ثمن پر قبضہ کرنے سے پہلے تصرف جائز ہے^(۷)۔

وضاحت:

ایک شخص نے کوئی چیز بیچی اور بیعہ حوالہ کر دیا لیکن مشتري نے ثمن حوالہ نہیں کیا تھا تو ثمن پر قبضہ سے پہلے تصرف کرنا صحیح ہے، مثلاً بائع اول ثمن پر قبضہ کرنے سے پہلے کوئی اور چیز خرید لے تو یہ جائز ہوگا کیونکہ اس میں کوئی دھوکہ نہیں پایا جاتا^(۸)۔
ایک شخص نے کسی کو قرض دیا، مقروض نے مال پر قبضہ کرنے سے پہلے اس میں تصرف کیا مثلاً اس سے کوئی چیز خریدے تو یہ تصرف جائز ہوگا کیونکہ اس میں مشتري کے ساتھ کوئی دھوکہ نہیں۔ البتہ بیع سلم اور بیع صرف میں ثمن پر قبضہ کرنے سے پہلے تصرف ناجائز ہے۔
دفعہ نمبر ۳۱: عیب دار بیعہ کو واپس کیا گیا اور قبضہ کرنے سے پہلے مشتري اول پر بیچ دیا تو یہ جائز ہے^(۹)۔

وضاحت:

قاضی نے حکم صادر کیا کہ بیعہ عیب کی وجہ سے بائع کو واپس کیا جائے، بائع نے بیعہ پر قبضہ کرنے سے پہلے مشتري اول پر دوبارہ بیچ دیا تو جائز ہے۔ البتہ اگر مشتري کے علاوہ کسی اور پر بیچ دے تو ناجائز ہوگا۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳

(۲) المحیط البرہانی، ۶: ۲۷۶

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳

(۴) البحر الرائق، ۶: ۱۲۶

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳

(۶) المحیط البرہانی، ۶: ۱۱۷

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳

(۸) المبسوط للسرخسی، ۱۳: ۱۰

(۹) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۴

باب ۳: ایجاب و قبول میں اختلاف کا بیان

دفعہ ۳۲: عقد واحد میں فروخت یا خریدے ہوئے بیعہ میں بعض کو قبول کرنے اور بعض کو قبول نہ کرنے کا اختیار متعاقدین کو حاصل نہیں^(۱)۔

وضاحت:

ایک شخص دو (۲) یا تین (۳) چیزوں کو ایک ہی عقد میں بیچ دے یا مشتری دو (۲) یا تین (۳) چیزوں کو خریدے تو مشتری یا بائع کے لیے جائز نہیں کہ بعض کو خریدے یا بیچے اور بعض کو چھوڑ دے۔ عقد (صفقہ) کے ایک ہونے کی درج ذیل تین صورتیں ہو سکتی ہیں^(۲):

- ۱: خرید و فروخت کرنے والے ایک ایک ہوں اور دو یا تین چیزوں کا مجموعی طور پر ایک ثمن مقرر کیا جائے۔
- ۲: خرید و فروخت کرنے والے ایک ایک ہوں اور دو یا تین چیزوں کو اکٹھے بیچ دے اور ہر ایک کی قیمت مقرر کی جائے، فقہاء نے اس کی مثال یہ دی ہے کہ ایک شخص کپڑا بیچے اور مشتری سے کہے کہ یہ دس کپڑے اس شرط پر بیچتا ہوں کہ ہر ایک کپڑا ایک درہم کے بدلے ہوگا، تو یہ بھی ایک ہی صفقہ میں شمار ہوگا۔

۳: خریدنے والے یا بیچنے والے دو (۲) ہوں اور دو (۲) یا تین (۳) چیزوں کا مجموعی طور پر ایک ثمن مقرر کیا جائے۔

عقد کے مختلف ہونے کی ایک ہی صورت ہے کہ خریدنے والے یا بیچنے والے ایک ہو یا ایک سے زیادہ اور ایک سے زیادہ چیزوں کو بیچ دے اس طور پر بیع و شراء کے کلمات کو مکرر ذکر کرے اور ہر ایک کی قیمت مقرر کر دے، مثلاً بائع، دو اشخاص کو کہے کہ میں یہ دس (۱۰) چیزیں بیچتا ہوں، ان میں پہلا دس (۱۰) کا بیچتا ہوں، دوسرا دس (۱۰) کا بیچتا ہوں، تیسرا دس (۱۰) کا بیچتا ہوں، تو مشتری کے لیے جائز ہے کہ بعض کو قبول کرے اور بعض کو چھوڑ دے۔

دفعہ نمبر ۳۲: دو شخص ایک چیز کو عقد واحد میں خریدے، تو حاضر مشتری جب پوری قیمت ادا کر دے تو اس کا قبضہ کرنا صحیح ہوگا^(۳)۔

وضاحت:

دو اشخاص مل کر کوئی چیز خریدے لیکن قبضہ کرتے وقت ایک مشتری غائب ہو تو جو مشتری حاضر ہے وہ اپنے حصہ کی قیمت ادا کر کے اس کو قبضہ کرے گا یا پوری قیمت ادا کر کے قبضہ کرے گا۔ پہلی صورت میں اس کے لیے قبضہ کرنا جائز نہیں اور دوسری صورت میں جائز ہے لیکن ساتھی کے حصہ میں قبضہ امانت کا ہوگا۔ اگر ہلاک ہو جائے تو قابض پر کوئی ضمان نہیں^(۴)۔ البتہ اگر غائب مشتری اپنے حصہ کا مطالبہ کرے اور قابض ادا کرنے سے منع کرے تو ہلاک ہونے کی صورت میں قابض پر ضمان آئے گا^(۵)۔

(۱) نفس مصدر

(۲) المحیط البرہانی، ۶: ۲۷۹

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۴

(۴) المحیط البرہانی، ۶: ۲۸۰

(۵) البحر الرائق، ۵: ۲۸۹-۲۹۰

فصل دوم

حصہ بیوع کے باب ۴ سے باب ۶ کی دفعہ بندی اور قانون معاہدہ

۱۸۷۲ء و قانون بیع مال ۱۹۳۰ء سے تقابل

اس فصل میں تین ابواب (باب ۳ تا باب ۶) کی دفعہ بندی کی گئی ہے جو کہ ایک سو چھتیس (۱۳۶) دفعات پر مشتمل ہے۔ اس فصل میں بیعہ کے قبضہ کرنے، اس میں جنایت کرنے، بیعہ میں تصرف کرنے کا بیان ہے۔ باب پنجم ان دفعات پر مشتمل ہے کہ کون کون سی چیزیں عقد بیع میں داخل ہیں اور آخر میں خیار شرط کے احکامات کا بیان ہے۔

باب ۴: بیعہ ثمن کے بدلے جس اور قبضہ کرنے کا بیان
دفعہ نمبر ۱: ثمن پر قبضہ کرنے تک بائع، مشتری سے بیعہ روک سکتا ہے^(۱)۔

وضاحت:

ایک شخص نے کوئی چیز بائع سے خریدی اور ثمن مشتری پر لازم ہو گیا، اب بائع کے لیے جائز ہے کہ جب تک ثمن پر قبضہ نہ کر لے بیعہ اپنے پاس روکے رکھے^(۲)، البتہ اگر ثمن مؤجل مقرر ہو جائے تو بائع کے لیے بیعہ کو اپنے پاس روکنا جائز نہیں کیونکہ عاقدین ثمن کے تاخیر پر راضی ہو گئے ہیں۔ اگر ثمن میں بعض مؤجل اور بعض فی الحال ہو تو مشتری جب تک ثمن کو پورا ادا نہ کرے بائع بیعہ روک سکتا ہے^(۳)۔ البتہ ثمن کی وصولی سے قبل بیعہ ایک مرتبہ حوالہ کیا گیا تو اس کو واپس کر سکتا۔ اگر مشتری ثمن کی ادائیگی سے قبل بیعہ کو بائع کی اجازت کے بغیر قبضہ کر لے تو بائع اس کو واپس لے سکتا ہے^(۴)۔ مشتری نے ثمن ادا نہیں کیا، اس کے بدلے بائع کے پاس رہن رکھا اور بائع راضی ہو گیا یا اجنبی شخص ثمن کا کفیل بن جائے تو بائع کے لیے جائز ہے کہ مشتری سے بیعہ روکے رکھے جب تک ثمن وصول نہ کرے^(۵)۔
دفعہ نمبر ۲: بیعہ کے مجلس میں حاضر ہونے تک مشتری ثمن کو روک سکتا ہے^(۶)۔

وضاحت:

بیعہ کے مجلس میں حاضر ہونے تک مشتری ثمن کو اپنے پاس روک سکتا ہے، اس کی وجہ علامہ کا سانی رحمہ اللہ نے یہ ذکر کی ہے کہ عام بیع میں مشتری کو پہلے ثمن حوالہ کرنا اس وجہ سے لازم ہوتا ہے کہ بائع کا حق متعین ہو جائے جس طرح کہ بیعہ کی صورت میں مشتری کا حق متعین ہے، لیکن بیعہ کی عدم موجودگی میں اگر بائع کو ثمن ادا کرنے پر مجبور کیا جائے تو بائع کا حق متعین ہو گیا اور مشتری کا حق بیعہ کی عدم موجودگی کی وجہ سے متعین نہیں کیونکہ اس میں بیعہ ہلاک ہونے کا خدشہ بھی پایا جاتا ہے^(۷)۔
دفعہ نمبر ۳: ثمن مؤجل کے ساتھ بیع جائز ہے^(۸)۔

وضاحت:

بیع میں ثمن فی الحال نہ ہو بلکہ اس کے لیے وقت مقرر کیا جائے تو یہ جائز ہے، اس کو ثمن مؤجل کہا جاتا ہے، جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ میں ہے:

"اشترى رسول الله صلى الله عليه وسلم طعاما من يهودي بنسيئة، ورهنه درعا من حديد"^(۹)

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۵

(۲) الموسوعة الفقهية الكويتية، ۳۹: ۲۶۵

(۳) المحیط البرہانی، ۶: ۲۸۲

(۴) رد المحتار، ۴: ۵۶۱

(۵) مجلہ الاحکام العدلیہ، لجنۃ من علماء و فقہاء فی الخلافتہ العثمانیہ، ۱: ۵۷، نور محمد کارخانہ کراچی، تن

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۵

(۷) بدائع الصنائع، ۵: ۲۳۷

(۸) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۵

(۹) صحیح البخاری، کتاب السلم، باب الکفیل فی السلم، رقم الحدیث: ۲۲۵۱

"رسول اللہ ﷺ نے یہودی سے کھانے کی ایک چیز خریدی، ثمن کی ادائیگی کے لیے وقت مقرر فرمایا اور یہودی کے

پاس لوہے کا ایک ذرہ رہن کے طور پر رکھ دیا۔"

بیع میں ثمن کی ادائیگی کے لیے میعاد متعین ہو گا یا غیر متعین۔ اگر ثمن کی ادائیگی کے لیے معین مدت مقرر کی جائے تو یہ جائز ہے، جیسا کہ بائع مشتری سے کہے کہ ایک سال بعد قیمت ادا کرنی ہوگی اور سال بھی متعین کر لے تو سال پورا ہونے کے ساتھ قیمت کی ادائیگی لازم ہوگی۔ اگر ثمن کی ادائیگی کے لیے غیر معین مدت مقرر کرے یا مجہول مدت مقرر کرے تو فقہاء نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ یہ ناجائز ہے کیونکہ اس میں متعاقبین کے درمیان جھگڑے کا خطرہ ہوتا ہے۔ البتہ اگر بائع مشتری سے کہے کہ ایک سال بعد قیمت ادا کرنی ہوگی اور سال کا تعین نہ ہو تو جب بیعہ حوالہ کیا گیا تو اس وقت سے ایک سال کا اعتبار ہوگا۔ بائع اگر قیمت کی ادائیگی کے لئے ایک سال کی میعاد مقرر کرے اور سال متعین نہ کرے تو بیعہ پر قبضہ کے وقت سے مدت کا اعتبار ہوگا۔

دفعہ نمبر ۵: ثمن مؤجل میں مقررہ وقت پہنچنے پر مشتری کو بیعہ لینے کا اختیار ہے^(۱)۔

وضاحت:

بیع میں ثمن کے لیے ایک میعاد مقرر ہو تو بائع اس وقت تک بیعہ مشتری سے روک سکتا ہے، لیکن مقررہ وقت کے بعد مشتری کو بیعہ پر قبضہ کرنے کا اختیار ہے خواہ بائع راضی ہو یا نہ ہو۔

دفعہ نمبر ۶: اختیار شرط کے مدت پوری ہونے کے بعد ثمن مؤجل کی میعاد کا اعتبار ہوگا^(۲)۔

وضاحت:

بیع میں ثمن مؤجل کے ساتھ ساتھ اختیار شرط بھی طے ہوا، مشتری نے بیعہ میں اختیار کو نافذ کیا تو اس کے بعد ثمن مؤجل کا میعاد شروع ہوگا۔ مثلاً مشتری بائع سے کہے کہ میں ایک مہینہ تک اختیار لیتا ہوں، اس کے بعد بیعہ خریدوں گا، اور ساتھ ثمن کی ادائیگی کا میعاد بھی مقرر کر دے کہ ایک سال بعد ثمن ادا کروں گا۔ اختیار شرط کی مدت کے بعد مشتری نے بیعہ خریدنے کا ارادہ کیا تو ثمن مؤجل کی مدت اس وقت سے شروع ہوگا، کیونکہ بیعہ اختیار شرط کے بعد لازم ہوا ہے^(۳)۔

دفعہ نمبر ۷: مشتری بغیر اجازت بیعہ پر قبضہ کرنے کے بعد تصرف کرے تو بائع ثمن کی وصولی کے لیے بیعہ واپس لے کر جس کر سکتا ہے^(۴)۔

وضاحت:

مشتری نے بائع کی اجازت کے بغیر بیعہ پر قبضہ کر لیا اور اس میں ایسی زیادتی کی جس سے اس کی قیمت میں اضافہ ہو گیا مثلاً کوئی کپڑا خرید اور اس کو رنگ دے، یا کسی کی زمین میں درخت لگائے، تو بائع اس سے بیعہ واپس لے سکتا ہے۔ مشتری نے بیعہ میں جو زیادتی ہے، اگر اس کے ہٹانے

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۵

(۲) نفس مصدر، ۳: ۱۶

(۳) البحر الرائق، ۵: ۳۰۲

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۵

سے بیعہ یا زائد شدہ چیز کو نقصان ہو تو بائع کے لیے جائز نہیں کہ اس کو جدا کرے۔ اگر بیعہ بائع کے پاس ہلاک ہو گیا تو زائد شدہ چیز کے ہلاک ہونے کا ضامن ہوگا^(۱)۔

دفعہ نمبر ۸ : بیع تام ہو جائے تو بیعہ پر قبضہ سے پہلے ثمن ادا کیا جائے گا^(۲)۔

وضاحت:

بیع کی دو قسمیں ہیں: بیع حال، بیع مؤجل۔

بیع حال میں ثمن فی الحال لازم ہوتا ہے جب کہ بیع مؤجل میں ثمن کی ادائیگی کے لیے وقت متعین کیا جاتا ہے^(۳)۔ بیع حال کی درج ذیل تین (۳) قسمیں ہیں:

۱۔ بیع مقایضہ: جس میں سامان کے بدلے سامان بیچا جاتا ہے۔

۲۔ بیع صرف: جس میں نقد کے بدلے نقد بیچا جاتا ہے۔

۳۔ بیع عام: جس میں نقدی کے بدلے سامان بیچا جاتا ہے۔

بیع مقایضہ اور بیع صرف میں بائع اور مشتری دونوں پر لازم ہے کہ ایک ہی وقت میں دونوں ایک دوسرے کو بیعہ و ثمن حوالہ کرے کیونکہ حق ثابت ہونے میں دونوں برابر ہیں۔

بیع عام یعنی مشتری نے ثمن (در اہم و دنا نیر) کے بدلے سامان خرید اور بائع و مشتری کے درمیان بیع تام ہو جائے تو مشتری پر لازم ہے وہ پہلے ثمن حوالہ کرے کیونکہ بیعہ بیع میں متعین ہو جاتا ہے اور نفس بیع کے ساتھ مشتری کا حق بیعہ میں ثابت ہو جاتا ہے۔ جب کہ ثمن نفس بیع کے ساتھ متعین نہیں ہوتا جب تک بائع قبضہ نہ کر لے، لہذا بیع میں برابری کے لیے مشتری سے کہا جائے گا کہ وہ ثمن پہلے حوالہ کرے تاکہ بائع کا حق ثمن پر ثابت ہو جائے۔

تقابل:

پاکستان کے قانون بیع مال ۱۹۳۰ء میں کہا گیا ہے:

“Payment and delivery are concurrent conditions :Unless otherwise agreed delivery of the goods and payment of the price are concurrent conditions, that is to say, the seller shall be ready and willing to give possession of the goods to the buyer in exchange for the price, and the buyer shall be ready and willing to pay the price in exchange for possession of the goods”^(۴).

(۱) عیون المسائل، ابو الیث نصر بن محمد سمرقندی، ۱: ۱۲۹، مطبعہ اسعد بغداد، ۱۳۸۶ھ

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۶

(۳) الموسوعة الفقہیة الکویتیة، ۱۵: ۴۴

(۴) Sale of Goods Act, 1930, Chapter : 4, Section: 32

"مال کی ادائیگی اور ثمن کی حوالگی دونوں متلازم ہیں: بائع مال کی حوالگی اور مشتری ثمن کی ادائیگی پر ایک ہی وقت میں رضامند ہوں گے، یعنی بائع بیعہ حوالہ کرے گا اور اسی دوران مشتری ثمن کی ادائیگی کرے گا۔"

پاکستان میں رائج قانون بیع مال ۱۹۳۰ء کے مذکورہ بالا دفعہ کے مطابق تینوں قسموں کی ادائیگی اور حوالگی فی الحال لازم ہوتی ہے حالانکہ فقہ اسلامی کی روشنی میں بیع عام میں مشتری پر ثمن کی ادائیگی پہلے اور بائع پر بیعہ بعد میں حوالہ کرنا لازم ہوتا ہے۔

دفعہ نمبر ۹: مشتری کے لیے بیعہ پر حکماً قبضہ کر لینا کافی ہے^(۱)۔

وضاحت:

مشتری کا بیعہ پر قبضہ کی دو صورتیں ہیں: قبضہ حقیقی اور قبضہ حکمی

قبضہ حقیقی یہ ہے کہ بیعہ حسی اعتبار سے بائع کے قبضہ میں ہو اور قبضہ حکمی یہ ہے کہ مشتری بیعہ پر کسی رکاوٹ کے بغیر جب چاہے اس پر حسی قبضہ کرنے کی قدرت رکھتا ہو، اس کو فقہاء "تخلیۃ" سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان دونوں قبضہ میں سے جو بھی پایا جائے مشتری کا قبضہ شمار کیا جائے گا۔ البتہ بیعہ کے مختلف ہونے کے ساتھ قبضہ بھی مختلف ہوتا ہے مثلاً بائع نے گھر بیچا اور اس کی چابی مشتری کے حوالہ کر کے کہا کہ میں نے گھر کو تمہارے لیے فارغ کر دیا ہے، اگر مشتری کے لیے گھر میں داخلہ آسان ہو تو یہ قبضہ شمار ہوگا^(۲)۔

مکملی یا موزونی چیز کسی گھر میں پڑی ہو، بائع اس کو بیچ دے اور اس گھر کی چابی مشتری کے حوالہ کر دے تو قبضہ کے لیے مشتری کو یہ کہنا ضروری ہوگا کہ میں نے وہ چیزیں آپ کے حوالہ کر دی ہیں۔ اگر یہ نہیں کہا تو قبضہ ثابت نہ ہوگا۔

سامان میں مشتری کا حقیقتہ قبضہ کرنا ضروری ہے، البتہ اگر مشتری کے نزدیک رکھ دیا جائے تو اس کو بھی قبضہ شمار کیا جائے گا۔ مشتری نے بائع کی اجازت کے بغیر بیعہ قبضہ کر لیا لیکن بائع نے اس کو قبضہ کرنے سے منع نہیں کیا تو یہ قبضہ شمار کیا جائے گا۔ مشتری نے برتن بائع کے حوالہ کرتے ہوئے کہا کہ اس میں تیل وزن کر کے میرے غلام کے ہاتھوں میرے گھر بھیج دیں، بائع نے وہ چیز اس کے حوالہ کر دی اور تیل ضائع ہو گیا تو اس کا ضمان مشتری پر ہوگا، کیونکہ غلام کا قبضہ مشتری کا قبضہ شمار ہوتا ہے، البتہ اگر مشتری کہے کہ بائع اپنے غلام کے حوالہ کر کے بھیج دے اور ضائع ہو جائے تو اس کا ضمان بائع پر ہوگا، کیونکہ یہ بائع کا غلام ہے اور بائع کے غلام کا قبضہ بائع کا ہوتا ہے نہ کہ مشتری کا^(۳)۔

مشتری نے بائع سے موزونی یا مکملی چیز خریدی اور بائع کو اپنا برتن حوالہ کیا۔ بائع وہ چیز وزن کر کے مشتری کے برتن میں ڈال دے تو یہ مشتری کا قبضہ شمار ہوگا، خواہ مشتری کی موجودگی میں کیا ہو یا اس کی عدم موجودگی میں^(۴)۔

دفعہ نمبر ۱۰: حوالہ کے لیے ضروری ہے کہ بائع بیعہ کو اپنی ملکیت سے فارغ کر دے^(۵)۔

وضاحت:

بائع نے اپنا مکان بیچا جس میں اس کا سامان پڑا تھا اور مشتری کو چابی دے دی تو یہ قبضہ شمار نہیں ہوگا، جب تک بائع اپنا سامان نہ لے جائے، البتہ اگر اس نے مشتری کو کہا کہ سامان سمیت اس پر قبضہ کر لو تو یہ قبضہ شمار ہوگا اور سامان مشتری کے پاس امانت ہوگی^(۱)۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۶

(۲) رد المحتار، ۴: ۵۶۱

(۳) نفس مصدر

(۴) البحر الرائق، ۵: ۳۳۲

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۶

دفعہ نمبر ۱۱ : قاضی جن صورتوں میں بیعہ حوالہ کرنے پر بائع کو مجبور کر سکتا ہے، ان میں بیعہ حوالہ کرنے کے ساتھ ضمان مشتری کو منتقل ہوگا^(۲)۔

وضاحت:

جن صورتوں میں قاضی، بائع کو بیعہ حوالہ کرنے پر مجبور کر سکتا ہو تو حوالہ کرنے کے بعد ہلاکت کی صورت میں ضمان مشتری پر ہوگا، اگر قاضی بائع کو مجبور نہیں کر سکتا تو مشتری کے پاس ہلاکت ہونے کی صورت میں ضمان بائع پر ہوگا^(۳)، مثلاً دو چیزیں جو آپس میں ملی ہوئی تھی، ان میں ایک بیچ دے اور بائع کی اجازت کے ساتھ مشتری دونوں کو قبضہ کر لے تو اس کی درج ذیل دو (۲) صورتیں ہیں:

دونوں آسانی کے ساتھ جدا ہوگی یا نہیں، اگر جدا نہ ہوتی ہو تو یہ قبضہ ناقص ہوگا اور ہلاکت ہونے کی صورت میں ضمان بائع پر ہوگا کیونکہ اس صورت میں قاضی بائع کو حوالہ کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ اگر آسانی کے ساتھ جدا ہو سکتے ہو تو قبضہ حکمی صحیح ہوگا اور ہلاکت کی صورت میں مشتری ضامن ہوگا جیسا کہ ایک شخص نے انگوٹھی کا نگینہ بیچا اور مشتری سے کہا کہ اس سے نگینہ اپنے لیے جدا کرو، اب اگر نگینہ آسانی کے ساتھ جدا نہ ہوا اور انگوٹھی ہلاک ہو جائے یا گم ہو جائے تو اس کا ضمان بائع پر ہوگا اور مشتری ضامن نہیں ہوگا، البتہ اگر آسانی سے جدا ہو سکتا ہو تو مشتری پر صرف نگینہ کا ضمان ہوگا کیونکہ مشتری کا قبضہ حکمی ثابت ہو چکا ہے^(۴)۔

دفعہ نمبر ۱۲: مکملی اور موزونی چیزوں کو بیچنے کے لیے دوبارہ کیل و وزن ضروری ہے^(۵)۔

وضاحت:

مشتری نے مکملی یا موزونی چیز خریدی، پھر اس کو بیچنا چاہتا ہے تو اس کی چار صورتیں ہیں:

- ۱۔ موزونی یا مکملی چیز کو وزن یا کیل کے ساتھ خریدے اور کیل اور وزن کے ساتھ ہی بیچے۔
- ۲۔ موزونی یا مکملی چیز کو اٹکل خریدے اور وزن یا کیل کے ساتھ بیچے۔

ان دو صورتوں میں مشتری کے لیے دوبارہ کیل کرنا ضروری ہے، خریدتے وقت بائع اول کے کیل کا اعتبار نہیں ہوگا۔ سیدنا جابر^(۶) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَفِيَ عَنْ بَيْعِ الطَّعَامِ حَتَّى يَجْرِيَ فِيهِ الصَّاعَانُ: صَاعُ الْبَائِعِ وَصَاعُ

(۱) المحیط البرہانی، ۶: ۲۸۵

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۷

(۳) المحیط البرہانی، ۶: ۳۷۹

(۴) مجمع الضمانات، ۱: ۲۳۷

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۸

(۶) جابر بن عبد اللہ بن عمر بن حزام بن عمرو بن سواد بن سلمیہ (وفات: ۷۷ھ)، والدہ کا نام نسیم بنت عقبہ بن عدی بن سنان ہے، ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، بیعت عقبہ ثانیہ کو ایمان لائے، امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کو بدری صحابہ میں شمار کیا ہے۔ غزوہ احد اور غزوہ صفین میں بھی شریک رہے، مدینہ منورہ میں وفات پائی اور ابان بن عثمان رحمہ اللہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ [الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ۱: ۲۲۰]

المشتري⁽¹⁾"

"رسول اللہ ﷺ نے کھانے کی اشیاء کو فروخت کرنے سے اس وقت تک منع فرمایا ہے جب تک اس کو دو مرتبہ ناپا نہ جائے، ایک بائع کا اور دوسرا مشتری کا۔"

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"من ابتاع طعاما فلا يبعه حتى يكتاله"⁽²⁾

"کوئی شخص کھانے کی چیز اس وقت تک نہیں بیچ سکتا جب تک اس کو کیل نہ کرے۔"

البتہ علامہ انور شاہ کشمیری⁽³⁾ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر بائع نے کسی شخص کے سامنے بیعہ وزن کیا یا کیل کیا، پھر وہی شخص اس کو خریدنا چاہتا ہے تو اس کے لیے دوبارہ کیل کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ پہلی مرتبہ وزن کرنا کافی ہو جائے گا کیونکہ اس میں مقصود بیعہ کی مقدار کا معلوم ہونا ہے اور وہ پہلی مرتبہ کیل کرنے کے ساتھ معلوم ہو جاتا ہے۔ البتہ مشتری اول کے لیے آگے بیچنے کے لیے دوبارہ کیل کرنا ضروری ہے⁽⁴⁾۔

۱۔ موزونی یا کیلی چیز کو اٹکل خریدے اور اٹکل بیچے۔

۲۔ موزونی یا کیلی چیز کو کیل یا وزن کے ساتھ خریدے اور اٹکل بیچے۔

ان دو (۲) صورتوں میں دوبارہ کیل کرنا ضروری نہیں۔

مروجہ ڈبوں میں وزنی چیزوں کا حکم:

اس زمانہ میں چیزیں ڈبوں میں پیک فروخت کیا جاتا ہے، ان پر وزن تو لکھا جاتا ہے لیکن مشتری کو اس کا وزن کرنا مشکل ہوتا ہے کیونکہ وزن کرنے کے لیے ڈبہ کھول کر وزن کرنا پڑے گا۔ لہذا اس کے بارے میں فقہاء کی رائے یہ ہے کہ یہ چیزیں ڈبوں میں بند ہونے کی وجہ سے عددی ہوں گے اور لکھا ہوا وزن صرف چھوٹے و بڑے میں فرق کے لیے لکھا جانے پر محمول کیا جائے گا، لہذا ان ڈبوں کو وزن کیے بغیر خریدنا جائز ہوگا⁽⁵⁾۔

دفعہ نمبر ۱۳: اگر اجیر کے ہاتھوں بھیجنے پر متعاقدین میں اختلاف ہو تو مشتری کا قول معتبر ہوگا⁽⁶⁾۔

وضاحت:

(1) سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب النخی عن بیع الطعام قبل الملم یقبض، رقم الحدیث: ۲۲۲۸

(2) صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، رقم الحدیث: ۱۵۲۵

(3) علامہ انور شاہ بن معظم شاہ حسینی حنفی کشمیری (پیدائش: ۱۲۹۲ھ - وفات: ۱۳۵۲ھ)، ۱۳۱۰ھ کو دیوبند کا سفر کیا اور مولانا اسحاق امرتسری، شیخ خلیل

احمد اور علامہ حسن دیوبندی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ دارالعلوم دیوبند میں سنن ترمذی اور صحیح البخاری پڑھاتے رہے۔ فقہ حنفی اور احادیث مبارکہ میں تطبیق ان کا مشغلہ رہا۔ دیوبند ہی میں ان کا انتقال ہوا۔ [نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر، عبدالحی بن فخر الدین بن عبدالحی، ۸: ۱۱۹۹، دار ابن حزم،

بیروت لبنان، ۱۴۲۰ھ = ۱۹۹۹ء]

(4) فیض الباری، علامہ انور شاہ کشمیری، ۳: ۴۳۷، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۴۲۶ھ = ۲۰۰۵ء

(5) فقہ البیوع، ۱: ۴۱۱

(6) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۹

بائع نے مشتری پر دعویٰ کیا کہ مشتری نے مجھے بیعہ کو اجیر کے ہاتھوں بھیجے کا کہا تھا اور مشتری اس کا انکار کرے کہ میں نے اس طرح نہیں کہا تھا، تو اگر بائع کے پاس گواہ نہ ہو تو مشتری کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا۔

دفعہ نمبر ۱۳: جب تک بیعہ پر مشتری کا قبضہ ثابت نہ ہو، ہلاک ہونے کی صورت میں ضمان بائع پر ہوگا^(۱)۔

وضاحت:

مشتری نے بیعہ پر قبضہ نہیں کیا اور وہ بائع کی ملکیت میں ہلاک ہو جائے تو اس کی درج ذیل پانچ صورتیں ہیں:

تین صورتوں میں بیعہ فسخ ہو کر ضمان بائع پر ہوگی، مثلاً کسی آسمانی آفت کی وجہ سے ہلاک ہو جائے یا وہ خود اس کو ہلاک کر دے، یا بیعہ کوئی جانور ہو اور وہ خود کو ہلاک کر دے تو ان تین صورتوں میں مشتری کے قبضہ نہ پائے جانے کی وجہ سے ضمان بائع پر ہوگا۔ اسی طرح اگر بائع، بیعہ میں عیب پیدا کر دے تو اس کا ضمان بھی بائع پر ہوگا^(۲)۔ اس پر درج ذیل مسائل متفرع ہوتے ہیں:

۱۔ مشتری نے غلام کو قبضہ نہیں کیا تھا کہ اس کا ہاتھ خود بخود شل ہو جائے یا بائع و مشتری کے علاوہ کوئی اجنبی شخص اس کے ہاتھ کو کاٹ دے تو اس کا ضمان بائع پر ہوگا البتہ مشتری کے لیے اختیار ہے کہ بیعہ کل قیمت کے بدلے نافذ رکھے یا بیعہ کو فسخ کر دے۔ بیعہ نافذ کرنے کی صورت میں مشتری ہاتھ کاٹنے والے سے ادھی قیمت وصول کرے گا^(۳)۔

۲۔ مشتری نے بائع سے مثلاً کپڑا خریدا اور بائع سے کہا کہ کپڑا فلاں شخص کے پاس رکھ دو، میں ثمن حوالہ کر دوں گا، پھر بیعہ اسی شخص کے قبضہ میں ہلاک ہو گیا تو اس کا ضمان بائع پر ہوگا، کیونکہ اس کا قبضہ بائع کا قبضہ شمار ہوتا ہے۔

تقابل:

پاکستان کے مروجہ قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء میں مال بائع اور مشتری کے علاوہ کسی تیسرے فرد کے پاس امانت رکھنے کے متعلق کہا گیا ہے:

“A bailment is the delivery of goods by one person to another for some purpose upon a contract that they shall, when the purpose is accomplished, be returned or otherwise disposed of according to the directions of the person delivering them^(۴)”.

"ایک شخص کی جانب سے دوسرے شخص کو مال (بیعہ) کی حوالگی کو تحویل امانتی کہتے ہیں، کسی ایسے مقصد کے لیے جو

پورا ہو یا بیعہ واپس کی جائے یا (اس شخص کے احکامات کے مطابق) فروخت ہو"۔

قبضہ امانت کا مطلب یہ ہے کہ اس پر کوئی ضمان نہیں آئے گا، لہذا اس مقام پر وضعی اور شرعی قوانین میں یکسانیت ہے۔

۳۔ اسی طرح مشتری کے اہل خانہ میں سے کسی کا قبضہ کرنا مشتری کا قبضہ شمار نہیں ہوگا، مثلاً ایک شخص نے کوئی چیز خریدی اور بائع سے کہا کہ بیعہ میرے بیٹے کے پاس بھیج دینا، بائع نے بیعہ بھیج دیا جو اس کے بیٹے کے قبضہ میں ہلاک ہو گیا تو اس پر مشتری کا قبضہ نہ پائے جانے کی وجہ سے ضمان بائع پر ہوگا۔

(۱) نفس مصدر، ۳: ۲۰

(۲) دررالحکام فی شرح مجلہ الاحکام، علی حیدر حواجہ امین آفندی، ۱: ۲۷۶، دارالجلیل، ۱۴۱۱ھ = ۱۹۹۱ء

(۳) البسوط للشرحی، ۱۳: ۱۷۱

(۴) Contract Act 1872, Chapter: 9, Section: 148

۴۔ مشتری نے صابون خرید اور قبضہ کرنے سے پہلے بائع اس کو اپنے مال کے ساتھ ایسا خلط کرے کہ ان کا جدا کرنا ممکن نہ ہو تو یہ استہلاک کی صورت ہے، اس سے بیع باطل ہو جائے گی۔

۵۔ مشتری بیمار جانور خریدے اور بائع سے کہے کہ اس کو اپنے پاس رکھو اگر ہلاک ہو گیا تو ضمان میں ادا کروں گا، پھر بائع کے قبضہ میں وہ جانور ہلاک ہو گیا تو اس کا ضمان بائع پر ہو گا اور مشتری کے قول کا اعتبار نہیں ہو گا۔

۶۔ بائع غلام حوالہ کرنے سے پہلے اس کو قتل کر دے تو مشتری سے پورا ثمن ساقط ہو جائے گا^(۱)۔

۷۔ بائع غلام بیچے اور حوالہ کرنے سے پہلے اس میں جنایت کرے مثلاً اس کا ہاتھ کاٹ ڈالے تو اس کا ضمان بائع پر ہو گا البتہ مشتری کے لیے اختیار ہے کہ بیع قائم رکھے یا بیع کو فسخ کر دے۔ بیع نافذ کرنے کی صورت میں مشتری پر آدھے دام واجب ہوں گے۔

ایک صورت میں ضمان مشتری پر ہو گا وہ یہ ہے کہ مشتری قبضہ کرنے سے پہلے بیعہ میں عیب پیدا کرے یا اس کو ہلاک کر دے تو اس کی وجہ سے مشتری کا قبضہ تام ہو گیا لہذا مشتری کو ثمن ادا کرنا لازم ہو گا۔ اس طرح اگر مشتری کے حکم کے ساتھ بائع بیعہ میں کوئی عیب پیدا کرے تو اس کا بھی یہی حکم ہے، جیسا کہ مشتری نے غلام قبضہ کرنے سے پہلے اس کا ہاتھ کاٹ دیا تو ہاتھ کاٹنے کے ساتھ وہ اس کا قابض شمار ہو گا۔ لہذا اگر غلام بائع کی ملکیت میں اس جنایت کی وجہ سے یا کسی اور جنایت کی وجہ سے ہلاک ہو گیا تو مشتری پر کل ثمن ادا کرنا لازم ہو گا۔

البتہ اگر مشتری نے غلام لینے کا مطالبہ کیا اور بائع نے اس کو روکے رکھا اور کسی اور جنایت کی وجہ سے غلام ہلاک ہو گیا تو مشتری پر نصف ثمن ادا کرنا لازم ہو گا^(۲)۔

ایک صورت میں مشتری کو خیار ہو گا وہ یہ ہے کہ اجنبی شخص بیعہ ہلاک کر دے یا اس کو عیب دار بنا دے تو مشتری کو اختیار ہے کہ وہ ہلاک کرنے والے سے ضمان لے کر بائع کو ثمن ادا کر دے، یا بیع ختم کر دے اور بائع خود ہلاک کرنے والے سے ضمان وصول کرے۔ مثلاً: مشتری نے غلام خرید اور قبضہ کرنے سے پہلے بائع نے کسی کو غلام قتل کرنے کا حکم دیا تو مشتری کو اختیار ہے، بیع کو باقی رکھ کر قاتل سے قیمت لے اور بائع کو ثمن ادا کرے یا بیع کو توڑ دے۔ البتہ اگر غلام کی بجائے کپڑا ہو اور بائع کے حکم کی تعمیل میں اس سے قمیص بنایا جائے تو مشتری بیع نافذ کرنے کی صورت میں درزی سے کوئی ضمان نہیں لے سکتا^(۳)۔

تقابل:

پاکستان میں رائج قانون بیع مال ۱۹۳۰ء میں بائع کی ملکیت میں بیعہ کے ہلاک ہونے سے متعلق کہا گیا ہے:

"Goods perishing before sale but after agreement to sell: Where there is an agreement to sell specific goods, and subsequently the goods without any fault on the part of the seller or buyer perish or become so damaged as no longer to answer to their

(۱) البسوط للسرخسی، ۱۳: ۱۷۱

(۲) بدائع الصنائع، ۵: ۲۴۰

(۳) مجمع الضمانات، ۱: ۲۳۶

description in the agreement before the risk passes to the buyer,
the agreement is thereby avoided" ⁽¹⁾.

"جب مال بائع اور مشتری کے تصرف کے بغیر ہلاک ہو جائے یا اس میں اس قدر نقصان ہو جائے کہ وہ عقد بیع کے موافق نہیں اترتا تو اس سے عقد باطل ہو جاتا ہے۔"

اس مسئلہ میں بیع ہونے کے بعد بائع کی ملکیت میں بیعہ ہلاک ہونے کا ضمان بائع کے ذمہ مقرر کر کے بیع کو کالعدم شمار کیا گیا ہے اور فتاویٰ عالمگیری میں بھی یہی حکم موجود ہے، البتہ مشتری کو بیع بحال رکھنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ لہذا وضعی اور شرعی قانون میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔
دفعہ نمبر ۱۵: مشتری کا جنایت کرنے والے سے ضمان لینے کو ترجیح دینا بیعہ پر قبضہ شمار ہوگا ⁽²⁾۔

وضاحت:

مشتری نے بیعہ قبضہ نہیں کیا، کسی اجنبی نے اس بیعہ کو نقصان پہنچا دیا پھر مشتری نے جنایت کرنے والے سے ضمان لینا چاہا تو یہ مشتری کا قبضہ شمار ہوگا۔ اسی طرح مشتری کا قتل کرنے والے کو خون بہا معاف کرنا قبضہ شمار ہوگا، مثلاً بیعہ کوئی غلام یا جانور وغیرہ ہو، کوئی اجنبی شخص مشتری کے قبضہ سے پہلے پہلے غلام کو قتل کر دے یا جانور کو مار ڈال دے اور مشتری اس کے خون بہا یا قیمت کو معاف کر دے تو اس سے مشتری کا قبضہ تام ہو جائے گا اور بائع قاتل سے فی الحال اس کی قیمت وصول کرے گا۔ جب مشتری بیعہ کا ثمن ادا کر دے تو بائع قیمت قاتل کو واپس کر دے گا ⁽³⁾۔

دفعہ نمبر ۱۶: مشتری کا بیعہ میں کسی قسم کا تصرف کرنا قبضہ شمار ہوگا ⁽⁴⁾۔

وضاحت:

مشتری کا بیعہ میں کسی قسم کا تصرف کرنا قبضہ شمار ہوگا۔ اس کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں، مثلاً بیعہ پر قبضہ کرنے سے پہلے مشتری نے بائع سے کہا کہ فلاں شخص کو اجرت پر دے دو یا کسی کے پاس عاریت یا ودیعت کے طور پر رکھ دو یا کسی کو ہبہ کر دو اور بائع نے اسی طرح کر کے حوالہ کیا تو یہ جائز ہے اور مشتری کا قبضہ ثابت ہو جائے گا، بائع جو رقم مستاجر سے وصول کرے گا وہ ثمن میں سے شمار کیا جائے گا اور ہلاک ہونے کی صورت میں ضمان مشتری پر ہوگا ⁽⁵⁾۔ اگر مشتری کی اجازت کے بغیر اجرت پر دے یا کسی کے پاس رہن کے طور پر رکھ دے اور بیعہ مستاجر یا مرتہن کے پاس ہلاک ہو جائے تو اس سے بیع فسخ ہو جائے گی، اگر ثمن حوالہ کیا ہو تو اپنا ثمن بائع سے واپس وصول کرے گا۔ اگر مشتری کی اجازت کے بغیر بائع نے غلام حوالہ کرنے سے قبل کسی کو ہبہ کیا یا عاریت کے طور پر دیا یا کسی کے پاس ودیعت رکھا، پھر غلام کسی وجہ سے ہلاک

⁽¹⁾ Sale of Goods Act, 1930, Chapter: 2, Section: 8

⁽²⁾ فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۰

⁽³⁾ بدائع الصنائع، ۵: ۲۴۶

⁽⁴⁾ فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۰

⁽⁵⁾ البحر الرائق، ۶: ۱۲۷

ہو جائے تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ بیع کو فسخ کرے یا بیع کو نافذ کر کے موہوب لہ یا مستعیر یا مودع سے ضمان وصول کرے^(۱)۔ اسی طرح اگر اپنے بائع کو اجرت پردے یا اس کے پاس ودیعت یا عاریت کے طور پر رکھے تو اس سے مشتری کا قبضہ ثابت نہیں ہوگا^(۲)۔

مشتری کے تصرف کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ مشتری بیع (غلام) قبضہ کرنے سے پہلے اپنے بائع سے کہے کہ غلام کو میرے فلاں کام میں لگا دو اور بائع ایسا کر دے تو یہ مشتری کا قبضہ شمار ہوگا اور ہلاک ہونے کی صورت میں ضمان مشتری پر ہوگا^(۳)۔

اسی طرح مشتری بیع قبضہ کرنے سے پہلے بائع سے ایسا تصرف کرنے کا کہے کہ جس سے بیع کو نقصان پہنچتا ہو اور بائع اس کے حکم کے مطابق کرے تو مشتری کا قبضہ ثابت ہوگا، البتہ اگر بیع کو نقصان نہ ہو تو پھر قبضہ ثابت نہ ہوگا، مثلاً کپڑا خریدنے کے بعد بائع کو رنگ دینے کا یا اس کو دھونے کا حکم کرے تو اس تصرف سے مشتری کا قبضہ ثابت نہ ہوگا۔

دفعہ نمبر ۱۷: بائع نے بیع میں جنایت کی، پھر اس جنایت کے سبب مشتری کے قبضہ میں بیع ہلاک ہو جائے تو بائع ضامن نہیں ہوگا۔
وضاحت:

بائع نے غلام حوالہ کرنے سے پہلے اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا، پھر مشتری اس کو بائع کی اجازت یا بغیر اجازت کے قبضہ کر لے، بعد میں غلام بائع کی جنایت کی وجہ سے ہلاک ہو جائے تو بائع ضامن نہیں ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مشتری نے جب غلام پر قبضہ کر لیا تو اس کا حکم تبدیل ہو گیا کیونکہ مشتری کا قبضہ اور مالک ہونا بائع کی جنایت اور ہلاکت کے درمیان حائل ہو گئی ہے۔ البتہ اگر بائع غلام کو ہلاک ہونے سے پہلے پہلے ثمن کی وصولی کے لیے واپس لے لے اور بائع کے ہاتھ میں اسی جنایت کی وجہ سے ہلاک ہو جائے تو ضمان بائع پر ہوگا^(۴)۔

دفعہ نمبر ۱۸: بغیر اجازت قبضہ کی ہوئی بیع میں بائع عیب پیدا کرے، اور وہی عیب اس کی ہلاکت کا سبب بنے تو مشتری ضامن نہیں ہوگا۔
وضاحت:

مشتری غلام خریدے اور بائع کی اجازت کے بغیر اس پر قبضہ کر لے، پھر مشتری کے قبضہ میں بائع اس کا ہاتھ کاٹ ڈالے اور وہ غلام ہلاک ہو جائے تو اس کی دو (۲) صورتیں ہیں: یا تو بائع کی جنایت کی وجہ سے ہلاک ہو ہوگا یا کسی اور سبب کی وجہ سے۔ پہلی صورت میں مشتری پر کوئی ضمان نہیں آئے گا اور دوسری صورت میں مشتری نصف ثمن کا ضامن ہوگا^(۵)۔

دفعہ نمبر ۱۹: بیع پر قبضہ سے پہلے بائع کی اجازت سے کوئی شخص بیع ہلاک کر دے تو مشتری کو بیع نافذ کرنے اور فسخ کرنے دونوں کا اختیار ہوگا۔
وضاحت:

مشتری نے بکری خریدی اور بائع نے قبضہ سے پہلے کسی کو بکری ذبح کرنے کا حکم دیا تو مشتری کو بیع نافذ کرنے اور فسخ کرنے دونوں کا اختیار

(۱) تبیین الحقائق، فخر الدین عثمان بن علی حنفی زلیقی، ۶: ۱۲۷، المطبعة الکبری الامیریہ، بولاق قاہرہ، ۱۳۱۳ھ

(۲) مجمع الضمانات، ۱: ۲۴۱

(۳) المحیط البرہانی، ۶: ۳۰۱

(۴) الاصل المعروف بالمبوط، محمد بن حسن شیبانی، ۵: ۲۹۳، ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی، تان

(۵) المبوط للسرخی، ۱۳: ۱۷۶

ہے لیکن اختیار کرنے کی صورت میں وہ ذبح سے تب ضمان لے سکتا ہے جب اس کو بیع کا علم ہو ورنہ وہ شخص ضامن نہیں ہوگا^(۱)۔ البتہ اگر بائع نے پہلے ذبح کا حکم دیا پھر اس کو بیچا تو مشتری کے لیے ذبح کرنے والے سے ضمان لینے کا کوئی اختیار نہیں ہوگا خواہ اس کو بیع کا علم ہو یا نہ ہو۔ دفعہ نمبر ۲۰: بائع و مشتری نے غلام میں جنایت کی، غلام ان زخموں سے صحت یاب ہو جائے تو مشتری نصف ثمن کا ضمان ہوگا۔

وضاحت:

بائع نے غلام بیچا لیکن حوالہ کرنے سے پہلے اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا۔ پھر مشتری اس کے پاؤں (مخالف سمت سے) کاٹ ڈالے، مشتری دونوں زخموں سے شفا یاب ہو جائے تو مشتری پر نصف ثمن لازم ہوگا^(۲)۔ البتہ اگر مشتری کی جنایت پہلے اور بائع کی جنایت بعد میں ہو اور غلام زخموں سے ٹھیک ہو جائے تو مشتری کو غلام لینے اور نہ لینے دونوں کا اختیار ہوگا، پہلی صورت میں مشتری پر تین چوتھائی ثمن لازم ہوگا اور دوسری صورت میں نصف ثمن لازم ہوگا۔

البتہ اگر بائع کی جنایت کے بعد مشتری نے دوسرا ہاتھ کاٹ ڈالا یا کٹے ہوئے ہاتھ کی جانب ٹانگ کاٹ ڈالی اور غلام ان دونوں زخموں سے صحت یاب ہو جائے تو مشتری پر نصف ثمن لازم ہوگا^(۳)۔

اسی طرح اگر غلام دونوں کی جنایت کی وجہ سے ہلاک ہو گیا تو دیکھا جائے گا کہ بائع نے پہلے جنایت کی تھی یا مشتری نے۔ پہلی صورت میں مشتری پر نصف ثمن لازم ہوگا اور دوسری صورت میں مشتری پر ثمن کے آٹھ حصوں میں سے تین حصے لازم ہوں گے۔ جب بائع نے غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالا تو نصف ثمن اس کی وجہ سے ختم ہو جائے گا۔ پھر مشتری کے ہاتھ کاٹنے کی وجہ سے باقی نصف کا نصف (چوتھائی) مشتری پر لازم ہو گیا اور بقیہ چوتھائی دونوں میں برابر تقسیم ہوگا۔ لہذا مشتری پر آٹھ حصوں میں سے تین حصے لازم ہوں گے۔ دفعہ نمبر ۲۱: غلام کو معین روٹی کے بدلے بیچا گیا، متعاقبین کے قبضہ سے پہلے غلام روٹی کھالے تو بائع اس کا ضامن ہوگا۔

وضاحت:

بائع معین روٹی کے بدلے غلام بیچے، جانبین سے ہنوز قبضہ نہیں پایا گیا تھا کہ غلام روٹی کھا جائے تو غلام مشتری کا ہوگا، گویا بائع نے پورا ثمن وصول کر لیا^(۴)۔

دفعہ نمبر ۲۲: مشتری کے قبضہ سے پہلے بیعہ کا ایک حصہ دوسرے کی وجہ سے ہلاک ہو جائے تو مشتری کو بیع فسخ کرنے کا اختیار ہوگا۔

وضاحت:

بائع نے دو بکریاں ایک بیچ میں بیچی، مشتری کے قبضہ کرنے سے پہلے ایک بکری دوسری بکری کو سینگ سے مار کر ہلاک کر دے تو مشتری چاہے بیع کو فسخ کر دے یا دوسری بکری کو اس کے ثمن کے بقدر لے۔ اسی طرح جانور اور گھاس وغیرہ خریدے اور قبضہ سے پہلے جانور گھاس کو کھا جائے تو مشتری اس جانور کو اس کے ثمن کے بقدر لے گا^(۵)، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

(۱) نفس مصدر

(۲) المبسوط للسرخسی، ۱۳: ۱۷۳

(۳) نفس مصدر

(۴) مجمع الضمانات، ۱: ۱۴۵

(۵) بدائع الصنائع، ۵: ۲۴۰

"العجماء جبار" (1)

"جانور کی جنایت معاف ہے۔"

البتہ بائع نے باندی بیچی اور ہنوز قبضہ نہیں کیا تھا کہ اس کا بچہ پیدا ہوا پھر ان دونوں میں سے کسی ایک نے دوسرے کو قتل کر ڈالا، لہذا لڑکا اور باندی میں سے جو باقی ہے، مشتری کے لیے اختیار ہوگا کہ پوری قیمت کے بدلے اس کو لے یا بیع فسخ کر دے (2)۔ اسی طرح اگر غلام کھانا کھالے یا غلام دوسرے غلام کو مار ڈالے تو مشتری کے لیے اختیار ہوگا کہ پورے ثمن کے بدلے باقی غلام کو خریدے یا بیع فسخ کرے، کیونکہ آدمی کا فعل معتبر ہوتا ہے۔

دفعہ نمبر ۲۳: مشتری نے ثمن کی ادائیگی سے پہلے بائع کی اجازت کے بغیر بیعہ قبضہ کر لیا تو بائع کے لیے واپس لینے کا اختیار ہے (3)۔

وضاحت:

مشتری نے ثمن بائع کو حوالہ نہیں کیا اور بائع کی اجازت کے بغیر بیعہ پر قبضہ کر لیا تو اس کی درج ذیل تین (۳) صورتیں ہیں (4):

۱۔ مشتری نے بیعہ میں کوئی تصرف نہ کیا ہو۔

۲۔ مشتری نے بیعہ میں ایسا تصرف کیا ہو جس کو ختم کیا جاسکتا ہو، مثلاً: اس کو آگے بھیجا، یا حرت پر دیا کسی کو ہبہ کیا۔

۳۔ مشتری نے بیعہ میں ایسا تصرف کیا ہو جس کو ختم نہیں کیا جاسکتا، مثلاً غلام کو آزاد کر دے یا مدبر بنا دے۔

اول الذکر دو صورتوں میں بائع کو اختیار ہے کہ بیعہ واپس لے لے، البتہ تیسری صورت میں بائع کو واپس لینے کا اختیار نہیں۔ البتہ بائع کی اجازت کے بغیر مشتری نے بیعہ قبضہ کر لیا اور بائع بیعہ واپس لینا چاہتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ بائع بیعہ پر حقیقہ قبضہ کرے، قبضہ حکمی (تخلیہ) کافی نہیں ہوگا (5)۔

دفعہ نمبر ۲۴: بائع کی اجازت کے ساتھ بیعہ پر قبضہ کرنے کے بعد بائع کو معلوم ہو جائے کہ دراہم کھوٹے ہیں تو بائع کو بیعہ واپس لینے کا اختیار نہیں ہوگا (6)۔

وضاحت:

مشتری نے ثمن ادا کیا، بائع کو مشتری کے تصرف کرنے سے پہلے معلوم ہوا کہ بطور ثمن ادا شدہ دراہم کھوٹے تھے، مشتری نے بیعہ پر قبضہ بھی کر لیا تھا، تو اس کی دو (۲) صورتیں ہیں (7):

۱۔ مشتری نے بائع کی اجازت کے ساتھ بیعہ پر قبضہ کیا ہو۔

۲۔ مشتری نے بائع کی اجازت کے بغیر بیعہ پر قبضہ کیا ہو۔

(1) صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب فی الرکاز الخس، رقم الحدیث: ۱۴۹۹

(2) بدائع الصنائع، ۵: ۲۵۸

(3) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۱

(4) تحفۃ الفقہاء، ۲: ۴۳-۴۴

(5) مجمع الضمانات، ۱: ۲۱۷

(6) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۱

(7) بدائع الصنائع، ۵: ۲۵۱

پہلی صورت میں بائع واپس لینے کا اختیار بالکل نہیں رکھتا، مشتری نے بیعہ میں ہر قسم کا تصرف کیا ہو۔ دوسری صورت میں اگر مشتری نے بیعہ میں کوئی ایسا تصرف کیا ہو جو ختم ہونے کے قابل ہو تو بائع کو لوٹانے کا اختیار ہوگا اور اگر ایسا تصرف کیا ہو جو ختم ہونے کے قابل نہ ہو تو پھر بھی بائع کو بیعہ واپس لینے کا اختیار نہیں ہوگا۔

البتہ اگر مشتری نے ثمن ادا کرنے کے بعد بیعہ میں تصرف کیا مثلاً: کسی کے پاس رہن رکھا یا ہبہ کیا یا آزاد کیا، بعد میں بائع کو معلوم ہوا کہ وہ کھوٹے تھے تو بائع کے لیے لوٹانے کا کوئی اختیار نہیں^(۱)۔

دفعہ نمبر ۲۵: بائع کی اجازت کے ساتھ مشتری نے جوڑے (یعنی وہ چیزیں جو دو دو ہوں) میں سے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا تو دونوں پر مشتری کا قبضہ شمار ہوگا^(۲)۔

وضاحت:

مشتری نے بائع کی اجازت کے ساتھ جوڑے میں سے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا تو دوسرے پر مشتری کا قبضہ خود بخود ثابت ہو جائے گا۔ اگر مشتری نے اس کے بعد دوسرے پر بھی قبضہ کر لیا اور بائع لوٹانا چاہتا ہے کہ میں نے دوسرے حصہ میں قبضہ کرنے کی اجازت نہیں دی تھی تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ اگر بائع ثمن وصول کرنے کے لیے اس کو واپس لے تو بائع غاصب ہوگا^(۳)۔

اسی طرح مشتری نے جوڑے میں سے ایک حصہ کو بغیر اجازت قبضہ کر کے قصداً ہلاک کیا یا اس کو عیب دار بنا دیا تو دونوں حصوں پر مشتری کا قبضہ شمار ہوگا۔ مشتری کے لیے بائع سے دوسرے حصہ کا مطالبہ جائز ہے۔ اگر مشتری نے مطالبہ کیا، بائع نے دینے سے انکار کیا اور اسی کے قبضہ میں ہلاک ہو گیا تو ضمان بائع پر ہوگا۔ اگر مشتری کے مطالبہ سے پہلے پہلے ہلاک ہو گیا تو ضمان مشتری پر ہوگا۔

البتہ اگر بائع کی اجازت کے بغیر جوڑے کے ایک حصہ پر قبضہ کیا گیا تو جو حصہ بائع کے پاس ہے اس پر مشتری کا قبضہ ثابت نہ ہوگا، لہذا اگر بائع کی ملکیت میں ہلاک ہو تو ضمان بائع پر ہوگا اور اس صورت میں مشتری کو قبض شدہ حصہ لینے یا نہ لینے کا اختیار ہوگا، مثلاً مشتری نے جوتے یا موزے خریدے، جن میں سے ایک پر مشتری نے بائع کی اجازت کے بغیر قبضہ کر لیا اور بائع کے قبضہ میں دوسرا حصہ ہلاک ہو گیا تو مشتری کو اختیار دیا جائے گا کہ قبض شدہ حصہ کو لے یا واپس کرے۔

دفعہ نمبر ۲۶: مشتری نے بائع کی اجازت کے بغیر بیعہ قبضہ کر لیا اور اس کو آگے بیچ دیا، بائع اول کے لیے مشتری ثانی سے بیعہ لینے کا اختیار ہوگا^(۴)۔

وضاحت:

مشتری نے بائع کی اجازت کے بغیر بیعہ قبضہ کیا اور اس کو آگے بیچ دیا۔ پھر بائع اول مشتری ثانی سے بیعہ لینا چاہے تو اس کی دو صورتیں ہیں^(۵):

۱۔ اگر مشتری ثانی اقرار کر لے کہ معاملہ ایسا ہی ہے تو بائع اول کو واپس لینے کا اختیار ہوگا۔

(۱) نفس مصدر

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۲

(۳) المحیط البرہانی، ۶: ۲۹۴

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۲

(۵) المحیط البرہانی، ۶: ۲۹۵

۲۔ اگر مشتری ثانی انکار کرے یا کہے کہ مجھے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں تو مشتری اول کے حاضر ہونے تک بائع اول کو لینے کا کوئی حق نہیں ہوگا۔

دفعہ نمبر ۲: مشتری نے بیع سے پہلے بیع قبضہ کیا ہو پھر اس کو خریدے تو نفس ثراء کے ساتھ اس کا قبضہ ثابت ہوگا^(۱)۔

وضاحت:

مشتری نے بیع سے پہلے بیع قبضہ میں لیا ہوا تھا، تو اس قبضہ کی تین (۳) صورتیں ہو سکتی ہیں^(۲):

۱۔ مضمون بالقیمت ہو، مثلاً اس شخص نے غصب کیا ہو یا اس نے بیع فاسد کے ساتھ خریداہو۔

۲۔ مضمون تو ہو لیکن مضمون بالقیمت نہ ہو، مثلاً اس کے پاس رہن ہو۔

۳۔ مضمون ہی نہ ہو، مثلاً اس کے پاس ودیعت یا عاریہ ہو۔

پھر اس نے وہ چیز مالک سے خرید لی تو پہلی صورت میں بیع نفس بیع کے ساتھ مشتری کے قبضہ میں داخل ہو جائے گا، ہلاک ہونے کی صورت میں مشتری ضامن ہوگا۔ اور مؤخر الذکر دو صورتوں میں نفس بیع کے ساتھ مشتری کے قبضہ میں داخل نہیں ہوگا۔ فقہاء نے اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ جو قبضہ بیع سے پہلے ہو وہ بیع کے قبضہ سے مضبوط یا زیادہ ہو تو وہ قبضہ بیع کے قائم مقام ہوگا اور جو قبضہ بیع کے قبضہ سے کمزور ہو تو وہ بیع کے قبضہ کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔

دفعہ نمبر ۲۸: قبضہ اولیٰ اور قبضہ ثانی اگر ایک جنس سے ہو یا ایک جنس کے نہ ہو لیکن قبضہ اولیٰ اعلیٰ ہو اور قبضہ ثانی ادنیٰ ہو تو قبضہ اولیٰ، ثانی کے قائم مقام ہو سکتا ہے^(۳)۔

وضاحت:

غصب شدہ چیز کا ضمان قیمت کی صورت میں ہوتا ہے، اگر غاصب نے وہی چیز مالک سے خرید لی تو نفس بیع کے ساتھ اس کا قبضہ ثابت ہو جائے گا کیونکہ بیع میں بیع مضمون بالثمن ہوتا ہے اور ثمن اور قیمت ایک ہی جنس شمار ہوتے ہیں۔ لہذا پہلا قبضہ دوسرے قبضہ کے قائم مقام ہو سکتا ہے^(۴)۔

اسی طرح اگر دونوں قبضے ایک جنس کے نہ ہو تو اس کی درج ذیل دو (۲) صورتیں ہیں^(۵):

پہلی صورت: دوسرے معاملہ کا قبضہ پہلے قبضہ سے ادنیٰ ہو تو پہلا قبضہ دوسرے قبضہ کے قائم مقام ہوگا۔ اس کی مثال یہ ہے:

۱۔ غاصب نے کسی سے دنانیر غصب کیے، پھر مغصوبہ دنانیر کو مالک سے بیع صرف کے ساتھ دراہم یا دنانیر کے بدلے خرید لے تو غصب کا قبضہ، بیع کے قبضہ کے قائم مقام ہو جائے گا اور جدا ہونے کے ساتھ بیع صرف پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

۲۔ بیع صرف میں احد البدلین کو قبضہ کرنا بیع فاسد کا قبضہ شمار ہوتا ہے۔ بیع صرف میں احد البدلین کو قبضہ کر لیا، پھر اس کو مالک سے بیع صرف کے ساتھ دوبارہ خرید لے اور ثمن ادا کر دے تو قبضہ اولیٰ (بیع فاسد کا قبضہ) ثراء کے قبضہ کے قائم مقام ہو کر بیع صرف صحیح ہو جائے گی۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۲

(۲) المحیط البرہانی، ۶: ۲۹۸

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۳

(۴) المحیط البرہانی، ۶: ۲۹۷

(۵) نفس مصدر

دوسری صورت: دوسرے معاملہ کا قبضہ پہلے قبضہ سے اعلیٰ ہو تو ادنیٰ اعلیٰ کے قائم مقام نہیں ہو سکتا، یعنی پہلا قبضہ (جو ادنیٰ ہے) دوسرے قبضہ (جو اعلیٰ ہے) کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ اس کی مثال یہ ہے:

- ۱۔ ایک شخص نے کوئی چیز غصب کی، پھر وہ چیز مالک کی اجازت سے ودیعت یا عاریت لی اور اس کے پاس ہلاک ہو جائے تو ضمان غاصب پر ہوگا، کیونکہ امانت کا قبضہ، ضمان کے قبضہ سے کمزور ہے جو کہ ضمان کے قبضہ کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔
- ۲۔ ودیعت اور عاریت کا قبضہ امانت کا ہوتا ہے اور ہلاکت کی صورت میں ضمان نہیں آتا۔ امین نے مالک سے وہ چیز خرید لی تو نفس بیع کے ساتھ امین کا قبضہ ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ودیعت اور عاریت کا قبضہ بیع کے قبضہ کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ البتہ اگر مجلس بیع میں بیعہ موجود ہو تو وہی قبضہ کافی ہوگا۔

دفعہ نمبر ۲۹: باپ اپنے بیٹے کا ولی ہوتا ہے، لہذا باپ کا قبضہ کرنا بیٹے کا قبضہ شمار ہوگا^(۱)۔

وضاحت:

باپ نے اپنے نابالغ بچے کے لیے کوئی چیز خرید لی، باپ کا قبضہ بیٹے کی طرف سے کافی ہو جائے گا خواہ یہ قبضہ بچے کے بلوغت سے پہلے ہو یا بعد میں کیونکہ باپ اپنے بیٹے کا ولی ہوتا ہے۔ البتہ اگر باپ نے اپنا غلام نابالغ بچے کو بیچ دیا تو اس میں قبضہ تب معتبر ہوگا جب غلام بالغ (باپ) کے قبضہ میں موجود ہو^(۲)۔ مثلاً بالغ نے غلام کو کسی کام پر بھیج دیا، پھر اسی غلام کو اپنے بیٹے کو بیچ ڈالا تو جب تک غلام واپس ہو کر بیٹے کی طرف سے باپ بیچ کا قبضہ نہ کر لے تو پہلا قبضہ کافی نہیں ہوگا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ پہلا قبضہ امانت کا قبضہ تھا جو بیع کے قبضہ کے قائم مقام نہیں ہو سکتا، لہذا غلام واپس ہونے سے پہلے ہلاک ہو گیا تو ضمان باپ پر ہوگا۔

واضح رہے کہ مذکورہ بالا حکم بلوغت سے پہلے کا ہے، اگر غلام بیٹے کے بالغ ہونے کے بعد واپس آئے تو بیٹے کے لیے بذات خود غلام پر قبضہ کرنا ضروری ہے اور باپ بیٹے کا وکیل متصور نہیں ہوگا۔

دفعہ نمبر ۳۰: منقولی اشیاء میں عقد فسخ ہونے کے بعد بائع بیعہ آگے بیچ سکتا ہے اگرچہ بائع نے مشتری سے بیعہ واپس وصول نہ کیا ہو^(۳)۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان بیع فسخ ہو جائے تو بائع کے لیے جائز ہے کہ بیعہ آگے بیچے، اگرچہ بائع نے مشتری سے بیعہ واپس وصول نہ کیا ہو۔ البتہ اس میں تفصیل یہ ہے کہ فسخ کی دو (۲) صورتیں ہیں:

یہ متعاقدين کے درمیان فسخ ہوا اور ثالث کے حق میں بیع ہو تو واپس لینے سے پہلے مشتری اول کو تو بیچ سکتا ہے، لیکن کسی ثالث کو نہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ متعاقدين اقالہ کرے^(۴) تو جب تک بائع اپنا بیعہ مشتری سے قبضہ نہیں کرتا، ثالث کو بیچنا صحیح نہیں ہوگا^(۵)۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۳

(۲) مجمع الضمانات، ۱: ۲۱۷

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۳

(۴) اقالہ فقہ حنفی کے مطابق متعاقدين کے درمیان فسخ لیکن ثالث کے حق میں بیع جدید ہوتا ہے

(۵) مجمع الضمانات، ۶: ۲۷۸

اور اگر متعاقبین کے ساتھ ثالث کے حق میں بھی فسخ ہو تو بائع اس کو مشتری اول اور اجنبی ہر ایک کو بیچ سکتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ مشتری نے خیار شرط کے ساتھ بیعہ خرید لیا اور اپنے اختیار کے ساتھ بیع فسخ کر دیا، جانبین سے قبضہ بھی ہو گیا ہو، تو مشتری اول اور اجنبی شخص ہر ایک کے لیے جائز ہے کہ اس بیعہ کو خرید لے اور بیع صحیح ہو جائے گی۔ اگرچہ بائع نے مشتری اول سے بیعہ واپس قبضہ نہیں کیا ہو۔
دفعہ نمبر ۳۱: اقالہ کے بعد بیعہ واپس لینے سے پہلے بیعہ مشتری اول کو ثمن اول کے بدلے بیچ دے تو اس میں پہلا قبضہ کافی ہوگا^(۱)۔

وضاحت:

اقالہ کے بعد بائع، بیعہ پر قبضہ کرنے سے پہلے مشتری کو دوبارہ بیچ دے تو اس کی دو (۲) صورتیں ہیں^(۲)۔
۱۔ اگر جنس اول کے بدلے بیچا ہو تو قبضہ اولیٰ، قبضہ ثانیہ کے قائم مقام ہوگا اور دوبارہ قبضہ کرنا ضروری نہیں ہوگا۔
۲۔ اگر ثمن اول کے علاوہ کسی اور جنس کے بدلے بیچا ہو تو قبضہ اولیٰ، قبضہ ثانیہ کے قائم مقام نہیں ہوگا بلکہ دوبارہ قبضہ کرنا ضروری ہے۔
البتہ اگر مشتری کے علاوہ کسی اور شخص کو بیچ دے تو مشتری ثانی کے لیے قبضہ کرنا ضروری ہے، اسی دوران اگر بیعہ مشتری اول کے قبضہ میں ہلاک ہو گیا تو اس پر ثمن اول کا ضامن ہوگا۔
دفعہ نمبر ۳۲: اقالہ کے بعد، بائع نے بیعہ قبضہ کرنے سے پہلے آگے بیچ دیا، پھر بیعہ مشتری اول کے پاس ہلاک ہو جائے تو بیع ثانی فسخ ہو جائے گی اور مشتری اول اس کے ثمن کا ضامن ہوگا^(۳)۔

وضاحت:

متعاقبین کے درمیان بیع فسخ ہوا تو اس کی درج ذیل دو (۲) صورتیں ہیں:
پہلی صورت: مشتری کے خیار شرط، خیار رؤیت یا خیار عیب کے ساتھ فسخ ہوا ہو پھر بائع نے بیعہ کسی اجنبی کو بیچ دیا اور بیعہ مشتری اول سے قبضہ کرنے سے پہلے پہلے ہلاک ہو جائے تو مشتری اول ثمن کا ضامن ہوگا اور بیع ثانی فسخ ہو جائے گی۔
دوسری صورت: بائع کے خیار شرط کے ساتھ فسخ ہوا ہو، بائع نے قبل القبض کسی اجنبی کو بیچا اور بیعہ مشتری اول کے پاس ہلاک ہو جائے تو بیع ثانی صحیح ہوگی اور مشتری اول ضامن نہیں ہوگا۔
دفعہ نمبر ۳۳: بیع صرف میں متعاقبین کے قبضہ کرنے کے بعد اقالہ ہو جائے، پھر دونوں آپس میں بیع کر لیں اور قبضہ ثانی کے بغیر دونوں جدا ہو جائیں تو بیع صحیح نہیں ہوگی^(۴)۔

وضاحت:

بیع صرف میں متعاقبین پر مجلس میں قبضہ ضروری ہوتا ہے۔ متعاقبین نے بیع صرف میں متعاقبین پر قبضہ کر لیا، پھر دونوں نے اقالہ کیا۔ جانبین نے واپسی سے پہلے پہلے بیع جدید کے ساتھ وہی دراہم و دنانیر خریدے۔ جب تک بیع ثانی میں جدید قبضہ نہ پایا جائے اس وقت تک بیع صرف صحیح نہیں ہوگی، لہذا اگر بغیر قبضہ کے دونوں مجلس سے جدا ہو گئے تو بیع ثانی باطل ہو جائے گی۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۳

(۲) المحیط البرہانی، ۶: ۲۹۹

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۳

(۴) نفس المصدر، ۳: ۲۴

دفعہ نمبر ۳۴: بیع صرف میں اقالہ کے بعد متعاقبین کا قبضہ مضمون بالمقابل ہوتا ہے اور عام بیع میں مضمون بالثمن ہوتا ہے^(۱)۔

وضاحت:

بیع صرف میں جانبین کے درمیان اقالہ ہو گیا تو ہر بیعہ ہر ایک کے پاس مضمون بالمقابل ہوتا ہے، مثلاً چاندی کے برتن کو چاندی کے برتن کے بدلے بیچ دیا اور جانبین نے بیعہ پر قبضہ بھی کر لیا، بعد میں دونوں نے اقالہ کیا۔ اگر واپس کرنے سے پہلے ایک کے پاس چاندی کا برتن ہلاک ہو گیا تو وہ مضمون بالمقابل یعنی چاندی کے برتن کے بدلے ہلاک ہو گا۔ اسی طرح عام بیوعات میں مثلاً دراہم کے بدلے سامان کو بیچا تھا تو اقالہ کے بعد بیعہ مشتری کے پاس مضمون بالثمن ہو گا اگر ہلاک ہو گیا تو مشتری پر اس کا ضمان (ثمن) لازم ہو گا۔

دفعہ نمبر ۳۵: بیع صرف میں جانبین سے قبضہ کے بعد زیادتی یا کم قیمت کے ساتھ نئی بیع کرنے سے دوبارہ قبضہ ضروری ہو گا^(۲)۔

وضاحت:

چاندی کے برتن کو دنانیر کے بدلے بیچا گیا اور جانبین سے قبضہ کیا گیا، پھر مشتری کا اس کو کچھ رقم کی زیادتی یا کم قیمت کے ساتھ نئی بیع کے ساتھ خریدنا چاہے تو دوبارہ قبضہ کرنا ضروری ہے، اگر مجلس میں قبضہ نہیں کیا گیا تو بیع ثانی فسخ ہو جائے گی اور بیع اول نافذ ہو جائے گی۔
دفعہ نمبر ۳۶: دو متعین چیزوں کو یکبارگی خریدنے کے بعد قبل القبض بائع دونوں کو ملا دے تو ثمن سے اس کے اندازہ کے مطابق کمی کی جائے گی^(۳)۔

وضاحت:

مشتری دو متعین چیزوں (مثلاً گیہوں اور جو) کو خریدے، بائع نے بیعہ حوالہ نہیں کہا اور دونوں کو آپس میں ملا دیا تو بیعہ کے ثمن میں جتنی کمی آئی ہے اس کا ضمان بائع پر ہو گا۔ یعنی مخلوط گیہوں کے ایک کر کی قیمت لگائی جائے اور پھر غیر مخلوط کی قیمت لگائی جائے، مشتری سے بقدر نقصان ساقط کر دیا جائے گا^(۴)۔

دفعہ نمبر ۳۷: عقد کے وقت بیعہ جہاں موجود ہو، اسی جگہ بیعہ حوالہ کیا جائے گا^(۵)۔

وضاحت:

بائع نے بیعہ بیچا تو بیعہ حوالہ کرنا اس جگہ میں لازم ہو گا جہاں وہ موجود ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص نے شہر میں گیہوں خریدی تو جس گاؤں میں وہ موجود ہو اسی گاؤں میں حوالہ کرنا لازم ہے^(۶)۔

دفعہ نمبر ۳۸: وہ مصارف جو بیعہ سے متعلق ہوں، وہ بائع پر لازم ہیں^(۷)۔

وضاحت:

-
- | | |
|-----|-----------------------------------------------------------------------------------------------------|
| (۱) | نفس مصدر |
| (۲) | نفس مصدر |
| (۳) | نفس مصدر |
| (۴) | المحیط البرہانی، ۶: ۳۰۱ |
| (۵) | فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۷ |
| (۶) | العقود الدرر فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ، ابن عابدین محمد بن امین شامی حنفی، ۱: ۲۵۰، دار المعرفۃ، تن |
| (۷) | فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۷ |

بیعہ کے مصارف سے مراد اس کے کیل کرنے یا وزن کرنے یا شمار کرنے کی اجرت ہے، یہ تمام بائع پر لازم ہوتے ہیں کیونکہ بیعہ کا حوالہ کرنا اس کے بغیر تام نہیں ہوتا^(۱)۔

دفعہ نمبر ۳۹: وہ مصارف جو ثمن سے متعلق ہوں، وہ مشتری پر لازم ہیں^(۲)۔

وضاحت:

ثمن کے مصارف سے مراد اس کے شمار کرنے، وزن کرنے یا کیل کرنے کی اجرت ہے، یہ تمام مشتری پر لازم ہوں گے کیونکہ ثمن کا حوالہ کرنا اس کے بغیر تام ہی نہیں ہوتا۔ اسی طرح ثمن کے قبضہ کرنے سے پہلے اس کے کھوٹے اور کھرے ہونے کا خرچہ بھی مشتری پر لازم ہوگا^(۳)۔ البتہ قبضہ کرنے کے بعد خرچہ بائع پر لازم ہوگا۔

دفعہ نمبر ۴۰: انکل کے ساتھ بیعہ بیچا گیا تو اس کے مصارف مشتری پر لازم ہوں گے^(۴)۔

وضاحت:

بائع نے کچھ اور مثلاً درختوں پر انکل کے ساتھ بیچ دیئے تو اس کا کاٹنے کا خرچہ وغیرہ سب مشتری پر لازم ہوں گے۔ اگرچہ بیع میں یہ شرط لگائی جائے کہ اس کا ٹنا بائع پر لازم ہوگا^(۵)۔

دفعہ نمبر ۴۱: بیعہ کے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کا خرچہ مشتری پر لازم ہوگا^(۶)۔

وضاحت:

بیعہ کو بائع کے مکان میں خریدا گیا، اس کو دوسری جگہ منتقل کرنے کا خرچہ مشتری پر لازم ہوگا، مثلاً مشتری نے کشتی میں گئی ہوں خریدے تو کشتی سے نکالنے کا خرچہ مشتری پر ہوگا۔ البتہ اگر بیعہ ایسا ہو جو بغیر جانور یا کسی گاڑی کے لے جانا ممکن نہ ہو تو اس کے منتقل کرنے کا خرچہ بائع پر لازم ہوگا۔

دفعہ نمبر ۴۲: گھریا زمین کے لکھنے کا خرچہ مشتری پر ہوگا اور گواہ کا خرچہ بائع پر ہوگا^(۷)۔

وضاحت:

ایک شخص نے زمین یا گھر بیچا تو اس کے لکھنے کا خرچہ مشتری پر ہوگا، البتہ گواہ کا خرچہ بائع پر ہوگا^(۸)۔

باب ۵: بیع میں داخل ہونے والی چیزوں کا بیان

(۱) الہدایہ، ۳: ۲۸

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۷

(۳) الہدایہ، ۳: ۲۸

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۷-۲۸

(۵) مجلۃ الاحکام العدلیہ، ۱: ۵۸

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۸

(۷) نفس مصدر

(۸) المحیط البرہانی، ۶: ۳۰۳

دفعہ نمبر ۴۳: عرف میں بیع جن چیزوں پر مشتمل ہو وہ بغیر ذکر کے بیع میں داخل ہوں گی^(۱)۔

وضاحت:

عرف میں جو چیزیں بیع میں شامل ہوں تو صراحت کے بغیر بیع میں شامل ہوں گی، مثلاً: گھر بیچنے میں مطبخ وغیرہ داخل ہوں گی اگرچہ بیع میں اس کا ذکر نہ ہو۔ اسی طرح زیتون کے باغ کو بیچنے میں زیتون کے درخت داخل ہوں گے^(۲)، اسی طرح دار (گھر) بیچنے میں اس کی عمارت عمارت داخل ہوگی۔ اسی طرح غلام کے استعمال کے کپڑے مشتری کے ہوں گے^(۳)۔ لہذا اگر کپڑے مشتری کے پاس عیب دار ہو جائے یا ہلاک ہو جائے اور مشتری کو بائع پر کسی وجہ سے لوٹایا جائے تو کل ثمن کے بدلے واپس کیا جائے گا۔ غلام کو واپس کرتے وقت کپڑے موجود ہو تو کپڑوں سمیت واپس کرنا لازم ہوگا^(۴)۔ البتہ جو چیزیں عرف میں بیع کے تابع نہیں ہوتی وہ بیع میں داخل نہیں ہوں گی۔

دفعہ نمبر ۴۴: ہر وہ جزء جو بیع سے جدا نہ ہوتا ہو اور بیع سے متصل ہو وہ بغیر ذکر کے بیع میں داخل ہوگا^(۵)۔

وضاحت:

بیع کا ہر وہ جزء جو اس سے جدا نہ ہو سکتا ہو اور بیع کا جزء شمار ہوتا ہو وہ عقد کے وقت ذکر کیے بغیر بیع میں داخل ہو جائے گا۔ مثلاً: مکان بیچنے کی صورت میں بالا خانہ داخل ہوگا۔ فقہاء نے مکان بیچنے کی تین (۳) صورتیں ذکر کی ہیں:

دار: گھر کو کہتے ہیں، فارسی میں اس کو سرائے کہا جاتا ہے جو منزل اور بیت کو شامل ہوتا ہے۔

منزل: اترنے کی جگہ کو کہتے ہیں لیکن اس سے مراد وہ جگہ ہے جو چند بیت کو شامل ہو۔

بیت: اس کمرہ کو کہا جاتا ہے جس کی چار دیواری، چھت اور دروازہ ہو۔

ان تینوں کے بیچنے اور خریدنے کے احکام مختلف ذکر کی گئی ہیں لیکن ہند میں تینوں صورتوں کا حکم ایک ہوگا یعنی خواہ بیت کے نام سے فروخت کرے یا منزل یا دار کے نام سے، ہر صورت میں بالا خانہ بغیر ذکر کے بیع میں داخل ہوگا۔

اسی طرح گھر کے برآمدہ کو عربی میں جناح کہا جاتا ہے، کسی نے اپنا گھر بیچا تو برآمدہ بغیر ذکر کرنے کے بیع میں داخل ہوگا۔ اسی طرح تنورا اگر گڑا ہوا ہو تو وہ متصل کے حکم میں ہوگا یعنی عقد بیع میں بغیر ذکر کے داخل ہوگا اور اگر گڑا ہوا نہ ہو تو داخل نہیں ہوگا۔ اسی طرح ایک شخص نے دیوار خریدی تو اس کے نیچے زمین عقد بیع میں بغیر ذکر کے داخل ہوگی، کیونکہ یہ بیع کے ساتھ متصل ہے۔ اسی طرح لوہار کی بھٹی دکان کے بیچنے میں داخل ہوگی اگرچہ اس کا تذکرہ صراحت کے ساتھ نہ کیا ہو۔

دفعہ نمبر ۴۵: ہر وہ جزء جو جدا ہو لیکن بیع کی غرض اس کے بغیر پورا نہ ہوتا ہو وہ بھی بغیر ذکر کے بیع میں داخل ہوگا^(۶)۔

وضاحت:

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۸

(۲) مجمع الانہر، ۲: ۹۱

(۳) رد المحتار، ۴: ۵۵۰

(۴) البحر الرائق، ۵: ۳۱۹

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۹

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۹

مبیعہ کا ہر وہ جزء جس کے بغیر مبیعہ کا استعمال ممکن نہ ہو تو عقد بیع کے وقت بغیر ذکر کیے بیع میں داخل ہوگی۔ مثلاً، منزل چونکہ کئی بیت (کمرے) پر مشتمل ہوتا ہے، لہذا اگر ایک کمرہ بیچا گیا تو اس کو داخل ہونے کا راستہ اسی منزل کے اندر سے ہوگا، اگرچہ مشتری عقد بیع کے وقت اس کا ذکر نہ کرے۔

دفعہ نمبر ۳۶: بیع کے عقد کے وقت عمومی الفاظ کے استعمال کے ساتھ جو چیزیں شامل ہوں وہ بیع میں داخل ہو جائیں گی^(۱)۔

وضاحت:

عقد بیع کے وقت ایسے عمومی الفاظ استعمال کیے مثلاً، بائع کہے کہ میں نے اس کو ہر قلیل و کثیر کے بدلے بیچ دیا، یا یوں کہے کہ میں نے تمام حقوق و مرافق کے ساتھ بیچ دیا تو جن چیزوں کو مبیعہ شامل ہو وہ اس میں داخل ہو جائیں گی، مثلاً ایک شخص نے بیت (کمرہ) خرید تو راستہ اور پانی بہنے کا حق بیع میں داخل نہیں ہوگا^(۲)۔ البتہ اگر تمام حقوق و مرافق کے ساتھ بیچ دیا تو پھر داخل ہوگا۔ اسی طرح دار میں مشتری نے منزل خریدی تو کوئی خاص راستہ مشتری کے واسطے نہیں ہوگا، البتہ اگر تمام حقوق یا ہر قلیل و کثیر کے لفظ کے ساتھ خریدے تو پھر مشتری کا حق ہوگا۔ اسی طرح دار میں کسی منزل کو خریدنے کی صورت میں مشتری کے لیے راستہ عقد بیع میں داخل نہیں ہوگا، البتہ تمام حقوق و مرافق کے ساتھ بیچنے کی صورت میں داخل ہوگا۔

دفعہ نمبر ۳۷: ہر وہ چیز جو عرف میں بائع مشتری کو دینے سے بخل نہیں کرتا وہ بغیر ذکر کے عقد بیع میں داخل ہوگا^(۳)۔

وضاحت:

مبیعہ سے متعلق ہر وہ چیز جو متصل تو نہ ہو لیکن عرف میں مشتری کو دینے سے بخل نہیں کیا جاتا، وہ بغیر ذکر کے عقد بیع میں داخل ہو جائے گا۔ دار خریدنے میں راستہ بغیر ذکر کے داخل نہیں ہوگا^(۴)۔

دفعہ نمبر ۳۸: بالا خانہ اگر بنا ہوا ہو تو اس کی بیع نیچے مکان کے بغیر جائز ہے^(۵)۔

وضاحت:

بالا خانہ اگر بنا ہوا ہو تو اس کی بیع جائز ہے اگرچہ نیچے والے حصہ کے بغیر ہو۔ البتہ بالا خانہ کے راستہ نیچے والے حصہ میں لازم نہیں ہوگا جب تک اس کا تذکرہ صراحت کے ساتھ نہ کیا جائے۔ اگر بالا خانہ کسی وجہ سے گر گیا یا گرایا گیا تو مشتری کے لیے اسی طرح بنانے کا حق ہے^(۶)۔

دفعہ نمبر ۳۹: بیت کے فروخت کرنے میں اگر بائع کہے کہ کمرہ کے اندر جو چیزیں ہیں اس کے ساتھ بیچا تو اس کا اطلاق صرف کمرہ کے حقوق پر ہوگا^(۷)۔

وضاحت:

-
- | | |
|-----|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| (۱) | نفس مصدر |
| (۲) | المحیط البرہانی، ۶: ۳۰۹ |
| (۳) | فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۳۱ |
| (۴) | مرشد الحیران الی معرفۃ احوال الانسان، محمد قدری ہاشم، ص ۶۰، المکتبۃ الکبریٰ الامیریۃ بولاق، ۱۳۰۸ھ = ۱۸۹۱ء |
| (۵) | فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۳۱ |
| (۶) | بدائع الصنائع، ۵: ۱۶۶ |
| (۷) | فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۳۲ |

ایک شخص نے بیت (کمرہ) خرید اور بائع نے یوں کہا کہ کمرے کے اندر جو موجود ہے، میں تیرے ہاتھ بیچتا ہوں تو اس کا اطلاق صرف کمرہ کے حقوق سے متعلق ہوگا، اس کے اندر سامان وغیرہ کو شامل نہیں ہوگا۔ البتہ اگر صراحت کے ساتھ اس کا ذکر کیا جائے تو سامان بھی عقد بیع میں داخل ہو جائے گی۔

دفعہ نمبر ۵۰: مکان کے خریدنے میں جو چیزیں دیوار کے نیچے نکل آئے تو وہ مشتری کی ہوں گی^(۱)۔

وضاحت:

مکان کے دیوار کے نیچے مشتری کو ایسی چیز ملی جو دیوار پہنچنے کرنے یا کسی خاص مقصد کے لیے لگائی جاتی ہو مثلاً سیسہ، لکڑی وغیرہ، تو یہ مشتری کی ملک ہوگی، اگر اس طرح نہ ہو بلکہ ودیعت کے طور پر رکھی گئی ہو تو بائع کی ہوگی۔

دفعہ نمبر ۵۱: ہر وہ جزء جو نہ عرف میں بیع کا جزء ہو، نہ اس کے ساتھ خاص ہو اور نہ بیع کا تابع ہو تو وہ بغیر ذکر کے بیع میں داخل نہیں ہوگا^(۲)۔

وضاحت:

بیع کا وہ جزء جو عرف میں بیع کا خاص جزء شمار نہ ہوتا ہو، نہ بیع کے ساتھ خاص ہو اور نہ بیع کا تابع ہو تو جب تک بیع کے وقت اس کا ذکر نہ ہو، وہ بیع میں داخل نہیں ہوگا۔ مثلاً، غلام کا مال چونکہ مولا کا ہوتا ہے تو غلام کے بیچنے میں جو مال اس کے پاس موجود ہے، وہ بائع کا ہوگا۔ اسی طرح زمین میں جو درخت ایندھن کے طور پر لگائے جاتے ہیں، زمین کے بیع میں داخل نہیں ہوں گے، جب تک اس کا تذکرہ صراحت کے ساتھ نہ کیا جائے۔ اسی طرح حمام کے بیچنے میں اس کے پیالے داخل نہیں ہوں گے، جب تک اس کا تذکرہ نہ کیا جائے^(۳)۔ اسی طرح دکان کو بیچا، اس کے سامنے سائبان جو عام طور پر ہوتا ہے، اگر اس کا تذکرہ کیا گیا ہو تو عقد بیع میں داخل ہو کر مشتری کا ہوگا۔

دفعہ نمبر ۵۲: جانور کے پیٹ میں پائی جانے والی چیز اگر غذا میں سے ہو تو مشتری کی ہوگی^(۴)۔

وضاحت:

کسی جانور کو بیچا گیا اور اس کے پیٹ میں کوئی قیمتی چیز پائی گئی اگر وہ غذا میں سے ہو یا جانور کے تابع ہو تو وہ مشتری کی ہوگی، مثلاً مچھلی کے پیٹ میں مچھلی پائی گئی یا عنبر پایا گیا تو وہ مشتری کا ہوگا۔ اگر وہ غذا کی جنس سے نہ ہو یا تابع نہ ہو تو وہ بائع کے لیے ہوگی، مثلاً مرغی کے پیٹ میں ہیرا پایا گیا تو وہ بائع کا ہوگا۔

دفعہ نمبر ۵۳: ہر وہ چیز جو بیع کا تابع شمار ہوتا ہو اس کے مقابلہ میں ثمن نہیں آتا^(۵)۔

وضاحت:

ہر وہ چیز جو بیع کے ضمن میں تابع ہو کر آتا ہو تو اس کے مقابلہ میں ثمن کو ساقط نہیں کرے گا۔ مثلاً گھر خرید تو تعمیر اس کے ضمن میں آتا ہے، لہذا اگر عمارت گر جائے تو ثمن اس کے مقابلہ میں ساقط نہیں ہوگا۔ یہی حکم بیع کے اوصاف کا بھی ہے۔

باب ۶: اختیار شرط کا بیان

(۱) نفس مصدر

(۲) نفس مصدر، ۳: ۳۷

(۳) رد المحتار، ۴: ۵۴۹

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۳۸

(۵) نفس مصدر، ۳: ۳۷

دفعہ نمبر ۵۴: خیار شرط متعاقبین میں سے ہر ایک کے لیے جائز ہے^(۱)۔

وضاحت:

خیار شرط سے مراد یہ ہے کہ متعاقبین میں سے کوئی ایک یا دونوں بیع کے فسخ کرنے کا اختیار لے، مثلاً مشتری کہے کہ مجھے فلاں مدت تک بیع کے فسخ کرنے کا اختیار ہے۔ یہ خیار بیع میں متعاقبین میں سے ہر ایک کے لیے جائز ہے^(۲)۔

دفعہ نمبر ۵۵: خیار شرط اجنبی کے لیے جائز ہے^(۳)۔

وضاحت:

بیع میں خیار شرط جس طرح مشتری کے لیے جائز ہے، اسی طرح یہ خیار کسی اجنبی کے سپرد بھی کیا جاسکتا ہے، مثلاً: مشتری یا بائع یوں کہے کہ بیع فسخ کرنے کا اختیار میرے فلاں بھائی یا دوست کو حاصل ہوگا^(۴)۔

دفعہ نمبر ۵۶: خیار شرط کی مدت تین دن ہے^(۵)۔

وضاحت:

خیار شرط سے متعلق فقہاء کے دو آراء ہیں: پہلی یہ کہ خیار شرط تین دن سے زیادہ جائز نہیں، یہ قول امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام زفر رحمہم اللہ کا ہے۔ دوسری یہ کہ خیار مدت تین دن سے زیادہ ہو سکتا ہے، یہ قول امام احمد بن حنبل، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا ہے^(۶)۔

فتاویٰ عالمگیری میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول کو ترجیح دی گئی ہے، لیکن مفتی تقی عثمانی^(۷) دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ دوسرا قول زیادہ رائج ہے کیوں کہ مدت خیار بیعہ کے مختلف ہونے کے ساتھ مختلف ہوتا ہے جو کہ تین دن سے زیادہ بھی ہو سکتا ہے^(۸)۔

دفعہ نمبر ۵۷: خیار شرط تین دن سے زیادہ ہو تو بیع، موقوف ہوگی^(۹)۔

وضاحت:

(۱) نفس مصدر، ۳: ۳۸

(۲) کنز الدقائق مع البحر الرائق، ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی، ۶: ۴، دار الکتاب الاسلامی، تان

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۳۸

(۴) کنز الدقائق، ۶: ۴

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۳۸

(۶) البانیہ، ۸: ۵۰

(۷) شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی بن مفتی شفیع (پیدائش: ۱۹۴۳ء)، عالم اسلام کے مشہور عالم اور جید فقیہ ہیں۔ ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۲ء تک وفاقی شرعی عدالت اور ۱۹۸۲ء سے ۲۰۰۲ء تک پاکستان کے شریعت ایبلیٹ بیج کے جج رہے ہیں۔ اسلامی فقہ اکیڈمی، جدہ کے نائب صدر اور جامعہ دارالعلوم کراچی کے نائب متہم ہیں۔ اساتذہ میں مفتی محمد شفیع عثمانی، مولانا اور لیس کاندھلوی اور محمد زکریا کاندھلوی شامل ہیں، تصنیفات میں آسان ترجمہ قرآن، بائبل کیا ہے، حجیت حدیث، علوم القرآن، عیسائیت کیا ہے اور درس ترمذی وغیرہ شامل ہیں۔ [www.wikipedia.org]

(۸) فقہ البیوع، ۲: ۹۰۴

(۹) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۳۹

امام ابو حنیفہ کے نزدیک خیاری شرط تین دن سے زائد نہیں ہو سکتا، اگر کسی نے تین دن سے زیادہ مدت کی یا ہمیشہ کے لیے خیاری شرط مقرر کر لے تو دونوں صورتوں میں بیع موقوف ہوگی، اگر تین دن کے اندر بیع کو نافذ کر دے تو بیع صحیح ہو جائے گی^(۱)۔
دفعہ نمبر ۵۸: خیاری شرط اور بیع کے درمیان مدت زمانی ہو تو بیع، فاسد ہوگی^(۲)۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان بیع ہوئی اور کسی ایک کے لیے خیاری شرط مقرر ہو جائے لیکن بیع اور خیاری شرط کے درمیان مدت زمانی ہو تو بیع فاسد ہوگی، مثلاً: یوں کہے کہ رمضان کے بعد تین دن کا اختیار ہے تو اس کے ساتھ بیع فاسد ہوگی^(۳)۔
دفعہ نمبر ۵۹: خیاری شرط بیع فاسد میں بھی ہو سکتا ہے^(۴)۔

وضاحت:

جس طرح بیع صحیح میں خیاری شرط ہو سکتا ہے، اسی طرح بیع فاسد میں بھی ہو سکتا ہے، مثلاً: غلام کو ہزار درہم اور شراب کے ایک رطل کے بدلے بیچا، اور متعاقدين میں سے کسی ایک کے لیے خیاری شرط مقرر ہو تو بیع فاسد ہونے کے باوجود خیاری شرط ثابت ہوگا^(۵)۔
دفعہ نمبر ۶۰: مشتری نے یہ شرط لگائی کہ اگر تین دن تک ثمن ادا نہیں کیا تو بیع ختم ہوگی تو یہ مشتری کے خیاری شرط کے قائم مقام ہوگا^(۶)۔
وضاحت:

اس مسئلہ کی درج ذیل تین (۳) صورتیں ہیں^(۷):

- ۱۔ مشتری نے وقت کا ذکر کیے بغیر یوں کہا کہ اگر میں نے ثمن ادا نہیں کیا تو بیع ختم ہوگی۔
 - ۲۔ مشتری نے مجھ کو وقت ذکر کیا، مثلاً یوں کہا کہ اگر میں نے کئی دنوں تک ثمن ادا نہیں کیا تو بیع ختم ہوگی۔
 - ۳۔ مشتری نے وقت متعین کا ذکر کیا لیکن اس کی پھر دو صورتیں ہیں: تین دن کا ذکر کیا ہوگا یا تین دن سے زیادہ۔
- اگر تین دن متعین ذکر کی ہوں تو بالاتفاق یہ شرط لگانا صحیح ہے اور مشتری کے خیاری شرط کے قائم مقام ہوگا، جس طرح کہ اوپر دفعہ میں صراحت کے ساتھ ذکر ہے۔ اگر تین دن سے زیادہ ہو تو امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک جائز اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ناجائز ہے۔ البتہ پہلی دو صورتیں بالاتفاق ناجائز ہیں۔

تینوں صورتوں میں اگر ثمن تین دن کے اندر ادا کیا تو سب کے نزدیک بیع صحیح ہو جائے گی۔ البتہ اگر مبیعہ مشتری کے قبضہ میں ہو اور ثمن کی ادائیگی سے پہلے تین دن کے اندر کوئی ایسا فعل کر دے جو بیع کے نفاذ کے قائم مقام ہو تو بیع نافذ ہو جائے گی اور ثمن ادا کرنا لازم ہو جائے گا۔

(۱) بدائع الصنائع، ۵: ۱۷۸

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۳۹

(۳) البحر الرائق، ۶: ۴

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۳۹

(۵) الموسوعة الفقهية الكويتية، ۹: ۱۱۴

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۳۹

(۷) المبسوط للسرخسی، ۱۳: ۱۷

دفعہ نمبر ۶۱: اگر خیار شرط میں ثمن کی ادائیگی تین دن کے اندر نہیں کی تو بیع فاسد ہوگی^(۱)۔

وضاحت:

مشتري نے ثمن کی ادائیگی کے لیے تین دن مقرر کیے، مدت گزرنے کے بعد بیع متعاقدين کے درمیان فاسد ہوگی، فسخ نہیں ہوگی^(۲)، مثلاً مشتری نے تین دن کے خیار کے ساتھ غلام خریدا، پھر مشتری اس کو مدت گزرنے کے بعد آزاد کر دے تو اس کی دو (۲) صورتیں ہوں گی:

۱۔ غلام مشتری کے قبضہ میں ہو تو غلام آزاد ہو کر بیع نافذ ہو جائے گی کیونکہ بیع فسخ نہیں ہوئی بلکہ فاسد ہے اور بیع فاسد میں مشتری کا تصرف نافذ ہوتا ہے۔

۲۔ غلام بائع کے قبضہ میں ہو تو غلام آزاد نہیں ہوگا اور بیع نافذ نہیں ہوگی۔

دفعہ نمبر ۶۲: تین دنوں کے اندر ثمن واپس نہ کرنے کی شرط لگانا، بائع کی طرف سے خیار شرط کے قائم مقام ہوگا^(۳)۔

وضاحت:

مشتري نے ثمن ادا کیا اور بائع نے اس کو کہا کہ اگر تین دن کے اندر میں نے ثمن واپس کر دیا تو میرے اور تیرے درمیان بیع فسخ ہوگی تو یہ بائع کے خیار شرط کے قائم مقام ہوگا، لہذا اگر ثمن واپس کر دیا تو بیع ختم ہو جائے گی اور اگر واپس نہیں کیا تو بیع نافذ ہو جائے گی^(۴)۔

دفعہ نمبر ۶۳: بیع تام ہونے کے بعد بھی متعاقدين میں سے کسی ایک کے لیے خیار شرط مقرر کیا جاسکتا ہے^(۵)۔

وضاحت:

جس طرح ابتداءً بیع میں متعاقدين کے درمیان خیار شرط جائز ہے، اسی طرح بیع تام ہونے کے بعد بھی جائز ہے۔ مثلاً بیع تام ہونے کے بعد بائع و مشتری میں سے کوئی ایک کہے کہ میں نے تمہیں تین دن کا خیار شرط دے دیا^(۶)۔

دفعہ نمبر ۶۴: بیع سے پہلے خیار شرط کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا^(۷)۔

وضاحت:

بیع سے پہلے متعاقدين کے درمیان جو خیار شرط مقرر ہو، اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا، مثلاً مثلاً ایک شخص کسی کو کہے کہ میں فلاں چیز جب تجھ کو بیچوں گا تو اس میں میں تجھ کو تین دن کا خیار شرط مقرر کروں گا، پھر دونوں کے درمیان مطلق بیع ہوئی تو اس خیار کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا^(۸)۔

دفعہ نمبر ۶۵: خیار شرط کے لیے جو مدت مقرر ہو، اس کا غایہ مغیا میں داخل ہوگا^(۹)۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۳۹

(۲) فتح القدیر، ۶: ۳۰۴

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۳۹

(۴) البنا، ۸: ۵۵

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۳۹

(۶) المحیط البرہانی، ۶: ۳۸۷

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۴۰

(۸) البحر الرائق، ۶: ۳

(۹) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۴۰

وضاحت:

خیار شرط کے لیے جو مدت مقرر ہو جائے تو غایہ (مدت خیار) میں داخل ہوگا، مثلاً یوں کہے کہ مجھے تین دن کا خیار شرط ہوگا (الی ثلاثہ ایام) یا یوں کہے کہ مجھے رات تک خیار ہوگا (الی اللیل)، تو تیسرا دن اور رات کا حصہ مدت خیار میں داخل ہوگا^(۱)۔
دفعہ نمبر ۶۶: خیار شرط کی مدت میں کمی کرنا جائز ہے^(۲)۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان خیار شرط تین دن مقرر ہوگئی، بعد میں خیار کی مدت میں کمی کرنا چاہیں، مثلاً ایک دن مقرر کر دے یا دو دن مقرر کر دے تو یہ استثناء جائز ہے^(۳)۔

دفعہ نمبر ۶۷: تین دن خیار شرط کے ساتھ بیعہ خرید اور مشتری اس کے استعمال کی اجازت بھی لے تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں^(۴):
۱۔ استعمال کی وجہ سے اس میں کوئی نقصان نہ آتا ہو تو پھر جائز ہے۔
۲۔ استعمال کے ساتھ نقصان یا کمی کا امکان ہو تو ناجائز ہے۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان خیار شرط کے ساتھ بیعہ ہوا، مشتری خیار کے ساتھ یوں کہے: میں اس بیعہ کو اپنے استعمال میں لاؤں گا تو خیار شرط کے ساتھ اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ اس کی دو (۲) صورتیں ہیں^(۵):
۱۔ بیعہ کے استعمال کی وجہ سے اس میں نقصان نہ آتا ہو تو اس کا استعمال مشتری کے لیے جائز ہے۔ مثلاً مشتری نے خیار شرط کے ساتھ غلام خریدا اور اس سے خدمت لینے کی اجازت لے تو یہ جائز ہے۔

۲۔ بیعہ کے استعمال کی وجہ سے اس میں نقصان آتا ہو تو اس کا استعمال مشتری کے لیے ناجائز ہوگا، علامہ بدر الدین عینی نے اس کی وجہ یہ ذکر کی ہے کہ اس کے مقابلہ میں ثمن آتا ہے، مثلاً مشتری نے خیار شرط کے ساتھ کھانے کی کوئی چیز خریدی تو ناجائز ہوگا کیوں کہ کھانے کی چیز کے بدلے ثمن لازم ہوتا ہے، بخلاف پہلی صورت کے کہ خدمت اور منافع کے مقابلہ میں کچھ لازم نہیں ہوتا۔
دفعہ نمبر ۶۸: ولی یا وصی نے نابالغ بچے کے مال کو بیچا اور خیار اپنے لیے مقرر کیا تو جائز ہے^(۶)۔

وضاحت:

نابالغ بچے کے مال کو اس کے وصی یا ولی نے بیچ ڈالا اور خیار شرط مقرر کیا تو بیعہ صحیح ہوگا^(۱)، البتہ اگر بچہ خیار مدت کی مدت کے دوران بالغ ہو گیا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک بیعہ تام ہو کر خیار باطل ہو جائے گا، اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک خیار بچہ کی طرف منتقل ہو جائے گا، اگر بیعہ نافذ کر لے تو نافذ ورنہ فسخ کر سکتا ہے۔

(۱) فتح القدیر، ۶: ۳۰۰

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۴۰

(۳) الجوهرة النيرة على مختصر القدوري، ابو بكر بن علي الحنفی، ۱: ۱۹۱، المطبعة الخيرية، ۱۳۲۲ھ

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۴۰

(۵) البناية، ۸: ۵۵

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۴۰

دفعہ نمبر ۶۹: خیار شرط اگر بائع کے لیے ہو تو بیعہ اس کی ملک سے نہیں نکلتا جب کہ ثمن مشتری کی ملکیت سے نکل جاتا ہے^(۲)۔

وضاحت:

اگر خیار شرط بائع نے اپنے لیے مقرر کیا ہو اور یوں کہے کہ میں تین دن تک خیار لیتا ہوں، تو بیعہ اس کی ملکیت سے نہیں نکلتا، اسی طرح ثمن مشتری کی ملکیت سے نکل جاتا ہے^(۳)۔ البتہ ثمن بائع کی ملکیت میں داخل ہوگا یا نہیں؟ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک بائع کی ملکیت میں داخل نہیں ہوگا کیونکہ بائع کی ملکیت میں بدلین (بیعہ اور ثمن) کا اجتماع لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں۔ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک ثمن بائع کی ملکیت میں داخل ہوگا کیونکہ ثمن اگر مشتری کی ملکیت سے نکل جائے اور بائع کی ملکیت میں داخل نہ ہو تو ثمن بغیر ملک کے رہے گا اور شریعت میں اس کی کوئی صورت موجود نہیں کہ ثمن کسی کی ملکیت میں بھی نہ ہو^(۴)۔

دفعہ نمبر ۷۰: خیار شرط اگر مشتری کے لیے ہو تو ثمن اس کی ملکیت سے نہیں نکلتا اور بیعہ بائع کی ملکیت سے نکل جاتا ہے^(۵)۔

وضاحت:

خیار شرط اگر مشتری اپنے لیے مقرر کر دے اور یوں کہے کہ میں تین دن تک اس چیز کے خریدنے کا سوچوں گا، تو ثمن اس کی ملکیت سے نہیں نکلتا اور بائع کی ملکیت سے بیعہ نکل جاتا ہے^(۶)، البتہ بیعہ مشتری کی ملکیت میں داخل ہوتا ہے یا نہیں؟ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ داخل نہیں ہوگا اور صاحبین فرماتے ہیں کہ داخل ہوگا۔ امام صاحب کے نزدیک بائع کی ملکیت میں بدلین (بیعہ اور ثمن) کا اجتماع لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں۔ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک بیعہ اگر بائع کی ملکیت سے نکل جائے اور مشتری کی ملکیت میں داخل نہ ہو تو بیعہ بغیر ملک کے رہے گا اور یہ ناجائز ہے^(۷)۔

تقابل:

پاکستان میں رائج قانون بیع مال ۱۹۳۰ء میں بیعہ کے ہلاک ہونے کے بارے میں کہا گیا ہے:

"Where there is an agreement to sell specific goods, and subsequently the goods without any fault on the part of the seller or buyer perish or become so damaged as no longer to answer to their description in the agreement before the risk passes to the buyer, the agreement is thereby avoided"^(۸).

(۱) المحیط البرہانی، ۶: ۵۲۷

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۴۰

(۳) العنایہ، ۶: ۳۰۵

(۴) الجوهرة النيرة، ۱: ۱۹۱

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۴۰

(۶) العنایہ، ۶: ۳۰۵

(۷) الجوهرة النيرة، ۱: ۱۹۱

(۸) Sale of Goods Act, 1930, Chapter: 2, Section: 8

"جب مال بائع اور مشتری کے تصرف کے بغیر ہلاک ہو جائے یا اس میں اس قدر نقصان ہو جائے کہ وہ عقد بیع کے موافق نہیں اترتا تو اس سے عقد باطل ہو جاتا ہے۔"

بیع کے تام ہونے سے پہلے بیع کا ہلاک ہونے میں وضعی اور شرعی قوانین میں یکسانیت پائی جاتی ہے کہ بیع اس کے ساتھ ختم ہو جائے گی۔
دفعہ نمبر: مشتری کے اختیار شرط لینے کی صورت میں متعاقدين کو عوضین کے حوالہ کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا^(۱)۔

وضاحت:

مشتری نے تین دن کے اختیار شرط کے ساتھ خریدی تو اس کو مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہ بائع کو ثمن حوالہ کرے، اسی طرح بائع کو بیع حوالہ کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا، اگرچہ جانبین میں سے کوئی ایک لینے کا مطالبہ کرے^(۲)۔ البتہ اگر مشتری نے ثمن حوالہ کر دیا تو بائع کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ بیع حوالہ کرے یا بائع نے بیع حوالہ کیا تو مشتری کو ثمن حوالہ کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔

دفعہ نمبر ۷۱: بائع کے اختیار شرط لینے کی صورت میں اگر مشتری نے ثمن حوالہ کیا ہو تو بائع بیع حوالہ کرنے سے انکار کر سکتا ہے^(۳)۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان بیع ہو جائے اور اختیار شرط بائع کا ہو تو مشتری کے ثمن کی ادائیگی کے باوجود بیع حوالہ کرنے سے انکار کر سکتا ہے اور قاضی اس کو مجبور نہیں کر سکتا، البتہ اس کو اس بات پر مجبور کیا جائے گا کہ وہ ثمن اپنے مالک کو واپس کر دے^(۴)۔

دفعہ نمبر ۷۲: اختیار شرط بیع کو تام ہونے سے منع کرتا ہے^(۵)۔

وضاحت:

مطلق بیع کا حکم یہ ہے کہ بیع و ثمن پر متعاقدين کی ملک ثابت ہو جاتی ہے، اگر بیع میں اختیار شرط لگائی گئی تو یہ بیع کو تام ہونے سے منع کرتا ہے، یعنی جانبین کی ملک ثابت نہیں ہوگی^(۶)۔ لہذا اگر کسی شخص نے دو یا تین چیزیں ایک ہی بیع میں اختیار شرط کے ساتھ خریدی تو ان میں سے بعض کو خریدنا اور بعض کو چھوڑنا جائز نہیں کیونکہ یہ بیع کے تام ہونے سے پہلے تفریق ہے جو کہ ناجائز ہے۔

دفعہ نمبر ۷۳: اختیار شرط بائع کا ہو اور بیع کا بعض حصہ مشتری کے قبضہ میں ہلاک ہو جائے تو بائع کو بیع نافذ کرنے کا اختیار ہے^(۷)۔

وضاحت:

بائع نے بیع مشتری کو حوالہ کر دیا اور اختیار شرط خود بائع کا ہو، پھر بیع کا بعض حصہ مشتری کے قبضہ میں ہلاک ہو گیا تو بائع کو اختیار حاصل ہے کہ بقیہ بیع میں بیع کو نافذ کر دے خواہ بیع متفاوت اشیاء میں سے ہو یا غیر متفاوت اشیاء میں سے^(۸)۔ یہ قول امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۴۲

(۲) المحیط البرہانی، ۶: ۴۸۹

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۴۲

(۴) المحیط البرہانی، ۶: ۴۸۹

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۴۲

(۶) فتح القدیر، ۶: ۲۹۸

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۴۲

(۸) المحیط البرہانی، ۶: ۴۹۰

اللہ کا ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بیعہ اگر متفاوت چیزوں میں سے ہو تو بائع کو نافذ کرنے کا اختیار نہیں اور اگر بیعہ غیر متفاوت چیزوں میں سے ہو تو بقیہ بیعہ میں بیع نافذ کر سکتا ہے۔

دفعہ نمبر ۷۴: مدت خیال کے اندر بیع کو فسخ یا نافذ کیا جاسکتا ہے البتہ فسخ کی صورت میں دوسرے کو خبر دینا ضروری ہے^(۱)۔

وضاحت:

متعاقبین میں سے جس نے خیال شرط لیا ہے، اس کے لیے مدت خیال میں بیع فسخ کرنے اور نافذ کرنے دونوں کا اختیار ہے، البتہ فسخ کرنے کی صورت میں دوسرے کو خبر دینا ضروری ہے^(۲)۔

دفعہ نمبر ۷۵: خیال شرط بائع کا ہو تو درج ذیل تین صورتوں میں بیع نافذ ہوگی^(۳):

۱۔ بائع کلام کے ساتھ بیع کو نافذ کرے۔

۲۔ مدت خیال میں بائع فوت ہو جائے۔

۳۔ مدت خیال گزر جائے۔

وضاحت:

بائع نے کوئی چیز بیچی اس شرط کے ساتھ کہ تین دن تک میرے لیے خیال شرط ہوگا، اس بیع کے نافذ ہونے کی درج ذیل تین (۳) صورتیں ہو سکتی ہیں^(۴):

۱۔ بائع کلام کے ذریعے بیع تمام کر دے، مثلاً یوں کہے کہ میں بیع پر راضی ہوں، یا میں نے بیع کو نافذ کر دیا۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ بائع خیال شرط کی مدت میں مر جائے، مثلاً تین دن خیال شرط مقرر ہو اور اسی دوران وہ مر جائے۔

۳۔ تیسری صورت نافذ ہونے کی یہ ہے کہ مدت خیال گزر جائے خواہ بائع مجنون ہو یا بے ہوش ہو اور مدت خیال گزر جائے، مثلاً تین دن خیال شرط مقرر کیا تھا اور اس مدت میں بیع کو فسخ نہ کرے تو تین دن بعد بیع خود نافذ ہو جائے گی۔

دفعہ نمبر ۷۶: خیال شرط بائع کا ہو تو درج ذیل دو (۲) صورتوں میں بیع فسخ ہوگی^(۵):

۱۔ قول کے ساتھ اس کو فسخ کرے۔

۲۔ فعل کے ساتھ فسخ کرے۔

وضاحت:

متعاقبین میں بائع نے بیع میں خیال شرط لیا تو بیع کے فسخ ہونے کی درج ذیل دو (۲) صورتیں ہو سکتی ہیں^(۶):

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۴۲

(۲) المحیط البرہانی، ۶: ۴۹۱

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۴۲

(۴) الجہرۃ النیرۃ، ۱: ۱۹۲

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۴۳

(۶) البیانۃ، ۸: ۶۷

۱۔ بائع کوئی ایسا قول کرے جس سے بیع فسخ ہوتی ہو، مثلاً وہ یوں کہے کہ میں اس بیع کو فسخ کرتا ہوں تو بیع فسخ ہو جائے گی، اس میں مشتری کی رضا ضروری نہیں البتہ اس کو مطلع کرنا ضروری ہے، اگر مطلع نہیں کیا تو فسخ نہیں ہوگی، یہ قول امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کا ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ فرماتے ہیں کہ بغیر اطلاع کے بھی فسخ کرنا جائز ہے۔

۲۔ دوسری صورت یہ کہ بائع بیع میں کوئی ایسا تصرف کرے جو مالکانہ ہو تو بیع فسخ ہو جائے گی، مثلاً جس چیز کو خیار شرط کے ساتھ بیچا تھا اسی کو ہبہ کر کے حوالہ کر دے، یا بیع غلام ہو اس کو آزاد کر دے یا رہن کے طور پر کسی کو حوالہ کر دے یا کسی کو اجرت پر دے اگرچہ حوالہ نہ کی ہو۔ اس طرح بائع ثمن میں کوئی ایسا تصرف کرے جس سے خیار کا فسخ ہو نا لازم آتا ہو۔ دفعہ نمبر ۷۷: بائع کا ثمن میں تصرف کرنا بھی بیع کو فسخ کرتا ہے^(۱)۔

وضاحت:

بائع نے ثمن میں ایسا تصرف کیا جو بیع کو فسخ کرنے والا ہو، اس سے خیار ساقط ہو جائے گا۔ فقہاء نے اس کی تفصیل یوں کی ہے کہ ثمن دو قسم کا ہوتا ہے: ایک وہ جو متعین کرنے کے ساتھ متعین ہوتا ہے مثلاً سامان وغیرہ، اور دوسرا وہ جو متعین کرنے کے ساتھ متعین نہیں ہوتا، مثلاً دراہم اور دنانیر۔

ثمن کی پہلی قسم میں تصرف کرے مثلاً، بائع نے بیچ دیا یا کسی کو ہبہ کیا تو اس کے ساتھ بیع تام ہو جائے گی اور بائع کا خیار شرط باطل ہو جائے گا۔ ثمن کی دوسری قسم میں تصرف کیا مثلاً بائع اس ثمن کو قبضہ کر کے اس کے بدلے کسی سے بیعہ خرید لے تو اس سے خیار باطل نہیں ہوگا اور اگر بائع ثمن پر قبضہ کرنے سے پہلے مشتری سے اسی کے بدلے کوئی کپڑا خرید لے تو اس کے ساتھ خیار باطل ہوگا اور بیع نافذ ہوگی^(۲)۔ دفعہ نمبر ۷۸: مدت خیار میں متعاقبین کے درمیان بیع فسخ ہو جائے تو بیعہ ہلاک ہونے کی صورت میں مشتری اس کی قیمت کا ضامن ہوگا^(۳)۔

وضاحت:

بائع نے بیعہ خیار شرط کے ساتھ بیچا اور جانبین کی طرف سے قبضہ بھی تام ہو گیا، پھر مدت خیار کے دوران بائع بیع کو فسخ کر دے تو بیعہ ہلاک ہونے کی صورت میں مشتری اس کی قیمت کا ضامن ہوگا۔ البتہ مشتری کے لیے جائز ہے کہ ثمن کی وصولی کے لیے بیعہ اپنے پاس روک رکھے^(۴)۔

اگر بیعہ غیر منقولی ہو اور بائع، مشتری کو ایک سال کی اجازت دے کہ وہ اس میں کھیتی باڑی کرے تو بیعہ ضمان سے نکل کر مشتری کے پاس عاریت (امانت) ہوگی، لہذا بائع جب چاہے مشتری سے زمین وصول کر سکتا ہے، البتہ اگر مشتری نے زمین میں فصل بویا تو فصل کاٹنے تک زمین اس سے روک سکتا ہے۔

دفعہ نمبر ۷۹: بیع خیار شرط کے ساتھ ہو اور بیعہ قبل القبض ہلاک ہو جائے تو بیع فسخ ہو جائے گی^(۵)۔

وضاحت:

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۴۳-۴۴

(۲) المحیط البرہانی، ۶: ۴۹۳

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۴۴

(۴) المحیط البرہانی، ۶: ۴۹۴

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۴۴

بائع اور مشتری کے درمیان بیع خیاری شرط کے ساتھ ہوا اور بیعہ مشتری کو حوالہ کرنے سے پہلے ہلاک ہو جائے تو بیع فسخ ہو جائے گی خواہ خیاری بائع کا ہو یا مشتری کا^(۱)۔ البتہ اگر قبضہ کرنے کے بعد بیعہ مشتری کے قبضہ میں ہلاک ہو جائے تو اس کی دو صورتیں ہیں: اگر خیاری بائع کا ہو تو بیع فسخ ہوگی، لہذا اگر بیعہ اگر مثلی ہو تو اس کا مثل ادا کرے گا ورنہ اس کی قیمت لازم ہوگی اور اگر خیاری مشتری کا ہو تو بیعہ کے ہلاک ہونے کے ساتھ بیع تام ہو جائے گی اور مشتری پر ثمن لازم ہوگا۔

دفعہ نمبر ۸۰: خیاری شرط کو ختم کرنے کے لیے ثمن یا بیعہ میں زیادتی کرنا جائز ہے^(۲)۔

وضاحت:

بائع نے تین دن کے خیاری شرط کے ساتھ بیعہ بیچا، پھر مشتری نے ثمن کی زیادتی کے ساتھ خیاری ختم کرنے کی شرط لگائی تو یہ جائز ہے اور ثمن زیادہ ہو کر خیاری باطل ہو جائے گا^(۳)۔ اسی طرح اگر مشتری تین دن کے خیاری کے ساتھ بیعہ خریدے، پھر بائع نے بیعہ میں زیادتی کے ساتھ خیاری ختم کرنے کی شرط لگائی اور مشتری راضی ہو جائے تو بیعہ زیادہ ہو کر خیاری باطل ہو جائے گا۔

دفعہ نمبر ۸۱: بائع نے خیاری شرط کے ساتھ بیعہ بیچا، پھر مشتری کہیں چھپ جائے تو قاضی بائع کی طرف سے منادی (اعلان کرنے والا) مقرر کرے گا^(۴)۔

وضاحت:

بائع نے تین دن کے خیاری شرط کے ساتھ کوئی چیز بیچی، پھر مشتری اس وجہ سے چھپ جائے کہ تین دن گزر جانے کے ساتھ بیع تام ہو جائے تو امام محمد رحمہ اللہ کے قول کے مطابق قاضی اس کی طرف سے ایک منادی مقرر کرے گا جو اس کے گھر کے سامنے یہ اعلان کرے گا کہ بائع اپنی بیع ختم کرنا چاہتا ہے، اگر تین دن کے اندر حاضر ہو گیا تو صحیح ورنہ قاضی خیاری باطل کر دے گا^(۵)۔

دفعہ نمبر ۸۲: مشتری کے خیاری شرط لینے کے ساتھ بائع سے وکیل لے گا تاکہ بائع کو بیع کے فسخ سے خبردار کر سکے^(۶)۔

وضاحت:

مشتری نے کوئی چیز خریدی اس شرط کے ساتھ کہ تین دن کا خیاری مجھے حاصل ہوگا تو مشتری بائع سے وکیل لے گا تاکہ بائع کے چھپ جانے کی صورت میں بیع کے فسخ سے اس کو خبردار کر سکے، اگر عقد کے وقت وکیل نہ لیا تو قاضی مشتری کی طرف سے ایک منادی مقرر کرے گا جو بائع کے گھر کے سامنے بیع کے ختم ہونے کا اعلان کرے گا^(۷)۔

دفعہ نمبر ۸۳: اگر خیاری شرط کے ساتھ ایسا بیعہ خریدا جس میں فساد کا خطرہ ہو تو مشتری کا بیعہ پر قبضہ کرنا ضروری ہوگا^(۸)۔

(۱) بدائع الصنائع، ۵: ۲۷۲

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۴۵

(۳) فتح القدیر، ۶: ۳۱۷

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۴۵

(۵) المحیط البرہانی، ۶: ۴۹۵

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۴۵

(۷) البحر الرائق، ۷: ۲۰

(۸) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۴۵

وضاحت:

مشتري نے خيار شرط کے ساتھ کوئی ایسی چیز خریدی جس میں فساد واقع ہونے کا خطرہ ہو تو مشتری کو استسنا ببيع قبضہ کرنے کا حکم دیا جائے گا البتہ مدت خيار تک ثمن ادا کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ اگر مشتری بیع کو نافذ کر دے یا ببيعہ میں فساد واقع ہو جائے تو مشتری پر ثمن لازم ہو جائے گا۔ اگر فساد واقع ہونے والے ببيعہ کو بغیر خيار شرط کے بیچا گیا اور مشتری نے نہ ببيعہ قبضہ کیا اور نہ ثمن ادا کیا تو بائع کے لیے جائز ہے کہ وہ دوسرے کو بیچے اگرچہ مشتری ثانی کو معلوم ہو کہ یہ چیز ایک مرتبہ بیچی گئی ہے^(۱)۔

دفعہ نمبر ۸۵: خيار شرط کے باطل کرنے کے لیے ایسے امر کا تعین جائز ہے جو یقینی ہو، جس کے واقع ہونے کے ساتھ خيار شرط باطل ہو جائے گا^(۲)۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان بیع خيار شرط کے ساتھ ہوئی اور صاحب خيار اس کے بطلان کو ایسے امر سے معلق کرے جو یقینی ہو تو یہ جائز ہوگا اور اس امر یقینی کے واقع ہونے کے ساتھ خيار باطل ہوگا، مثلاً صاحب خيار یوں کہے کہ صبح صادق ہونے کے ساتھ خيار باطل ہوگا، مثلاً یوں کہے کہ اگر میں نے نے یہ کام نہیں کیا تو خيار باطل ہوگا، اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔

دفعہ نمبر ۸۶: مشتری نے کوئی ایسی چیز خریدی جس کا جنس اس کے پاس تبدیل ہو جائے تو اس سے بیع فاسد ہو جائے گی^(۴)۔

وضاحت:

مشتري نے ببيعہ خرید اور اس کا جنس اس کے ملک میں تبدیل ہو جائے تو بیع فاسد جائے گی اور مشتری عین ببيعہ کی قیمت کا ضامن ہوگا۔ مثلاً مشتری نے انگور کا شیرہ خرید اور اس کا جنس تبدیل ہو کر شراب بن جائے تو متعاقدين کے درمیان بیع ختم ہو جائے گی اور مشتری انگور کے شیرہ کی قیمت کا ضامن ہوگا^(۵)۔

دفعہ نمبر ۸۷: خيار شرط کے ساتھ بیچی ہوئی چیز کو مشتری سے غصب کرنے کے ساتھ نہ خيار باطل ہوگا اور نہ بیع ختم ہوگی^(۶)۔

وضاحت:

بائع نے خيار شرط کے ساتھ ببيعہ بیچا اور مشتری کے حوالہ کر دیا، پھر بائع اس ببيعہ کو مشتری سے غصب کرے تو بیع فسخ بھی نہیں ہوگی اور نہ بائع کا خيار باطل ہوگا۔ مثلاً بائع نے اپنا غلام خيار شرط کے ساتھ بیچا اور غلام مشتری کے حوالہ کر دیا، پھر بائع نے غلام کو مشتری سے غصب کر لیا تو اس کے ساتھ خيار باطل نہیں ہوگا اور نہ بیع ختم ہوگی۔

(۱) رد المحتار، ۴: ۵۶۸

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۴۶

(۳) دررالحکام فی شرح مجلسی، ۱: ۲۹۵

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۴۶

(۵) المحیط البرہانی، ۶: ۴۹۶

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۴۶

دفعہ نمبر ۸۸: اختیار شرط کے ساتھ باطل کی ہوئی بیع کو مدت خیار کے اندر نافذ کر سکتا ہے^(۱)۔

وضاحت:

بائع نے کوئی چیز اختیار شرط کے ساتھ بیچی، بیعہ مشتری کو حوالہ کرنے سے پہلے بیع کو اپنے خیار کے ساتھ فسخ کرے، پھر مدت خیار کے اندر دوبارہ نافذ کرے تو مشتری کی رضا کے ساتھ بیع نافذ ہو جائے گی بشرطیکہ بیعہ بائع کی ملک میں ہو^(۲)۔ اسی طرح اگر مدت کے اندر بائع نے بیعہ کو کوئی نقصان پہنچایا تو جب تک بیعہ مشتری کو حوالہ نہیں کیا تو بیع نافذ نہیں ہوگی، اگرچہ مشتری قبضہ سے پہلے راضی ہو کیونکہ بائع کے نقصان پہنچانے کے ساتھ بیع ختم ہو جاتی ہے۔

دفعہ نمبر ۸۹: اختیار شرط کے ساتھ بیچی ہوئی چیز بائع کے فعل کے بغیر ہلاک یا عیب دار ہو تو بائع کا خیار باطل نہ ہوگا^(۳)۔

وضاحت:

بائع نے بیعہ اختیار شرط کے ساتھ بیچا اور کسی اجنبی یا مشتری نے مدت کے اندر اس کو قصداً ہلاک کیا تو اس کے ساتھ خیار باطل نہیں ہوگا خواہ بیعہ بائع کے قبضہ میں ہو یا مشتری کے قبضہ میں، بائع کو اختیار ہوگا چاہے تو بیع فسخ کرے یا نافذ کرے۔ اگر فسخ کرے گا تو بائع جنایت کرنے والے سے ضمان وصول کرے گا خواہ مشتری ہو یا اجنبی شخص۔ اگر بیع نافذ کرے گا تو بائع مشتری سے ثمن وصول کرے گا اور مشتری اجنبی شخص (جانی) سے ضمان وصول کرے گا^(۴)۔

اسی طرح اختیار شرط کے ساتھ بیچی ہوئی چیز عیب دار ہو جائے تو بائع کا خیار باطل نہیں ہوگا، خواہ بیعہ بائع کے قبضہ میں ہو یا مشتری کے۔ اسی طرح عیب خواہ آفت ساویہ کے ساتھ ہو یا کسی اجنبی یا مشتری کے فعل کے ساتھ ہو، بائع اگر بیع کو فسخ کرے گا تو جنایت کرنے والے سے نقصان کی تلافی کرے گا۔ اگر نافذ کرے گا تو مشتری سے پورا ثمن وصول کرے گا اور جنایت اگر کسی اجنبی نے کیا ہو تو مشتری اس سے نقصان کی تلافی کرے گا۔ البتہ اگر بائع کے فعل کے ساتھ عیب دار ہو تو بائع کا خیار باطل ہو جائے گا۔

دفعہ نمبر ۹۰: اختیار شرط کے ساتھ خریدی ہوئی چیز مشتری کے پاس عیب دار ہو جائے تو مشتری کا خیار باطل ہو جائے گا^(۵)۔

وضاحت:

مشتری نے اختیار شرط کے ساتھ کوئی چیز خرید کر قبضہ کر لیا، مدت خیار کے دوران بیعہ میں ایسا عیب پیدا ہوا جو ختم ہونے والا نہ ہو تو مشتری کا خیار باطل ہو جائے گا خواہ عیب بائع کے فعل کے ساتھ ہو یا کسی اور کے فعل کے ساتھ۔ اگر کئی ایسا عیب پیدا ہو گیا جو تین دن کے اندر ختم ہونے والا ہو تو مشتری کو بیع کا خیار حاصل ہوگا^(۶)۔

دفعہ نمبر ۹۱: اختیار شرط بیعہ قبضہ کرنے یا ثمن حوالہ کرنے کے ساتھ ختم نہیں ہوتا^(۷)۔

(۱) نفس مصدر

(۲) المحیط البرہانی، ۶: ۴۹۷

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۴۶

(۴) بدائع الصنائع، ۵: ۲۷۲

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۴۷-۴۶

(۶) بدائع الصنائع، ۵: ۲۷۲

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۰

وضاحت:

مشتري نے خيار شرط کے ساتھ بيعه خريد اور مدت خيار کے اندر بيعه کو قبضہ کر لے یا ثمن کی ادائیگی کرے تو اس کے ساتھ مشتري کا خيار باطل نہیں ہوگا۔

دفعہ نمبر ۹۲: خيار شرط کے ساتھ خريدے ہوئے گھر سے شفعہ کرنے کی وجہ سے خيار باطل ہوگا^(۱)۔

وضاحت:

مشتري نے خيار شرط کے ساتھ گھر خريد، پھر مدت خيار کے اندر پڑوس میں گھر بیچا گیا اور مشتري نے شفعہ کا مطالبہ کیا تو خيار شرط باطل ہو کر بیع تام ہو جائے گی^(۲)۔

دفعہ نمبر ۹۳: مدت خيار کے دوران مشتري ثمن کے بدلے رہن رکھے تو خيار باطل نہیں ہوگا^(۳)۔

وضاحت:

رہن لغت میں اپنے پاس محبوس کرنے کو کہتے ہیں۔ اصطلاح میں اس کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"فجعل الشيء محبوسا بحق يمكن استيفاءه من الرهن"^(۴)

"کسی چیز کو ایسے حق کے بدلے قبضہ کرنا جس کا لینا رہن سے ممکن ہو"

مشتري نے خيار شرط کے ساتھ بيعه خريد اور مدت خيار کے دوران ثمن کے بدلے بائع کے پاس رہن رکھا تو رہن رکھنا صحیح ہے اور خيار باطل نہیں ہوگا۔

تقابل:

پاکستان میں مروجہ قانون معاہدہ ۱۹۷۲ء میں رہن کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"Pledge", "Pawnor" and "Pawnee" defined. The bailment of goods as security for payment of a debt or performance of a promise is called "pledge". The bailor is in this case called the "pawnor". The bailee is called the "pawnee"^(۵).

"قرض کی ادائیگی کے لیے یا وعدہ کی تکمیل کے لیے مال بطور ضمانت کسی کے پاس رکھنے کو رہن کہا جاتا ہے۔"

میں رکھنے والے کو رہن اور ضمانت لینے والے کو مرہن کہا جاتا ہے۔"

رہن کی تعریف میں شرعی اور وضعی قوانین میں یکسانیت ہے۔

(۱) نفس مصدر

(۲) المحیط البرہانی، ۶: ۵۰۱

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۰

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۵: ۴۳۱

(۵) The Contract Act, 1972, Chapter :9, Section: 172

دفعہ نمبر ۹۴: بائع و مشتری، دونوں کے لیے خیار شرط مقرر ہو تو بیع دونوں کی اجازت کے ساتھ تام ہوگی^(۱)۔

وضاحت:

بائع اور مشتری دونوں کے لیے خیار شرط مقرر ہو تو بیع اس وقت تک تام نہیں ہوگی جب تک دونوں بیع کے نافذ کرنے پر متفق نہ ہو، لہذا ایک کی اجازت کے ساتھ بیع نافذ نہیں ہوگی^(۲)۔

دفعہ نمبر ۹۵: بائع و مشتری دونوں کے لیے خیار شرط مقرر ہو اور مشتری کے پاس مبیعہ ہلاک ہو جائے تو بیع تام ہو جائے گی اور مشتری اس کا ضامن ہوگا^(۳)۔

وضاحت:

متعاقدین میں سے ہر ایک نے بیع کے فسخ کرنے یا نافذ کرنے کا اختیار لیا اور جانین کی طرف سے قبضہ بھی تام ہو جائے، یعنی بائع ثمن کو اور مشتری مبیعہ کو قبضہ کر لے، پھر مبیعہ مشتری کے قبضہ میں ہلاک ہو جائے تو بیع تام ہو جائے گی^(۴)، مثلاً ایک شخص نے لونڈی کو بیچا اور خیار شرط متعاقدین میں سے ہر ایک کے لیے مقرر ہو اور قبضہ بھی جانین کی طرف سے ہو جائے، پھر غلام مشتری کے قبضہ میں ہلاک ہو گیا تو بیع تام ہو جائے گی اور مشتری اس کا ضامن ہوگا، البتہ اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں:

اگر ہلاک ہونے سے پہلے بائع بیع کو نافذ کر دے تو مشتری پر ثمن لازم ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ذکر کی گئی ہے کہ بائع نے جب خیار شرط کے ساتھ بیع کو نافذ کیا تو مشتری کا خیار شرط باقی رہ گیا جس کے ساتھ وہ بیع کو نافذ بھی کر سکتا ہے اور فسخ بھی، لیکن جب مبیعہ اس کے قبضہ میں ہلاک ہو گیا تو بیع تام ہو کر ثمن لازم ہو جائے گا۔ اگر مشتری نے پہلے بیع فسخ کیا اور بعد میں بائع نے بیع نافذ کی، پھر مبیعہ مشتری کے قبضہ میں ہلاک ہو گیا تو مشتری پر قیمت لازم ہوگی^(۵)۔

دفعہ نمبر ۹۶: بائع نے خیار شرط کے ذریعے بیع فسخ کی، پھر مبیعہ مشتری کے قبضہ میں ہلاک ہو جائے تو مشتری اس کی قیمت کا ضامن ہوگا^(۶)۔

وضاحت:

بائع نے خیار شرط کے ساتھ مبیعہ بیچا اور بیع فسخ کرنے کے بعد مبیعہ مشتری کے قبضہ میں ہلاک ہو گیا تو مشتری اس کی قیمت کا ضامن ہوگا^(۷)۔ البتہ ہوگا^(۷)۔ البتہ اگر خیار مشتری ہو اور بیع فسخ کرنے کے بعد مبیعہ مشتری کے قبضہ میں ہلاک ہو تو مشتری اس کے ثمن کا ضامن ہو۔ مثلاً مبیعہ کی مردجہ قیمت ایک ہزار (۱۰۰۰) ہے، جب کہ متعاقدین کے درمیان اس کا ثمن آٹھ سو (۸۰۰) طے پایا، تو پہلی صورت میں ایک ہزار (۱۰۰۰) لازم ہوں گے، جب کہ دوسری صورت میں مشتری آٹھ سو (۸۰۰) کا ضامن ہوگا۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۰

(۲) المبسوط للسرخسی، ۱۳: ۵۰

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۰

(۴) المحیط البرہانی، ۶: ۵۰۵

(۵) نفس مصدر

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۰-۵۱

(۷) الاصل المعروف بالمبسوط، ۵: ۱۳۰

دفعہ نمبر ۹۷: دو افراد نے مشترکہ طور پر خیار شرط کے ساتھ کوئی چیز خریدی تو ایک کا بیع پر راضی ہونے کے ساتھ دوسرے کا خیار باطل ہوگا^(۱)۔

وضاحت:

دو افراد نے کوئی چیز اس شرط پر خریدی یا بیچی کہ دونوں کو خیار شرط ہوگا، پھر دونوں میں سے ایک بیع پر راضی ہو کر بیع کو نافذ کرے، تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دوسرے کو رد کرنے کا خیار حاصل نہیں ہوگا۔ صاحبین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ دوسرا اپنے حصہ کے بقدر بیع کو رد کر سکتا ہے^(۲)۔

دفعہ نمبر ۹۸: خیار شرط ہونے اور نہ ہونے کے اختلاف میں منکر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا^(۳)۔

وضاحت:

متعاقدین کے درمیان بیع ہوئی، پھر دونوں کے درمیان اختلاف ہوا، مشتری خیار شرط کا دعویٰ کرے اور بائع انکار کرے، یا بائع خیار شرط کا دعویٰ کرے اور مشتری انکار کرے تو اس میں مشتری کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا بشرط یہ کہ دوسرے کے پاس گواہ نہ ہو^(۴)۔ اگر متعاقدین میں سے ہر ایک اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کریں تو دونوں میں سے جو خیار شرط کا دعویٰ کر رہا ہو اس کے گواہ کا اعتبار کیا جائے گا^(۵)۔ دفعہ نمبر ۹۹: خیار شرط میں کم مدت کے دعویٰ کرنے والے کا قول معتبر ہوگا خواہ وہ بائع ہو یا مشتری^(۶)۔

وضاحت:

متعاقدین کے درمیان خیار شرط کے ساتھ بیع ہوئی لیکن مدت خیار میں اختلاف ہوا، دونوں میں سے ایک کم مدت کا دعویٰ کرے اور دوسرا زیادہ کا تو اس کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا جو کم مدت کا دعویٰ کرے۔ مثلاً ایک دو دن کا دعویٰ کر رہا ہو اور دوسرا تین دن کا^(۷)۔ دفعہ نمبر ۱۰۰: متعاقدین میں جو مدت کے ختم ہونے کا مدعی ہو، اس کا قول معتبر ہوگا^(۸)۔

وضاحت:

متعاقدین کے درمیان مدت خیار شرط کے ختم ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف ہو جائے تو متعاقدین میں جو مدت کے ختم ہونے کا مدعی ہو، اس کا قول معتبر ہوگا، مثلاً مشتری دعویٰ کرے کہ مدت خیار ختم ہو چکی ہے اور بائع دعویٰ کرے کہ مدت خیار باقی ہے تو مشتری کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا^(۹)۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۱

(۲) رد المحتار، ۴: ۵۸۷

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۱

(۴) المبسوط للسرخسی، ۱۳: ۵۹

(۵) البحر الرائق، ۶: ۳۷

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۱

(۷) البحر الرائق، ۶: ۳۷

(۸) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۱

(۹) رد المحتار، ۴: ۵۸۸

دفعہ نمبر ۱۰۱: اختیار شرط کے ساتھ بیع نافذ کرنے یا فسخ کرنے میں اختلاف کی درج ذیل دو صورتیں ہیں^(۱):

- ۱۔ مدت اختیار کے اندر یہ اختلاف واقع ہو تو قول اس کا معتبر ہوگا جس کے لیے اختیار شرط مقرر کی گئی ہو۔
- ۲۔ مدت اختیار گزرنے کے بعد اختلاف ہو تو قول ہمیشہ اس کا معتبر ہوگا جو بیع کے نافذ ہونے کا دعویٰ کرتا ہو۔

وضاحت:

متعاقدین کے درمیان اختلاف ہو گیا، ایک بیع کے نفاذ کا دعویٰ کر رہا ہو اور دوسرا اس کے فسخ کرنے کا، تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں^(۲) :
اگر یہ اختلاف مدت اختیار کے اندر ہو تو قول اس کا معتبر ہوگا جس کے لیے اختیار شرط مقرر ہو خواہ وہ فسخ کا دعویٰ کرے یا نفاذ کا کیونکہ وہی ان دونوں امور کا مالک ہے۔ اگر مدت اختیار کے بعد اختلاف ہو تو اس کا قول معتبر ہوگا جو بیع کے نفاذ کا دعویٰ کر رہا ہو خواہ وہ بائع ہو یا مشتری کیونکہ وہ ظاہر کا دعویٰ کر رہا ہے یعنی مدت اختیار گزرنے کے بعد بیع نافذ ہو جاتی ہے اور جو ظاہر کا دعویٰ کرتا ہے وہ مدعی علیہ ہوتا ہے۔

دفعہ نمبر ۱۰۲: بائع و مشتری دونوں نے اپنے لیے اختیار شرط مقرر کیا ہو اور بیع کے نفاذ اور فسخ کرنے میں اختلاف ہو جائے تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں:

- ۱۔ مدت اختیار کے اندر اختلاف ہو تو بیع کو فسخ کے دعویٰ کرنے والے کا قول معتبر ہوگا۔
- ۲۔ مدت اختیار کے گزرنے کے بعد اختلاف ہو تو اس کا قول معتبر ہوگا جو بیع کے نفاذ کا دعویٰ کرتا ہو۔

وضاحت:

متعاقدین کے درمیان بیع اس شرط پر ہوئی کہ تین دن کا اختیار دونوں کو ہوگا، پھر دونوں کا نافذ ہونے اور فسخ کرنے میں اختلاف ہو جائے یعنی ایک کہے کہ ہم دونوں بیع پر راضی ہو گئے تھے اور دوسرا کہے کہ ہم دونوں فسخ پر راضی ہو گئے تھے تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں^(۳) :
اگر مدت اختیار کے دوران یہ اختلاف ہوا ہو تو جو بیع کے فسخ کا دعویٰ کر رہا ہو، اس کا قول معتبر ہوگا کیونکہ ایک کے فسخ کے ساتھ دوسرے کا فسخ خود بخود ہو جاتا ہے لہذا دوسرے کا فسخ بھی اسی کے ملک میں ہے، البتہ ایک شخص کا بیع پر راضی ہونا دوسرے کے راضی ہونے کے لیے کافی نہیں جب تک دوسرا راضی نہ ہو۔

اگر مدت اختیار گزر جانے کے بعد اختلاف ہو جائے تو جو بیع کے نفاذ کا دعویٰ کر رہا ہے اس کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا کیونکہ مدت اختیار گزرنے کے ساتھ ظاہر یہی ہے کہ بیع نافذ ہو جائے لہذا جو شخص ظاہر کا دعویٰ کر رہا ہے وہی مدعی علیہ ہوتا ہے جس کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوتا ہے۔
دفعہ نمبر ۱۰۳: اختیار شرط کے بعد متعاقدین کا بیع کے نفاذ اور فسخ ہونے میں اختلاف ہو اور ہر ایک اپنے دعویٰ پر گواہ لائے تو جس نے پہلے گواہی دی ہو اس کا اعتبار ہوگا^(۴)۔

وضاحت:

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۱

(۲) بدائع الصنائع، ۵: ۲۷۱

(۳) نفس مصدر

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۱

متعاقدين کا بیع کے نفاذ اور فسخ ہونے میں اختلاف ہو جائے، پھر ہر ایک نے اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کئے اور دونوں کی گواہی دینے کی تاریخ معلوم ہو یعنی ایک پہلے گواہی دے اور دوسرا بعد میں گواہی دے تو جس نے پہلے گواہی دی ہے اس کی گواہی معتبر ہوگی خواہ وہ فسخ کا دعویٰ کرتا ہو یا بیع پر راضی ہونے کا کیونکہ جس نے پہلے دعویٰ کیا ہے اس کا زمانہ زیادہ ہے اور جو زیادتی کا دعویٰ کرے اصل مدعی وہ کہلاتا ہے۔

دفعہ نمبر ۱۰۴: مدت اختیار شرط کے گزرنے کے بعد بیع کے ہلاک ہونے میں متعاقدين کا اختلاف ہو جائے تو اس میں گواہ اور قسم دونوں اس کے معتبر ہوں گے جو ہلاک نہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہو^(۱)۔

وضاحت:

مدت اختیار گزرنے کے بعد متعاقدين کا بیع کے ہلاک ہونے میں اختلاف ہو جائے، دونوں میں سے ایک بیع کے ہلاک ہونے کا دعویٰ کرے اور دوسرا اس کے گم ہونے کا تو قول دوسرے کا معتبر ہوگا، مثلاً مشتری نے اختیار شرط کے ساتھ غلام خریدا، پھر مدت گزرنے کے بعد بائع دعویٰ کرے کہ غلام مشتری کے قبضہ میں تین دن کے اندر ہلاک ہو گیا تھا لہذا اس پر قیمت لازم ہے اور مشتری کہے کہ غلام تین دن کے اندر کہیں بھاگ گیا ہے تو مشتری کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا۔ اگر ان دونوں میں سے ہر ایک نے بیع قائم کیا تو گواہ بھی مشتری کا معتبر ہوں گا۔

دفعہ نمبر ۱۰۵: مدت اختیار میں بیع کی ہلاکت کے متعلق متعاقدين کے درمیان اختلاف ہو جائے تو تین دن کے اندر بیع کی ہلاکت کے مدعی کا قول معتبر ہوگا^(۲)۔

وضاحت:

متعاقدين کا اختلاف ہو جائے، دونوں میں ایک دعویٰ کرے کہ بیع تین دن کے بعد ہلاک ہوا تھا، دوسرا دعویٰ کرے کہ تین دن کے اندر ہلاک ہوا تھا تو قول اس کا معتبر ہوگا جو تین دن کے اندر ہلاک ہونے کا دعویٰ کرے۔ اس کی وجہ فقہاء نے یہ ذکر کی ہے کہ پہلے کے دعویٰ میں زیادتی پائی جاتی ہے، لہذا جو زیادتی کا دعویٰ کرتا ہے وہ مدعی اور دوسرا مدعی علیہ ہوتا ہے۔

مثلاً بیع کی قیمت مدت اختیار کے دوران دگنی ہو گئی، پھر بیع مشتری کے قبضہ میں ہلاک ہو جائے، بائع دعویٰ کرے کہ بیع تین دن کے اندر ہلاک ہوا تھا یعنی تجھ پر بیع کی دگنی قیمت لازم ہوگی اور مشتری دعویٰ کرے کہ تین دن کے بعد ہلاک ہوا ہے یعنی بیع کا ثمن لازم ہے تو اس میں مشتری کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا بشرطیکہ بائع کے پاس گواہ نہ ہو^(۳)۔

دفعہ نمبر ۱۰۶: بیع مدت اختیار کے بعد ہلاک ہونے کے بعد متعاقدين کا اختلاف ہو تو اس کا قول معتبر ہوگا جو بیع کے نفاذ کا مدعی ہو^(۴)۔

وضاحت:

متعاقدين اس بات پر متفق ہو کہ بیع تین دن کے گزرنے کے بعد مشتری کے قبضہ میں ہلاک ہو گیا ہے، لیکن اختلاف اس میں ہو کہ ایک مدت اختیار کے دوران بیع کے فسخ ہونے کا دعویٰ کرے اور دوسرا بیع کے نافذ ہونے کا دعویٰ کرے اور دونوں اپنے قول پر گواہ قائم کرے تو جو بیع کے نفاذ کا دعویٰ کر رہا ہے اس کے گواہ استسمانا معتبر ہوں گے، لہذا مشتری پر بیع کا ثمن لازم ہوگا۔

(۱) نفس مصدر

(۲) نفس مصدر

(۳) المحیط البرہانی، ۶: ۵۰۹

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۱-۵۲

دفعہ نمبر ۱۰: دو یا دو سے زیادہ چیزوں میں سے صرف ایک میں اختیار شرط مقرر ہوئی، جب ہر ایک بیعہ اور جس چیز میں اختیار ہے اس کو متعین کر لے تو بیع صحیح ہوگی^(۱)۔

وضاحت:

متعاقدين نے دو یا دو سے زیادہ چیزوں میں بیع کی اور اختیار شرط ان چیزوں میں سے ایک میں مقرر ہوئی تو اس کی درج ذیل چار صورتیں ذکر کی گئی ہیں^(۲):

۱۔ پہلی صورت یہ ہے کہ بیعہ کے جس حصہ میں اختیار شرط ہو وہ متعین نہ ہو اور نہ بیعہ کے ہر جزء کی قیمت متعین ہو تو بیع فاسد ہوگی کیونکہ اس صورت میں بیعہ اور ثمن دونوں مجہول ہے، مثلاً دو کپڑے خریدے اور مشتری کہے کہ مجھے ان دونوں میں سے ایک کپڑے میں اختیار شرط حاصل ہے اور نہ ان کپڑوں کی قیمت معلوم ہو۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ بیعہ کے جس حصہ میں اختیار شرط ہو وہ متعین تو ہو لیکن بیعہ کے ہر جزء کی قیمت متعین نہ ہو تو بیع فاسد ہوگی کیونکہ اس صورت میں ثمن مجہول ہے، مثلاً دو کپڑے خریدے اور اختیار شرط کے لیے کپڑا متعین کرے لیکن کپڑوں کی قیمت متعین نہ ہو۔

۳۔ تیسری صورت یہ ہے کہ بیعہ کی قیمت متعین ہو لیکن جس حصہ میں اختیار مقرر ہو وہ متعین نہ ہو تو بیع فاسد ہوگی کیونکہ اس صورت میں بیعہ مجہول ہے، مثلاً مشتری دو کپڑوں کو ایک بیع میں خریدے اور ہر ایک کپڑے کی قیمت متعین ہو لیکن جس حصہ میں اختیار شرط ہو۔

۴۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ بیعہ کے دونوں جزء کی قیمت بھی متعین ہو اور جس حصہ میں اختیار شرط ہو وہ بھی متعین ہو تو بیع صحیح ہوگی کیونکہ بیعہ اور ثمن دونوں معلوم ہیں۔

یہی حکم کیلی یا وزنی چیزوں کا بھی ہے، مثلاً مشتری نے کیلی یا وزنی چیز خریدی اس شرط پر کہ بائع یا مشتری کو تین دن کا اختیار شرط بیعہ کے نصف میں ہو گا اور بیعہ کا ثمن بھی تفصیل کے ساتھ بیان کرے تو بیع صحیح ہو جائے گی^(۳)۔ نصف میں فی الحال بیع نافذ ہو جائے گی اور جس میں اختیار ہے اس میں موقوف ہوگی۔ جس حصہ میں اختیار ہے، مشتری اس کو واپس کر سکتا ہے کیونکہ اس تفریق صفحہ پر متعاقدين راضی ہو گئے ہیں۔

دفعہ نمبر ۱۰۸: بائع، نصف بیعہ میں اختیار شرط کے ساتھ بیع کرے، تو مشتری کے لیے جائز نہیں کہ جس حصہ میں اختیار نہیں اس کو ثمن کے بدلے وصول کرے۔

وضاحت:

دو چیزوں کو عقد واحد میں اس شرط کے ساتھ مشتری پر بیچا کہ ایک میں بائع کو اختیار شرط ہو گا تو مشتری کے لیے جائز نہیں کہ وہ دوسرے حصہ کو ثمن کی ادائیگی کے ساتھ وصول کرے۔ مثلاً دو غلاموں کو بیچے اور ہر ایک کی قیمت کی تفصیل بیان کرے، اور مشتری سے کہے کہ مجھے ایک غلام میں اختیار حاصل ہو گا تو مشتری کے لیے جائز نہیں کہ دوسرے غلام کا ثمن ادا کرے اس کو قبضہ کر لے۔

دفعہ نمبر ۱۰۹: بائع دو چیزوں میں سے ایک میں اختیار شرط لے کر دونوں فروخت کرے تو بائع کے لیے جائز نہیں کہ مشتری کو کل ثمن کی ادائیگی پر مجبور کرے^(۴)۔

(۱) نفس مصدر، ۳: ۵۲

(۲) بدائع الصنائع، ۵: ۱۵۷

(۳) علامہ زیلیعی فرماتے ہیں کہ ثمن کی تفصیل بیان کرے یا نہ کرے۔ [النہر الفائق، ۴: ۲۱]

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۲

وضاحت:

بائع نے دو چیزیں عقد واحد میں بیچے اور دونوں میں سے ایک میں خیار شرط لیا تو مشتری کل ثمن حوالہ کر سکتا ہے^(۱)۔ البتہ اگر مشتری کل ثمن حوالہ کرنے سے انکار کرے تو بائع اس کو مجبور نہیں کر سکتا۔

دفعہ نمبر ۱۱۰: بیع کے جس حصہ میں خیار شرط نہیں، مشتری کی رضامندی کے ساتھ اس کا ثمن وصول کر سکتا ہے^(۲)۔

وضاحت:

بائع نے ایک ہی عقد میں مشتری پر دو چیزیں بیچ کر ایک چیز میں خیار شرط لی، جس حصہ میں خیار نہیں اس کے ثمن کو مشتری کی رضامندی کے ساتھ وصول کر سکتا ہے^(۳)، البتہ مشتری کو مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ خیار شرط والے حصہ کو موقوف کر کے بقیہ میں بیع نافذ کر دے۔
دفعہ نمبر ۱۱۱: مشتری نے دو چیزوں میں سے ایک میں خیار شرط لی تو دوسری چیز کے وصول کرنے میں وہ بائع کو مجبور نہیں کر سکتا^(۴)۔

وضاحت:

بائع نے دو چیزیں ایک ہی عقد میں بیچ دی اور مشتری تین دن کا خیار شرط لے تو جس چیز میں خیار نہیں اس کو ثمن حوالہ کر کے بیع قبضہ کرنے پر مشتری بائع کو مجبور نہیں کر سکتا۔

دفعہ نمبر ۱۱۲: بائع نے بیع فروخت کیا اور خیار شرط مشتری اور اجنبی دونوں کے لیے مقرر ہوا تو یہ جائز ہوگا اور خیار شرط دونوں کے لیے ہوگا^(۵)۔

وضاحت:

مشتری نے بیع اس شرط کے ساتھ خریدا کہ بیع کو نافذ کرنے یا فسخ کرنے کا اختیار اجنبی اور مشتری دونوں کو ہوگا تو یہ جائز ہے^(۶)۔ البتہ اگر دونوں دونوں کا فسخ اور نفاذ میں اختلاف پڑ جائے تو جس نے پہلے خبر دی ہو اس کے قول کا اعتبار ہوگا۔ اگر دونوں کے خبر دینے کا وقت معلوم نہ ہو یا ایک ہی وقت میں دونوں خبر دے تو فسخ کرنے والے کا قول معتبر ہوگا۔

دفعہ نمبر ۱۱۳: وکیل بالبیع، مؤکل کی اجازت کے بغیر خیار شرط اپنے لیے مقرر کرے تو یہ بیع مؤکل کی اجازت پر موقوف ہوگی^(۷)۔

وضاحت:

بائع نے کسی شخص کو بیع بیچنے کا وکیل بنایا کہ مجھے تین دن خیار شرط ہوگا، اس نے بیع بغیر خیار شرط کے بیچ دیا یا خیار شرط مؤکل کی بجائے اپنے لیے مقرر کرے تو فقہاء کے نزدیک یہ بیع مؤکل کی اجازت پر موقوف ہوگی، مثلاً بائع نے زید کو حکم دیا کہ میرے خیار کے ساتھ میرے غلام کو

(۱) المحیط البرہانی، ۶: ۵۱۸

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۲

(۳) المحیط البرہانی، ۶: ۵۱۸

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۲

(۵) نفس مصدر، ۳: ۵۳

(۶) المحیط البرہانی، ۶: ۵۱۸

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۳

بیچ دواور وہ بیچ قطع کے ساتھ بغیر کسی خیار کے غلام بیچ دے یا حکم کرنے والے کی بجائے اپنے لیے خیار شرط مقرر کرے تو بیچ حکم کرنے والے کی اجازت پر موقوف ہوگی^(۱)۔

تقابل:

پاکستان کے وضعی قوانین میں بھی اس مسئلہ کا یہی حکم بیان کیا گیا ہے کہ مالک کے علاوہ کسی اور نے اس کی اجازت کے بغیر بیچ کو نافذ کیا تو نفاذ مالک کی اجازت پر موقوف ہوگا^(۲)۔

دفعہ ۲۱۵ میں مندرجہ بالا حکم کے ساتھ بدینتی کی شرط لگائی گئی ہے کہ وکیل نے کوئی معاملہ مؤکل سے اس طرح چھپایا ہو کہ اس کی نیت غلط ہو تو مؤکل کے لیے جائز ہے کہ اس عقد کے نفاذ کو روکے^(۳)۔ اس شرط کی وجہ سے یہ دفعہ مکمل طور پر غیر مؤثر ہے کیونکہ نیت کا علم انسان کی طاقت طاقت میں نہیں۔

دفعہ نمبر ۱۱۳: وکیل یا بیچ یا وکیل بالشراء، خیار شرط مؤکل کے لیے طے کرے تو خیار وکیل (عائد) کے لیے بھی ثابت ہوگا^(۴)۔

وضاحت:

وکیل یا بیچ نے خیار شرط مؤکل کے لیے طے کیا تو اقتضاء وکیل کا خیار بھی ثابت ہوگا خواہ مؤکل کی اجازت سے ہو یا بغیر اجازت کے کیونکہ غیر کے لیے خیار اصالیہ ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ عائد کے واسطے سے بطریق نیابت ثابت ہوگا اور ان دونوں میں سے جو بھی چاہے بیچ کو فسخ یا نافذ کر سکتا ہے^(۵)، البتہ اگر وکیل بیچ پر راضی ہو جائے تو اس کا خیار باطل ہو جائے گا اور بالغ کے لیے خیار اجازت ہوگا جو مدت خیار شرط پر موقوف نہیں ہوگا۔

یہی حکم وکیل بالشراء کا بھی ہے، مثلاً مؤکل نے وکیل کو متعین بیعہ خریدنے میں خیار شرط مؤکل کے لیے طے کرنے کا حکم دیا، وکیل نے حکم کی تابعداری کرتے ہوئے اس کے لیے خیار شرط مقرر کیا تو وکیل اور مؤکل دونوں کے لیے خیار ثابت ہوگا، اگر وکیل نے بیچ کو نافذ کرنے کا حکم دیا اور مؤکل فسخ کرے تو بیچ وکیل کی ہوگی، لہذا اگر مؤکل کے فسخ کرنے کے بعد وکیل کے قبضہ میں بیعہ ہلاک ہو جائے تو وکیل اس کا ضامن

(۱) المحیط البرہانی، ۶: ۵۲۳

(۲) "Where acts are done by one person on behalf of another, but without his knowledge or authority, he may elect to ratify or to disown such acts"[Contract Act 1872, Chapter: 10, Section: 196]

(۳) "If an agent deals on his own account in the business of the agency, without first obtaining the consent of his principal and acquainting him with all material circumstances which have come to his own knowledge on the subject, the principal may repudiate the transaction, if the case shows either that ant material fact has dishonesty concealed from him by the agent, or that the dealings of the agent have been disadvantageous to him".[Contract Act 1872, Chapter: 10, Section: 215]

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۳

(۵) المحیط البرہانی، ۶: ۵۲۳

ہوگا۔ اگر وکیل کے بیع کو فسخ کرنے کے بعد مؤکل بھی بیعہ لوٹانے کا حکم دے، پھر بیعہ وکیل کے قبضہ میں ہلاک ہو جائے تو مؤکل ضامن ہوگا۔ اگر مؤکل پہلے بیعہ لوٹانے کا حکم دے پھر وکیل بیعہ پر راضی ہو جائے اور بیعہ اس کے قبضہ میں ہلاک ہو جائے تو ضمان مؤکل پر ہوگا کیونکہ لوٹانے کے حکم سے بیع فسخ نہیں ہوتی لہذا جب تک بیعہ وکیل کے قبضہ میں ہوگی، ہلاک ہونے کی صورت میں مؤکل اس کا ضامن ہوگا۔ اگر مؤکل کے لوٹانے کے حکم کے بعد وکیل اس کو کسی پر بیچ دے، پھر مؤکل بیعہ ثانی کو نافذ کرے تو بیعہ اول و ثانی دونوں نافذ ہو جائے گی، مؤکل کا ملک ثابت ہو جائے گا اور اس میں کوئی نفع ہو تو وہ نفع اس کے لیے حلال ہوگا۔ اگر دوسری بیعہ کو فسخ کرے تو پہلے جو حکم ہو تھا وہی باقی رہے گا۔ اگر وکیل نے بیعہ بیچ دیا پھر مؤکل نے بیعہ اول کو فسخ کر دیا تو بیعہ غلام وکیل کا ہوگا، البتہ بیعہ ثانی نافذ نہیں ہوگی، اگر وکیل دوبارہ بیچ دے تو اس کے لیے ربح وغیرہ جائز ہوگا۔

دفعہ نمبر ۱۱۵: متعین مال خریدنے میں کسی کو وکیل بنایا گیا، تو بیعہ مؤکل کے لیے نافذ ہوگی خواہ خیال مؤکل کا ہو یا وکیل کا^(۱)۔

وضاحت:

مؤکل نے کسی کو متعین غلام خریدنے کے لیے وکیل بنایا تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں: مؤکل نے یا تو وکیل کے لیے خیال رکھنے کا کہا ہو گا یا اپنے (مؤکل) کے لیے۔ اگر وکیل کے لیے رکھنے کا کہا ہو تو بیعہ مؤکل کے لیے نافذ ہوگی خواہ وکیل خیال اپنے لیے مقرر کرے یا اپنے مؤکل کے لیے^(۲)۔ البتہ دوسری صورت میں اگر خلاف ورزی کرے یعنی مؤکل نے بذات خود (مؤکل) کے لیے خیال رکھنے کا کہا ہو اور وہ اپنے لیے مقرر کرے تو بیعہ وکیل کے لیے نافذ ہوگی۔

دفعہ نمبر ۱۱۶: مؤکل کے بیعہ نافذ کرنے اور فسخ کرنے میں وکیل بالشراء اور بائع کا اختلاف ہو جائے تو وکیل کا قول معتبر ہوگا^(۳)۔

وضاحت:

وکیل بالشراء کو حکم دیا گیا کہ بیعہ میں خیال شرط بائع کا ہو گا اور وکیل بالشراء اس کے حکم کی تعمیل کرے، پھر مؤکل کی غیبت میں بائع اور وکیل بالشراء کے درمیان اختلاف ہو جائے، بائع کہے کہ مؤکل بیعہ پر راضی ہو گیا تھا اور وکیل اس کا انکار کرے تو اگر بائع کے پاس گواہ نہ ہو تو قول وکیل کا قسم کے ساتھ معتبر ہوگا۔

اگر وکیل نے بائع کی تصدیق کی، پھر بائع اس کا انکار کرے تو دیکھا جائے گا اگر مدت خیال کے اندر انکار کرے تو بیعہ وکیل کے لیے ہوگا اور اگر مدت خیال کے بعد انکار کرے تو اس کے قول کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا اور بیعہ مؤکل کے لیے ثابت ہو جائے گا۔

دفعہ نمبر ۱۱۷: باپ، وصی، مضارب، شریک اور وکیل خیال شرط کے ساتھ بیعہ بیچ سکتے ہیں^(۴)۔

وضاحت:

باپ اپنے نابالغ بچے کی کوئی چیز بیچے، اسی طرح مضارب، شریک اور وکیل کوئی چیز بیچے تو خیال شرط اپنے لیے بھی مقرر کر سکتا ہے اور جس کے لیے بیچ رہا ہے اس کے لیے بھی مقرر کر سکتا ہے۔ البتہ اگر بچہ مدت خیال کے دوران بالغ ہو جائے تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک خیال شرط باطل ہو جائے گا اور بیعہ تام ہو جائے گی، امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک خیال بچہ کی طرف منتقل ہو جائے گا لہذا اگر مدت خیال کے اندر بیعہ پر

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۳

(۲) المحیط البرہانی، ۶: ۵۲۳

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۴

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۴

راضی ہو جائے تو بیع نافذ ہو جائے گی اور اگر راضی نہ ہو تو فسخ ہو جائے گی۔ علامہ کا سانی رحمہ اللہ اس کی وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ ولی بچے کے مال میں تصرف اس کے عاجز ہونے کی وجہ سے کرتا ہے لیکن جب عجز بلوغت کے ساتھ ختم ہو گیا تو اختیار اس کی طرف لوٹ آئے گی^(۱)۔ دفعہ نمبر ۱۱۸: مکاتب، مدت اختیار شرط میں مکاتب سے عاجز ہو جائے تو اختیار شرط ختم ہو کر بیع تام ہو جائے گی^(۲)۔

وضاحت:

مکاتب نے بیعہ بیچا اور مدت اختیار کے دوران اس کی کتابت کا وقت پورا ہو کر عاجز ہو جائے تو فقہاء کے نزدیک بیع تام ہو جائے گی، اسی طرح ایک غلام یا ذون ہو اور مدت اختیار کے دوران مالک اس کو روک دے تو اس کے ساتھ بھی بیع تام ہو جائے گی۔

دفعہ نمبر ۱۱۹: باپ نے نابالغ بیٹے کے لیے اختیار شرط کے ساتھ کوئی چیز خریدی کہ ثمن بچے کے ذمہ قرض ہو گا پھر بچہ مدت اختیار میں بالغ ہو جائے تو اختیار بچے کا ہو گا^(۳)۔

وضاحت:

باپ نے نابالغ بیٹے کے لیے کوئی چیز اختیار شرط کے ساتھ خریدی اور یہ طے ہوا کہ ثمن بچے کے ذمہ دین ہو گا پھر بچہ مدت اختیار کے دوران بالغ ہو گیا تو اختیار بچے کے لیے ہو گا اگر چاہے تو فسخ بھی کر سکتا ہے اور نافذ بھی کر سکتا ہے۔ اگر باپ نے بیع کی اجازت دے دی اور بچہ بالغ ہونے کے بعد فسخ کرے تو بیعہ باپ کا ہو گا^(۴)۔

باپ کے مرنے کے بعد اختیار بچے کے لیے ہو گا خواہ وصی بیع پر راضی ہو یا نہ ہو۔ اگر بیعہ باپ کے قبضہ میں ہلاک ہو گیا تو باپ اس کے ثمن کا ضامن ہو گا۔ اسی طرح اگر بچہ مر گیا اور بیعہ موجود ہو تب بھی باپ اس کے ثمن کا ضامن ہو گا۔ دفعہ نمبر ۱۲۰: اختیار تعیین دو یا تین چیزوں میں جائز ہے^(۵)۔

وضاحت:

اختیار تعیین سے مراد دو یا تین چیزوں کو اس شرط کے ساتھ بیچنا کہ مشتری ان میں سے جس کو چاہے خریدے۔ اختیار تعیین تین چیزوں میں سے زیادہ میں جائز ہے یا نہیں؟ احناف کے نزدیک تین چیزوں میں سے زیادہ میں اختیار تعیین جائز نہیں کیونکہ اشیاء کی تین قسمیں ہیں: عمدہ، متوسط اور ردی اور بیع میں انسان ان تین چیزوں میں سے کسی ایک کو محتاج ہوتا ہے^(۶)۔ علامہ کا سانی نے اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ ضرورت تین مراتب (عمدہ، متوسط، ردی) میں پوری ہوتی ہے^(۷)، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تین چیزوں سے زیادہ کی ضرورت ہو تو وہ جائز ہوگی، مارکیٹ

(۱) بدائع الصنائع، ۵: ۲۶۸

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۴

(۳) نفس مصدر

(۴) المحیط البرہانی، ۶: ۵۲۸

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۴

(۶) ملتقى الاجر، ابراہیم بن محمد حنفی، ص ۴۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۹ھ = ۱۹۹۸ء

(۷) بدائع الصنائع، ۵: ۱۵۷

میں چیزوں کے انواع اور اوصاف میں تفاوت بہت زیادہ ہو گیا ہے اس وجہ سے تین سے زیادہ میں خیار تعین جائز ہوگی^(۱) اور یہی قول مالکیہ کا ہے کہ خیار تعین تین چیزوں سے زیادہ میں جائز ہے^(۲)۔

دفعہ نمبر ۱۲۱: خیار تعین ان چیزوں میں جائز ہے جو مثلی نہ ہوں^(۳)۔

وضاحت:

خیار تعین ان چیزوں میں ہوتا ہے جو مثلی نہ ہوں، اگر مثلی مختلف الجنس ہو تو اس میں بھی خیار تعین جائز ہے^(۴)۔ البتہ اس زمانہ میں ایک ہی جنس جنس کے اوصاف و انواع میں تفاوت بہت زیادہ ہوتا ہے، مثلاً گندم میں عمدہ، متوسط اور ردی پائے جاتے ہیں، اسی طرح ایک شہر کا فصل دوسرے شہر کے فصل سے مختلف ہوتا ہے، لہذا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مثلی متحدہ الجنس میں بھی خیار تعین جائز ہے^(۵)۔

دفعہ نمبر ۱۲۲: خیار تعین بائع اور مشتری دونوں کے لیے جائز ہے^(۶)۔

وضاحت:

خیار تعین جس طرح مشتری کے لیے ثابت ہے اسی طرح بائع کے لیے بھی خیار تعین جائز ہے، مثلاً بائع یوں کہے کہ مجھے اس تین چیزوں میں سے ایک کے بیچنے کا اختیار ہوگا^(۷)۔

دفعہ نمبر ۱۲۳: خیار تعین کے ساتھ خریدے ہوئے بیعہ میں مشتری ایک حصہ کے ثمن کا ضامن ہوگا^(۸)۔

وضاحت:

مشتری نے خیار تعین کے ساتھ بیعہ کی کہ مجھے ان دو چیزوں میں ایک کے متعین کرنے کا اختیار ہوگا اور مشتری اس کو قبضہ کر لے تو ایک چیز پر قبضہ قیمت کے ضمان کے ساتھ ہوگا اور دوسرے پر امانت کا قبضہ ہوگا^(۹)، مثلاً دونوں چیزیں مشتری کے قبضہ میں ہلاک ہو جائے تو مشتری ایک چیز کی قیمت ادا کرے گا اور دوسری چیز اس کے پاس امانت ہے اور امانت کے ہلاک ہونے کی صورت میں کوئی ضمان لازم نہیں آتا^(۱۰)۔ البتہ اگر دونوں میں سے ایک ہلاک ہو جائے تو دوسرے میں بیعہ تام ہو جائے گی۔

دفعہ نمبر ۱۲۴: خیار تعین کے ساتھ خیار شرط کو ملایا جاسکتا ہے^(۱۱)۔

(۱) فقہ البیوع، ۲: ۹۳۱

(۲) المدونۃ الکبریٰ، ۳: ۲۳۴

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۴

(۴) رد المحتار، ۴: ۵۸۵

(۵) فقہ البیوع، ۲: ۹۲۸

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۴

(۷) مجمع الانہر فی شرح ملتقی الانہر، عبدالرحمن بن محمد بن سلیمان، ۲: ۳۱، دار احیاء التراث العربی، تان

(۸) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۴

(۹) المحیط البرہانی، ۶: ۵۱۳

(۱۰) بدائع الصنائع، ۵: ۲۶۲

(۱۱) العنایہ، ۶: ۳۲۷

وضاحت:

اگر متعاقبین میں سے ہر ایک خیار تعین کے ساتھ خیار شرط پر راضی ہو تو دونوں کو جمع کیا سکتا ہے، مثلاً مشتری یوں کہے کہ مجھے ان تین چیزوں میں سے ایک کے متعین کرنے کا خیار ہو گا اور متعین کرنے کے بعد مجھے فسخ کرنے کا خیار بھی ہو گا تو یہ جائز ہے، لہذا اگر مشتری ایک چیز کو متعین کرے تو مدت خیار کے اندر اس کے لیے فسخ کرنے کا خیار ہو گا۔ اگر تین دن کے اندر نہ بیع فسخ کیا اور نہ بیع متعین کیا تو خیار شرط باطل ہو گا اور بیع میں سے ایک کو متعین کرنا لازم ہو گا۔

دفعہ نمبر ۱۲۵: خیار تعین کے لیے وقت مقرر کرنا ضروری ہے اگر خیار شرط کے بغیر ہو^(۱)۔

وضاحت:

خیار تعین اگر خیار شرط کے ساتھ جمع ہو جائے تو خیار شرط کی مدت خیار تعین کی شمار ہوگی، لیکن اگر خیار تعین، خیار شرط کے بغیر ہو تو خیار تعین کے لیے مدت مقرر کرنا ضروری ہے۔ اگر وقت مقرر نہیں کیا تو امام کرخی^(۲) رحمہ اللہ کے نزدیک یہ بیع ناجائز ہوگی۔ دفعہ نمبر ۱۲۶: خیار تعین کی مدت تین دن سے زیادہ ہو سکتی ہے^(۳)۔

وضاحت:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک خیار تعین اور خیار شرط کی مدت برابر ہے، یعنی خیار تعین کی مدت تین دن سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ صاحبین رحمہما اللہ فرماتے ہیں خیار تعین کی مدت تین دن سے زیادہ ہو سکتی ہے بشرط یہ کہ مدت متعین ہو^(۴)۔ امام مالک^(۵) رحمہ اللہ کے نزدیک بھی خیار تعین کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں^(۶)۔

دفعہ نمبر ۱۲۷: خیار تعین میں وراثت جاری ہوتی ہے اور خیار شرط میں نہیں^(۷)۔

وضاحت:

جس شخص نے بیع میں خیار تعین لیا خواہ بائع ہو یا مشتری اس کے مرنے سے وراثت کو خیار تعین حاصل ہو گا کیونکہ خیار تعین میں وراثت جاری

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۴

(۲) ابوالحسن عبید اللہ بن حسین بن دلال بن ولہم کرخی (پیدائش: ۲۶۰ھ - وفات: ۳۴۰ھ) کرخ جہان کے خاندان سے تعلق تھا، بغداد میں فقہ حنفی کا علم حاصل کیا، اساتذہ میں قاضی اسماعیل بن اسحاق، احمد بن یحییٰ حلوانی، محمد بن عبد اللہ بن سلیمان حضرمی مشہور ہیں۔ اسی طرح شاگردوں میں ابن حیویہ، ابن شاہین، ابن التلاح، قاضی ابو محمد بن الاکفانی شامل ہیں۔ [تاریخ بغداد، ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی، ۱۰: ۳۵۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۷ھ]

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۵-۵۴

(۴) الہدایہ، ۳: ۳۳

(۵) مالک بن انس بن عامر اصبحی مدنی (پیدائش: ۹۵ھ - وفات: ۱۷۹ھ)، امام دار الجمرۃ سے مشہور ہیں، مذہب مالکی کے مؤسس ہیں۔ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، آپ کے اساتذہ میں امام نافع، ابن شہاب زہری، ربیعہ بن عبد الرحمن وغیرہ شامل ہیں۔ شاگردوں میں امام محمد اور یحییٰ بن یحییٰ لیثی اندلسی زیادہ مشہور ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں مؤطا امام مالک کو زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔ [طبقات الفقہاء، ۱: ۶۸]

(۶) مخ الجلیل شرح مختصر خلیل، محمد بن احمد مالکی، ۵: ۱۴۰، دار الفکر، بیروت، ۱۴۰۹ھ = ۱۹۸۹ء

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۵

ہوتی ہے^(۱)، البتہ خیاء شرط وراثاء كو حاصل نہیں ہوگا کیونکہ خیاء شرط میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔ مثلاً مشتری نے خیاء تعیین کے ساتھ تین دن کا خیاء شرط بھی لیا، پھر مشتری مر جائے تو وراثاء کے لیے خیاء شرط کے ذریعے بیع فسخ کرنے اور نہ کرنے کا اختیار نہیں ہوگا، البتہ خیاء تعیین وراثاء کا حق ہے اور دونوں بیعوں میں سے ایک کو متعین کرنا ضروری ہوگا۔

دفعہ نمبر ۱۲۸: مشتری کے خیاء تعیین و خیاء شرط کی صورت میں بیعوں میں سے قبل القبض ایک ہلاک ہو جائے تو دوسرا بیع کے لیے متعین ہو جائے گا^(۲)۔

وضاحت:

مشتری نے خیاء تعیین اور خیاء شرط کے ساتھ بیعہ خریدا، پھر ان دو چیزوں میں سے ایک قبضہ کرنے سے پہلے بائع کے ہاتھوں میں ہلاک ہو گیا تو وہ امانت کے طور پر ہلاک ہوگا اور دوسرا بیعہ بیع کے لیے متعین ہو جائے گا^(۳)، البتہ مشتری کو تین دن کے اندر اس ایک حصہ میں فسخ کرنے کا خیاء حاصل ہوگا۔ اگر تین چیزیں ہو اور ایک ہلاک ہو جائے تو مشتری کو ان دو میں خیاء اس طور پر ہوگا کہ اگر چاہے تو دونوں میں سے ایک لے اور اگر چاہے تو مشتری کو دونوں چیزیں واپس کرے، البتہ اگر مشتری کے خیاء کی صورت میں دونوں چیزیں بائع کے قبضہ میں ہلاک ہو جائے تو دونوں بیعوں کا نصف ثمن لازم ہو جائے گا۔

دفعہ نمبر ۱۲۹: مشتری کے خیاء شرط اور خیاء تعیین کی صورت میں بعد القبض بیعہ میں سے ایک ہلاک ہو جائے تو ہلاک ہونے والا بیع کے لیے متعین ہو جائے گا اور دوسرا جزء مشتری کے پاس امانت ہوگا^(۴)۔

وضاحت:

مشتری نے خیاء تعیین کے ساتھ خیاء شرط بھی مقرر کیا، پھر بیعہ قبضہ کرنے کے بعد دونوں چیزوں میں سے ایک چیز ہلاک ہو جائے اور ایک چیز باقی رہ جائے تو ہلاک ہونے والا حصہ بیع کے لیے متعین ہو جائے گا اور دوسرا حصہ مشتری کے پاس امانت ہوگا^(۵)۔

اگر دونوں چیزیں دیکے بعد دیگرے ہلاک ہو جائے تو پہلے ہلاک ہونے والا بیع کے لیے متعین ہوگا اور دوسرا امانت ہوگا اور اگر دونوں اکٹھے ہلاک ہو جائے یا پہلے ہلاک ہونے والا معلوم نہ ہو تو دونوں چیزوں کا نصف ثمن مشتری پر لازم ہوگا۔

دفعہ نمبر ۱۳۰: مشتری اگر وہ کم قیمت والی چیز کے پہلے ہلاک ہونے کا دعویٰ کرے تو اس کا قول معتبر ہوگا^(۶)۔

وضاحت:

مشتری نے بیعہ قبضہ کیا اور دو چیزوں میں سے ایک لینے کے لیے خیاء تعیین لینے کے بعد دونوں ہلاک ہو جائے، پھر متعاقدین کا آپس میں اختلاف ہو جائے، بائع دعویٰ کرے کہ زیادہ قیمت والا پہلے ہلاک ہوا ہے اور مشتری کم قیمت والے کے پہلے ہلاک ہونے کا دعویٰ کرے تو اس میں قول مشتری کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا۔

(۱) العنایۃ، ۶: ۳۲۹

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۵

(۳) البنایۃ، ۸: ۷۶

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۵

(۵) بدائع الصنائع، ۵: ۲۶۲

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۵

دفعہ نمبر ۱۳۱: مشتری کے قبضہ میں خیار تعین کے ساتھ دونوں چیزوں میں ایک کے عیب دار ہونے والا بیع کے لیے متعین ہوگا^(۱)۔

وضاحت:

مشتری نے خیار تعین کے ساتھ دو چیزیں خریدی کہ مجھے ان دونوں میں سے ایک متعین کرنے کا خیار ہوگا، پھر قبضہ کرنے کے بعد دونوں چیزوں میں سے ایک عیب دار ہو جائے تو وہ بیع کے لیے متعین ہو جائے گا، اگر دونوں چیزیں ہلاک ہو جائے تو جو پہلے ہلاک ہوا وہ بیع کے لیے متعین ہوگا^(۲)۔ البتہ اگر قبضہ کرنے سے پہلے دونوں میں سے ایک عیب دار ہو جائے تو مشتری کا خیار باطل نہیں ہوگا بلکہ دونوں میں سے جو بھی متعین کرے وہ کل ثمن کے بدلے لے گا۔

خیار شرط کے ساتھ خریدے ہوئے گھر میں مقتول کے پائے جانے کی وجہ سے گھر معیوب نہیں ہوتا لہذا مشتری کو لوٹانے کا اختیار نہیں ہوگا۔ واضح رہے کہ اس مقتول کی دیت قابض کے عاقلہ پر ہوگی، اگر قبضہ مشتری کا ہو تو مشتری کے عاقلہ پر اور اگر بائع کا قبضہ ہو تو بائع کے عاقلہ پر ہوگی خواہ خیار شرط بائع کا ہو یا مشتری کا یا بغیر خیار شرط کے ہو، یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

صاحبین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ بغیر خیار شرط کی صورت میں دیت مشتری کے عاقلہ پر ہوگی اور خیار شرط کی صورت میں بیع تام ہونے کے بعد بیعہ جس کا ہوگا دیت اس پر ہوگی^(۳)۔

دفعہ نمبر ۱۳۲: دو چیزوں میں سے ایک میں مشتری کا تصرف کرنا بیع کے لیے متعین کرنا ہے^(۴)۔

وضاحت:

مشتری نے دو چیزیں میں سے ایک میں تصرف کیا تو وہ بیع کے لیے متعین ہو جائے گا^(۵)، البتہ بائع کا تصرف کرنا مشتری کے متعین کرنے تک موقوف رہے گا، مثلاً بائع نے دو چیزیں فروخت کی، مشتری کے متعین کرنے سے پہلے بائع نے ان میں سے ایک کو کسی کو دوبارہ فروخت کیا تو مشتری کے متعین کرنے تک بائع کا تصرف موقوف ہوگا، اگر مشتری نے اسی کو بیع کے لیے متعین کر دیا تو بیع باطل ہو جائے گی اور اگر اس کو امانت قرار دے تو بائع کا تصرف نافذ ہو جائے گا۔

دفعہ نمبر ۱۳۳: خیار شرط جس چیز کے ساتھ ساقط ہوتا ہے اس کے ساتھ خیار تعین بھی ساقط ہوتا ہے^(۶)۔

وضاحت:

خیار شرط جن چیزوں کے ساتھ ساقط ہوتا ہے اس کے ساتھ خیار تعین بھی باطل ہوتا ہے^(۷)، البتہ خیار شرط موت کے ساتھ باطل ہوتا ہے لیکن ہے لیکن خیار تعین موت کے ساتھ باطل نہیں ہوتا۔

(۱) نفس مصدر

(۲) البحر الرائق، ۶: ۲۴

(۳) المحیط البرہانی، ۶: ۵۳۱

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۵

(۵) بدائع الصنائع، ۵: ۲۶۳

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۶

(۷) کنز الدقائق، ۶: ۲۴

دفعہ نمبر ۱۳۴: مشتری کے بیعہ میں ایسا تصرف کرنا جس سے قیمت میں اضافہ ہو تو اختلاف کی صورت میں قول مشتری کا معتبر ہوگا^(۱)۔

وضاحت:

مشتری نے خیار تعین کے ساتھ دو چیزیں خریدی کہ میں ان دونوں میں سے جو چاہوں خریدوں گا اور ایک کی قیمت کم اور دوسرے کی قیمت زیادہ ہو، پھر مشتری بیعہ میں تصرف کرے، مثلاً کپڑا ہو اس کو رنگ دے، جس سے اس کی قیمت میں اضافہ ہوا، پھر مشتری اور بائع کا اختلاف ہو جائے، بائع دعویٰ کرے کہ تو نے زیادہ قیمت والے میں تصرف کیا ہے اور مشتری اس کا انکار کرے تو مشتری کا قول معتبر ہوگا^(۲)۔

البتہ اگر قیمت میں اضافہ نہیں ہوا ہو تو اختلاف کی صورت میں بائع یا تو کپڑا لے یا مشتری کے قول پر راضی ہو جائے، مثلاً مشتری نے کپڑا کاٹ لیا لیکن سلوائے نہیں، پھر بائع نے زیادہ قیمت والے کپڑے کے کاٹنے کا دعویٰ کیا تو بائع یا تو مشتری کے دعوے پر راضی ہو گیا یا کٹے ہوئے کپڑے کو لے گا۔

دفعہ نمبر ۱۳۵: خیار تعین بیع فاسد میں بھی جائز ہے^(۳)۔

وضاحت:

بیع فاسد میں خیار تعین جائز ہے، مثلاً متعاقدين کے درمیان بیع فاسد ہوئی اور مشتری نے دونوں بیعوں میں سے ایک کے تعین کا خیار لیا تو یہ جائز ہے، البتہ مشتری جس بیعہ کا تعین کرے گا تو اس کی قیمت لازم ہوگی۔ اسی طرح اگر دونوں ہلاک ہو جائے تو دونوں کی نصف قیمت مشتری پر لازم ہوگی۔

دفعہ نمبر ۱۳۶: مشتری کا خیار شرط کی وجہ سے بیعہ لوٹانے کے بعد متعاقدين کا اختلاف ہو جائے تو مشتری کا قول معتبر ہوگا^(۴)۔

وضاحت:

مشتری خیار شرط کی وجہ سے بیعہ لوٹائے، پھر متعاقدين کا اختلاف ہو جائے، بائع دعویٰ کرے کہ میں نے جو چیز بیچی تھی وہ یہ نہیں اور مشتری کہے کہ وہ یہی ہے تو اس میں مشتری کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا^(۵)۔ البتہ اگر مشتری کے خیار شرط لینے کے بعد قبضہ نہیں کیا پھر دونوں کا اختلاف ہو جائے تو قول بائع کا معتبر ہوگا۔ اگر خیار شرط بائع کا ہو تو بیعہ قبضہ ہو یا نہ ہو قول مشتری کا معتبر ہوگا۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۶

(۲) المحیط البرہانی، ۶: ۵۲۰

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۶

(۴) نفس مصدر

(۵) المحیط البرہانی، ۶: ۵۲۸

فصل سوم

حصہ بیوع کے باب ۷ و باب ۸ کی دفعہ بندی اور قانون معاہدہ

۱۸۷۲ء و قانون بیع مال ۱۹۳۰ء سے تقابل

تیسری فصل میں فتاویٰ عالمگیری کے دو ابواب (باب ۷ اور باب ۸) کی دفعہ بندی کی گئی ہے جو کہ ایک سو تینتیس (۱۳۳) دفعات پر مشتمل ہے۔ ساتویں باب میں خیار رویت کا بیان ہے جس میں اکتیس (۳۱) دفعات ہیں۔ آٹھویں باب میں خیار عیب کا بیان ہے کہ بیعہ میں کون سی عیب کی وجہ سے مشتری کو خیار عیب حاصل ہوگا، اس باب میں ایک سو دو (۱۰۲) دفعات ہیں۔

باب ۷: خیار رؤیت کا بیان
دفعہ نمبر ۱: اگر مشتری دیکھے بغیر بیعہ خریدے تو اسے خیار رؤیت حاصل ہوگا^(۱)۔

وضاحت:

اگر کوئی شخص بیعہ دیکھے بغیر خریدے تو بیع صحیح ہوگی^(۲)، البتہ مشتری کو بیعہ دیکھنے کے ساتھ اختیار ہوگا، اگر چاہے توکل ثمن کے بدلے خرید لے اور اگر چاہے تو بائع کو لوٹا دے، خواہ بیعہ اسی وصف کے ساتھ موجود ہو جس وصف کے ساتھ بیع ہوئی ہو یا اس وصف کے ساتھ نہ ہو، فقہاء کی اصطلاح میں اس کو خیار رؤیت کہا جاتا ہے۔

جو چیز غائب ہو اور عقد بیع کے وقت مشتری اس کو دیکھنے سے قاصر ہو، اس کی بیع کے جائز ہونے اور نہ ہونے میں فقہاء کا اختلاف ہے:

- ۱۔ بغیر دیکھے چیز کا بیچنا باطل ہے، خواہ اس کی صفت بیان کی جائے یا بیان نہ کی جائے، یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا جدید قول ہے۔
 - ۲۔ اگر بیعہ کی صفت بیان کی جائے مثلاً جنس، مقدار اور کیفیت وغیرہ تو اس کی بیع جائز ہے، پھر اگر بیعہ اسی وصف کے ساتھ موجود ہو تو مشتری کے لیے خیار رؤیت ہوگا اور اگر اس وصف کے ساتھ نہ ہو تو اس کو خیار رؤیت ہوگا، یہ مسلک امام احمد، اہل ظواہر اور امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے۔
 - ۳۔ بن دیکھے بیعہ کا بیچنا جائز ہے خواہ اس کا وصف بیان کیا جائے یا بیان نہ کیا جائے اور مشتری کو خیار رؤیت بھی حاصل ہوگا خواہ اسی وصف کے ساتھ موجود ہو جو عقد بیع کے وقت تھا یا اس وصف کے ساتھ موجود نہ ہو، یہ احناف کا قول ہے^(۳)۔
- احناف کی دلیل سیدنا ابو ہریرہ^(۴) رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

"قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من اشترى شيئاً لم يره فهو بالخيار اذا رآه"^(۵)

"کوئی شخص بغیر دیکھے بیعہ خریدے تو دیکھنے کے بعد اس کے لیے خیار ہوگا۔"

ڈبوں میں بند بیعہ کے بیچنے میں خیار رؤیت کا حکم:

ہمارے زمانہ میں کارٹنوں یا ڈبوں میں بند سامان کو بیچا جاتا ہے جس کا مشاہدہ مشتری نہیں کر سکتا بلکہ کارٹن یا ڈبہ پر لکھے گئے اوصاف و مقدار کے ذریعے خریدتا تو احناف کا مسلک یہ ہے کہ مشتری کو دیکھنے کے ساتھ خیار رؤیت حاصل ہوگی خواہ انہی اوصاف کے ساتھ ہو جو عقد بیع میں

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۷

(۲) تحفۃ الفقہاء، ۲: ۸۱

(۳) نفس مصدر

(۴) عمیر بن عامر بن عبد ذی الشری بن طریف بن عتاب بن ابی صعب بن منبہ بن سعد بن ثعلبہ بن سلیم بن فہم بن دوس (وفات: ۵۹ھ)، مشہور صحابی رسول ہیں۔ ان کے نام کے بارے میں محدثین و مؤرخین کے مابین اختلاف ہے، اکثر کے نزدیک آپ کا نام عبدالرحمن بن صخر ہے۔ قبیلہ دوس سے تعلق رکھتے تھے، فتح خیبر کے سال اسلام لائے، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہمیشہ رہتے اور علم دین حاصل کرتے، ان کے مرویات کی تعداد ۵۳۷ ہے، ۸۰۰ کے لگ بھگ ان کے شاگرد ہیں۔ مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ [الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ۴: ۱۷۸]

(۵) السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب البیوع، باب من قال یبوز بیع العین الغائبہ، رقم الحدیث: ۱۰۴۲۵ [علامہ دارقطنی نے اس حدیث کو مندا (سنن الدار قطنی، رقم الحدیث: ۲۸۰۳) اور ابن ابی شیبہ نے مرسل (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث: ۱۹۹۷۴) نقل کیا ہے۔

مقرر ہوا تھا لیکن اس میں بائع کے لیے ضرر عظیم ہے، لہذا بیعہ اگر انہی اوصاف کے ساتھ پایا گیا تو بیع تام ہوگی، اگر ان اوصاف کے ساتھ نہ ہو تو مشتری کو خیار رؤیت حاصل ہوگی^(۱)۔

دفعہ نمبر ۲: خیار رؤیت شرعاً ثابت ہوتا ہے^(۲)۔

وضاحت:

ایک شخص نے بغیر دیکھے کوئی بیعہ خرید اور عقد بیع میں خیار رؤیت کا کوئی ذکر نہ ہو، بعد میں مشتری بیعہ کو دیکھ لے تو کیا اس کو خیار رؤیت حاصل ہوگا یا نہیں؟ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے:

امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک خیار رؤیت شرط کے ساتھ ثابت ہوتا ہے یعنی اگر عقد بیع میں یہ شرط قرار دے کہ دیکھنے کے ساتھ مجھے خیار رؤیت حاصل ہوگا تو مشتری کے لیے خیار رؤیت ہوگا ورنہ نہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خیار رؤیت شرعاً ثابت ہوتا ہے خواہ عقد بیع میں اس کی شرط لگائی گئی ہو یا نہیں^(۳)۔

دفعہ نمبر ۳: خیار رؤیت، بیع کو لازم ہونے سے منع کرتا ہے، ثبوت ملک کے لیے نہیں^(۴)۔

وضاحت:

خیار رؤیت بیع کے لزوم کے لیے مانع ہے، ثبوت ملک کے لیے نہیں، یعنی خیار رؤیت کے ساتھ جانین کی ملکیت ثابت ہو جاتی ہے لیکن بیع لازم نہیں ہوتی^(۵)۔

دفعہ نمبر ۴: عقد بیع کے وقت خیار رؤیت کے ساقط کرنے کی شرط باطل ہوگی^(۶)۔

وضاحت:

بائع عقد بیع میں شرط لگائے کہ مشتری کو خیار رؤیت حاصل نہیں ہوگی، یہ شرط باطل ہوگی اور مشتری کے لیے خیار رؤیت ثابت ہو جائے گی^(۷)۔ علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ خیار رؤیت شرعاً ثابت ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا حق ہے، لہذا بندہ کو یہ اختیار نہیں کہ اس کو ساقط کرے^(۸)۔

دفعہ نمبر ۵: اگر ثمن سامان کے جنس سے ہو تو دیکھنے کے بعد بائع کے لیے خیار رؤیت ثابت ہوگا^(۹)۔

وضاحت:

(۱) فقہ البیوع، ۱: ۳۷۵

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۸

(۳) رد المحتار، ۴: ۵۹۲

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۸

(۵) الاختیار لتعلیل المختار، عبداللہ بن محمود بن مودود حنفی، ۲: ۱۶، مطبعہ الحلبي، قاہرہ، ۱۳۵۶ھ = ۱۹۳۷ء

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۸

(۷) تحفۃ الفقہاء، ۲: ۸۹

(۸) بدائع الصنائع، ۵: ۲۹۷

(۹) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۸

اگر مشتری نے بیعہ کے بدلے ثمن کوئی عین چیز مقرر کی جس کو بائع نے دیکھا نہیں تو بائع کے لیے بھی دیکھنے کے بعد خیار رؤیت ہوگا، یعنی دیکھنے کے بعد اس کو اختیار ہے یا تو بیع کو فسخ کرے یا اسی ثمن (عین) کے بدلے بیع پر راضی ہو جائے^(۱)۔
دفعہ نمبر ۶: خیار رؤیت اس بیعہ میں ثابت ہوگا جو متعین ہونے کے ساتھ متعین ہوتا ہو^(۲)۔

وضاحت:

جو بیعہ عقد کے وقت متعین ہوتا ہو اس میں خیار رؤیت بھی ثابت ہوگا، اگر متعین کرنے کے ساتھ متعین نہ ہوتا ہو تو اس میں خیار رؤیت ناجائز ہے۔ مکملی اور موزونی چیزیں اگر متعین ہوں تو وہ اعیان کی طرح ہے اور اگر غیر متعین ہوں تو وہ دارہم اور دانیر کی طرح ہوں گی۔ سونا اور چاندی کے لینٹ بھی اعیان کی طرح ہیں۔

دفعہ نمبر ۷: بیع فاسد میں خیار رؤیت ثابت ہوتا ہے^(۳)۔

وضاحت:

خیار رؤیت جس طرح بیع صحیح میں مشتری کے لیے ثابت ہوتا ہے، اسی طرح بیع فاسد میں بھی ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً متعاقدین کے درمیان بیع فاسد ہوئی اور مشتری بن دیکھے بیعہ قبضہ کر لے تو دیکھنے کے ساتھ اس کو بھی خیار رؤیت حاصل ہوگی۔
دفعہ نمبر ۸: مشتری کا خیار رؤیت اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک وہ خود اس کو باطل نہ کر دے^(۴)۔

وضاحت:

خیار رؤیت کسی خاص وقت کے ساتھ مقید نہیں ہوتا، یعنی جب تک مشتری کی جانب سے خیار کے باطل کرنے والے کاموں میں سے کوئی نہ ہو تو مشتری کا خیار باقی رہے گا^(۵)۔

دفعہ نمبر ۹: خیار رؤیت کے ساقط ہونے تک بائع مشتری سے ثمن کا مطالبہ نہیں کر سکتا^(۶)۔

وضاحت:

مشتری نے بیعہ بن دیکھے خرید اور ثمن حوالہ نہیں کیا تو جب تک خیار رؤیت ساقط نہیں ہوگا بائع، مشتری سے ثمن کا مطالبہ نہیں کر سکتا^(۷)۔
دفعہ نمبر ۱۰: خیار رؤیت میں وراثت جاری نہیں ہوتی^(۸)۔

وضاحت:

(۱) البحر الرائق، ۶: ۳۰

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۸

(۳) نفس مصدر

(۴) نفس مصدر

(۵) الہدایۃ، ۳: ۳۴

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۸

(۷) فتح القدیر، ۶: ۳۳۸

(۸) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۸

مشتري ببيع ديكھنے سے پہلے فوت ہو جائے تو ورثاء کو بيع واپس کرنے کا اختيار نہیں ہوگا، کیونکہ خيار رؤیت میں ميراث جاری نہیں ہوتا^(۱)۔
دفعہ نمبر ۱۱: عقد بيع سے پہلے دیکھی ہوئی چیز اگر قبضہ کرتے وقت اپنی حالت پر ہو تو مشتری کو خيار رؤیت حاصل نہیں ہوگا^(۲)۔

وضاحت:

مشتري نے بائع کے پاس کوئی چیز دیکھی، پھر مشتری بائع سے اس کو خریدے لیکن عقد بيع کے وقت بيع حاضر نہیں تھا، بعد میں مشتری ببيع کو دیکھ لے تو ببيع اگر ببيع اسی حالت میں ہو تو مشتری کا خيار باطل ہو جائے گا، اور اگر اس میں تبدیلی آئی ہو تو مشتری کو خيار رؤیت حاصل ہوگا^(۳)۔

اگر ببيع کے متغير ہونے اور نہ ہونے میں متعاقدين کا اختلاف ہو جائے تو دیکھا جائے گا کہ اگر عقد بيع اور مشتری کے دیکھنے کے درمیان مدت کتنی گزری ہے؟ اگر مدت زیادہ ہو تو مشتری کا قول معتبر ہوگا، مثلاً بیس سال پہلے باندی کو دیکھا تھا، پھر بیس سال بعد بائع سے خریدے تو مشتری کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا کیونکہ مشتری ظاہر کا دعویٰ کر رہا ہے اور جو ظاہر قول کا دعویٰ کرتا ہو وہ مدعی علیہ شمار ہوتا ہے اور اگر مدت اتنی نہیں کہ اس میں تبدیلی یقینی ہو تو بائع کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا^(۴)۔

دفعہ نمبر ۱۲: خيار رؤیت کے ذریعے ببيع میں تفریق جائز نہیں^(۵)۔

وضاحت:

خيار رؤیت چونکہ بيع کے تام ہونے کے لیے مانع ہے، لہذا مشتری کے لیے جائز نہیں کہ ببيع دیکھنے کے بعد ببيع میں تفریق کرے کہ بعض ببيع لے اور بعض رد کرے کیونکہ ببيع میں تفریق صفقہ کے تام ہونے سے پہلے ناجائز ہے البتہ اس کے ساتھ مشتری کا خيار رؤیت باطل نہیں ہوگا^(۶)۔ مثلاً ایک شخص نے بغیر دیکھے کپڑے کی ایک گھڑی خریدی، قبضہ کرنے کے بعد بعض ببيع کو خيار رؤیت کے ساتھ واپس کرنا چاہے تو یہ اس کے لیے جائز نہیں۔

دفعہ نمبر ۱۳: ببيع دیکھنے سے پہلے مشتری کے پاس ببيع میں عیب پیدا ہو جائے تو اس کے ساتھ خيار رؤیت باطل ہو جائے گا^(۷)۔

وضاحت:

مشتري نے بغیر دیکھے ببيع خرید اور اس کے پاس ببيع میں کوئی عیب پیدا ہو جائے تو خيار رؤیت باطل ہو جائے گا۔
دفعہ نمبر ۱۴: ببيع میں ایسا تصرف کرنا جس کا فسخ کرنا ممکن نہ ہو یا مشتری ببيع میں کسی کا حق ثابت کر دے تو خيار رؤیت باطل ہو جائے گا^(۸)۔

وضاحت:

(۱) المبسوط للسرخسی، ۱۳: ۷۲

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۸

(۳) البحر الرائق، ۶: ۳۶

(۴) البناية، ۸: ۹۷

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۹

(۶) المحیط البرہانی، ۶: ۵۳۳

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۵۹

(۸) نفس مصدر

خیار رؤیت بیعہ میں ایسا تصرف کرنے کے ساتھ باطل ہوتا ہے جس کا فسخ کرنا ممکن نہ ہو، مثلاً مشتری غلام کو آزاد کر دے تو خیار رؤیت باطل ہو جائے گا، اسی طرح اگر ایسا تصرف کرے جس سے دوسرے کا حق ثابت ہو تب بھی خیار رؤیت باطل ہوگا، مثلاً مشتری بیعہ دیکھے سے پہلے یا بعد میں کسی کے پاس رہن کے طور پر رکھ دے یا اجارہ پر دے یا بیع مطلق کے ساتھ بیچ دے تو مشتری کا خیار باطل ہو جائے گا، اگر مشتری کی بیع فسخ ہو جائے یا اجارہ ختم ہو جائے تو مشتری کی خیار رؤیت واپس نہیں لوٹے گا۔

البتہ اگر مشتری ایسا تصرف کرے جس سے کسی کا حق متعلق نہ ہو تو خیار رؤیت اس تصرف کے ساتھ ساقط نہیں ہوگا، مثلاً مشتری بیعہ کو بائع کی خیار شرط کے ساتھ بیچ دے یا حوالہ کیے بغیر ہبہ کرے^(۱)۔ البتہ اگر مشتری کے خیار شرط کے ساتھ بیچ دے تو خیار رؤیت باطل ہوگا کیونکہ یہ مطلق بیع کی طرح ہے^(۲)۔

اسی طرح اگر مشتری نے خیار رؤیت کے ذریعے گھر خریدا، پھر گھر کے پڑوس میں گھر بیچا گیا جس پر مشتری نے شفعہ کیا تو شفعہ کرنے کے ساتھ خیار رؤیت باطل نہیں ہوگا^(۳)۔

دفعہ نمبر ۱۵: دو افراد مشترکہ طور پر بن دیکھے بیعہ خریدے تو بیعہ واپس کرنے میں دونوں کی رضامندی ضروری ہے۔

وضاحت:

ایک شخص نے دو آدمیوں کو کوئی چیز فروخت کر دی اور دونوں نے وہ چیز بغیر دیکھے خریدی تو خیار رؤیت دونوں کے لیے ثابت ہوگا، دونوں شرکاء میں سے ایک کو بیعہ واپس کرنے کا اختیار نہیں جب تک دوسرا رضی نہ ہو۔ اسی طرح اگر دو افراد بغیر دیکھے بیعہ بیچے تو بیع کے نفاذ کے لیے دونوں کی رضامندی ضروری ہے۔ البتہ اگر دونوں میں سے ایک نے بیعہ کو عقد بیع میں نہیں دیکھا تو خیار رؤیت صرف اس کے لیے ثابت ہوگا^(۴)۔

دفعہ نمبر ۱۶: خیار رؤیت کے ذریعے فسخ کرنے کے لیے بائع کو خبردار کرنا ضروری ہے^(۵)۔

وضاحت:

مشتری خیار رؤیت کے ذریعے بیعہ لوٹا کر فسخ کا ارادہ کرے تو بائع کو خبردار کرنا ضروری ہے۔ البتہ بیع پر راضی ہونے کے لیے بائع کو خبر دینا ضروری نہیں^(۶)۔

دفعہ نمبر ۱۷: بیعہ مجہول ہو تو بغیر دیکھے خریدنے کی وجہ سے مشتری کے لیے خیار رؤیت نہیں ہوگا۔

وضاحت:

بیعہ میں جہالت یا تو یسیرہ ہوگی یا جہالت فاحشہ، اگر فاحشہ ہو تو بیعہ کو دیکھنے کے ساتھ مشتری کو خیار رؤیت نہیں ہوگا۔ مثلاً یوں کہے کہ اس گھر میں یا اس گاؤں میں جو کچھ ہے میں اس کو بیچتا ہوں اور مشتری راضی ہو جائے۔ البتہ اگر جہالت یسیرہ ہو تو پھر مشتری کے لیے خیار ہوگا۔ مثلاً بائع

(۱) المحیط البرہانی، ۶: ۵۳۴

(۲) دررالحکام شرح غرر الاحکام، ۲: ۱۶۰

(۳) بدائع الصنائع، ۵: ۲۹۷

(۴) نفس مصدر

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۶۰

(۶) رد المحتار، ۴: ۵۹۲

نے مشتری سے کہا کہ اس برتن یا اس کمرہ میں جو کچھ ہے میں اس کو بیچتا ہوں اور مشتری اس کو خریدے تو یہ بیچ جائز ہوگی اور مشتری کے لیے اختیار رؤیت ثابت ہوگا کیونکہ اس میں جہالت لیسرہ ہے۔

دفعہ نمبر ۱۸: اختیار رؤیت کی وجہ سے بیعہ لوٹانے کا خرچہ مشتری پر ہوگا^(۱)۔

وضاحت:

مشتری اختیار رؤیت کے ساتھ بیعہ واپس کرنا چاہے تو اس پر جتنا خرچہ آئے گا وہ مشتری پر لازم ہوگا۔ مثلاً مشتری نے بغیر دیکھے بیعہ خریدا، پھر وہ اختیار رؤیت کی وجہ سے بیعہ لوٹانا چاہے تو واپس کرنے پر دس درہم کا خرچہ ہو تو یہ دس درہم مشتری کے ذمہ ہوں گے^(۲)۔

دفعہ نمبر ۱۹: مشتری بیعہ دیکھنے سے پہلے بائع کو بیعہ میں تصرف کرنے کا حکم کرے تو بیع باطل ہوگی اور مشتری کے لیے اختیار رؤیت نہیں ہوگا^(۳)۔

وضاحت:

مشتری نے بیعہ خریدا اور دیکھنے اور قبضہ کرنے سے پہلے بائع کو کہے کہ اس کو اپنے لیے بیچ دو تو فقہاء کے نزدیک اس سے متعاقبین کے درمیان بیع باطل ہو جائے گی، لہذا مشتری کے لیے اختیار رؤیت بھی نہیں ہوگا^(۴)۔ البتہ اگر مشتری بیعہ دیکھنے کے بعد بائع کو کہے کہ اس کو بیچ دو تو متعاقبین کے درمیان بیع باطل نہیں ہوگی، بلکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میں بیع پر راضی ہوں اور تم کو آگے بیچنے کا وکیل بنانا ہوں۔

دفعہ نمبر ۲۰: مشتری کے قبضہ میں بیعہ کو عارضی عیب لاحق ہونے کے بعد ختم ہو جائے تو مشتری کے لیے اختیار رؤیت حاصل ہوگا^(۵)۔

وضاحت:

اگر بیعہ کو کوئی عارضی عیب لاحق ہو جائے، پھر وہ عیب قاضی کے فیصلے سے پہلے ختم ہو جائے تو مشتری کو اختیار رؤیت حاصل ہوگا^(۶)، مثلاً مشتری نے غلام خریدا جس کو بخار لاحق ہوا، بخار سے صحت کے بعد مشتری کو اختیار رؤیت حاصل ہوگا، البتہ اگر قضیہ قاضی کی عدالت میں چلا جائے اور حالت بخار میں بائع لینے سے انکار کرے تو مشتری کا اختیار رؤیت باطل ہو جائے گا اگرچہ بعد میں بخار ختم ہو جائے۔

دفعہ نمبر ۲۱: بن دیکھی چیز دیکھی ہوئی چیز کے تابع ہو تو بن دیکھی چیز میں مشتری کو اختیار رؤیت حاصل نہیں ہوگا^(۷)۔

وضاحت:

مشتری نے مختلف چیزیں ایک ہی بیع میں خریدی، اس نے بیعہ کے جس حصہ کو نہیں دیکھا وہ دوسرے حصے کے تابع ہو تو مشتری کا اختیار رؤیت باطل ہو جائے گا^(۸)۔ البتہ اگر تابع نہ ہو تو دیکھا جائے گا کہ ایک حصہ کے دیکھنے کے ساتھ دوسرا حصہ پہچانا جاتا ہے یا نہیں؟ اگر پہچانا جاتا ہو تو

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۶۱

(۲) البحر الرائق، ۶: ۳۰

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۶۱

(۴) المحیط البرہانی، ۶: ۵۳۴

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۶۲

(۶) المبسوط للسرخسی، ۱۳: ۱۶۵

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۶۲

(۸) البحر الرائق، ۶: ۳۳

مشتري کا خيار باطل ہوگا ورنہ باطل نہیں ہوگا، مثلاً غلام کا کل بدن چہرہ کے تابع ہے، لہذا اگر کسی نے غلام کا چہرہ دیکھ لیا تو خيار رؤیت باطل ہو جائے گا، البتہ اگر پورے جسم کو دیکھ لیا لیکن چہرہ نہیں دیکھا تو خيار رؤیت باطل نہیں ہوگا کیونکہ چہرہ کل جسم کے تابع نہیں اور نہ اس سے چہرہ کا پتہ چلتا ہے^(۱)۔

دفعہ نمبر ۲۲: چکنے والی چیز کا خيار چکنے کے ساتھ، سوگھنے والی چیز کا خيار رؤیت سوگھنے کے ساتھ باطل ہوگا^(۲)۔

وضاحت:

ہر چیز کا خيار رؤیت اس چیز کے اعتبار سے ہوتا ہے، مثلاً چکنے والی چیز کا خيار چکنے کے ساتھ ختم ہوتا ہے، اگر مشتري نے رات کی تاریکی میں چک لیا تو اس کا خيار رؤیت ختم ہو جائے گا، اسی طرح سوگھنے والی چیز کا خيار سوگھنے کے ساتھ باطل ہوگا اگرچہ وہ رات کی تاریکی میں ہو^(۳)۔

دفعہ نمبر ۲۳: عدديات متفاوتہ کو ایک عقد میں خرید اتو عقد کے وقت بعض حصہ کا دیکھنا مشتري کے خيار رؤیت کو باطل نہیں کرتا^(۴)۔

وضاحت:

عدديات کی درج ذیل دو قسمیں ہیں:

عدديات متفاوتہ اور عدديات غیر متفاوتہ۔ عدديات متفاوتہ سے مراد وہ چیزیں ہیں جن میں تفاوت اور فرق عام طور پر زیادہ ہو، مثلاً جانور، غلام وغیرہ، اور عدديات غیر متفاوتہ سے مراد وہ چیزیں جن میں تفاوت زیادہ نہ ہو، جیسے انڈا، اخروٹ وغیرہ^(۵)۔

مشتري نے عدديات متفاوتہ کو ایک عقد میں خرید اتو عقد بچ کے وقت بعض کا دیکھنا مشتري کا خيار باطل نہیں کرتا بلکہ ہر ایک جزء کا دیکھنا مشتري کے خيار رؤیت کو باطل کرتا ہے۔ عدديات غیر متفاوتہ (متقاربہ) میں بعض کا دیکھنا خيار رؤیت کو باطل کرتا ہے، البتہ اگر باقی اس صفت پر نہ ہو جو مشتري نے دیکھا تھا تو اس کو خيار حاصل ہوگا اور اگر متعاقبین کا اختلاف ہو کہ مشتري اس صفت کے خلاف کا دعویٰ کر رہا ہو اور بائع اسی صفت کا دعویٰ کر رہا ہو جو مشتري نے دیکھا تھا تو بائع کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا^(۶)۔

دفعہ نمبر ۲۴: زمین کے اندر اگنے والی چیزیں اگر کیلی یا وزنی ہوں تو نمونہ دیکھنے کے ساتھ خيار رؤیت باطل ہو جائے گا^(۷)۔

وضاحت:

زمین میں اگنے والی چیزوں سے مراد پیاز، آلو وغیرہ ہیں، اگر ان کو زمین کے اندر بیچی جائے تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں^(۸):

عددی ہوں گی یا کیلی اور وزنی۔ اگر کیلی اور وزنی ہو تو مشتري اس کا کچھ حصہ دیکھ لے جس سے باقی کا علم ہو تو صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک یہ بیع

(۱) المجہرۃ النیرۃ، ۱: ۱۹۵

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۶۲

(۳) الہدایۃ، ۳: ۳۵

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۶۲

(۵) الہدایۃ، ۳: ۳۵

(۶) المحیط البرہانی، ۶: ۵۳۹

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۶۲

(۸) الموسوعۃ الفقہیۃ، ۱۶: ۱۷۱

صحیح ہوگی اور مشتری کا خیار رؤیت باطل ہوگا، البتہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک خیار باطل نہیں ہوگا^(۱)۔ اگر عدویات میں سے ہوں تو ایک چیز کے دیکھنے کے ساتھ خیار رؤیت باطل نہیں ہوگا۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک زمین کے اندر اگنے والی چیزوں کی بیع زمین کے اندر بالکل ناجائز ہے کیونکہ اس میں جہالت اور دھوکہ پایا جاتا ہے^(۲)۔

دفعہ نمبر ۲۵: مکملی اور موزونی چیزوں کو ایک برتن میں خریدنا تو بعض کو دیکھنا مشتری کے خیار رؤیت کو باطل کر دیتا ہے^(۳)۔

وضاحت:

مشتری نے مکملی یا موزونی چیزوں کو ایک ہی برتن میں خریدا جن میں بعض کو عقد بیع کے وقت دیکھا اور بعض کو نہیں تو اس کا خیار باطل ہوگا^(۴) البتہ اگر باقی حصہ میں کوئی عیب ہو تو خیار عیب کے ذریعے کل مبیعہ واپس کر سکتا ہے۔ اسی طرح اگر مکملی یا موزونی چیزوں کو دو برتنوں میں خریدے اور جنس ایک ہو تو مشائخ عراق کے نزدیک اس کو خیار رؤیت حاصل ہوگا اور اگر جنس مختلف ہو تو سب کے نزدیک مشتری کو خیار رؤیت حاصل ہوگا۔

دفعہ نمبر ۲۶: اندھا اگر مشتری ہو تو اسے خیار رؤیت حاصل ہوگا اور اگر بائع ہو تو خیار حاصل نہ ہوگا^(۵)۔

وضاحت:

بابین کی خرید و فروخت جائز ہے، اگر مشتری ہو تو اس کو خیار رؤیت حاصل ہوگا، بشرطیکہ وصف بیان کرنے کے ساتھ اس کا تعین نہ ہو سکتی ہو، اور اگر وصف بیان کرنے کے ساتھ اس کی وضاحت ہو سکتی ہو تو اندھے مشتری کو شرائ کے ساتھ خیار رؤیت حاصل نہیں ہوگا^(۶)۔ البتہ فروخت فروخت کرنے کے ساتھ خیار رؤیت حاصل نہیں ہوگا خواہ وصف بیان کرنے کے ساتھ وضاحت ہو سکتی ہو یا نہیں۔

دفعہ نمبر ۲۷: بیٹا ہونے کے ساتھ خیار رؤیت نہیں لوٹتا^(۷)۔

وضاحت:

نابینا شخص کوئی چیز خریدے اور وصف بیان ہونے کے بعد بیع پر راضی ہو جائے، پھر بیٹا ہونے کے بعد اگر مبیعہ کو دیکھے تو خیار رؤیت حاصل نہیں ہوگا کیونکہ نابینا کے حق میں وصف بیان کرنا رؤیت کے قائم مقام ہے^(۸)۔

دفعہ نمبر ۲۸: وکیل بالقبض اور وکیل بالشراء کے دیکھنے کے ساتھ موکل کا خیار باطل ہوتا ہے^(۹)۔

وضاحت:

(۱) الاختیار لتعلیل المختار، ۲: ۱۷

(۲) کتاب الام، ۳: ۸۴

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۶۴

(۴) بدائع الصنائع، ۵: ۲۹۴

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۶۵

(۶) مجملہ الاحکام العدلیہ، ۱: ۶۵

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۶۵

(۸) بدائع الصنائع، ۵: ۲۹۸

(۹) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۶۵

مشتري نے بيعہ خريد اور کسی کو وکیل بنایا کہ فلاں سے میرے لیے بيعہ قبضہ کر لے، اس نے بيعہ دیکھ کر قبضہ کر لیا تو اس کے ساتھ مؤکل کا بھی خيار باطل ہو جائے گا، کو نہ وہ قبضہ کی نسبت مؤکل کی طرف نہیں کرت^(۱)۔ اسی طرح کسی کو وکیل بنایا کہ فلاں سے میرے لیے کوئی چیز خريد لو، اس نے بيعہ دیکھ کر خريد تو مؤکل کا خيار باطل ہو گا^(۲)۔

البتہ اگر وہ کسی کو بيعہ وصول کرنے کا قاصد بنائے تو قاصد کا دیکھنا مرسل (بھیجنے والے) کے قائم مقام نہیں ہو گا اور مشتري کا خيار رؤیت باطل نہیں ہو گا کیونکہ قاصد اس کی نسبت اپنے مرسل کی طرف کرتا ہے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک وکیل بالقبض اور قاصد کے درمیان کوئی فرق نہیں، یعنی دونوں کے ساتھ مشتري کا خيار باطل نہیں ہو گا^(۳)۔
دفعہ نمبر ۲۹: مؤکل کا بيعہ دیکھنے سے وکیل بالشراء کا خيار رؤیت باطل ہو گا^(۴)۔

وضاحت:

مؤکل نے بيعہ دیکھا اور کسی کو اس کے خريدنے کا وکیل بنایا، لیکن وکیل بالشراء کو مؤکل کے دیکھنے کا علم نہ تھا تو اس سے وکیل کا خيار باطل ہو گا^(۵)۔ البتہ اگر غیر متعین ہو اور مؤکل نے اس کو دیکھا ہو لیکن وکیل بالشراء کو معلوم نہ ہو تو اس سے وکیل بالشراء کا خيار باطل نہیں ہو گا۔
دفعہ نمبر ۳۱: کسی کو صرف دیکھنے (رؤیت) کا وکیل بنانے کے ساتھ مؤکل کا خيار باطل نہیں ہوتا^(۶)۔

وضاحت:

مؤکل نے کسی شخص کو وکیل بنایا کہ میں نے فلاں چیز خريدی ہے اس کو دیکھ لو، وکیل نے جا کر اس کو دیکھ لیا تو اس سے مؤکل کا خيار باطل نہیں ہو گا^(۷)۔ البتہ اگر مؤکل اس کو اس بات کا وکیل بنائے کہ بيعہ دیکھ کر اس کے بارے میں لینے یا رد کرنے کی رائے قائم کر دو اور وکیل اس پر راضی ہو جائے تو دیکھنے کے ساتھ مؤکل کا خيار باطل ہو گا^(۸)۔

باب ۸: خيار عیب کا بیان

دفعہ نمبر ۳۲: بیع میں خيار عیب مشتري کے لیے بغیر شرط کے ثابت ہوتا ہے^(۹)۔

وضاحت:

خيار عیب سے مراد یہ ہے کہ مشتري بيعہ خريدے، پھر وہ بيعہ میں عیب پر مطلع ہو جائے تو مشتري کو کل بيعہ لینے اور کل بيعہ لوٹانے کا خيار

(۱) البناۃ، ۸: ۹۲

(۲) المحیط البرہانی، ۶: ۵۴۱

(۳) نفس مصدر

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۶۵

(۵) البحر الرائق، ۶: ۳۴

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۶۵-۶۶

(۷) البحر الرائق، ۶: ۳۴

(۸) تحفۃ الفقہاء، ۲: ۸۸

(۹) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۶۶

ہوگا، فقہاء کی اصطلاح میں اس کو خیار عیب کہا جاتا ہے^(۱)۔ یہ اس صورت میں جب عیب کا ازالہ ممکن نہ ہو، اگر ازالہ ممکن ہو تو مشتری کو خیار عیب حاصل نہیں ہوگا، مثلاً کپڑے کا نجس ہونا کیونکہ نجاست آسانی سے زائل ہو جاتا ہے بشرطیکہ کپڑا دھونے کے ساتھ خراب نہ ہوتا ہو^(۲)۔ یہ ہو^(۲)۔ یہ خیار عیب بغیر کسی شرط کے مشتری کے لیے ثابت ہوتا ہے، یعنی مشتری نے عیب کی وجہ سے لوٹانے کی شرط لگائی ہو یا نہ لگائی ہو، ہر صورت میں مشتری کو عیب کی وجہ سے بیعہ لوٹانے کا خیار ہوگا۔

دفعہ نمبر ۳۳: مشتری خیار عیب کی وجہ سے کل بیعہ لوٹانے کا مجاز ہوگا^(۳)۔

وضاحت:

مشتری نے بیعہ میں کوئی عیب پایا، تو اس کے لیے کل بیعہ لینے یا خیار عیب کی وجہ سے کل بیعہ لوٹانے کا خیار ہوگا، مشتری کے لیے جائز نہیں کہ بیعہ اپنے پاس رکھے اور عیب اور نقصان کی تلافی بائع سے کرے^(۴)۔

تقابل:

“A person who rightly rescinds as a contract is entitled to compensation for any damage which he has sustained through the non fulfillment of the contract”^(۵).

"وہ شخص جو جائز طور معاہدہ کا انفساخ کرتا ہے، معاہدہ کی عدم تعمیل و تکمیل کے باعث جو اسے نقصان پہنچا ہو، کے معاوضہ کا حق دار ہے۔"

اس مقام میں مشتری کو اس نقصان کا ضامن بھی ٹھہرایا گیا ہے جو جائز طور پر عقد فسخ کرنے سے واقع ہو حالانکہ مشتری اس صورت میں ضامن نہیں ہوتا بلکہ بیعہ مشتری کو صرف کل بیعہ لوٹائے گا۔ اس مقام پر وضعی اور شرعی قوانین میں عدم مطابقت ہے۔ دفعہ نمبر ۳۴: بیع ہونے کے بعد اور قبضہ سے پہلے عیب پر مطلع ہونے سے مشتری کو خیار عیب حاصل ہوگا^(۶)۔

وضاحت:

مشتری نے بیعہ پر قبضہ نہیں کیا اور بیعہ میں موجود عیب پر مطلع ہو گیا تو بائع کی رضامندی کے بغیر یا قاضی کے فیصلے کے بغیر بھی مشتری کو بیعہ لوٹانے کا خیار ہوگا^(۷)۔ البتہ اگر قبضہ کرنے کے بعد مشتری عیب پر مطلع ہو جائے تو وہ بیعہ بائع کی رضامندی یا قاضی کے فیصلے کے ساتھ لوٹانے

(۱) رد المحتار، ۵: ۳

(۲) فتح القدیر، ۶: ۳۵۵

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۶۶

(۴) بدایۃ المبتدی، بہان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی، ۱: ۱۳۳، مکتبہ محمد علی صبح، قاہرہ، تان

(۵) The Contract Act 1872, Chapter : 6, Section: 75

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۶۶

(۷) الجوهرة البیضاء، ۱: ۱۹۷

لوٹانے کا مجاز ہوگا^(۱)۔ اگر بائع کی رضامندی سے بیعہ واپس کیا گیا تو متعاقبین کے حق میں فسخ اور غیر کے حق میں بیع جدید ہوگی، جس کو فقہاء کی اصطلاح میں اقالہ کہا جاتا ہے^(۲) اور اگر قاضی کے فیصلے کے ساتھ عیب کی وجہ سے بیعہ واپس کیا گیا تو سب کے لیے یہ بیع فسخ ہوگی۔ اس فرق کا ثمرہ اس زمین میں ثابت ہوگا جس کو مشتری کی طرف سے واپس کیا گیا، پڑوسی کے لیے پہلی صورت میں شفعہ کا حق حاصل ہوگا اور دوسری صورت میں شفعہ کا حق حاصل نہیں ہوگا۔

دفعہ نمبر ۳۵: خیار عیب کی وجہ سے مشتری کے لیے ملک غیر لازم ثابت ہوتا ہے^(۳)۔

وضاحت:

مشتری بیعہ کا مالک ہو جاتا ہے لیکن جب عیب پر مطلع ہو جائے تو مشتری کے لیے ایسا ملک ثابت ہوگا جو لازم نہ ہو، یعنی بیعہ لوٹانے کا مجاز ہوگا۔ دفعہ نمبر ۳۶: خیار عیب میں وراثت جاری ہوگی^(۴)۔

وضاحت:

مشتری خیار عیب کی وجہ سے بیعہ لوٹانے سے پہلے فوت ہو جائے تو وراثت کو بیعہ میں عیب کی وجہ لوٹانے کا اختیار حاصل ہوگا^(۵)۔ دفعہ نمبر ۳۷: خیار عیب علی التراخی ثابت ہوتا ہے^(۶)۔

وضاحت:

مشتری جب بیعہ میں عیب پر مطلع ہو تو فی الفور لوٹانے میں فقہاء کا اختلاف ہے: امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک فی الفور لوٹانا لازم ہے لہذا اگر عیب پر مطلع ہو جائے اور بغیر عذر کے لوٹانے میں تاخیر کرے تو اس کا خیار باطل ہو جائے گا^(۷)۔ احناف کے نزدیک علی التراخی خیار لازم ہوتا ہے، مثلاً مشتری عیب پر مطلع ہونے کے بعد بیعہ لوٹانے کے بارے میں بائع کو خبردار کرے، پھر کچھ مدت بعد بیعہ لوٹائے تو مشتری کو اس کا خیار ہوگا^(۸)۔ علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مشتری کو پھر بھی خیار عیب حاصل ہوگا^(۹)۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہاء احناف کے نزدیک خیار عیب تراخی کے ساتھ ثابت ہوتا ہے۔ اس سے مدت طویل مراد نہیں کیونکہ مدت طویل میں بائع کو ضرر عظیم ہے^(۱۰)۔ دفعہ نمبر ۳۸: خیار عیب کے ثبوت کے لیے درج ذیل شرائط ہیں^(۱۱):

-
- (۱) رد المحتار، ۴: ۶۰۳
 - (۲) العنایہ، ۶: ۴۸۷
 - (۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۶۶
 - (۴) نفس مصدر
 - (۵) العنایہ، ۵: ۳
 - (۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۶۶
 - (۷) المسند فی فقہ الامام الشافعی، ابوالسحاق ابراہیم بن علی شیرازی، ۲: ۵۰، دار الکتب العلمیہ، لبنان
 - (۸) نفس مصدر
 - (۹) فتح القدیر، ۶: ۳۸۵
 - (۱۰) فقہ البیوع، ۲: ۸۴۲
 - (۱۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۶۶-۶۷

- ۱۔ عیب کے لیے ضروری ہے کہ وہ قبل البیع یا قبل القبض ثابت ہو۔ عیب، بیعہ میں مشتری کے قبضہ سے پہلے واقع ہو۔
 - ۲۔ بیعہ پر قبضہ کرنے کے بعد مشتری کے پاس بھی اس عیب کا ثبوت ہو۔ مشتری کے قبضہ کے بعد بھی وہ عیب بیعہ میں موجود ہو۔
 - ۳۔ مشتری بیعہ پر قبضہ کرنے کے بعد عیب پر مطلع ہو۔
 - ۴۔ غلام وغیرہ ہو تو اس میں عیب کے لیے غلام کا عاقل ہونا شرط ہے۔
 - ۵۔ مشتری اور بائع کے پاس بیعہ کی حالت یکساں ہو۔
 - ۶۔ بائع نے تمام عیوب سے براءت کی شرط نہ لگائی ہو۔
- ذیل میں ان شرائط کی وضاحت ذکر کی جاتی ہے۔

شرط نمبر ۱ :

مشتری کے لیے عیب کی وجہ سے لوٹانے کا اختیار تب ہو گا جب بیعہ میں عیب عقد سے پہلے پیدا ہو یا عقد کے بعد ہو لیکن مشتری کے قبضہ کرنے سے پہلے ہو۔ لہذا اگر عقد اور قبضہ کرنے کے بعد عیب پیدا ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہو گا^(۱)۔

شرط نمبر ۲ :

بائع کے پاس عیب کا ثابت ہونا کافی نہیں ہے بلکہ مشتری کے پاس بھی وہ عیب پایا جائے تب مشتری کو خیار عیب حاصل ہو گا، مثلاً بائع کے پاس بیعہ میں عیب تھا لیکن مشتری کے پاس وہ عیب ختم ہو گیا تو اب مشتری کو خیار عیب حاصل نہیں ہو گا^(۲)۔ اس سے تین عیوب مستثنیٰ ہیں: غلام یا باندی کا بھاگ جانا، چوری کرنا اور بستر پر پیشاپ کرنا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب یہ عیوب ایک مرتبہ زندگی میں ثابت ہو جائیں، مرتے دم تک باقی رہتے ہیں، لہذا ان کا صرف بائع کے ملک میں عقد سے پہلے ثابت ہونا کافی ہے^(۳)۔

شرط نمبر ۳ :

مشتری کو عیب کی وجہ سے لوٹانے کا اختیار تب ہو گا جب وہ عقد کے وقت یا قبضہ کے وقت عیب سے ناواقف ہو، اگر معلوم ہونے کے باوجود خرید لے تو اس کو خیار عیب کی وجہ سے بیعہ لوٹانے کا حق حاصل نہیں ہو گا^(۴)۔

شرط نمبر ۴ :

مشتری بائع سے غلام یا باندی خریدے تو اس میں عیب کے ثبوت کے لیے عقل شرط ہے، مثلاً بھاگنا، چوری کرنا یا بستر پر پیشاپ کرنا، ان تمام عیوب کو ثابت کرنے کے لیے غلام کا عاقل ہونا ضروری ہے^(۵)۔

شرط نمبر ۵ :

اس سے مراد یہ ہے کہ مذکورہ بالا تین عیوب کا اعتبار تب ہو گا جب ان میں مشتری کے پاس زیادتی نہیں آئی ہو، اگر مشتری اور بائع کے پاس بیعہ

(۱) تحفۃ الفقہاء، ۵: ۲۷۵

(۲) بدائع الصنائع، ۵: ۲۷۵

(۳) تبیین الحقائق، ۴: ۳۳

(۴) بدائع الصنائع، ۵: ۲۷۶

(۵) الاصل المعروف بالمیسوط، ۵: ۱۸۷

کی حالت یکساں نہ ہو تو مشتری کو خیار عیب حاصل نہیں ہوگا^(۱)۔

شرط نمبر ۶ :

خیار عیب کے لیے ایک شرط یہ ہے کہ بائع نے عقد بیع کے وقت تمام عیوب سے براءت کی شرط نہ لگائی ہو، اگر لگائی ہو تو مشتری کو عیب پر مطلع ہونے کے ساتھ خیار عیب حاصل نہیں ہوگا۔ مثلاً اگر بائع نے کہا کہ میں یہ بیع اس شرط پر بیچتا ہوں کہ اس میں جو عیب بھی ہو اس کا میں ذمہ دار نہیں ہوں گا^(۲)۔

دفعہ نمبر ۳۹: ہر وہ عیب جو تجارت کے ہاں بیع کے ثمن میں نقصان پیدا کرے وہ خیار عیب کے لیے کافی ہوگا^(۳)۔

وضاحت:

بیع میں عیب اس وقت معتبر ہوگا جب تاجروں کے عرف میں اس کے ثمن میں اس عیب کی وجہ سے کمی ہو تو اس عیب کی وجہ سے مشتری کو خیار عیب حاصل ہوگا ورنہ نہیں^(۴)۔ تاجروں کے عرف سے مراد ہر ماہر فن ہے خواہ وہ تجارت ہوں یا نہ ہوں^(۵)۔ پھر عیب کی درج ذیل دو قسمیں قسمیں ہیں: عیب یسیر اور عیب فاحش۔

عیب یسیر سے مراد وہ عیب ہے کہ اس کے ساتھ قیمت لگانے میں ماہرین یا تجارت کا اختلاف ہو جائے، مثلاً بعض کہے کہ اس چیز کی قیمت عیب کے ساتھ ایک ہزار قیمت ہے اور بعض کہے کہ عیب کے بغیر ایک ہزار قیمت ہے تو یہ عیب یسیر کہلائے گا۔ البتہ اگر سب تاجر عیب کی وجہ سے قیمت میں کمی پر متفق ہوں تو وہ عیب فاحش ہوگا^(۶)۔

پھر ہر وہ عقد جس میں بیع لوٹانے سے عقد فسخ ہو جاتا ہو تو اس میں عیب یسیر اور عیب فاحش دونوں کا اعتبار کیا جائے گا اور اگر لوٹانے سے عقد فسخ نہیں ہوتا بلکہ اس کا بدل لازم ہو تو اس میں صرف عیب فاحش کا اعتبار کیا جائے گا، عیب یسیر کی وجہ سے نہیں لوٹایا جائے گا، مثلاً مہر، بدل خلع اور قصاص وغیرہ کہ اس میں چیز لوٹانے کے ساتھ عقد ختم نہیں ہوتا بلکہ اس میں اس کا بدل لازم ہوتا ہے جس کو مضمون بنفسہ کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر عیب یسیر کی وجہ سے لوٹایا گیا تو اس کے بدلے اس کا مثل حوالہ کیا جائے گا اور عام طور پر اعیان ان کم عیوب سے خالی نہیں ہوتے^(۷)۔

دفعہ نمبر ۴۰: عیب کی وجہ سے بیع لوٹانے سے پہلے بیع سے عیب ختم ہو جائے تو خیار ردیت بھی ختم ہو جائے گا^(۸)۔

وضاحت:

(۱) بدائع الصنائع، ۵: ۲۷۶

(۲) الموسوعة الفقهية الكويتية، ۳۱: ۹۰

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۶۶

(۴) المحیط البرہانی، ۶: ۵۴۲

(۵) فتح القدیر، ۶: ۳۵۷

(۶) رد المحتار، ۵: ۵

(۷) بدائع الصنائع، ۲: ۲۹۱

(۸) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۶۹

مشتري نے بيعه خريدا جس میں عيب پايا گیا تو مشتري کو خيار رؤيت حاصل ہوگا، پھر وہ عيب بيعه سے ختم ہو گیا تو اس سے مشتري کا خيار رؤيت بھی باطل ہو جائے گا۔

دفعہ نمبر ۴۱: مشتري کے پاس بيعه میں عيب ثانی پیدا ہو جائے تو عيب اول کے نقصان کی تلافی بائع کرے گا^(۱)۔

وضاحت:

مشتري کسی وجہ سے بيعه لوٹانے سے قاصر رہا، پھر مشتري کے پاس بيعه میں دوسرا عيب پیدا ہوا تو مشتري بيعه نہیں لوٹا سکتا^(۲)، البتہ پہلے سے موجود عيب کے نقصان کی تلافی بائع کرے گا، فقہاء احناف نے نقصان کی تلافی کا طریقہ یہ ذکر کیا ہے کہ پہلے بغیر عيب کے بيعه کی مروجہ قیمت معلوم کرے، پھر عيب کے ساتھ قیمت معلوم کی جائے جو فرق ہو وہ بائع سے وصول کرے^(۳) مثلاً مشتري نے نابالغ غلام خريدا جو بستر پر پيشاب پيشاب کرتا تھا، اس عيب کی وجہ سے مشتري کو لوٹانے کا حق حاصل ہے، پھر مشتري کے پاس غلام میں دوسرا عيب پیدا ہوا تو اب وہ مروجہ قیمت معلوم کر کے صرف نقصان کی تلافی بائع سے کر سکتا ہے، غلام نہیں لوٹا سکتا۔ اگر بائع اسی عيب کے ساتھ لینے پر راضی ہو تو مشتري کے لیے لوٹانے کا اختيار ہوگا^(۴)۔

دفعہ نمبر ۴۲: اگر بيعه میں عيب واضح ہو اور مشتري اس سے لاعلم ہو تو اس کو خيار عيب حاصل نہیں ہوگا^(۵)۔

وضاحت:

مشتري نے بيعه خريدا جس میں عيب تھا لیکن مشتري کو معلوم نہ تھا کہ اس کو عيب شمار کیا جاتا ہے یا نہیں، لہذا اس صورت میں عيب کو دیکھا جائے گا اگر لوگوں کے ہاں معروف اور واضح ہو تو مشتري کو لوٹانے کا حق نہیں ہوگا اور اگر واضح نہ ہو تو اس کو خيار عيب کی وجہ سے لوٹانے کا حق حاصل ہوگا^(۶)۔

دفعہ نمبر ۴۳: مکلی اور موزونی چیزوں کا ردی ہونا عيب شمار نہیں ہوتا۔

وضاحت:

مشتري نے مکلی یا موزونی چیز خريدي، جو مشتري کے پاس کمزور نکلی تو فقہاء کے نزدیک یہ عيب شمار نہیں ہوگا، لہذا مشتري کو خيار عيب بھی نہیں ہوگا، اس کی وجہ یہ ہے کہ مکلی اور موزونی چیزوں میں ردی ہونے کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا^(۷)، البتہ اگر اس میں کیڑے ہو تو مشتري کو خيار عيب حاصل ہوگا۔

دفعہ نمبر ۴۴: مشروط صفت کا فوت ہونے کی وجہ سے مشتري کو خيار عيب حاصل ہوگا۔

وضاحت:

(۱) نفس مصدر، ۳: ۷۰

(۲) مجمع الانہر فی شرح ملتقى الابجر، ۲: ۴۵

(۳) المحیط البرہانی، ۶: ۵۶۳

(۴) فتح القدیر، ۶: ۳۵۸

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۷۰-۷۱

(۶) المحیط البرہانی، ۶: ۵۴۶

(۷) نفس مصدر، ۶: ۵۴۸

مشتري نے بيعہ میں کوئی خاص صفت بيان کی اور بائع دعویٰ کرے کہ اس میں وہ صفت موجود ہے، بعد میں مشتري بيعہ میں اس صفت کو نہ پائے تو اس کو خیار عیب حاصل ہوگا یعنی اس کو لوٹانے کا حق حاصل ہوگا^(۱)۔

دفعہ نمبر ۴۵: بيعہ میں عیب کی زیادتی اگر اسی سبب سے ہو جس کی وجہ سے عیب پیدا ہوا ہے تو مشتري خیار عیب کی وجہ سے بيعہ لوٹا سکتا ہے^(۲)۔

وضاحت:

مشتري نے بيعہ خریدا جس میں عیب ثابت ہوا، پھر مشتري کے قبضہ میں اس عیب میں زيادتی ہوئی، اگر یہ زيادتی اسی سبب کی وجہ سے جس کی وجہ سے عیب پیدا ہوا تھا، تو مشتري کو لوٹانے کا حق حاصل ہوگا، مثلاً مشتري نے زمین خریدی جس سے پانی نکلتا ہو، پھر اس زمین میں پانی کا نکلا زیادہ ہو گیا تو مشتري کو پھر بھی خیار عیب حاصل ہوگا، لہذا وہ بائع کو لوٹا سکتا ہے^(۳)۔ البتہ اگر کسی دوسرے سبب کی وجہ سے ہو تو مشتري کو لوٹانے کا کوئی حق نہیں۔

دفعہ نمبر ۴۶: مکمل یا موزونی چیزوں میں کوئی مٹی ہوئی چیز نکل آئے، اگر اس کے قلیل ہونے پر چشم پوشی کی جاتی ہو تو اس کی زيادتی کو بھی جدا نہیں کیا جائے اور مشتري کو کل بيعہ لوٹانے کا خیار ہوگا^(۴)۔

وضاحت:

مشتري نے مکمل یا موزونی چیز خریدی پھر اس میں کوئی چیز مٹی ہوئی نکل آئے، اگر مخلوط چیز کم ہو اور عام عرف میں اس کا کوئی اعتبار نہ ہوتا ہو تو مشتري کے لیے جائز نہیں کہ اس کو نکال کر بائع سے ضمان یا ثمن وصول کرے کیونکہ اس میں بائع کے لیے ضرر ہے^(۵)۔ اس کی مثال یہ ذکر کی گئی ہے: ایک شخص نے گندم خریدا جس میں مٹی مٹی ہوئی تھی، اگر مٹی کم ہو جس کا عرف میں کوئی اعتبار نہیں کرتا تو مشتري کو کوئی خیار عیب حاصل نہیں ہوگا، اگر یہ مٹی زيادہ ہو تو مشتري کے لیے جائز نہیں کہ اس مٹی کو جدا کر کے بائع سے اس کا ثمن یا ضمان وصول کرے۔ اگر مشتري نے مٹی جدا کی، پھر خیار عیب کے لیے گندم کے ساتھ دوبارہ ملانے کے ساتھ اس کا وزن گھٹتا ہو تو اس کا خیار عیب باطل ہو جائے گا، البتہ اگر بائع کم وزن کے ساتھ واپس لینے پر راضی ہو جائے تو پھر واپس کر سکتا ہے^(۶)۔

اگر مخلوط چیز کم ہو اور اس کا اعتبار ہوتا ہو تو اس کو نکال کر بائع سے ثمن وصول کرنے کا خیار ہوگا۔ مثلاً ایک شخص نے مشک خریدا جس میں سیمہ نکل آیا تو سیمہ کم ہو یا زيادہ اس کو جدا کر کے بائع سے اس کا ضمان وصول کر سکتا ہے^(۷)۔

دفعہ نمبر ۴۷: درج ذیل صورتوں میں مشتري کا خیار عیب باطل ہوتا ہے^(۸):

(۱) مجمع الانہر فی شرح ملتقى الابحر، ۲: ۴۵

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۷۴

(۳) المحیط البرہانی، ۶: ۵۴۹

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۷۴

(۵) المحیط البرہانی، ۶: ۵۴۹

(۶) العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاویٰ الحامیۃ: ۲۶۹

(۷) رد المحتار، ۵: ۲۶

(۸) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۷۵

۱۔ مشتری عیب پر مطلع ہونے کے بعد بیعہ میں مالکانہ تصرف کرے۔

۲۔ بیع کے بعد بیعہ میں زیادتی آئے۔

۳۔ مشتری کے پاس بیعہ میں عیب جدید پیدا ہو جائے۔

ان تینوں صورتوں کی ذیل میں وضاحت ذکر کی جاتی ہے:

پہلی صورت:

مشتری بیعہ میں عیب پر مطلع ہو گیا، اس کے بعد بیعہ میں مالکانہ تصرف کرے مثلاً غلام کو آزاد کر دے یا اس کو مکاتب بنادے یا مدبر بنادے یا بیعہ کسی کو ہبہ کر دے حوالہ کر دے یا اس کو رہن پر دے یا اجرت پر دے، تو اس کا خیار عیب باطل ہو جائے گا^(۱)، البتہ اس کے لیے عیب کا ضمان لینا جائز ہے یا نہیں؟

علامہ سرخسی^(۲) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر وہ عیب پر مطلع ہونے کے بعد مالکانہ تصرف کرے تو اس کو ضمان لینے کا خیار نہیں ہوگا اور اگر عیب پر مطلع ہونے سے پہلے تصرف کرے، بعد میں عیب پر مطلع ہو جائے تو اس کو عیب کے نقصان کا ضمان لینا جائز ہوگا^(۳)۔

دوسری صورت:

بیع کے بعد بیعہ میں زیادتی آئے اور مشتری کے قبضہ میں موجود ہو (یعنی ہلاک نہ ہوا ہو)، اس میں فقہاء نے چند صورتیں ذکر کی ہیں^(۴):

۱۔ زیادتی متصل ہو اور بیعہ سے پیدا نہ ہو، مثلاً مشتری کپڑا خریدنے کے بعد رنگ دے دے، مشتری کے بیعہ پر قبضہ کرنے سے پہلے یہ زیادتی ہوئی ہوگی یا بعد میں، تو بالاتفاق مشتری کو خیار عیب حاصل نہیں ہوگا البتہ عیب کی تلافی ضمان کی صورت میں کر سکتا ہے۔

۲۔ زیادتی متصل ہو اور بیعہ سے پیدا ہو، مثلاً باندی کا موٹا ہونا یا جمال کا بڑھ جانا یا آنکھ کا صاف ہو جانا۔

اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت یہ ہے کہ مشتری کے قبضہ سے پہلے یہ زیادتی ہوئی ہو تو مشتری کو خیار عیب کی وجہ سے لوٹانے کا حق حاصل ہوگا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ مشتری کے قبضہ کر لینے کے بعد یہ زیادتی ہوئی ہو تو مشتری کو خیار عیب حاصل ہوگا۔ البتہ اگر مشتری بیعہ واپس کرنے سے انکار کرے اور بائع سے عیب کے نقصان کا ضمان لینے کا مطالبہ کرے اور بائع بیعہ واپس لے کر کل ثمن لوٹانے کا کہے، تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک بائع کے لیے انکار کرنے کی گنجائش نہیں یعنی وہ عیب کا ضمان مشتری کے حوالہ کرے گا۔ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک مشتری کے لیے جائز نہیں کہ بائع کو ضمان دینے پر مجبور کرے بشرطیکہ وہ بیعہ واپس لے کر کل ثمن واپس کرنے کا کہے۔

۳۔ زیادتی منفصل ہو اور بیعہ سے پیدا ہو، مثلاً بکری کا بچہ ہو جائے، یا درختوں پر پر پھل نکل آئے۔

اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں:

(۱) المحیط البرہانی، ۶: ۵۵۰

(۲) شمس الاممہ محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی (وفات: ۳۸۳ھ)، اساتذہ میں شمس الاممہ طلوانی اور شیخ الاسلام سغدی حنفی مشہور ہیں۔ فقہ حنفی کے امام، متکلم، اور فقیہ تھے، آپ کی تصنیفات میں المبسوط، شرح السیر الکبیر، شرح الجامع الکبیر اور اصل السر خسی شامل ہیں۔ [سلم الوصول الی طبقات الفقہاء، مصطفیٰ بن عبد اللہ القسطنطینی، ۲: ۲۶۱، مکتبہ ارسیکا، استانبول ترکیا، ۲۰۱۰ء]

(۳) المبسوط للسر خسی، ۱۳: ۹۹

(۴) فتح القدیر، ۶: ۳۶۸

پہلی صورت یہ ہے کہ مشتری کے قبضہ سے پہلے زیادتی ہوئی ہو تو مشتری کو اختیار ہوگا یا تو زیادتی سمیت کل بیعہ کو کل ثمن کے بدلے لے یا زیادتی سمیت کل بیعہ لوٹائے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ مشتری کے قبضہ میں زیادتی ہوئی ہو تو مشتری کے لیے جائز نہیں کہ زیادتی کو اپنے پاس چھوڑ کر بیعہ لوٹائے، کیونکہ یہ زیادتی بیعہ کا جزء بن گئی ہے البتہ عیب کے نقصان کی تلافی کر سکتا ہے۔

۴۔ زیادتی منفصل ہو اور بیعہ سے پیدا نہ ہو، مثلاً گاڑی خرید کر کراریہ پر دے جس سے مشتری کو اجرت حاصل ہو جائے، اس کے بعد عیب پر مطلع ہو جائے تو مشتری کے لیے جائز ہے کہ اختیار عیب کی وجہ سے بیعہ واپس کرے اور اجرت اپنے پاس رکھے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

ان رجلا ابتاع غلاما، فاقام عنده ماشاء الله ان يقيم، ثم وجد به عيبا، فخاصمه الى النبي صلى الله عليه وسلم، فرده، فقال الرجل: يا رسول الله! قد استغل غلامي، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الخراج بالضمان⁽¹⁾۔

"ایک شخص نے غلام بیچا جو مشتری کے پاس رہا، پھر اس نے غلام میں عیب دیکھا، وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور غلام لوٹانے کا مطالبہ کیا، بائع نے کہا کہ اس نے میرے غلام سے فائدہ حاصل کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فائدہ اسی کا ہوتا ہے جس پر ضمان آتا ہو۔"

مذکورہ بالا صورت میں بھی گاڑی مشتری کے ضمان میں داخل ہو گئی تھی، اگر ہلاک ہوتی تو ضمان مشتری پر ہوتا نہ کہ بائع پر۔ لہذا اس سے جو فائدہ اجرت کی صورت میں مشتری کو حاصل ہوا وہ اس کے لیے حلال ہوگی۔

تیسری صورت:

مشتری کے قبضہ میں بیعہ میں عیب جدید پیدا ہو جائے تو مشتری اختیار عیب کے ساتھ بیعہ لوٹانے کا مجاز نہیں، کیونکہ اس میں بائع کو ضرر ہے، البتہ مشتری کو اس بات کا اختیار ہے کہ بائع سے عیب کے نقصان کا ضمان وصول کرے۔ اگر بائع اسی عیب کے ساتھ لینے پر راضی ہو تو مشتری کے لیے جائز ہے کہ بیعہ کو کل ثمن کے بدلے بائع کو لوٹا دے⁽²⁾۔

دفعہ نمبر ۴۸: مشتری کے قبضہ میں بیعہ زیادہ ہو جائے، پھر بیعہ میں جو زیادتی ہے وہ آفت مساویہ کی وجہ سے ہلاک ہو تو مشتری کو اختیار عیب حاصل ہوگا۔

وضاحت:

مشتری کے قبضہ میں بیعہ میں زیادتی آجائے خواہ یہ زیادتی متصل یا منفصل، بیعہ سے پیدا ہو یا نہ ہو، اگر یہ زیادتی ہلاک ہو گئی ہو تو اس کی درج ذیل تین صورتیں ذکر کی گئی ہیں⁽³⁾:

(1) [سنن ابی داؤد، ابواب الاجارۃ، باب فی من اشتری عبدافا ستملہ ثم وجد به عيبا، رقم الحدیث: ۳۵۱۰] امام حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ [المستدرک

علی الصحیحین، ابو عبد اللہ الحاکم محمد بن عبد اللہ نیشاپوری، رقم الحدیث: ۲۱۷۶]

(2) البہاریہ، ۳: ۳۸

(3) بدائع الصنائع، ۵: ۲۸۶

۱۔ آفت سماویہ کے ساتھ ہلاک ہو تو مشتری کو خیار عیب حاصل ہوگا یعنی بیعہ بائع کو لوٹانے کا مجاز ہوگا، مثلاً مشتری نے بکری خریدی، پھر مشتری کے قبضہ میں بکری کا بچہ ہوا پھر وہ بچہ مشتری کے قبضہ میں آفت سماویہ کے ساتھ ہلاک ہو گیا، بعد میں بکری میں عیب نکل آئے تو لوٹانے کا حق مشتری کو حاصل ہوگا۔

۲۔ اگر مشتری کے فعل کے ساتھ ہلاک ہو مثلاً بکری کا بچہ مشتری کے فعل کے ساتھ ہلاک ہو گیا، تو بائع کو اختیار ہوگا، کل ثمن لوٹا کر بیعہ واپس لے، یا عیب کا ضمان حوالہ کرے۔

۳۔ اگر کسی اجنبی کے فعل کے ساتھ ہلاک ہو مثلاً بکری کا بچہ مشتری اور بائع کے علاوہ کسی اور کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا تو مشتری کو صرف عیب کے نقصان کی تلافی کا حق ہوگا۔

دفعہ نمبر ۴۹: بائع کے قبضہ میں بیعہ زیادہ ہو جائے اور مشتری زیادتی سمیت اس بیعہ کو قبضہ کر لے، پھر مشتری اصل بیعہ میں عیب پائے تو مشتری کو خیار عیب کی وجہ سے اصل ثمن کے بدلے بیعہ لوٹانے کا اختیار ہوگا^(۱)۔

وضاحت:

بائع کے قبضہ میں بیعہ زیادہ ہو جائے، مشتری دونوں کو قبضہ کرنے کے بعد اصل بیعہ میں عیب پائے تو مشتری کو خیار عیب حاصل ہوگا کہ بیعہ کو لوٹا کر اصل ثمن وصول کرے کیونکہ زیادتی اب بیعہ کا حصہ بن چکی ہے^(۲)۔ البتہ اگر مشتری اس زیادتی میں عیب پائے تو مشتری کو خیار عیب کی وجہ سے بیعہ لوٹانے کا اختیار نہیں ہوگا۔

دفعہ نمبر ۵۰: اگر بیعہ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے میں دقت ہو تو جب تک بیع کے مکان کی طرف منتقل نہ کر دے، مشتری کو خیار عیب حاصل نہیں ہوگا^(۳)۔

وضاحت:

ایک شخص نے گندم خریدا، اس کو دوسرے شہر منتقل کر دیا، عیب پر مطلع ہونے کے بعد بیعہ لوٹانا چاہے تو اس کو خیار عیب حاصل نہیں ہوگا، جب تک اس کو اس شہر یا مکان تک نہ پہنچائے جہاں بیع ہوئی تھی، کیونکہ بیعہ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے میں دقت بہت ہے^(۴)، البتہ اگر بیعہ ایسا ہو کہ اس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے میں دقت نہ ہو تو اس کے لیے اس مکان کی طرف لوٹانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

دفعہ نمبر ۵۱: مشتری کے قبضہ میں عیب میں زیادتی کی وجہ سے مشتری صرف نقصان کا رجوع کر سکتا ہے^(۵)۔

وضاحت:

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۷۷

(۲) مجمع الضمانات، ص ۲۱۹

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۷۷

(۴) المحیط البرہانی، ۶: ۵۵۴

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۷۸

مشتري نے بيعه خريدا جو عيب دار تھا، پھر وہ عيب اس کے قبضہ میں زيادہ ہو گیا تو مشتري کو بيعه لوٹانے کا اختيار نہيں ہوگا، صرف عيب کے نقصان کا رجوع کر سکتا ہے، مثلاً مشتري غلام خريدے جس میں مرض تھا، پھر وہ مرض مشتري کے قبضہ میں زيادہ ہو جائے تو وہ صرف نقصان کا رجوع کرے گا۔

دفعہ نمبر ۵۲: مشتري اپنے بائع کو عيب پر مطلع کر دے، پھر وہ عيب کے زائل ہونے کے انتظار میں بيعه اپنے پاس رکھے تو اس کا خيار عيب باطل نہيں ہوگا^(۱)۔

وضاحت:

مشتري بيعه میں عيب پر مطلع ہو جائے اور بائع کو خبردار کرے، پھر بيعه اپنے پاس کئی دنوں کے ليے روکے رکھے تاکہ معلوم ہو جائے کہ عيب زائل ہوتا ہے يا نہيں تو اس کا خيار عيب کی وجہ سے لوٹانے کا اختيار حاصل ہوگا بشرطیکہ بيعه میں تصرف نہ کیا ہو۔ اسی طرح اگر بائع کو مطلع کرنے میں کئی دن گزر جائے تو مشتري کا خيار عيب باطل نہ ہوگا بشرطیکہ بيعه میں کوئی تصرف نہ کیا ہو۔

دفعہ نمبر ۵۳: وکیل، مؤکل کی رضامندی کے ساتھ بيعه بیچے تو مؤکل کا خيار عيب باطل ہو جائے گا^(۲)۔

وضاحت:

مشتري نے کوئی چیز خريدنے کے بعد کسی کو وکیل بالبيع بنایا، پھر مشتري بيعه میں کوئی عيب دیکھے، وکیل نے مؤکل کی رضامندی کے ساتھ وہ چیز بیچ دی تو مؤکل کا خيار عيب باطل ہو جائے گا۔ مثلاً مشتري کسی سے غلام خريد کر عيب پر مطلع ہو جائے، پھر وکیل اس کو خبر دے کہ میں اس کو بیچنے والا ہوں اور مؤکل اس کو منع نہ کرے تو اس کا خيار عيب باطل ہو جائے گا^(۳)۔

دفعہ نمبر ۵۴: مشتري خيار عيب کے ذریعے بائع کو بيعه لوٹانے کی خبر دے، پھر حوالہ کرنے سے پہلے مشتري کے پاس عيب پيدا ہو جائے تو مشتري اس نقصان کا ضامن ہوگا^(۴)۔

وضاحت:

مشتري نے بيعه میں عيب دیکھا اور بائع سے کہا کہ میں بيعه لوٹانا چاہتا ہوں، مشتري نے بيعه حوالہ نہيں کیا اور اس میں عيب پيدا ہوا تو مشتري اس نقصان کا ضامن ہوگا، اور بائع کو لینے يا نہ لینے کا کوئی خيار نہيں ہوگا، مثلاً مشتري نے غلام خريد اور عيب کی وجہ سے بائع کو کہا کہ میں اس غلام کو خيار عيب کی وجہ سے واپس کرتا ہوں، بائع کو حوالہ کرنے سے پہلے اس غلام کے دونوں آنکھوں کی نظر چلی جائے تو مشتري اس کا ضامن ہوگا۔

دفعہ نمبر ۵۵: بيعه کے بعض حصہ کو بیچنے کے ساتھ خيار عيب باطل ہو جاتا ہے^(۵)۔

وضاحت:

-
- (۱) نفس مصدر
(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۷۹
(۳) المحیط البرہانی، ۶: ۵۵۶
(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۷۹
(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۷۹

مشتری بیعہ کے بعض حصہ کو بیچ دے، پھر باقی حصہ میں عیب پر مطلع ہو جائے تو مشتری کو اختیار عیب کی وجہ سے لوٹانے کا کوئی اختیار نہیں ہوگا، مثلاً زمین خریدی، اور اس کے بعض حصہ کو بیچ دیا، پھر باقی حصہ میں عیب پر مطلع ہوا تو اس کی وجہ سے مشتری کو لوٹانے کا اختیار نہیں ہوگا۔ البتہ نقصان کا رجوع کر سکتا ہے^(۱)۔

دفعہ نمبر ۵۶: مشتری کے پاس بیعہ میں کمی آئے تو اختیار عیب باطل ہوگا^(۲)۔

وضاحت:

مشتری نے بیعہ خریدا جس میں کسی وجہ سے کمی آئی، مثلاً گندم خریدا، صاف کرنے کے ساتھ اس کے وزن میں کمی آئی، یا چھری خریدی اور اس کو سوان کے ساتھ تیز کیا تو مشتری کا اختیار عیب باطل ہوگا، البتہ رجوع بالنقصان کر سکتا ہے۔

دفعہ نمبر ۵۷: مشتری بیعہ بائع کو فروخت کر دے، وہ اس میں عیب پر مطلع ہو جائے جو اسی کے پاس تھا، تو بائع اول کو اختیار عیب حاصل ہوگا^(۳)۔

وضاحت:

مشتری نے بیعہ اس شخص کو بیچ دیا جس سے خریدا، اس نے بیعہ میں وہ عیب پایا جو بائع اول کے پاس ہی پیدا ہوا تھا، تو بائع اول (مشتری ثانی) کو اختیار عیب حاصل ہوگا کیونکہ مشتری اول نے بیعہ بیچنے کے ساتھ اپنا اختیار عیب باطل کر دیا، لہذا اختیار بائع اول کا ہوگا۔

البتہ اگر سامان کے بجائے دراہم ورنانیر ہو تو بائع اول کو بیچنے کے ساتھ مشتری اول کا اختیار باطل نہیں ہوگا، مثلاً مشتری نے دراہم کے بدلے دنانیر بیچے، پھر مشتری نے دنانیر بائع اول یا کسی اور کو بیچ دیئے اور وہ عیب پر مطلع ہو جائے تو مشتری اول کا اختیار باطل نہیں ہوگا^(۴)۔

دفعہ نمبر ۵۸: مشتری کے لیے جائز نہیں کہ اختیار عیب کے بطلان کو کسی وقت کے ساتھ مقید کرے^(۵)۔

وضاحت:

مشتری عیب پر مطلع ہونے بعد بائع سے کہے کہ اگر میں نے آج بیعہ واپس نہیں کیا تو میرا اختیار باطل ہوگا تو اس سے مشتری کا اختیار عیب ختم نہیں ہوگا کیونکہ یہ شرط ہی باطل ہے^(۶)۔

دفعہ نمبر ۵۹: بیعہ میں مستحق نکل آنے کے ساتھ مشتری کو اختیار عیب حاصل ہوگا^(۷)۔

وضاحت:

(۱) فتح القدیر، ۶: ۳۵۳

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۸۰

(۳) نفس مصدر

(۴) المحیط البرہانی، ۶: ۵۵۹

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۸۰

(۶) دررالحکام شرح غرر الاحکام، ۲: ۲۰۱

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۸۰-۸۱

مشتري نے زمین خریدی جس میں کوئی مستحق نکل آئے اور اپنا دعویٰ گواہوں کے ذریعے ثابت کر دے تو یہ بمنزلہ عیب کے ہے جس سے مشتری کو خیار عیب حاصل ہوگا، اگرچہ اسے توکل قیمت کے بدلے زمین لے یا کل قیمت کے بدلے زمین واپس کر دے۔ اگر مشتری نے اس میں تعمیر کی ہو تو اس کو عمارت توڑنے کا اختیار ہے لیکن بائع سے اس کی قیمت لینے کا اختیار نہیں^(۱)۔

البتہ مشتری نے مکمل یا موزونی چیز کو خرید اور اس کو قبضہ بھی کر لیا، پھر اس کے بعض حصہ میں کوئی مستحق نکل آیا تو مشتری کا خیار عیب کی وجہ سے لوٹانے کا اختیار نہیں ہوگا^(۲)۔ علامہ زیلیعی^(۳) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مکمل یا موزونی چیزوں میں شرکت عیب نہیں جس کی وجہ سے اس کو لوٹانے کا اختیار ہو، البتہ اگر مشتری کے قبضہ کرنے سے پہلے کوئی مستحق نکل آیا تو پھر اس کو اختیار ہے کیونکہ اس میں بیع کے تام ہونے سے پہلے تفریق صفہ لازم آتا ہے^(۴)۔

ابو جعفر ہنداوی^(۵) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا حکم اس صورت میں ہے کہ مکمل اور موزونی بیعہ ایک ہی برتن میں ہو، اگر دو تین برتن میں قبضہ کرے، پھر ایک برتن میں عیب پایا جائے تو مشتری کو صرف معیوب برتن والے بیعہ کو لوٹانے کا اختیار ہوگا۔ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا حکم عام ہے خواہ ایک ہی برتن میں ہو یا ایک سے زیادہ میں۔

دفعہ نمبر ۶۰: مشتری کو بیعہ بیچنے کے بعد کسی وجہ سے لوٹایا گیا، پھر وہ بیعہ میں عیب پر مطلع ہو جائے تو اس کا خیار باطل نہیں ہوگا^(۶)۔
وضاحت:

مشتري نے بیعہ بیچ دیا، مشتری ثانی نے کسی وجہ سے بیعہ مشتری اول کو لوٹا دیا تو اس کی دو صورتیں ہیں یا تو قاضی کے قضاء کے ساتھ لوٹایا ہوگا یا باہم راضی مندی کے ساتھ۔ اگر قاضی کے قضاء کے ساتھ ہو تو مشتری اول کا خیار باطل نہیں ہوتا کیونکہ یہ من کل الوجوہ فسخ کے حکم میں ہوتا ہے، اگر باہم رضامندی کے ساتھ لوٹایا گیا تو یہ ثالث کے حق میں بیعہ جدید ہے، گویا مشتری اول نے مشتری ثانی سے دوبارہ خریداجس سے اس کا خیار باطل ہو جاتا ہے^(۷)۔ البتہ اگر مشتری کو معلوم ہو کہ بیعہ میں عیب ہے اور اس کو بیچنے کے بعد اس کو لوٹایا گیا تو اس کا خیار عیب باطل ہوگا خواہ خواہ قاضی کی قضاء کے ساتھ لوٹایا گیا ہو یا باہم رضامندی کے ساتھ۔

(۱) العقود الدرریت فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ، ۱: ۲۶۳

(۲) دررالحکام شرح غرر الاحکام، ۲: ۱۶۵

(۳) علامہ فخر الدین عثمان بن علی بن محسن زیلیعی (وفات: ۷۴۳ھ) حنفی المسلک تھے، ۷۰۵ھ کو قاہرہ آئے اور درس و تدریس دیتے رہے، اور یہی ان کی وفات ہوئی۔ ان کی تصنیفات میں سے تبیین الحقائق فی شرح کنز الدقائق، ترکیب الکلام علی احادیث الاحکام اور شرح الجامع الکبیر وغیرہ شامل ہیں۔ [الاعلام، خیر الدین بن محمود بن محمد زکریا دمشقی، ۴: ۲۱۰، دارالعلم للملایین، ۲۰۰۲ء]

(۴) تبیین الحقائق، ۴: ۲۹

(۵) ابو جعفر محمد بن عبد اللہ بن محمد بلخی ہنداوی (وفات: ۳۶۲ھ)، جن کو ابو حنیفہ صغیر سے یاد کیا جاتا ہے، فقہ حنفی میں ماہر تھے، محمد بن عقیل بلخی کے شاگردوں میں سے ہیں۔ بخارا میں فوت ہوئے۔ [شذرات الذہب فی اخبار من ذہب، عبدالحی بن احمد بن محمد، ۴: ۳۲۹، دار ابن کثیر، دمشق بیروت،

۱۴۰۶ھ = ۱۹۸۶ء]

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۸۰

(۷) شرح القواعد الفقہیہ، احمد بن شیخ زرقا، ص: ۱۹۲، دارالقلم دمشق، ۱۴۰۹ھ = ۱۹۸۹ء

دفعہ نمبر ۶۱: قرض لی ہوئی چیز کو مقرض سے خریدنے کی صورت میں مشتری کو خیار عیب حاصل ہوگا^(۱)۔

وضاحت:

قرض لی ہوئی چیز کو مقرض سے خریدے، پھر مشتری عیب پر مطلع ہو جائے تو اس کو خیار عیب حاصل ہوگا، مثلاً ایک شخص نے گندم کسی سے قرض لیے، پھر اسی گندم کو مقرض سے خریدنے کے بعد گندم میں عیب پائے تو اس کو خیار عیب کی وجہ سے لوٹانے کا اختیار حاصل ہوگا^(۲)۔ اسی طرح کوئی شخص کسی سے دراہم قرض لے، پھر اس کے بدلے اس کو دنانیر دینے کے بعد دراہم کو کھوٹے پائے تو زید کو خیار عیب حاصل ہو کر اس کو تبدیل کر سکتا ہے۔

دفعہ نمبر ۶۲: خیار عیب کی وجہ سے بیع باطل کرنے کے لیے بائع کو مطلع کرنا ضروری ہے۔

وضاحت:

مشتری کو خیار عیب حاصل ہے تو وہ بیع کو باطل کر سکتا ہے لیکن اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں: بیعہ پر قبضہ کرنے سے پہلے بیع باطل کرے یا قبضہ کرنے کے بعد، اگر قبضہ کرنے سے پہلے ہو تو خبر دینے کے ساتھ بیع باطل ہو جائے گی خواہ بائع راضی ہو یا نہ ہو اور اگر قبضہ کرنے کے بعد ہو تو مطلع کرنے کے ساتھ ضروری ہے کہ بائع فسخ پر راضی ہو جائے^(۳)۔

دفعہ نمبر ۶۳: بیعہ ایک سے زائد ہو اور مشتری اس پر قبضہ کر لے، پھر مشتری ان میں سے ایک میں عیب پائے تو خاص اسی کو لوٹانے کا اختیار ہوگا^(۴)۔

وضاحت:

بیعہ ایک سے زائد ہو، تو اس کی دو صورتیں ہیں: مشتری نے کل بیعہ کو قبضہ کیا ہوگا یا بعض کو قبضہ کیا ہوگا۔ اگر کل بیعہ قبضہ کیا ہو اور ایک حصہ میں عیب پر مطلع ہو جائے تو صرف معیوب کو لوٹانے کا حق مشتری کو حاصل ہے یعنی دونوں میں تفریق کر سکتا ہے کیونکہ بیع کے تام ہونے کے بعد تفریق صفہ جائز ہے۔ بشرطیکہ عادیہ ایک کی منفعت دوسرے پر موقوف نہ ہو، مثلاً نعلین، خفین وغیرہ کیونکہ اس صورت میں دونوں کو لوٹانا ضروری ہے^(۵)۔

البتہ اگر دونوں میں سے ایک کو قبضہ کیا پھر دونوں میں سے ایک میں عیب پایا خواہ مقبوض میں پائے یا غیر مقبوض میں تو مشتری کو دونوں میں تفریق کا اختیار حاصل نہیں کہ معیوب کو لوٹا دے اور صحیح کو اپنے پاس رکھے بلکہ یا تو کل بیعہ لے گا یا کل بیعہ کو لوٹائے گا۔ اسی طرح اگر مشتری درختوں کو زمین اور پھلوں سمیت خرید لے، پھر مشتری پھلوں میں عیب پائے تو اس کی دو صورتیں ہیں: بائع نے خود پھلوں کو درخت سے جدا کر کے حوالہ کیا ہو تو مشتری کو صرف پھل لوٹانے کا اختیار ہوگا کیونکہ مشتری نے ان کو جدا جدا قبضہ کیا تھا اور اگر مشتری درخت کو پھلوں سمیت قبضہ کرے اور پھلوں کو جدا کرے، پھر وہ پھلوں میں عیب پائے تو صرف پھلوں کو لوٹانے کا حق حاصل نہیں ہوگا کیونکہ دونوں کو ایک ساتھ قبضہ کرنا ایک بیعہ کے حکم میں ہے۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۸۱

(۲) المبسوط للسرخسی، ۲۱: ۳۰

(۳) المحیط البرہانی، ۶: ۵۵۶

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۸۲

(۵) المنتہی فی الفتاویٰ، ابوالحسن علی بن حسین سفدی، ۱: ۴۵۰، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، ۱۴۰۴ھ = ۱۹۸۴ء

اسی طرح ایک شخص نے بھیڑ خریدی جس پر اون تھا، اگر قبضہ سے پہلے بائع اون کو جدا کر کے حوالہ کرے، پھر اس میں عیب نکل آئے تو اس کو صرف اون لوٹانے کا اختیار ہوگا، البتہ اگر اون کو بغیر کاٹے ہوئے قبضہ کیا، پھر اس سے اون کو کاٹ کر جدا کر دے تو مشتری کو صرف اون کو عیب کی وجہ سے لوٹانے کا اختیار نہیں ہوگا کیونکہ دونوں ایک ہی بیعہ شمار ہوتا ہے^(۱)۔

البتہ اگر انگوٹھی خریدی جس میں نگینہ تھا اور نگینہ جدا کرنے کے ساتھ انگوٹھی کو نقصان نہ پہنچتا ہو، پھر مشتری قبضہ کے بعد دونوں میں سے کسی ایک میں عیب پائے تو خاص اس کو لوٹانے کا مشتری مجاز ہوگا کیونکہ اس میں نگینہ انگوٹھی سے جدا شمار ہوتا ہے^(۲)۔
دفعہ نمبر ۶۴: مشتری نے دو چیزیں ایسی خریدی جن میں سے ایک کی منفعت دوسرے پر موقوف ہو، پھر مشتری ایک حصہ کو قبضہ کرے اور دوسرا حصہ بائع کے قبضہ میں ہلاک ہو تو مشتری کو اختیار عیب حاصل ہوگا^(۳)۔

وضاحت:

مشتری نے دو ایسی چیزیں خریدی جن میں ایک کی منفعت دوسرے پر موقوف ہو، پھر مشتری ایک حصہ کو قبضہ کرے اور دوسرا حصہ بائع کے پاس ہلاک ہو جائے تو یہ بائع کی طرف سے ہلاک ہوگا اور مشتری کو اختیار عیب بھی حاصل ہوگا تو ایک حصہ کو قبضہ کرنا کل کے قبضہ کے قائم مقام نہیں ہوگا^(۴)۔ مثلاً مشتری نے جوتے خریدے، اور ایک جوتا قبضہ کیا اور دوسرا جوتا بائع کے پاس ہلاک ہو گیا تو مشتری کو لوٹانے کا اختیار ہوگا اور اس کا ضمان بائع پر ہوگا۔ ایک جوتے کو قبضہ کرنا کل کے قبضہ کے قائم مقام نہیں ہوگا۔ البتہ اگر مشتری پہلے مقبوضہ جوتے کو معیوب کر دے، پھر بائع کے پاس دوسرا حصہ ہلاک ہو تو اس کا ضمان مشتری پر ہوگا اور اس کا اختیار عیب باطل ہوگا۔

دفعہ نمبر ۶۵: مشتری عیب پر مطلع ہونے کے بعد بیعہ میں مالکانہ تصرف کرے تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں:

- ۱۔ مشتری کو عیب کی وجہ سے بیعہ لوٹانے کا اختیار ہو تو مالکانہ تصرف کے ساتھ اس کا اختیار باطل ہو جائے گا۔
- ۲۔ مشتری کو عیب کی وجہ سے رجوع بالنقصان کا اختیار ہو تو مالکانہ تصرف کے ساتھ اختیار باطل نہیں ہوگا۔

وضاحت:

مشتری عیب پر مطلع ہوا، پھر اس نے بیعہ میں مالکانہ تصرف کیا، مثلاً بیچ دیا یا ہبہ کیا تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں^(۵):

۱۔ پہلی صورت یہ ہے کہ مشتری کو اس عیب کی وجہ سے بیعہ لوٹانے کا اختیار ہونے کے بعد وہ مالکانہ تصرف کرے تو اس کے ساتھ مشتری کا اختیار عیب باطل ہو جائے گا۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مشتری کو اس عیب کی وجہ سے صرف رجوع بالنقصان کا حق ہو، تو مالکانہ تصرف کے ساتھ اس کا یہ اختیار باطل نہیں ہوگا۔

دفعہ نمبر ۶۶: بیعہ میں ایسا عیب پایا جس کی وجہ سے وہ انتفاع کے قابل نہ ہو تو مشتری پورے ثمن کا رجوع کرے گا^(۶)۔

(۱) المحیط البرہانی، ۶: ۵۶۲

(۲) النہر الفائق، ۳: ۴۱۰

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۸۲

(۴) المحیط البرہانی، ۶: ۵۶۳

(۵) نفس مصدر

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۸۴

وضاحت:

مشتری نے بیعہ قبضہ کیا، پھر اس میں کوئی عیب پایا جس کی وجہ سے وہ بالکل انتفاع کے قابل نہ ہو تو مشتری کو بائع سے کل ثمن واپس لینے کا اختیار ہو گا کیونکہ وہ مال ہی نہیں۔ مثلاً مشتری نے اخروٹ خریدے اور اس کو توڑ ڈالا، پھر وہ عیب پر مطلع ہو جائے کہ یہ کڑوے ہیں اور وہ کسی قسم انتفاع کے قابل نہیں یعنی نہ خود کھا سکتا ہے نہ جانوروں کو کھلا سکتا ہو تو مشتری کو اختیار ہے کہ بائع سے کل ثمن وصول کرے^(۱)۔ البتہ اگر عیب پر مطلع ہونے کے بعد اس کو توڑ ڈالے تو مشتری کو کل ثمن لینے کا اختیار نہیں ہو گا۔

دفعہ نمبر ۶۷: مشتری کے پاس بیعہ میں کوئی عیب پیدا ہو جائے اور بائع اسی کے ساتھ لینا چاہے تو شریعت کے منع کردہ صورتوں میں اس کو لینے کا اختیار نہیں ہو گا^(۲)۔

وضاحت:

مشتری نے بیعہ خریداجو اس کے پاس معیوب ہو جائے، پھر مشتری عیب قدیم پر مطلع ہو جائے تو مشتری کو رجوع بالنقصان کا حق حاصل ہو گا، اگر بائع اسی عیب کے ساتھ اس کو لینا چاہے تو اس کو لینے کا اختیار ہو گا^(۳)۔ البتہ اگر شریعت نے اس کو منع کیا ہو تو اس صورت میں بائع کو لینے کا اختیار نہیں ہو گا، مثلاً مشتری نے سرکہ خریداجو اس کے پاس شراب بن جائے، پھر بائع کہے کہ میں اس شراب کو لیتا ہوں تو اس کو یہ اختیار حاصل نہیں ہو گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ قاضی کے فیصلے کے بغیر اقالہ کرنا نیا عقد ہوتا ہے اور شریعت نے شراب کے بیچنے کو حرام قرار دیا ہے۔ لہذا بائع کو واپس لینے کا اختیار نہیں ہو گا۔

اسی طرح ایک نصرانی دوسرے نصرانی سے شراب خرید کر قبضہ کر لے، پھر دونوں مسلمان ہو جائے اور ان میں سے ایک عیب پر مطلع ہو جائے تو اس کو اختیار عیب حاصل نہیں ہو گا اگرچہ بائع اس کے لینے کا تقاضہ کرے^(۴)۔

دفعہ نمبر ۶۸: مشتری نے غیر منتفع چیز پر قبضہ کیا تو وہ اس کے پاس امانت ہوگی^(۵)۔

وضاحت:

مشتری نے بائع سے کوئی چیز خریدی جو غیر منتفع نکلی تو وہ مشتری کے قبضہ میں امانت ہوگی اور ہلاک ہونے کی صورت میں اس پر کوئی ضمان نہیں آئے گا۔ مثلاً مشتری نے بائع سے سرکہ خریداجب بائع نے مشتری کے برتن میں ڈالا تو پتہ چلا کہ وہ بدبودار ہے تو وہ مشتری کے پاس امانت ہوگی، اگر مشتری کو معلوم ہو جائے کہ اس کی کوئی قیمت نہیں اور اس کو بہادے تو مشتری اس کا ضامن نہیں ہو گا^(۶)۔

دفعہ نمبر ۶۹: مشتری ثانی نے مشتری اول سے عیب کی وجہ سے نقصان کی تلافی کی تو مشتری اول بائع اول سے رجوع نہیں کر سکتا^(۷)۔

وضاحت:

(۱) فتح القدیر، ۶: ۳۷۲

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۸۵

(۳) المحیط البرہانی، ۶: ۵۷۰

(۴) البحر الرائق، ۶: ۵۴

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۸۵

(۶) مجمع الضمانات، ص ۲۳۸

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۸۵

مشتری کو بیعہ میں رجوع بالنقصان کا اختیار ہو اور وہ بیعہ کو آگے بیچ دے، پھر مشتری ثانی کے پاس اس بیعہ میں کوئی عیب پیدا ہو جائے اور وہ مشتری اول سے نقصان کی تلافی کر کے ضمان وصول کرے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کا اختیار جو رجوع بالنقصان کا تھا وہ باطل ہو جائے گا کیونکہ بیچنے کے ساتھ اس نے اپنا اختیار باطل کر دیا ہے اور جب تک دوسری بیچ برقرار ہوگی، مشتری اول کا اختیار بھی باطل رہے گا^(۱)۔ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک اس کا اختیار باطل نہیں ہوگا، بلکہ وہ اپنے بائع اول سے نقصان کی تلافی کر سکتا ہے کیونکہ عیب کے نقصان کا رجوع ایسا ہے کہ بیعہ کو عیب کے ساتھ لوٹایا گیا ہو^(۲)۔

دفعہ نمبر ۷۰: مشتری دعویٰ کرے کہ بائع نے غیر کی چیز بیچی ہے اور بائع انکار کرے تو مشتری کا دعویٰ باطل ہوگا، البتہ اگر بیعہ میں عیب ہو تو مذکورہ دعویٰ سے مشتری کا اختیار عیب باطل نہیں ہوگا^(۳)۔

وضاحت:

مشتری دعویٰ کرے کہ بائع نے غیر کا غلام بیچا ہے یا اس نے آزاد غلام بیچا ہے اور بائع انکار کر کے قسم بھی کھائے تو مشتری کا دعویٰ باطل ہو جائے گا اور اگر بیعہ میں عیب ہو تو وہ بائع سے رجوع بالنقصان کر سکتا ہے^(۴)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بائع اپنے انکار میں رجوع بالنقصان کا قائل ہے کیونکہ وہ بیچ کے صحیح ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے اور بیچ صحیح میں مشتری کو اختیار عیب حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح مشتری کل ثمن وصول کرنے کا دعویٰ کر رہا ہے کہ بیچ صحیح نہیں، تو اس کے ضمن میں بعض ثمن (رجوع بالنقصان) بھی داخل ہے، گویا بائع اور مشتری دونوں رجوع بالنقصان پر متفق ہیں^(۵)۔

بائع اگر مشتری کے دعویٰ کی تصدیق کرے تو مشتری کو رجوع بالنقصان کا اختیار نہیں ہوگا کیونکہ اقرار کے ضمن میں وہ غیر کی ملکیت کا دعویٰ کر رہا ہے اور اگر وہ اس کی تکذیب کرے تو مشتری کو نقصان کی تلافی کا اختیار ہوگا، کیونکہ اقرار کے باطل ہونے کے ساتھ وہ تملیک بھی باطل ہو جاتا ہے جو اقرار کے ضمن میں پایا جاتا ہے۔

دفعہ نمبر ۷۱: اگر مشتری ایسے ظاہری عیب کا دعویٰ کرے جس کو قاضی مشاہدہ سے پہچان سکتا ہو تو قاضی اس کے پائے جانے کی صورت میں دعویٰ کی سماعت کرے گا^(۶)۔

وضاحت:

اگر مشتری کسی ایسے ظاہری عیب کا دعویٰ کرے جو قاضی مشاہدہ سے پہچان سکتا ہو، مثلاً مشتری غلام خریدے اور وہ اندھا ہو یا اس پر چیچک کے آثار ہو تو قاضی ان عیوب کے پائے جانے کی صورت میں دعویٰ کی سماعت کرے گا اور اگر موجود نہ ہو تو قاضی دعویٰ کی سماعت نہیں کرے گا^(۷)۔

(۱) المبسوط للسرخسی، ۱: ۱۷۹

(۲) نفس مصدر

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۸۵

(۴) المحیط البرہانی، ۶: ۵۶۷

(۵) نفس مصدر

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۸۶

(۷) المحیط البرہانی، ۶: ۵۷۳

دفعہ نمبر ۷۲: مشتری ایسے ظاہری عیب کا دعویٰ کرے جو قدیم ہو یا حادث ہو لیکن عقد کے وقت سے دعویٰ کے وقت تک اس کے مثل پیدا ہونا ممکن نہ ہو تو قاضی مشتری کو عیب کی وجہ سے لوٹانے کا اختیار دے گا^(۱)۔

وضاحت:

ظاہری عیب کی درج ذیل چار قسمیں ہیں:

- ۱۔ وہ عیب جو قدیم ہو یعنی پیدا کنشی ہو مثلاً غلام خریدے اور اس کی زائد انگلی ہو۔
- ۲۔ وہ عیب جو حادث ہو لیکن عقد کے وقت سے دعویٰ کے وقت تک اس کا پیدا ہونا ممکن نہ ہو مثلاً چپک کے نشانات وغیرہ
- ۳۔ وہ عیب جو حادث ہو اور عقد کے وقت سے دعویٰ کے وقت تک اس کا پیدا ہونا ممکن ہو مثلاً زخم وغیرہ
- ۴۔ وہ عیب جو حادث ہو لیکن عقد کے بعد ہونا یقینی ہو۔

مذکورہ بالا مسئلہ میں ظاہری عیب کی پہلی دو اقسام کا ذکر ہے، مشتری نے عیب قدیم کا دعویٰ کیا یا عیب حادث کا دعویٰ کیا جس کے مثل عقد کے وقت سے دعویٰ کے وقت تک پیدا ہونا ممکن ہی نہ ہو تو قاضی مشتری کو لوٹانے کا اختیار دے گا کیونکہ اس عیب کی حالت مشاہدہ کے ساتھ معلوم ہو جاتی ہے کہ یہ عیب بائع کے پاس ہی پیدا ہوا تھا۔ البتہ اگر بائع دعویٰ کرے کہ مشتری اس عیب پر عقد بیع کے وقت راضی ہو گیا تھا اور اس پر گواہ قائم کرے تو مشتری کو لوٹانے کا اختیار نہیں ہوگا۔

اگر بائع کے پاس گواہ نہ ہو تو بائع کے مطالبہ کے ساتھ مشتری سے بالاتفاق قسم لی جائے گی اور اگر بائع مطالبہ نہ کرے تو مشتری سے قسم نہیں لی جائے گی، علامہ ابن نجیم^(۲) رحمہ اللہ اس کی وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ قسم لینا جھگڑا ختم کرنے کے لیے ہوتا ہے اور یہاں قسم کے ساتھ جھگڑا پیدا کرنا ہے^(۳)۔ امام ابو یوسف رحمہ کا قول یہ ہے کہ قاضی کے فیصلے کے فاسد ہونے سے بچانے کے لیے مشتری سے قسم لی جائے گی اگرچہ بائع بائع اس سے قسم لینے کا مطالبہ نہ کرے۔

مشتری سے قسم لینے کا طریقہ: قسم لینے کا طریقہ فقہاء نے یہ ذکر کیا ہے کہ مشتری کہے گا کہ "جس جہت سے میں مدعی ہوں میرا لوٹانے کا حق نہ نسا اور نہ دلالتہ ساقط نہیں ہوتا"^(۴)۔

تیسری قسم یہ ہے کہ مشتری دعویٰ کرے ایسے ظاہری عیب کا جس کے مثل بائع کے پاس پیدا ہونے کا احتمال ہو تو قاضی پہلے بائع سے عیب کے بارے میں پوچھے گا کہ یہ عیب عقد سے پہلے بیع میں تھا یا نہیں؟ اگر وہ اقرار کرے تو مشتری کو خیار عیب کی وجہ سے لوٹانے کا حق دیا جائے گا۔ اگر بائع انکار کرے تو مشتری سے اپنے دعویٰ پر گواہ کا مطالبہ کیا جائے گا، اگر اس کے پاس گواہ ہو تو قاضی مشتری کو خیار عیب کی وجہ سے

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۸۶

(۲) زین الدین بن ابراہیم بن محمد بن محمد بن بکر مصری (پیدائش: ۹۲۶ھ-۹۷۰ھ)، ابن نجیم کے ساتھ معروف ہیں۔ قاہرہ میں ولادت ہوئی، فقہ حنفی کے بڑے فقیہ اور اصول فقہ کے بڑے ماہر تھے، اساتذہ میں قاسم بن قطلوبغا، ربان کرکی اور امین بن عبد العال وغیرہ مشہور ہیں۔ کثیر التصانیف ہیں، جن میں الاشباہ والنظائر فی اصول الفقہ، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، فتح الغفار اور التحدیۃ المرضیۃ فی الاراضی المصریۃ وغیرہ شامل ہیں۔ [معجم المؤلفین، عمر بن رضا بن محمد راغب، ۴: ۱۹۲، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ت ۱]

(۳) البحر الرائق، ۶: ۶۶

(۴) المحیط البرہانی، ۶: ۵۷۳

لوٹانے کا حق دے گا، اور اگر گواہ نہ تو بائع سے قسم لی جائے گی اگر قسم سے انکار کرے تو مشتری کا لوٹانے کا حق ثابت ہو جائے گا اور اگر قسم کھائے تو مشتری کو لوٹانے کا حق نہیں ہوگا۔

بائع سے قسم لینے کا طریقہ: اس سے اس طرح قسم لی جائے گی کہ اللہ کی قسم مشتری جس عیب کا دعویٰ کر رہا ہے اس عیب کی وجہ سے مشتری کو بیعہ لوٹانے کا حق نہیں ہے۔

چوتھی قسم یہ ہے کہ مشتری ایسے عیب کا دعویٰ کرے جس کا عقد بیع کے بعد ہونا یقینی ہو تو قاضی اس کے خیار عیب کو باطل کر دے گا۔
دفعہ نمبر ۳: بائع اپنا دعویٰ گواہ کے ذریعے ثابت کر دے کہ مشتری اس عیب پر راضی ہو گیا تھا تو مشتری کا خیار عیب ساقط ہو جائے گا^(۱)۔

وضاحت:

بائع کہے کہ مشتری اس عیب پر راضی ہو گیا تھا، اور بائع اس دعویٰ کو گواہ کے ساتھ ثابت کر دے تو مشتری کا خیار عیب ساقط ہو جائے گا۔ اگر اس کے پاس گواہ نہ ہو تو قاضی مشتری سے قسم لے گا کہ تو اس عیب پر راضی تھا یا نہیں؟ اگر وہ قسم سے انکار کرے تو اس کا خیار عیب ساقط ہو جائے گا اور اگر قسم کھائے تو وہ خیار عیب کی وجہ سے لوٹانے کا مجاز ہوگا۔

دفعہ نمبر ۴: مشتری باطنی عیب کا دعویٰ کرے جس کے آثار بدن پر ظاہر ہو اور اس پر مرد مطلع ہو سکتے ہیں تو اس میں درج ذیل صورتیں ہیں^(۲):

۱۔ اگر قاضی خود مہارت رکھتا ہو تو قاضی اس کے ذریعے فیصلہ کرے گا۔

۲۔ اگر قاضی خود مہارت نہیں رکھتا تو ایک عادل آدمی یا دو عادل آدمیوں کے قول پر اعتماد کرے گا۔

وضاحت:

باطنی عیب سے مراد وہ ہے جو بغیر تحقیق کے معلوم نہ ہوں، پھر اس کی درج ذیل دو قسمیں ہیں:

۱۔ وہ عیوب جن کے آثار بدن پر ظاہر ہوں لیکن اس پر مرد یا عورتیں مطلع ہو سکتی ہوں، مثلاً باندی کا ثیبہ ہونا یا حاملہ ہونا۔

۲۔ وہ عیوب جن کے آثار بدن پر ظاہر نہ ہوں، مثلاً چوری کرنا، غلام کا بھاگنا وغیرہ۔

مذکورہ دفعہ میں باطنی عیوب میں پہلی قسم مراد ہے، یعنی جن کے آثار بدن پر ظاہر ہوں، پھر اس کی بھی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جس پر مرد مطلع ہو سکتے ہوں، تو اس میں قاضی خود اپنی مہارت سے فیصلہ کرے گا۔

اگر خود مہارت نہیں رکھتا تو دو عادل آدمی یا ایک عادل آدمی کے ذریعے عیب کے ثبوت کا فیصلہ کرے گا۔ کیا فقط ایک عادل آدمی کے خبر سے قاضی فیصلہ کرے گا یا بائع سے قسم بھی لے گا؟ اس کی تفصیل فقہاء احناف نے یوں ذکر کی ہے:

عیب کو دیکھا جائے گا اگر ایسا عیب ہو کہ اس عقد بیع کے بعد پیدا ہونے یا نہ ہونے میں اشکال ہو تو بائع سے قسم لی جائے گی اور عادل آدمی کے قول سے صرف خصوصیت ثابت ہوگی کہ عیب بیعہ میں موجود ہے اور اگر عیب ایسا ہو کہ اس مدت میں پیدا ہونے کا احتمال نہ ہو اور ایک عادل آدمی اس عیب کے ہونے کی گواہی دے تو بائع سے قسم لی جائے گی، اگر دو آدمیوں کی گواہی سے ثابت ہو تو بائع سے قسم نہیں لی جائے گی۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۸۶

(۲) نفس مصدر

اگر عیب ایسا ہو جس پر عورت مطلع ہو سکتی ہوں، پھر دو عادل عورتیں یا ایک عادل عورت عیب کے ہونے کی گواہی دے، مثلاً باندی کے حاملہ ہونے کی گواہی دے تو قاضی بائع سے قسم بھی لے گا، اگر وہ قسم کھائے تو مشتری کا خیار عیب کا دعویٰ باطل ہو جائے گا، اور اگر قسم سے انکار کرے تو مشتری خیار عیب کی وجہ سے بیعہ لوٹانے کا مجاز ہو گا۔

دفعہ نمبر ۵۷: بائع کو عیب کی وجہ سے بیعہ لوٹانے کے بعد بائع عیب باطن کا دعویٰ کرے تو اس کی درج ذیل صورتیں ہیں^(۱):

۱۔ مشتری اس عیب کا اقرار کرے کہ یہ میرے پاس پیدا ہوا تھا تو بیعہ مشتری کا ہو گا۔

۲۔ مشتری کہے کہ یہ عیب بائع کے پاس تھا تو قاضی بائع کو قسم دے گا۔

۳۔ مشتری کہے کہ مجھے اس کا علم نہیں تو قاضی مشتری کو قسم دے گا۔

وضاحت:

ایک شخص نے باندی خریدی، جس کے سر میں زخم تھا، مشتری نے قاضی کے فیصلہ کے ساتھ باندی بائع کو لوٹادی، پھر بائع نے دعویٰ کیا کہ باندی میں باطنی عیب مشتری کے پاس پیدا ہو گیا ہے، یعنی باندی مشتری کے پاس حاملہ ہو گئی ہے، تو اس کی درج ذیل تین صورتیں ہو سکتی ہیں^(۲):

پہلی صورت: مشتری اس عیب کا اقرار کرے کہ باندی میرے پاس حاملہ ہو گئی تھی، تو قاضی باندی مشتری کی ہوگی اور بائع پر زخم کا کوئی ضمان نہیں ہو گا۔

دوسری صورت: مشتری کہے کہ یہ باندی بائع کے پاس ہی حاملہ تھی، گویا مشتری نے بائع پر دعویٰ کیا تو قاضی بائع کو قسم دے گا، اگر اس نے قسم کھائی کہ باندی میرے پاس حاملہ نہیں تھی تو باندی مشتری کی ہوگی، اور اگر وہ قسم سے انکار کرے تو باندی بائع کی ہوگی۔

تیسری صورت: مشتری کہے کہ مجھے اس کا علم نہیں یعنی میرے پاس حاملہ نہیں تو قاضی اس کو قسم دے گا کہ حمل میرے پاس پیدا نہیں ہوا، پس اگر اس نے قسم کھائی تو باندی بائع کی ہوگی اور اگر انکار کرے تو باندی مشتری کی ہوگی۔

دفعہ نمبر ۵۶: باطنی عیب جس کے آثار بدن پر ظاہر نہ ہو، اس کے ثبوت کے لیے ضروری ہے کہ وہ عیوب بیعہ میں متعاقدین کے پاس یکساں حالت میں پائے جائیں^(۳)۔

وضاحت:

مشتری ایسے باطنی عیب کا دعویٰ کرے جس کے آثار بدن پر ظاہر نہ ہوں، مثلاً غلام کا بھاگنا، بستر پر پیشاپ کرنا وغیرہ، تو اس کے ثبوت کے لیے ضروری ہے کہ غلام مشتری اور بائع دونوں کے پاس عیب باطن سے معیوب ہو اور دونوں میں ایک ہی حالت میں ہو یعنی دونوں کے پاس بلوغت سے پہلے یا بلوغت کے بعد ہو، مثلاً مشتری دعویٰ کرے کہ میں نے غلام بائع سے خریدا اور اس میں بھاگنے کا عیب موجود ہے، تو دعویٰ تب صحیح ہو گا جب وہ بائع کے پاس بھاگنے کا دعویٰ کرے اور وہ بھی تب جب دونوں حالتوں میں عیب بلوغت سے پہلے ہو یا بلوغت کے بعد کا دعویٰ ہو^(۴)، لہذا اگر دعویٰ یوں ہو کہ غلام میں پیشاپ کا عیب بائع کے پاس بلوغت سے پہلے تھا اور مشتری کے پاس بلوغت کے بعد تو مشتری کا

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۸۶-۸۷

(۲) المحیط البرہانی، ۶: ۵۷۸-۵۷۹

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۸۸

(۴) المحیط البرہانی، ۶: ۵۷۷

دعویٰ ثابت نہیں ہوگا۔ البتہ فقہاء احناف نے عیب باطن میں جنون کو اس سے مششتی کیا ہے کیونکہ اس میں یہ دعویٰ کافی ہے کہ یہ بائع کے پاس مجنون تھا، خواہ مشتری کے پاس اس کا ظہور ہوا ہو یا نہیں۔

دفعہ نمبر ۷۷: مشتری کا دعویٰ عیب باطن میں صحیح ہونے کے بعد قاضی بائع کے ہاں عیب ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں بائع سے پوچھے گا^(۱)۔

وضاحت:

مشتری کا دعویٰ عیب باطن سے متعلق صحیح ہو جائے تو قاضی بائع سے پوچھے گا کہ یہ عیوب اس کے پاس تھے یا نہیں، اگر وہ اقرار کرے تو قاضی غلام یا باندی بائع کو لوٹا دے گا، اگر بائع انکار کرے تو قاضی بائع سے قسم لے گا کہ "میں نے اس غلام کو فروخت کیا اور میرے پاس حوالہ کرنے تک کبھی نہیں بھاگا تھا" بشرطیکہ مشتری کے پاس گواہ نہ ہو^(۲)۔

دفعہ نمبر ۷۸: ایک بیعہ کو دو صفقوں میں الگ الگ خریدے، پھر مشتری عیب کا دعویٰ کرے تو بائع کا قول معتبر ہوگا^(۳)۔

وضاحت:

مشتری نے بیعہ کا ایک حصہ ایک بیع میں خریدا اور دوسرا نصف حصہ الگ بیع کے ساتھ خریدا، پھر مشتری عیب کا دعویٰ کرے کہ یہ عیب دونوں بیع سے پہلے بائع کے ہاں پیدا ہوا تھا، بائع اس کا انکار کرے تو بائع کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا، بشرطیکہ مشتری کے پاس گواہ نہ ہو۔

دفعہ نمبر ۷۹: ایک بیعہ کو دو صفقوں میں خریدنے کے بعد مشتری عیب کا دعویٰ کرے، پھر بائع نصف میں عیب کا اقرار کرے تو اس کے ساتھ دوسرے نصف بیعہ میں عیب کا اقرار بھی ثابت ہو جائے گا^(۴)۔

وضاحت:

مشتری نے ایک بیعہ خریدا لیکن آدھا ایک بیع میں اور آدھا دوسری بیع میں، پھر مشتری کے عیب کے دعویٰ کرنے کے بعد بائع نصف میں اقرار کر لے کہ اس میں عیب دوسری بیع سے پہلے تھا تو دوسرے حصہ میں اقرار خود ثابت ہو جائے گا۔ لہذا مشتری کو اس اقرار کی وجہ سے کل بیعہ لوٹانے کا اختیار ہوگا۔ مثلاً مشتری نے ایک غلام کا نصف خریدا، پھر دوسری بیع میں نصف خریدا، اس کے بعد مشتری عیب کا دعویٰ کرے اور بائع نصف میں عیب کا اقرار کر لے تو پورے غلام میں اس کے اقرار کا اعتبار کیا جائے گا۔

البتہ اگر بائع کے انکار کرنے کے بعد قاضی قسم کا مطالبہ کرے، پھر بائع نے نصف میں عیب ہونے کے لیے قسم کھانے سے انکار کیا تو دوسرے نصف میں اس پہلے انکار کا اعتبار نہیں ہوگا۔ مثلاً قاضی نے قسم کا مطالبہ کیا کہ یہ دونوں بیع میں یہ عیوب اس کے ہاں نہیں تھے لیکن بائع نے نصف حصہ میں قسم سے انکار کیا تو قاضی اس نصف کو واپس کرے گا اور دوسرے نصف میں پہلے انکار کا اعتبار نہیں ہوگا۔

دفعہ نمبر ۸۰: باندی کو خریدنے کے بعد وہ آزاد ہونے کا دعویٰ کرے تو باندی کا قول معتبر ہوگا^(۵)۔

وضاحت:

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۸۸

(۲) المحیط البرہانی، ۶: ۵۷۷

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۸۹

(۴) نفس مصدر

(۵) نفس مصدر

مشتري نے باندی خريدى اور خريدنے وقت باندی موجود نہیں تھی، اس کے بعد مشتري اس باندی کو آگے بیچے، پھر باندی اپنے آزاد ہونے کا دعویٰ کرے تو باندی کے قول کا اعتبار کر کے قاضی ہر ایک کو ثمن لوٹانے کا حکم دے گا^(۱)۔

دفعہ نمبر ۸۱: مشتري بیعہ قبضہ کر لے، پھر متعاقدين کے درمیان عیب ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہو تو بائع کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا۔

وضاحت:

مشتري نے بیعہ قبضہ کر لیا، پھر متعاقدين کے درمیان بیعہ میں عیب ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہو جائے، مشتري دعویٰ کرے کہ اس میں عیب بائع کے پاس تھا اور بائع اس کا انکار کرے تو بائع کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا، مثلاً مشتري خاص برتن میں تیل خریدنے کے بعد اس میں مردہ چوہا دیکھے اور دعویٰ کرے کہ اس میں چوہا بائع کے پاس تھا اور بائع اس کا انکار کرے تو مشتري کے پاس گواہ نہ ہونے کی صورت میں بائع کا قول معتبر ہوگا کیونکہ وہ اس کے پاس عیب کے ہونے کا انکار کر رہا ہے۔ اگر برتن ایسا ہو جو مشتري کے دعویٰ کی تائید کرتا ہو تو مشتري کا قول معتبر ہوگا، مثلاً برتن بالکل بند ہو اور مشتري کے پاس اس کا کھلنا ممکن ہی نہ ہو^(۲)۔

دفعہ نمبر ۸۲: خیار عیب کی وجہ سے قاضی کے فیصلے کے بغیر بیعہ لوٹایا گیا تو بائع اس کو اپنے بائع اول کی طرف لوٹانے کا مجاز نہیں ہوگا۔

وضاحت:

مشتري خیار عیب کی وجہ سے بائع ثانی کو بیعہ لوٹانے کا ارادہ کرے تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

آپس کی رضامندی سے بیعہ واپس کرے گا یا قاضی کے فیصلے کے ساتھ، پہلی صورت میں بائع ثانی کو بائع اول کی طرف لوٹانے کا اختیار باطل ہوگا، دوسری صورت میں بائع ثانی کو عیب کی وجہ سے بائع اول کی طرف بیعہ لوٹانے کا اختیار ہوگا۔

دفعہ نمبر ۸۳: مشتري عیب کی وجہ سے بیعہ لوٹنا چاہے تو بائع کو قاضی کے فیصلے سے پہلے نہ لینے کا اختیار ہے بشرطیکہ اس نے خود بیعہ کسی سے خریدی ہو۔

وضاحت:

مشتري نے بیعہ میں عیب کا دعویٰ کیا اور بائع جانتا ہے کہ یہ عیب فروخت کرتے وقت اس میں موجود تھا، اگر بائع نے خود بیعہ کسی سے خریدا ہو تو اس کو اختیار ہے کہ قاضی کے فیصلے سے پہلے اس کو لینے سے انکار کرے^(۳)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قاضی کے فیصلے کے بغیر اگر بیعہ واپس کیا گیا تو مشتري اول کے لیے جائز نہیں کہ وہ بائع اول کو بیعہ واپس کرے، لہذا اس سے بچنے کے لیے بائع ثانی کو قاضی کے فیصلے تک نہ لینے کا اختیار دیا جائے گا۔ البتہ اگر بائع نے خود کسی سے خریدا نہ ہو تو اس پر فی الحال لینا لازم ہوگا۔

دفعہ نمبر ۸۴: مشتري بیعہ قبضہ کرنے سے پہلے بیعہ میں عیب دیکھے تو بیع باطل کرنے کے لیے بائع کو مطلع کرنا ضروری ہے۔

وضاحت:

(۱) موسوعۃ القواعد الفقہیۃ، ابو الجارث محمد صدق بن احمد الغزالی، ۱۰: ۷۴۰، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۲۲ھ = ۲۰۰۵ء

(۲) المحیط البرہانی، ۶: ۵۸۳

(۳) نفس مصدر

مشتری نے بیعہ میں عیب دیکھا اور بیعہ پر قبضہ بھی نہیں کیا، پھر وہ بیع کو باطل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے بائع کو مطلع کرے، بائع کو خبر دینے کے ساتھ بیع باطل ہو جائے گی، خواہ بائع راضی ہو یا نہ ہو۔ البتہ قبضہ کرنے کے بعد بیع باطل کرنا قاضی کی قضاء یا بائع کی رضامندی کے بغیر ممکن نہیں^(۱)۔

دفعہ نمبر ۸۵: بیعہ کے ہلاک ہونے کے بعد بائع کے لیے عیب کی تلافی جائز ہے۔

وضاحت:

مشتری نے بیعہ قبضہ کیا اور وہ اس کے پاس ہلاک ہو گیا، پھر مشتری عیب پر مطلع ہوا تو بائع کے لیے عیب کی تلافی ہلاک ہونے کے بعد جائز ہے یعنی مشتری عیب کے ضمان کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

دفعہ نمبر ۸۶: دو شخص ایک ہی بیعہ کے بیچنے کا دعویٰ کرے تو بیعہ قابض کو دونوں ثمنوں کے عوض حوالہ کر دیا جائے گا۔ اگر ان میں سے ایک کو عیب کی وجہ سے بیعہ واپس کر دیا گیا تو وہ دوسرے بائع پر رجوع نہیں کر سکتا^(۲)۔

وضاحت:

دو اشخاص جدا جدا دعویٰ کرے کہ قابض کے پاس جو بیعہ ہے وہ میں نے بیچا ہے اور اس نے ثمن ادا نہیں کیا اور دونوں اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کریں تو قاضی بیعہ قابض کو دونوں ثمنوں کے عوض حوالہ کر دے گا کیونکہ بیعہ حوالہ کرنے کے بعد صرف ثمن ثابت کرنا ضروری ہے جو کہ دین کی طرح ہے، گویا دو اشخاص نے اپنے قرض کا دعویٰ گواہ کے ساتھ ثابت کیا۔ اگر قابض بیعہ میں عیب دیکھے اور بیعہ دونوں میں سے ایک کو لوٹا دے تو قابض کو بائع ثانی سے رجوع کا اختیار نہیں ہوگا۔ البتہ اگر ایک سے عیب کا ضمان وصول کرے تو دوسرے سے بھی ضمان وصول کر سکتا ہے^(۳)۔

دفعہ نمبر ۸۷: مشتری اول بیعہ بیچنے کے لیے عیب کی نفی کرے، پھر مشتری ثانی بیعہ لوٹائے تو مشتری اول خیار عیب کی وجہ سے بیعہ لوٹا سکتا ہے^(۴)۔

وضاحت:

مشتری نے بیعہ بیچ دیا اور اس سے کہا کہ اس میں کوئی عیب نہیں یا کوئی خاص عیب کا انکار کرے، پھر ان کے درمیان بیع ختم ہو جائے اور مشتری اول بیعہ میں عیب پر مطلع ہو جائے تو اس کو اختیار ہوگا کہ وہ بیعہ بائع اول کو لوٹا دے، مثلاً مشتری کپڑا خرید کر آگے بیچے اور مشتری ثانی سے کہے کہ اس میں کوئی عیب نہیں، پھر کسی وجہ سے بیع ثانی ختم ہو جائے تو مشتری اول عیب کی وجہ سے کپڑا لوٹا سکتا ہے^(۵)۔ البتہ اگر غلام کو بیچے اور کسی متعین عیب کی نفی کے بعد اپنے بائع اول کو لوٹانا چاہے تو اس کو خیار عیب حاصل نہیں ہوگا۔

دفعہ نمبر ۸۸: بائع اعلام کے طور پر چند اوصاف بیان کرے تو مشتری کو اس کی وجہ سے خیار عیب حاصل نہیں ہوگا^(۶)۔

(۱) درر الحکام فی شرح مبدیۃ الاحکام، ۱: ۳۴۲

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۲

(۳) المحیط البرہانی، ۶: ۶۰۵

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۲

(۵) مجمع الانہر فی شرح ملتقى الاجر، ۲: ۵۲

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۳

وضاحت:

بائع اپنے باندی کو خطاب کرے: یا سارقہ، یا آتقہ، یا زانیہ وغیرہ تو مشتری ان کلمات کو بنیاد بنا کر بیعہ کو لوٹانے کا اختیار نہیں رکھتا۔ علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ کلمات چونکہ اعلام کے لیے ہیں اس وجہ سے مشتری کو اس کی وجہ سے خیار عیب حاصل نہیں ہوگا^(۱)۔
دفعہ نمبر ۸۹: بیٹا مشتری ہو اور باپ (بائع) کے مرنے کے بعد بیعہ میں عیب پر مطلع ہو جائے تو بیٹا بیعہ وراثہ کو واپس کر دے گا^(۲)۔

وضاحت:

باپ نے اپنے بیٹے کو بیعہ بیچا اور مر گیا، پھر بیٹا بیعہ میں عیب پر مطلع ہو جائے تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں^(۳):
۱۔ بیٹے کے علاوہ کوئی دوسرا وارث ہو تو بیٹا بیعہ اس کو واپس کر دے گا، پھر وہ میت کے بائع کو واپس کر دے گا۔
۲۔ بیٹے کے علاوہ کوئی دوسرا وارث نہ ہو تو قاضی مورث کی طرف سے خصم مقرر کرے، بیٹا بیعہ اس کو واپس کر دے گا اور وہ میت کے بائع کو واپس کرے گا۔

دفعہ نمبر ۹۰: بیٹا بائع ہو اور باپ مشتری، باپ کے مرنے کے بعد وراثہ بیعہ میں عیب پر مطلع ہو جائیں تو وہ بیعہ بیٹے کو واپس کریں گے^(۴)۔

وضاحت:

بیٹا، باپ کو بیعہ بیچے، پھر باپ کے مرنے کے بعد وراثہ بیعہ میں عیب دیکھیں تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں^(۵):
۱۔ بیٹے (بائع) کے علاوہ کوئی دوسرا وارث ہو تو وہ بیعہ اس بیٹے کو جو بائع ہے واپس کر دیں۔
۲۔ بیٹے (بائع) کے علاوہ دوسرا وارث نہ ہو تو واپس نہیں کر سکتا اور نہ عیب کا نقصان لے سکتا ہے۔
دفعہ نمبر ۹۱: بائع بیعہ حوالہ کرنے سے پہلے ثمن مشتری کو ہبہ کرے تو اس کو خیار عیب حاصل نہیں ہوگا^(۶)۔

وضاحت:

مشتری نے بیعہ خرید اور اس کو تاحال قبضہ نہیں کیا کہ بائع اس کا ثمن مشتری کو ہبہ کرے یا معاف کر دے، پھر مشتری بیعہ پر قبضہ کے بعد عیب پر مطلع ہو جائے تو اس کو خیار عیب حاصل نہیں ہوگا۔ البتہ اگر مشتری بیعہ قبضہ کرے، پھر بائع اس کا ثمن ہبہ کر دے یا معاف کر دے تو مشتری کو عیب پر مطلع ہونے کے بعد خیار عیب ہوگا۔
دفعہ نمبر ۹۲: بائع بیعہ کو عیبوں سے بری کرنے کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے^(۷)۔

وضاحت:

(۱) الاشیاء النظار، ابن نجیم زین الدین بن ابراہیم مصری، ص ۱۴۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۹ھ = ۱۹۹۹ء

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۳

(۳) البحر الرائق، ۶: ۴۰

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۳

(۵) رد المحتار، ۵: ۷

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۴

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۴

بائع بیعہ بیچے اور اس میں ہر قسم کے عیب سے براءت ذکر کرے تو اس شرط کے ساتھ بیع کرنا جائز ہے اور مشتری اگر عیب پر مطلع ہو جائے تو اس کا خیار باطل ہوگا، خواہ اس عیب کا علم بائع و مشتری کو ہو یا نہ ہو، بائع نے عیب کی جنس بیان کی ہو یا بیان نہ کی ہو بلکہ مجہول ہو^(۱)۔
دفعہ نمبر ۹۳: عیبوں سے براءت ان تمام عیوب کو شامل ہوگا جو مشتری کے قبضہ سے پہلے بیعہ میں موجود ہوں^(۲)۔

وضاحت:

بائع بیعہ کو ہر قسم عیب سے براءت کے ساتھ فروخت کرے تو اس کی درج ذیل تین صورتیں ہیں^(۳):
پہلی صورت: وہ عیوب جو عقد بیع کے وقت بیعہ میں موجود ہوں ان سے براءت ذکر کرے، ان عیوب سے بالاتفاق براءت حاصل ہو جائے گی، خواہ وہ عیوب معلوم ہوں یا مجہول۔
دوسری صورت: وہ عیوب جو عقد بیع کے وقت موجود نہ ہوں لیکن بیعہ پر قبضہ کرنے سے پہلے پیدا ہوں، اس میں اختلاف ہے، امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک براءت ان عیوب کو بھی شامل ہوگا جو بیع کے بعد اور قبضہ سے پہلے پیدا ہو، لہذا اگر مشتری کہے کہ عقد بیع کے بعد بیعہ میں یہ عیب پیدا ہوا ہے تو اس کو شیخین کے قول کے مطابق خیار عیب حاصل نہیں ہوگا۔
امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عیوب سے براءت ان عیوب کو شامل نہیں ہوگی جو عقد بیع کے وقت وہ موجود نہ ہو اور قبضہ سے پہلے پیدا ہوئی ہوں کیونکہ عقد بیع کے وقت وہ سرے سے موجود ہی نہیں تھی تو اس سے براءت ممکن نہیں۔
تیسری صورت: وہ عیوب جو عقد بیع اور قبضہ کے بعد پیدا ہوں تو یہ عیوب بالاتفاق براءت میں داخل ہیں کیونکہ اس عیوب کی وجہ سے مشتری کو خیار عیب حاصل ہی نہیں ہو سکتا۔

دفعہ نمبر ۹۴: عقد کے بعد پیدا ہونے والے عیب سے براءت کے شرط کے ساتھ بیع فاسد ہوگی^(۴)۔

وضاحت:

بائع اس شرط کے ساتھ بیعہ بیچے کہ میں ہر اس عیب سے بری ہوں گا جو اس میں موجود ہے اور جو اس میں بعد میں پیدا ہوگا تو بیع فاسد ہوگی^(۵)۔ علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ قول امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر مبنی ہے کیونکہ اس کے نزدیک عقد بیع بعد اور قبضہ سے پہلے عیوب براءت کو شامل نہیں ہو سکتی^(۶)۔

دفعہ نمبر ۹۵: بائع نے مطلق براءت کا اظہار کیا، پھر متعاقبین کا عیب کے قبل العقد اور بعد العقد پیدا ہونے میں اختلاف ہو جائے تو بائع کا قول معتبر ہوگا^(۷)۔

وضاحت:

(۱) قرۃ عن الاختیار للکملیہ والمختار، ابن عابدین علاء الدین محمد بن عمر، ۸: ۴۰۳، دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت، تن

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۴

(۳) بدائع الصنائع، ۵: ۲۷۷

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۵

(۵) البحر الرائق، ۶: ۷۲

(۶) منہج الحائق علی ہوامش البحر الرائق، ابن عابدین علاء الدین محمد بن عمر شامی، ۶: ۷۲، دار الکتب العلمی، تن

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۵

بائع نے عیب سے مطلقاً براءت بیان کی، بیع کے وقت کے عیبوں کے ساتھ خاص نہیں کیا، پھر متعاقدین کا اختلاف پیدا ہو جائے، بائع کہے کہ یہ عیب عقد بیع کے بعد نیا پیدا ہوا ہے اور مشتری کہے کہ یہ عقد بیع سے پہلے کا ہے تو امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک بائع کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا کیونکہ بائع مشتری کے خیار عیب کو باطل کرنا چاہتا ہے اور یہ ظاہر کے موافق بھی ہے کیونکہ شرط براءت موجود ہے^(۱)۔

دفعہ نمبر ۹۶: براءت کی گواہی دینے والا خود مشتری بن جائے تو عیب کی وجہ سے خیار اس کو حاصل ہوگا^(۲)۔

وضاحت:

ایک شخص نے بائع کی طرف سے گواہی دی کہ اس نے ہر قسم کے عیب سے براءت کی تھی، پھر گواہ خود مبیع خریدے اور عیب پر مطلع ہو جائے تو گواہی کی وجہ سے اس کا خیار عیب باطل نہیں ہوگا بلکہ عیب کی وجہ سے لوٹانے کا حق اس کو حاصل ہوگا، گواہی دینا اس کی طرف سے عیب پر راضی ہونے کے مترادف نہیں ہے^(۳)۔

البتہ اگر کسی مختص عیب کی براءت کی گواہی دے، پھر گواہ نے اسی معیوب چیز کے خریدنے پر اقدام کیا تو اس کو اسی عیب کی وجہ سے خیار عیب حاصل نہیں ہوگا کیونکہ وہ خریدتے وقت اس عیب کو جاننے والا تھا۔ مثلاً مشتری نے دعویٰ کیا کہ غلام میں بھاگنے کا عیب ہے، کسی نے گواہی دی کہ بائع نے اس عیب سے عقد بیع کے وقت براءت ذکر کی تھی۔ پھر یہی گواہ خود ہی یہ غلام لینے کا اقدام کرے تو اس کو اس عیب کی وجہ سے خیار عیب نہیں ہوگا^(۴)۔

دفعہ نمبر ۹۷: مشتری، بائع کو ہر قسم حق سے بری کرے تو اس میں خیار عیب بھی داخل ہوگا^(۵)۔

وضاحت:

مشتری بائع کو کہے کہ میں نے تمہیں ہر قسم حق سے بری کر دیا تو اس میں مبیع کے عیوب وغیرہ بھی داخل ہوں گے، یعنی مشتری کو عیب کے ذریعے لوٹانے کا حق حاصل نہیں ہوگا^(۶)۔ البتہ ضمانت اس میں داخل نہیں ہوگا، مثلاً ایک شخص ضامن بن گیا کہ اس زمین میں کوئی مستحق نکل آیا تو میں اس کا ضامن ہوں گا، پھر مشتری اس ضامن کو ہر قسم کے حقوق سے بری کرے تو اس میں یہ ضمانت داخل نہیں ہوگی، لہذا اگر کوئی شخص مستحق نکلا تو مشتری کو ضامن سے رجوع کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بری کرنے میں وہ حقوق داخل ہیں جو فی الحال ضامن پر ہوں اور ضمانت کا حق استحقاق کے وقت ثابت ہوتا ہے^(۷)۔

دفعہ نمبر ۹۸: بائع تمام عیوب سے اپنے آپ کو بری کرنے کے بعد مشتری عیب پر مطلع ہو جائے، پھر متعاقدین کا اختلاف ہو جائے کہ عیب بری کرنے کے بعد بائع کے پاس پیدا ہوا ہے یا نہیں تو اس میں مشتری کا قول معتبر ہوگا^(۸)۔

(۱) دررالحکام شرح غرر الاحکام، ۲: ۱۶۷

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۵

(۳) الاصل المعروف بالمبسوط، ۵: ۱۷۸

(۴) المبسوط للسرخسی، ۱۳: ۹۵

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۵

(۶) فتح القدیر، ۶: ۴۰۰

(۷) رد المحتار، ۵: ۴۵

(۸) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۵

وضاحت:

مشتري بائع کو بیعہ میں موجود عیوب سے بری کرے، پھر مشتری خیار عیب کا دعویٰ کرے کہ بیعہ میں عیب بری کرنے کے بعد بائع کے پاس پیدا ہوا ہے تو اس میں مشتری کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا بشرطیکہ بائع کے پاس گواہ نہ ہو^(۱)۔

دفعہ نمبر ۹۹: مشتری بیعہ اس شرط کے ساتھ خریدے کہ اس میں ایک عیب ہے پھر اس میں ایک سے زائد عیب پائے تو مشتری کو خیار عیب حاصل ہوگا۔^(۲)

وضاحت:

مشتري نے اس شرط کے ساتھ بیعہ خریدا کہ اس میں ایک عیب ہے، پھر قبضہ کرنے کے بعد اس میں دو عیب پائے تو مشتری کو خیار عیب حاصل ہوگا^(۳)، اگر بیعہ ہلاک ہونے کی وجہ سے لوٹانا ممکن نہ رہا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک بائع کو دونوں عیبوں میں سے جس عیب کا نقصان نقصان دینا چاہیے اختیار ہوگا۔ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک مشتری کو اختیار ہوگا دونوں عیبوں میں سے جس کو چاہے اس کی تلافی کرے کیونکہ مشتری نے ہی بائع کو بری کیا ہے لہذا اختیار بھی مشتری کا ہوگا^(۴)۔

دفعہ نمبر ۱۰۰: بیعہ میں مجہول عیوب سے براءت عیب کے اقرار کے مترادف نہیں ہے^(۵)۔

وضاحت:

بائع نے بیعہ بیچا اس شرط پر کہ وہ بیعہ میں ہر عیب سے بری ہوگا تو اس میں بائع کی طرف سے عیب کا اقرار نہیں پایا جاتا، مثلاً ایک شخص دو غلام ایک ثمن کے ساتھ بیچے اور کسی معین غلام میں ہر قسم عیب سے براءت حاصل کرے، پھر مشتری کے پاس دونوں غلاموں میں سے ایک میں مستحق نکل آئے اور دوسرے میں عیب پائے تو دونوں غلاموں کی قیمت بغیر عیب کے لگائی جائے، پھر مستحق غلام کی قیمت معلوم کر کے بائع سے رجوع کرے^(۶)۔

البتہ اگر بیعہ میں ایک یا دو عیوب کی نفی کرے تو یہ بیعہ میں عیب کا اقرار کرنا ہے۔ مثلاً دو غلام ایک ثمن کے ساتھ بیچے اور ایک متعین غلام میں ایک یا دو عیوب سے براءت حاصل کرے، پھر ایک غلام کا کوئی مستحق نکل آئے اور دوسرے میں عیب پائے تو دونوں غلاموں کی قیمت لگائی جائے گی، ایک صحیح غلام اور دوسرے عیب دار غلام کی اور اس سے مستحق غلام کی قیمت معلوم کر کے بائع سے رجوع کرے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بائع جب ایک عیب سے اپنے آپ کو بری کرے تو یہ اس عیب کا اقرار کرنا ہے۔

دفعہ نمبر ۱۰۱: بیعہ میں عیوب کی ضمانت لینا جائز نہیں^(۷)۔

وضاحت:

(۱) المحیط البرہانی، ۶: ۵۹۸

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۵

(۳) التجرید للقدوری، ابوالحسنین احمد بن محمد بن احمد، ۵: ۲۲۸۹، دارالسلام، قاہرہ، ۱۴۲۷ھ = ۲۰۰۶ء

(۴) المحیط البرہانی، ۶: ۵۹۸

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۶

(۶) البحر الرائق، ۶: ۷۳

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۶

مشتري غلام خريده اور كوئى شخص بيعه ميں عيوب كا ضامن بن جائے تو يہ ضمان صحيح نہيں، لہذا اگر بيعه ميں كوئى عيب پايا گیا اور مشتري خيار عيب كے ذريعے بيعه بائع كو لوٹا دے تو اس شخص پر كوئى ضمان نہيں ہوگا، يہ امام ابو حنيفه رحمہ اللہ كا قول ہے^(۱)۔ علامہ شامى رحمہ اللہ نے اس كى وجہ يہ ذكر كى ہے كہ اس ضمان ميں تين احتمال ہيں: پہلا يہ كہ اس ضمان سے مراد ان عيوب كى تداوى اور علاج مقصود ہو، دوسرا يہ كہ وہ اس كے نقصان كا ضامن ہو، تيسرا يہ كہ وہ بيعه بائع كو بغير كسى جھگڑے كے واپس كرنے كا ضامن ہو ان مختلف احتمالات كى وجہ سے يہ ضمانت فاسد ہوگی^(۲)۔

امام ابو يوسف رحمہ اللہ كے نزديك يہ ضمان الدر كے مشابہ ہے اور ضمان الدر كے بالاتفاق جائز ہے۔ ضمان الدر كے مراد يہ ہے كہ بيعه ميں كوئى مستحق نكل آيا تو ميں اس كا ضامن ہوں گا، پھر بيعه ميں كوئى مستحق نكل آئے تو اس شخص پر ضمان آئے گا۔ البتہ كوئى شخص بيعه ميں عيب كے ثمن كا ضامن بن جائے تو يہ ائمہ ثلاثہ كے نزديك جائز ہے^(۳)۔
دفعہ نمبر ۱۰۲: بيعه ميں عيب پانے كے بعد بائع سے عيب كے بدلے صلح كرنا جائز ہے^(۴)۔

وضاحت:

مشتري بيعه خريد كر ثمن ادا كرنے كے بعد اس ميں عيب پر مطلع ہو جائے، پھر بائع نے اس عيب كے بدلے مشتري سے صلح كيا اور مشتري راضى ہو گیا تو يہ صلح جائز ہے، پھر اس كى درج ذيل دو صورتیں ہيں^(۵):
پہلى صورت: ثمن كى جنس سے كچھ حصہ پر صلح كرے، مثلاً ثمن دراہم ہو اور صلح بھی دراہم پر ہو جائے تو فى الحال اور اجل مقرر دونوں كے ساتھ جائز ہے۔

دوسرى صورت: ثمن كى جنس كے علاوہ ہو، مثلاً ثمن دراہم ہو اور صلح دنانيہ پر ہو جائے، تو اس كے ليے شرط يہ ہے كہ جس چيز پر صلح ہوئی ہو وہ جدا ہونے سے پہلے پہلے اسى مجلس ميں حوالہ كرے ورنہ صلح جائز نہيں ہوگی۔

دفعہ نمبر ۱۰۳: بيعه بيچنے كے بعد مشتري اول ثمن وصول كر لے تو وہ بائع اول سے عيب پر صلح نہيں كر سكتا^(۶)۔

وضاحت:

ايك شخص ہزار درہم كے بدلے بيعه خريد كر بیچ دے اور ثمن وصول كر لے، پھر مشتري اول عيب پر مطلع ہو جائے تو اس كو خيار عيب حاصل نہ ہونے كى وجہ سے اپنے بائع سے صلح بھی صحيح نہيں كيونكہ بيچنے كے ساتھ مشتري اول كا خيار باطل ہو جاتا ہے۔ اسى طرح اگر بيعه مشتري ثانى كے پاس مر جائے اور وہ عيب پر مطلع ہونے كے بعد اپنے بائع كے ساتھ صلح كرے تو امام ابو حنيفه رحمہ اللہ كے نزديك بائع ثانى كو بائع اول سے عيب پر صلح نہيں كر سكتا كيونكہ وہ اس كا خصم ہی نہيں۔ صاحبين كے نزديك اس كے ليے خيار عيب كے ذريعے عيب كى تلافى جائز ہے^(۷)۔

(۱) التہر الفائق، ۳: ۴۱۴

(۲) رد المحتار، ۵: ۳۸

(۳) مجمع الضمانات، ص ۲۲۸

(۴) فتاوى عالمگیری، ۳: ۹۷

(۵) المحیط البرہانى، ۶: ۶۰۱

(۶) فتاوى عالمگیری، ۳: ۹۷

(۷) المحیط البرہانى، ۶: ۶۰۱

دفعہ نمبر ۱۰۴: عیب کے بدلے صلح کرنا ثمن کی جنس سے حالاً اور نسیئہ دونوں جائز ہے^(۱)۔

وضاحت:

مشتري عیب پر مطلع ہو جائے اور اپنے بائع کے ساتھ صلح کرنا چاہے تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں^(۲):
پہلی صورت: ثمن کی جنس سے صلح کرے تو فی الحال ادا کرنا اور مجلس کے بعد ادا کرنا دونوں جائز ہے گویا بائع نے بعض ثمن مشتری کو حوالہ کر دیا، اس میں استبدال نہیں ہوگا، مثلاً ثمن دراہم ہو اور صلح میں بھی دراہم مقرر ہو جائے یا ثمن غیر معین کیلی یا موزونی چیز ہو اور صلح بھی اسی جنس کے بعض حصہ پر کی جائے۔

دوسری صورت: ثمن کی جنس کے علاوہ ہو تو فی الحال مجلس میں ادا کرنا ضروری ہے، اگر ادائیگی سے پہلے جدا ہو جائے تو صلح باطل ہو جائے گی کیونکہ اس میں ربا ہے، مثلاً ثمن دراہم ہو اور صلح میں دنانیر مقرر ہو جائے تو مجلس میں ادا کرنا ضروری ہوگا۔ البتہ اگر خلاف جنس میں ربا کا خطرہ نہ ہو تو جائز ہوگا، مثلاً ثمن کیلی یا موزونی چیز ہو خواہ معین ہو یا غیر معین اور صلح دراہم یا دنانیر پر ہو جائے تو جدا ہونے کے ساتھ صلح پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

دفعہ نمبر ۱۰۵: عیب کے زائل ہونے کے بعد بدل صلح بھی واپس کیا جائے گا^(۳)۔

وضاحت:

مشتري عیب پر مطلع ہونے کے بعد اپنے بائع سے صلح کر کے قبضہ بھی کر لے، پھر بیعہ سے عیب زائل ہوئے تو مشتری پر لازم ہے کہ بدل صلح بائع کو لوٹا دے۔ البتہ اگر بیعہ سے عیب مشتری کی ملکیت سے نکلنے کے بعد ختم ہو جائے تو بدل صلح واپس کرنا لازم نہیں^(۴)۔
دفعہ نمبر ۱۰۶: مشتری کے لیے تمام عیوب سے صلح جائز ہے اگرچہ بیعہ میں عیوب موجود نہ ہو^(۵)۔

وضاحت:

مشتري بیعہ خریدنے کے بعد اپنے بائع سے تمام عیوب سے صلح کرے اور بائع راضی ہو جائے تو یہ جائز ہے، مثلاً مشتری کہے کہ میں بیعہ میں موجود تمام عیوب سے ایک درہم کے بدلے صلح کرتا ہوں اور بائع راضی ہو جائے تو یہ صحیح ہوگا اور بائع ایک درہم حوالہ کرے گا^(۶)۔ البتہ اگر مشتری یہ کہے کہ میں ایک درہم کے بدلے عیوب خریدنے تو یہ ناجائز ہوگا۔

دفعہ نمبر ۱۰۷: صلح کے معاملہ میں محل عیب کو ذکر کرنا عیب بیان کرنے کے مترادف ہے^(۷)۔

وضاحت:

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۷

(۲) المحیط البرہانی، ۶: ۶۰۱

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۷

(۴) فتح القدیر، ۶: ۴۰۰

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۷

(۶) فتح القدیر، ۶: ۴۰۰

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۷

مشتري نے بيعہ کے کسی جزء میں عیب دیکھا اور عیب بیان کیے بغیر بائع اس کے ساتھ کسی چیز پر صلح کرے تو جائز ہے اگرچہ عیب کو بیان نہ کیا گیا ہو کیونکہ صلح کے معاملہ میں محل عیب کو ذکر کرنا عیب بیان کرنے کے مترادف ہے، مثلاً مشتری نے بيعہ کے آنکھ میں عیب کا دعویٰ کیا اور بائع نے عیب سے صلح کی تو آنکھ کا ذکر کرنا عیب بیان کرنے کے مترادف ہوگا^(۱)۔

دفعہ نمبر ۱۰۸: متعاقدین کا عیب کے بدلے صلح ہو جائے کہ بائع بدل صلح ادا کرے بيعہ مشتری کا ہو گا تو یہ جائز ہے^(۲)۔
وضاحت:

مشتري عیب کا دعویٰ کرے اور بائع عیب سے صلح کر کے کچھ ادا کرے اس شرط پر کہ بيعہ مشتری کا ہو گا تو یہ جائز ہے^(۳)۔
دفعہ نمبر ۱۰۹: متعاقدین کا صلح ہو جائے کہ بيعہ بائع لے اور مشتری عیب سے کچھ بدل صلح ادا کرے تو یہ ناجائز ہے^(۴)۔
وضاحت:

مشتري عیب کا دعویٰ کرے اور مشتری کچھ ادا کر کے صلح کرے اس شرط پر کہ بيعہ بائع واپس لے گا تو یہ ناجائز ہے^(۵)، علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ رشوت کی ایک صورت ہے جو ناجائز ہے^(۶)۔
دفعہ نمبر ۱۱۰: اپنے بائع کو کم ثمن پر عیب دار بيعہ بیچنا جائز ہے۔
وضاحت:

مشتري ثمن ادا کرنے کے بعد بيعہ میں عیب پائے، پھر جس ثمن پر بائع سے بيعہ خریدا تھا اس سے کم ثمن پر بائع کے ہاتھ بيعہ بیچنا چاہے فقہاء احناف نے اس کو جائز قرار دیا ہے، بشرطیکہ مشتری نے پہلے پورا ثمن ادا کیا ہو^(۷)۔
دفعہ نمبر ۱۱۱: مشتری کے فعل کے ساتھ بيعہ کی قیمت کم ہو جائے اور پھر عیب پر مطلع ہو جائے تو بائع کے لیے جائز ہے کہ جانبین کی صلح کے ساتھ ثمن سے کچھ کم کر کے بيعہ لے لے^(۸)۔
وضاحت:

مشتري نے بيعہ قبضہ کیا اور اس کے کسی تصرف کی وجہ سے بيعہ کی قیمت کم ہو جانے کے بعد مشتری عیب پر مطلع ہو جائے، پھر دونوں صلح کرے کہ بيعہ بائع لے گا اور مشتری کے فعل کی وجہ سے جو کمی آئی ہے اس کے بدلے ثمن سے کمی کر دی جائے گی تو یہ صلح جائز ہے، مثلاً مشتری نے کپڑا خریدا اور اس کو سلوانے کے لیے کاٹ دیا، پھر وہ عیب پر مطلع ہو جائے اور بائع کو کہے کہ ثمن سے کچھ کم کر کے کپڑا واپس لے لو تو یہ صلح

(۱) المحیط البرہانی، ۶: ۶۰۳

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۷

(۳) مجمع الانہر فی ملتقى البحر، ۲: ۵۳

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۷

(۵) البحر الرائق، ۶: ۴۰

(۶) رد المحتار، ۵: ۴۶

(۷) المحیط البرہانی، ۶: ۶۰۳

(۸) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۷

متعاقدین کے درمیان جائز ہوگی اور جس قدر ثمن سے بائع کے پاس رہ گیا وہ اس نقصان کے بدلے ہوگا جو مشتری نے کاٹنے کے ساتھ کپڑے میں پیدا کیا ہے^(۱)۔ البتہ جو ثمن بائع کے پاس رہ جائے وہ اس کے لیے جائز ہوگا یا نہیں؟ اس میں تفصیل ہے^(۲):

بائع اس عیب کا اقرار کرے اور پھر صلح ہو جائے تو طرفین کے نزدیک بائع کے لیے یہ ثمن جائز نہیں بلکہ مشتری کو لوٹانا واجب ہے، امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اس کو لوٹانا لازم نہیں۔

اگر بائع انکار کرے تو اس کی دو صورتیں ہیں: عیب ایسا ہو کہ مشتری کے پاس اس کے مثل پیدا ہونا ممکن نہ ہو مثلاً غلام خرید اور اس کی زائد انگلی ہو تب بھی وہی اختلاف ہے جو اقرار کی صورت میں ہے، اگر عیب ایسا ہو کہ مشتری کے پاس اس کے مثل پیدا ہونے کا امکان ہو اور بائع اس کا انکار کرے کہ یہ میرے پاس نہیں پیدا ہوا تو اس کے لیے وہ ثمن بالاتفاق جائز ہے۔

دفعہ نمبر ۱۱۲: بیعہ پر قبضہ کرنے سے پہلے بدل صلح بیعہ کا حصہ شمار ہوگا^(۳)۔

وضاحت:

مشتری نے بیعہ خرید اور قبضہ کرنے سے پہلے عیب پر مطلع ہوا، پھر بائع کے ساتھ صلح کیا اور اس نے مشتری کا بدل صلح ادا کر دیا تو فقہاء کے نزدیک یہ زیادتی (بدل صلح) بیعہ کا حصہ شمار ہوگا، مثلاً ایک شخص نے غلام خرید اور قبضہ سے پہلے اس میں عیب پر مطلع ہو گیا، پھر بائع نے بدل صلح میں مشتری کو دوسرا غلام حوالہ کیا، تو یہ غلام بیعہ کا حصہ ہوگا جو مشتری نے دو غلام خریدے، اگر ایک غلام کا کوئی مستحق نکل آیا تو مشتری بائع سے نصف ثمن کا رجوع کرے گا^(۴)۔

دفعہ نمبر ۱۱۳: بدل صلح میں منفعت اجارہ کے حکم میں ہوتا ہے^(۵)۔

وضاحت:

متعاقدین عیب سے صلح کرے اور بدل صلح میں یہ طے پائے کہ وہ اس کے کسی چیز سے منفعت حاصل کرے گا تو یہ جائز ہے اور یہ اجارہ کے حکم میں ہوگا، مثلاً دونوں اس بات پر راضی ہو جائے کہ مشتری بائع کی سواری کو ایک مہینہ کے لیے یا کسی معلوم جگہ تک استعمال میں لائے گا^(۶)۔

دفعہ نمبر ۱۱۴: بائع نے بیعہ میں موجود عیب بائع کے ساتھ صلح کیا، پھر وہ عیب زائل ہو جائے تو بائع بدل صلح کو واپس لینے کا مجاز ہوگا^(۷)۔

وضاحت:

مشتری نے بیعہ خرید اور عیب کا دعویٰ کیا، بائع نے اس عیب کے بدلے دراہم حوالہ کیے، پھر بیعہ میں موجود عیب زائل ہو گیا تو بائع کے لیے جائز ہے کہ مشتری سے بدل صلح کا مطالبہ کرے کیونکہ جس عیب کے بدلے اس نے دراہم لیے ہیں، وہ عیب ختم ہو گیا ہے^(۸)۔

(۱) المحیط البرہانی، ۶: ۶۰۳

(۲) نفس مصدر

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۸

(۴) البحر الرائق، ۶: ۷۳

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۸

(۶) مجمع الانہر فی شرح ملتقى البحر، ۲: ۳۰۹

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۸

(۸) البحر الرائق، ۶: ۷۳

دفعہ نمبر ۱۱۵: وصی میت کا مال فروخت کرے تو عیب کی وجہ سے اس کو واپس کیا جاسکتا ہے^(۱)۔

وضاحت:

وصی میت کے مال کو فروخت کرے تو عیب کی وجہ سے بیعہ لوٹایا جاسکتا ہے کیونکہ حقوق بیع عاقد کی طرف راجع ہوتے ہیں خواہ میت نے اپنی زندگی میں اس کو وصی مقرر کیا ہو یا قاضی نے۔

دفعہ نمبر ۱۱۶: وصی میت کے مال کو فروخت کرے تو ہلاک ہونے کی صورت میں ضمان وصی پر ہوگا^(۲)۔

وضاحت:

وصی نے بیعہ بیچ کر ثمن قبضہ کر لیا لیکن تاحال بیعہ حوالہ نہیں کیا تو وصی اس کا ضمان ہوگا کیونکہ بیع میں حقوق عاقد کی طرف لوٹتے ہیں، لہذا ثمن لوٹا کر بیعہ کا ضمان وصی پر ہوگا۔

دفعہ نمبر ۱۱۷: مشتری کے مرنے کے بعد وصی عیب کی وجہ سے بیعہ واپس کر سکتا ہے^(۳)۔

وضاحت:

مشتری نے ثمن مؤجل کے ساتھ بیعہ خریدا اور ثمن حوالہ کرنے سے پہلے مر گیا، پھر وصی بیعہ میں عیب پائے تو اس عیب کو خیار عیب حاصل ہوگا اور بیعہ بائع کو لوٹا سکتا ہے۔

دفعہ نمبر ۱۱۸: مشتری کے مرنے کے بعد وصی، بائع کے ساتھ اقالہ کر سکتا ہے^(۴)۔

وضاحت:

مشتری نے ثمن مؤجل کے ساتھ بیعہ خریدا، ثمن حوالہ کرنے سے پہلے مشتری مر گیا، پھر وصی، بائع کے ساتھ اقالہ کر کے بیعہ لوٹا سکتا ہے۔
دفعہ نمبر ۱۱۹: مشتری بیعہ پر قبضہ کر کے مرجائے، پھر قاضی کے فیصلے کے ساتھ وصی عیب کی وجہ سے بیعہ لوٹائے تو دوسرے قرض خواہ اس تصرف کو ختم نہیں کر سکتے^(۵)۔

وضاحت:

مشتری نے ثمن مؤجل کے ساتھ بیعہ خریدا اور ثمن حوالہ کرنے سے پہلے مشتری مر گیا، اس کے علاوہ بھی مشتری کے قرض خواہ تھے، پھر وصی نے بیعہ بائع کو لوٹا دیا تو اس کی دو صورتیں ہیں: وصی نے قاضی کے فیصلے کے ساتھ لوٹایا ہوگا یا بغیر قاضی کے فیصلے کے۔ اگر قاضی کے فیصلے کے ساتھ لوٹایا ہو تو دوسرے قرض خواہوں کو اس تصرف کو ختم کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ اگر قاضی کے فیصلے کے بغیر ہو تو دوسرے قرض خواہ، اس تصرف کو ختم کر سکتے ہیں۔ مثلاً مشتری نے کپڑا ایک ہزار کے بدلے ثمن مؤجل کے ساتھ خریدا، ثمن حوالہ کرنے سے پہلے مشتری مر گیا، مشتری پر اس کے علاوہ ایک ہزار قرض بھی تھا، پھر وصی نے عیب کی وجہ سے بیعہ قاضی کے فیصلے کے ساتھ لوٹا دیا تو قرض خواہ مشتری

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۹

(۲) نفس مصدر

(۳) نفس مصدر

(۴) نفس مصدر

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۹

کے اس تصرف کو باطل نہیں کر سکتا^(۱)۔ البتہ اگر بائع نے قاضی کے فیصلے کے بغیر عیب کی وجہ سے بیعہ واپس لیا، پھر قرض خواہ کو پتہ چلا تو وہ اس تصرف کو ختم کر کے اپنا قرض وصول کر سکتا ہے۔

دفعہ نمبر ۱۲۰: مرے ہوئے مشتری کا وصی بیعہ بائع کو قاضی کے فیصلے کے ساتھ لوٹانا چاہے تو وہ بیعہ بائع کو نہیں لوٹا سکتا بشرط یہ کہ قاضی جانتا ہو کہ بائع کے دوسرے قرض خواہ بھی موجود ہیں^(۲)۔

وضاحت:

مشتری بیعہ خریدے اور ثمن حوالہ کرنے سے پہلے مشتری مر جائے، اس کے بعد وصی، بائع کو بیعہ لوٹانا چاہے لیکن وہ اس کے لینے سے انکار کرے، پھر وہ قاضی کے پاس آئے اور قاضی کو مشتری کے دوسرے قرض خواہ کے بارے میں معلوم ہو تو قاضی کو یہ اختیار نہیں کہ بیعہ بائع کو لوٹا دے، بلکہ بیعہ بیچ کر ثمن قرض خواہ اور بائع کے درمیان تقسیم کرے گا^(۳)۔ البتہ اگر قاضی قرض خواہ سے واقف نہ ہو تو بیعہ بائع کو لوٹا سکتا ہے۔ اگر بیعہ لوٹانے کے بعد قرض خواہ گواہ کے ذریعے اپنا قرض ثابت کر دے تو بائع کو اختیار ہوگا، اگر چاہے تو بیعہ اپنے پاس رکھے اور قرض خواہ کو بیعہ کا آدھا ثمن دے یا بیعہ وصی کو واپس کر دے تاکہ دونوں کے قرضہ میں فروخت کر دے۔

دفعہ نمبر ۱۲۱: صحت کی حالت میں خریدی ہوئی چیز کو بیماری میں قاضی کے فیصلے کے بغیر واپس کر دے یا اقالہ کرے تو یہ جائز ہے بشرطیکہ مشتری اس بیماری سے صحت یاب ہو جائے^(۴)۔

وضاحت:

ایک شخص نے صحت کی حالت میں غلام خرید اور ثمن حوالہ کرنے سے پہلے بیمار ہو گیا، مشتری پر پہلے سے قرض بھی ہو، پھر اس نے بیعہ بائع کو عیب کی وجہ سے یا اقالہ کے ذریعے قاضی کے فیصلے کے بغیر واپس کیا تو یہ جائز ہوگا، بشرطیکہ مشتری اس مرض سے صحت یاب ہو جائے۔ اگر اسی مرض میں فوت ہو جائے تو دوسرے قرض خواہ اس اقالہ کو باطل کر سکتے ہیں^(۵)۔

دفعہ نمبر ۱۲۲: وکیل بالبیع کو عیب کی وجہ سے قاضی کے فیصلے کے ساتھ بیعہ واپس کیا گیا تو وہ بیعہ مؤکل کا ہوگا^(۶)۔

وضاحت:

ایک شخص نے کسی ایسے شخص کو جو آزاد اور عاقل ہو، کو بیعہ بیچنے کا وکیل بنایا، اس نے بیعہ بیچ دیا، پھر مشتری نے عیب کی وجہ سے بیعہ لوٹایا تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں^(۷):

- (۱) المحیط البرہانی، ۶: ۶۰۶
- (۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۹
- (۳) المحیط البرہانی، ۶: ۶۰۷
- (۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۹
- (۵) المحیط البرہانی، ۶: ۶۰۷
- (۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۹
- (۷) منہج المؤلف علی البحر الرائق، ۶: ۶۲

پہلی صورت: اگر قاضی کے فیصلے کے ساتھ ہو تو بیعہ مؤکل کو واپس کیا جائے گا خواہ مشتری کے گواہوں کے ذریعے اس کو واپس کیا گیا ہو یا وکیل کا قسم سے انکار کرنے کے ساتھ۔ البتہ اگر قاضی کے سامنے وکیل اس عیب کا اقرار کرے تو عیب کو دیکھا جائے گا اگر عیب قدیم ہو مثلاً غلام کی زائد انگلی ہو، تو مؤکل کو واپس کیا جائے گا اور اگر عیب حادث ہو جس کی مثل بعد میں پیدا ہو سکتی ہو تو یہ بیعہ وکیل کا ہوگا۔

دوسری صورت: مشتری قاضی کے فیصلے کے بغیر بیعہ وکیل کو لوٹائے تو یہ بیعہ وکیل کا ہوگا، مؤکل کو واپس نہیں کیا جائے گا خواہ عیب قدیم ہو یا حادث۔

دفعہ نمبر ۱۲۳: قاضی کے سامنے وکیل بالبیعہ کو بیعہ ایسے عیب کی وجہ سے واپس کیا گیا جس کا مثل پیدا ہو سکتا ہو تو بیعہ وکیل کا ہوگا اور وکیل اپنے بائع کا خصم ہوگا^(۱)۔

وضاحت:

کسی شخص کو بیعہ بیچنے کا وکیل بنایا گیا اور وہ بیعہ بیچ دے، پھر بیعہ ایسے عیب کی وجہ سے وکیل کو لوٹایا گیا جس کا مثل بیعہ میں پیدا ہو سکتا ہو تو بیعہ وکیل کا ہوگا^(۲)، البتہ وہ اپنے بائع کا خصم بن سکتا ہے یعنی اگر وکیل گواہ کے ذریعے اس بات کو ثابت کر دے کہ یہ عیب پہلے سے بیعہ میں موجود تھا تو بیعہ اپنے مؤکل کو لوٹا سکتا ہے، اگر گواہ نہ ہو تو مؤکل سے قسم کا مطالبہ کیا جائے گا، اگر قسم سے انکار کرے تو بیعہ مؤکل کو دے دیا جائے گا۔

دفعہ نمبر ۱۲۴: مولیٰ اپنے مکاتب غلام کو یا عبدمازون کو بیعہ بیچنے کا وکیل بنایا، پھر عیب کی وجہ سے بیعہ ان کو لوٹایا گیا تو دونوں اپنے مولیٰ سے رجوع نہیں کر سکتے^(۳)۔

وضاحت:

مکاتب یا عبدمازون نے بیعہ بیچا جو عیب کی وجہ سے ان کو لوٹایا گیا، تو اس بیعہ کا ضمان مکاتب اور عبدمازون پر ہوگا اور اپنے مولیٰ سے کسی صورت میں رجوع نہیں کر سکتے۔ مکاتب کے ذمہ ثمن قرض ہوگا اور عبدمازون کو اس کے بدلے بیچا جائے گا^(۴)۔

دفعہ نمبر ۱۲۵: مجور بچے یا مجور غلام کو کسی چیز کے بیچنے کا وکیل بنایا گیا، پھر عیب کی وجہ سے لوٹایا گیا تو وہ بیعہ مؤکل کا ہوگا^(۵)۔

وضاحت:

ایک شخص نے کسی ایسے بچے کو وکیل بنایا جو مجور ہو یعنی وہ بیع و شراء کو نہ جانتا ہو، یا مولیٰ عبد مجور کو اپنا وکیل بنائے، پھر عیب کی وجہ سے بیعہ ان کو لوٹایا گیا تو یہ بیعہ مؤکل کا ہوگا^(۶)۔

دفعہ نمبر ۱۲۶: کسی شخص کو بیعہ بیچنے کا وکیل بنایا گیا، پھر وکیل کے مرنے کے بعد بیعہ عیب کی وجہ سے لوٹایا گیا اور وکیل کا کوئی وارث بھی نہ ہو تو بیعہ مؤکل کا ہوگا^(۷)۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۹۹

(۲) منہج الطالب علی البحر الرائق، ۶: ۶۲

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۰۰

(۴) المحیط البرہانی، ۶: ۶۰۹

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۰۰

(۶) المحیط البرہانی، ۶: ۶۰۹

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۰۰

وضاحت:

ایک شخص نے کسی کو بیعہ بیچنے کا وکیل بنایا، بیعہ بیچنے کے بعد وہ مر گیا اور اس نے کوئی وارث بھی نہیں چھوڑا، پھر عیب کی وجہ سے بیعہ لوٹایا گیا تو وہ بیعہ مؤکل کا ہوگا۔

دفعہ نمبر ۱۲: مؤکل کسی کے غلام کو وکیل بنائے کہ وہ اپنے آپ کو مولیٰ سے میرے لیے خریدے تو یہ جائز ہے اور مؤکل کو عیب کی وجہ سے لوٹانے کا اختیار ہوگا^(۱)۔

وضاحت:

مؤکل کسی کے غلام کو وکیل بنا کر کہے کہ اپنے آپ کو اپنے مالک سے ہزار درہم کے بدلے میرے واسطے خریدو اور مولیٰ بیچ دے تو بیع نافذ ہو جائے گی اور غلام مؤکل کا ہوگا^(۲)۔ البتہ اگر غلام میں کسی عیب پر مطلع ہو جائے تو عیب کی وجہ سے لوٹانے کا اختیار ہوگا، بشرطیکہ غلام کو خریدتے وقت اپنے اس عیب کا پتہ نہ ہو، اگر اس کو عقد کے وقت اس عیب کا پتہ ہو تو مؤکل کو اختیار عیب حاصل نہیں ہوگا۔
دفعہ نمبر ۱۲۸: وکیل بالشراء نے بیعہ میں عیب پایا تو اس کو بیعہ لوٹانے کا اختیار ہوگا^(۳)۔

وضاحت:

ایک شخص نے کسی کو بیعہ خریدنے کا وکیل بنایا، بیعہ خریدنے کے بعد وہ بیعہ میں عیب پر مطلع ہو جائے تو وکیل کو بیعہ لوٹانے کا اختیار ہوگا خواہ مؤکل حاضر ہو یا غائب۔ حاضر ہونے کے بعد اگر وہ عیب دار بیعہ واپس لینا چاہے تو اس کو اختیار حاصل ہوگا^(۴)۔ البتہ اگر بیعہ مؤکل کو حوالہ کیا گیا گیا تو پھر مؤکل کے خیار کے بغیر بائع کو نہیں لوٹا سکتا کیونکہ اس کی وکالت ختم ہو گئی ہے^(۵)۔
دفعہ نمبر ۱۲۹: بائع اپنے اس دعویٰ کو گواہ کے ساتھ ثابت کرے کہ مؤکل عیب پر راضی ہو گیا تھا تو وکیل کا اختیار عیب باطل ہو جائے گا^(۶)۔

وضاحت:

کسی شخص کو بیعہ خریدنے کا وکیل بنایا گیا، اس نے بیعہ خریدا جس میں عیب تھا، اس نے بیعہ بائع کو لوٹانا چاہا لیکن بائع نے دعویٰ کیا کہ مؤکل اس عیب پر راضی ہو گیا تھا تو وکیل کا اختیار عیب باطل ہو جائے گا^(۷)۔ البتہ اگر بائع کے پاس گواہ نہ ہو تو وکیل سے قسم کا مطالبہ نہیں کر سکتا^(۸)۔
دفعہ نمبر ۱۳۰: وکیل بالشراء بیعہ میں عیب پائے، پھر اقرار کرے کہ مؤکل نے بائع کو عیب سے بری کیا تھا تو وکیل کا اختیار عیب باطل ہوگا^(۹)۔

وضاحت:

-
- (۱) نفس مصدر
 - (۲) المحیط البرہانی، ۶: ۶۰۹
 - (۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۰۰
 - (۴) الہدایۃ، ۳: ۱۳۹
 - (۵) البنایۃ، ۹: ۲۴۰
 - (۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۰۰
 - (۷) مجمع الانہر، ۲: ۲۴۲
 - (۸) البحر الرائق، ۷: ۲۰۹
 - (۹) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۰۰

کسی شخص کو بیعہ خریدنے کا وکیل بنایا گیا، اس نے بیعہ خریدا جس میں عیب تھا، وکیل نے دعویٰ کیا کہ مؤکل نے بائع کو تمام عیوب کے ضمان سے بری کیا تھا تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں^(۱):

اگر یہ دعویٰ بغیر گواہ کے ہو تو وکیل کا اختیار باطل ہو کر بیعہ وکیل کا ہو گا اور اگر گواہ کے ساتھ ثابت کر دے تو بیعہ مؤکل کا ہو گا۔
دفعہ نمبر ۱۳۱: کسی شخص کو بیعہ خریدنے کا وکیل بنایا گیا، اس نے بیعہ قبضہ کرنے سے پہلے بائع کو عیب سے بری کیا تو وکیل کو یہ اختیار حاصل ہے^(۲)۔

وضاحت:

ایک شخص نے کسی کو بیعہ خریدنے کا وکیل بنایا، اس نے بیعہ خریدا اور قبضہ کرنے سے پہلے اپنے بائع کو عیوب سے بری کیا تو بیعہ مؤکل کا ہو گا اور اس کو عیب کی وجہ سے بیعہ لوٹانے کا اختیار بھی نہیں ہو گا^(۳)۔ البتہ وکیل نے بیعہ قبضہ کیا، اس کے بعد وہ اپنے مؤکل کو عیب سے بری کرے تو بیعہ وکیل کا ہو گا۔

دفعہ نمبر ۱۳۲: بائع نے وکیل بالخصوص کے سامنے دعویٰ کیا کہ مؤکل اس عیب پر راضی ہو گیا تھا تو وکیل عیب کی وجہ سے بیعہ نہیں لوٹا سکتا^(۴)۔

وضاحت:

مشتري نے بیعہ خریدا جس میں عیب نکل آیا، پھر اس نے کسی کو بیعہ لوٹانے کا وکیل بنایا، بائع نے دعویٰ کیا کہ مشتری اس عیب پر راضی ہو گیا تھا تو وکیل کو عیب کی وجہ سے بیعہ لوٹانے کا اختیار نہیں ہو گا جب تک مشتری خود حاضر ہو کر قسم نہ کھائے^(۵)۔
دفعہ نمبر ۱۳۳: عیب کی وجہ سے بیعہ وکیل بالبیع کو واپس کیا جائے گا اور ثمن کی واپسی کا مطالبہ اس سے کرے گا جس کو ثمن ادا کیا ہو^(۶)۔

وضاحت:

ایک شخص نے کسی کو بیعہ بیچنے کا وکیل بنایا، اس نے بیعہ بیچا اور جانین سے قبضہ بھی پایا گیا، پھر مشتری بیعہ میں عیب پائے تو بیعہ وکیل کو لوٹائے گا اگرچہ بائع نے ثمن قبضہ کر لیا ہو۔ مشتری ثمن کی واپسی کا مطالبہ اس سے کرے گا جس کو اس نے ثمن ادا کیا ہو خواہ وکیل ہو یا مؤکل^(۷)۔

(۱) الاصل المعروف بالمبسوط، ۵: ۲۰۰

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۰۰

(۳) تبیین الحقائق، ۴: ۲۶۰

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۰۰

(۵) المحیط البرہانی، ۶: ۶۱۰

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۰۰

(۷) بدائع الصنائع، ۶: ۳۳

خلاصہ باب اول

اس باب میں فتاویٰ عالمگیری کے کتاب البیوع کے آٹھ ابواب کی دفعہ بندی کی گئی ہے، جس میں کل تین سو ایک (۳۰۱) دفعات ہیں۔ یہ باب تین فصول پر مشتمل ہے۔ فصل اول تین ابواب کی دفعہ بندی پر منحصر ہے جس میں بتیس (۳۲) دفعات ہیں۔ اس فصل میں بیع کی تعریف، ارکان و شرائط، خیارج قبول، ثمن و بیعہ کی تعریف، تفریق صفقہ اور بیعہ میں تصرف کرنے کی مختلف صورتوں کا بیان ہے۔

فصل دوم میں تین ابواب (باب ۳۴ تا باب ۶) کی دفعہ بندی کی گئی ہے جو کہ ایک سو چھتیس (۱۳۶) دفعات پر مشتمل ہے۔ اس فصل میں بیعہ کے قبضہ کرنے، اس میں جنایت کرنے، بیعہ میں تصرف کرنے کا بیان ہے۔ باب پنجم ان دفعات پر مشتمل ہے کہ کون کون سی چیزیں عقد بیع میں داخل ہیں۔ آخر میں خیارج شرط اور اس کے احکامات کا بیان ہے۔

فصل سوم میں فتاویٰ عالمگیری کے دو ابواب (باب ۷ اور باب ۸) کی دفعہ بندی کی گئی ہے جو کہ ایک سو تینتیس (۱۳۳) دفعات پر مشتمل ہے۔ ساتویں باب میں خیارج رُئیت کا بیان ہے جس میں اکتیس (۳۱) دفعات ہیں۔ آٹھویں باب میں خیارج عیب کا بیان ہے کہ بیعہ میں کون سی عیب کی وجہ سے مشتری کو خیارج عیب حاصل ہوگا، اس باب میں ایک سو دو (۱۰۲) دفعات ہیں۔

اس باب میں فتاویٰ عالمگیری اور وضعی قوانین یعنی قانون معاہدہ ۱۹۷۲ء اور قانون بیع مال ۱۹۳۰ء کے ساتھ انیس (۱۹) مقامات پر تقابل کیا گیا ہے۔

باب دوم

فتاویٰ عالمگیری حصہ بیوع کے باب ۹ تا باب ۱۵ کی دفعہ بندی
اور قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء و قانون بیع مال ۱۹۳۰ء سے تقابل

فصل اول

حصہ بیوع کے باب ۹ و ۱۰ کی دفعہ بندی اور قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء

اور قانون بیع مال ۱۹۳۰ء سے تقابل

اس فصل میں ایک سو پندرہ (۱۱۵) دفعات ہیں۔ یہ فصل ثمن، پھلوں، مرہونہ چیزوں، مضموبہ اور اجرت پر لی گئی چیزوں کی خرید و فروخت کے احکام، بیعہ پر قبضہ کرنے کے احکام، ثمن اور بیعہ کی جہالت سے متعلقہ احکامات بھی اس باب میں ذکر ہے۔ اسی طرح ان شرائط کا بیان ہے جن کے ذریعے بیع فاسد ہوتی ہے۔

باب ۹: چیزوں میں بیع جائز ہونے اور نہ ہونے کا بیان

دفعہ نمبر ۱: دین کو دین کے بدلے فروخت کرنا جائز ہے بشرطیکہ جانبین سے قبضہ پایا جائے خواہ حقیقہ ہو یا حکما ہو^(۱)۔

وضاحت:

دین کو دین کے بدلے بیچنا جائز ہے بشرطیکہ مجلس عقد سے جدا ہونے سے پہلے جانبین سے قبضہ پایا جائے خواہ بیع صرف ہو یا بیع صرف نہ ہو اور خواہ قبضہ جانبین سے حقیقہ ہو یا حکما ہو اور یا ایک جانب سے قبضہ حقیقی^(۲) ہو اور دوسری جانب سے قبضہ حکمی ہو^(۳)۔ یہ کل چھ صورتیں بنتی ہیں:

- ۱۔ بیع صرف ہو اور جانبین سے قبضہ حقیقی ہو، اس کی مثال یہ ہے کہ دو اشخاص دراہم کو دنانیر کے بدلے بیچے اور دونوں مجلس میں قبضہ کر لے۔
- ۲۔ بیع صرف ہو اور جانبین سے قبضہ حکمی ہو، اس کی مثال یہ ہے کہ دو اشخاص میں سے ایک کو دوسرے پر دراہم قرض ہو اور دوسرے کا پہلے والے پر دنانیر لازم ہو، پھر دونوں آپس میں بیع کرے اور دراہم کو دنانیر کے بدلے بیچ دے تو جانبین سے قبضہ حکمی پائے جانے کی وجہ سے بیع صحیح ہوگی۔

- ۳۔ بیع صرف ہو اور ایک جانب سے قبضہ حقیقی ہو اور ایک جانب سے قبضہ حکمی ہو، اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کو دوسرے پر دراہم ہو، وہ ان دراہم کے بدلے اپنے قرض خواہ کو دنانیر بیچ کر حوالہ کر دے تو ایک جانب سے قبضہ حقیقی پائی گئی اور دوسری جانب سے قبضہ حکمی۔
- ۴۔ بیع صرف نہ ہو اور جانبین سے قبضہ حقیقی ہو، اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص دراہم کے بدلے گندم بیچے اور جانبین مجلس میں قبضہ کر لیں۔
- ۵۔ بیع صرف نہ ہو اور جانبین سے قبضہ حکما ہو، اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے کسی سے گندم قرض لی ہوں، اور دوسرے نے اس سے دراہم قرض لی ہو، پھر دونوں آپس میں عقد کر لیں کہ ان دراہم کے بدلے گندم بیچ دے تو جانبین سے قبضہ حکمی پائی گئی۔
- ۶۔ بیع صرف نہ ہو اور ایک جانب سے قبضہ حقیقی ہو اور دوسری جانب سے قبضہ حکمی ہو، اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے کسی کو گندم قرض دی ہو، وہ اس گندم کو دراہم کے بدلے خریدنا چاہے اور دوسرا رضی ہو جائے تو بیع صحیح ہوگی کیونکہ ایک جانب سے قبضہ حقیقی اور دوسری جانب سے قبضہ حکمی پائی گئی۔

دفعہ نمبر ۲: بیع میں قبضہ حکمی کی صورت میں عیب کی وجہ سے رجوع جائز نہیں^(۴)۔

وضاحت:

بیع میں جانبین سے قبضہ حکمی ہو یا جانب واحد سے حکمی ہو تو مشتری کو عیب کی وجہ سے خیار حاصل نہ ہو گا خواہ بیع صرف ہو یا نہ ہو۔

بیع صرف کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے کسی کو ہزار دراہم قرض پر دیئے اور اس شرط پر یہ کھرے ہیں، قبضہ کرنے کے بعد مقروض، قرض خواہ سے وہ دراہم، دس دنانیر کے عوض خریدے تو بیع صحیح ہوگی، اس کے بعد مقروض دعویٰ کرے کہ وہ دراہم کھوٹے تھے جو میں نے قرض لیے تھے تو اس کا دعویٰ باطل ہو گا اور اس کو خیار عیب بھی حاصل نہ ہو گا کیونکہ بیع میں اس کی جانب سے قبضہ حکمی ہے، حقیقی نہیں۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۰۲

(۲) قبضہ حقیقی یہ ہے کہ مجلس عقد میں بیعہ حاضر کر کے حوالہ کیا جائے اور قبضہ حکمی یہ ہے کہ پہلے بیعہ قبضہ کیا گیا ہو اور عقد کے وقت صرف بیع کرے، مثلاً

ایک شخص نے دوسرے کو قرض دیا، پھر مقروض اس بیعہ کو خریدنا چاہے تو صرف مجلس میں ثمن حوالہ کرے تو بیعہ میں پہلا والا قبضہ کافی ہو گا۔

(۳) موسوعۃ القواعد الفقہیہ، ۲: ۱۰۲

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۰۲

بیع صرف نہ ہو اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے کسی کو گندم قرض دی ہو، پھر وہی شخص گندم کو دراہم کے بدلے خریدے اور مجلس عقد میں دراہم حوالہ کرے، اس کے بعد قرض لینے والا گندم میں عیب دیکھے تو اس کو خیار عیب حاصل نہیں ہوگا، نہ بیعہ لوٹا سکتا ہے اور نہ عیب کا ضمان لے سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بیع میں قبضہ حکمی میں مشتری کو خیار عیب نہیں ہوتا^(۱)۔
دفعہ نمبر ۳: بیع صرف میں جانب واحد سے قبضہ بیع کی صحت کے لیے کافی نہیں ہوگا^(۲)۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان بیع صرف ہو تو مجلس عقد میں جانبین سے قبضہ ضروری ہے^(۳)۔ جانب واحد سے قبضہ بیع کی صحت کے لیے کافی نہیں ہوگا، مثلاً ایک شخص دنانیر کے بدلے دراہم خریدے تو دونوں کو مجلس عقد میں حاضر کر کے جانبین سے ضروری ہوگا۔ اگر دراہم قبضہ کیے گئے لیکن دنانیر کو مجلس عقد میں قبضہ نہ کرے تو بیع صرف صحیح نہ ہوگی۔ حدیث میں ہے:

"الذهب بالذهب ربا الا هاء وهاء"^(۴)

"سونا، سونے کے بدلے بیچنے میں سود ہے، سوائے اس کے کہ جانبین سے حوالہ کر کے فروخت کیا جائے۔"

اگر بیع صرف کے علاوہ کوئی بیع ہو تو اس میں جانب واحد سے قبضہ حقیقی کافی ہوگا، مثلاً کوئی شخص دراہم کے بدلے گندم خریدے اور گندم پر حقیقۃ قبضہ کر کے ثمن مؤجل مقرر کر لے تو بیع صحیح ہوگی۔

دفعہ نمبر ۴: بیع میں ایک جانب سے قبضہ پایا گیا اور وہ قبضہ حکمی ہو اور دوسری جانب سے قبضہ ہی نہ ہو تو بیع باطل ہوگی^(۵)۔

وضاحت:

بیع صرف کے علاوہ بیوعات میں جانب واحد سے قبضہ حقیقی کافی ہوتا ہے، اگر قبضہ حکمی ہو تو بیع باطل ہوگی۔ مثلاً ایک شخص نے کسی سے گندم قرض لیا، بعد میں قرض لئے ہوئے گندم کو قرض خواہ سے دراہم کے بدلے خریدے اور گندم بائع کو حوالہ نہ کرے تو بیع باطل ہوگی^(۶)۔
دفعہ نمبر ۵: دراہم کے بدلے فلوس بیچے اور خیار شرط بائع اور مشتری دونوں کا ہو تو بیع باطل ہوگی^(۷)۔

وضاحت:

متعاقدين میں بیع ہوئی، فلوس کو دراہم کے بدلے بیچا گیا اور جانبین سے قبضہ بھی پایا گیا اور عقد میں خیار شرط دونوں کے لیے مقرر ہوا تو بیع باطل ہوگی کیونکہ خیار بیع کو منعقد ہونے سے منع کرتا ہے جس سے قبضہ تام نہیں ہوتا^(۸)۔ البتہ اگر خیار جانبین میں سے ایک کے لیے ہو تو صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک بیع صحیح ہوگی اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک بیع باطل ہوگی۔

(۱) المحیط البرہانی، ۶: ۳۲۵

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۰۲

(۳) المحیط البرہانی، ۶: ۳۲۰

(۴) صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب بیع اشعیر باشعیر، حدیث: ۲۱۷۴

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۰۲

(۶) المحیط البرہانی، ۶: ۳۲۰

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۰۳

(۸) بدائع الصنائع، ۵: ۲۳۷

دفعہ نمبر ۶: ہم جنس چیزوں کے تبادلہ میں تماثل ضروری ہے خواہ عمدہ ہوں یا کھوٹے^(۱)۔

وضاحت:

ایک ہی جنس کے دو چیزوں کا آپس میں بیع کے طور پر تبادلہ ہو تو اس میں تماثل ضروری ہے، اگرچہ ایک طرف سے عمدہ ہو اور دوسری طرف سے کمزور یا کھوٹے^(۲)۔ مثلاً ایک شخص دس عمدہ دراہم کے بدلے بارہ کھوٹے دراہم خرید لے تو بیع باطل ہوگی۔ اس طرح اگر ایک شخص دس کلو عمدہ کھجور کے بدلے بارہ کلو غیر عمدہ کھجور خریدے تو بیع باطل ہوگی^(۳)۔ البتہ اس کے صحیح ہونے کے لیے فقہاء نے ایک حیلہ لکھا ہے کہ وہ پہلے بارہ کھوٹے دراہم قرض کے طور پر حوالہ کرے، پھر دس عمدہ دراہم واپس لے کر دو دراہم معاف کر دے۔

جب رسول اللہ ﷺ کو خیبر میں ایک شخص نے خبر دی کہ ہم ایک صاع اچھے کھجور کے بدلے دو صاع کمزور کھجور خریدتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس طرح بیع کرنے سے پہلے منع فرمایا اور پھر جائز ہونے کی ایک صورت بیان فرمائی:

"لَا تَفْعَلُوا، وَلَكِنْ مِثْلًا بِمِثْلٍ، أَوْ يَبْعُوا هَذَا وَاشْتَرُوا بِشَمَنِهِ مِنْ هَذَا"^(۴)

"اس طرح مت کرو، بلکہ برابر بیچا کرو یا (اس کے جائز ہونے کی ایک صورت ہو سکتی ہے کہ) اس (اچھے کھجور) کو

بیچو اور اس کے ثمن کے بدلے اُس (کمزور کھجور) کو خریدو۔"

دفعہ نمبر ۷: کیلی، وزنی یا عددی چیزوں کا دعویٰ کیا گیا اور مدعی علیہ اسی کو دراہم کے بدلے خریدے، پھر دعویٰ غلط ثابت ہو تو بیع باطل ہو کر دراہم لوٹانا ضروری ہے^(۵)۔

وضاحت:

کسی شخص پر کیلی، وزنی یا عددی چیزوں کا دعویٰ کیا گیا، پھر مدعی علیہ اس کو دراہم کے بدلے خریدے، پھر دونوں متفق ہو جائیں کہ مدعی اپنے دعویٰ میں جھوٹا تھا تو بیع باطل ہو جائے گی خواہ دونوں مجلس عقد سے جدا ہوئے ہو یا نہیں^(۶)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کیلی، وزنی اور عددی چیزوں میں بیع اس کے ساتھ خاص ہوگی، لہذا جب دعویٰ غلط ثابت ہو گیا تو گویا مدعی نے ایسی چیز کو بیچا جو معدوم تھا۔

دفعہ نمبر ۸: دراہم یا دانیر کا دعویٰ کیا گیا، پھر مدعی علیہ ان دراہم یا دانیر کو دراہم کے بدلے خریدے، پھر مجلس عقد سے جدا ہونے کے بعد دعویٰ غلط ثابت ہو تو بیع باطل ہو جائے گی^(۷)۔

وضاحت:

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۰۴

(۲) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۲۸

(۳) أصول السرخسی، شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی، ۲: ۱۲۷، دار المعرفۃ، بیروت، تان

(۴) صحیح مسلم، باب بیع الطعام مثلاً بمثل، رقم الحدیث: ۱۵۹۳

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۰۴

(۶) البحر الرائق، ۵: ۳۰۶

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۰۴

ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ فلاں نے مجھ سے دراہم اور دنانیر قرض لی ہیں۔ پھر مدعی علیہ ان دراہم اور دنانیر کو دراہم کے بدلے خریدے۔ لیکن مجلس عقد سے جدا ہونے کے بعد دعویٰ غلط ثابت ہو جائے تو بیع باطل ہو جائے گی۔ اگر مجلس عقد میں پتہ چلے اور مدعی اپنی طرف سے دراہم یا دنانیر حوالہ کرے تو بیع صحیح ہو جائے گی کیونکہ یہ بیع صرف ہے اور جانبین سے قبضہ بھی پایا گیا^(۱)۔

البتہ اگر دعویٰ فلوں کا ہو اور مدعی علیہ دراہم کے بدلے خریدے، لیکن مدعی اقرار کرے کہ میں نے جو دعویٰ کیا تھا وہ جھوٹا تھا، تو متعاقدین کے درمیان بیع باطل نہیں ہوگی خواہ مجلس عقد میں ہو یا جدا ہو گئے ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فلوں کو دراہم کے بدلے بیچنے میں جانب واحد سے مجلس عقد میں قبضہ کافی ہوتا ہے۔

دفعہ نمبر ۹: پھلوں کے پھول درختوں پر ظاہر ہونے سے پہلے بیچنا جائز نہیں^(۲)۔

وضاحت:

پھلوں کے پھول درختوں پر ظاہر ہونے سے پہلے بیچنا جائز نہیں^(۳)، اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے:

'نهی رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المحاقلة، والمزابنة، والمعاومة، والمخابرة'^(۴)

"رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ، مزابنہ، معاومہ مخصوص درختوں پر لگے ہوئے پھلوں کا ایک سال یا اس سے زیادہ کی

مدت کے ساتھ بیچنے سے) اور مخابرہ سے منع فرمایا ہے۔"

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ معدوم چیز کی بیع ہے اور معدوم چیز کا بیچنا باطل ہوتا ہے^(۵)۔ اس کے بیچنے کی صورت یہ ہے کہ اس کو اپنے خوشوں یا پتوں سمیت بیچ دے تو تب اس کی بیع جائز ہو جائے گی^(۶)۔

دفعہ نمبر ۱۰: اگر درختوں پر پھول لگ چکے ہوں اور قابل انتفاع ہوں یا پھل ظاہر ہوں لیکن کچے ہوں تو درختوں سے فوراً اتارنے کے شرط کے ساتھ جائز ہے^(۷)۔

وضاحت:

اگر درختوں پر پھول ظاہر ہو گئے ہوں جو قابل انتفاع ہوں تو اس کی خرید و فروخت جائز ہے کیونکہ یہ مال مستقیم ہے اور موجود بھی ہے۔ اسی طرح اگر پھل کچے تو اس کے بیچنے کی تین صورتیں ہیں: بائع اس شرط کے ساتھ بیچے کہ مشتری اس کو فوراً درختوں سے اتار دے گا تو بیع صحیح ہوگی اور مشتری پر فی الحال پھلوں کا اتارنا لازم ہوگا۔

(۱) المحیط البرہانی، ۶: ۳۲۶

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۰۶

(۳) البانی، ۸: ۳۸

(۴) صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب النہی عن المحاقلة والمزابنة۔۔۔، رقم الحدیث: ۳۳۷۵

(۵) فقہ البیہود، ۱: ۳۲۷

(۶) المحیط البرہانی، ۶: ۳۳۳

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۰۴

دوسری صورت یہ ہے کہ مشتری اس شرط کے ساتھ خریدے کہ پھل درختوں پر ہوں گے جب تک پک نہ جائے تو یہ شرط مقتضی عقد کے خلاف ہونے کی وجہ سے بیع فاسد ہوگی۔ تیسری صورت یہ ہے کہ مطلقاً بغیر کسی شرط کے بیچے جائیں تو بیع صحیح ہوگی اور مشتری پر فی الحال پھلوں کا اتارنا لازم ہوگا۔

دفعہ نمبر ۱۱: اگر درختوں پر پھل کے پھل لیکن بڑھاؤ پوری ہوگئی ہو تو ان کا بیچنا صحیح ہے^(۱)۔

وضاحت:

درختوں پر پھل کے پھل لیکن تیار ہو چکے ہوں یعنی صرف پکنے کا انتظار ہو تو اس کی خرید و فروخت صحیح ہے۔ خواہ پھلوں کو فی الحال اتارنے کی شرط کے ساتھ ہو یا چھوڑنے کی شرط کے ساتھ۔ چونکہ اس مدت میں پھلوں میں کسی قسم کا اضافہ نہیں ہوتا، اس لیے مشتری اس کا مالک ہوگا، اگرچہ مالک کی اجازت کے بغیر ہو، یہ امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے^(۲)۔ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پھل میں مٹھاس یا سرخی وغیرہ سورج اور چاند سے ہوتا ہے جس میں بائع کے درخت کا کوئی دخل نہیں۔ البتہ شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک یہ بیع صحیح نہ ہوگی^(۳)۔

دفعہ نمبر ۱۲: اگر پھل تیار ہو کر پک چکے ہوں تو درختوں سے کاٹے بغیر اس کی خرید و فروخت جائز ہے^(۴)۔

وضاحت:

اگر پھل تیار ہو کر پک چکے ہوں تو درختوں پر اس کی خرید و فروخت بالاتفاق جائز ہے خواہ اتارنے کی شرط کے ساتھ ہو یا درختوں پر چھوڑنے کی شرط کے ساتھ^(۵)۔

دفعہ نمبر ۱۳: مشتری درختوں پر موجود پھل خریدے پھر قبضہ سے پہلے درختوں پر مزید پھل آئیں تو بیع باطل ہو جائے گی^(۶)۔

وضاحت:

مشتری نے درختوں پر لگے ہوئے پھل خریدے، پھر درختوں پر مزید پھل بھی آئیں تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں^(۷)۔
مزید پھل قبضہ سے پہلے آئے ہوں گے یا قبضہ کے بعد۔ اگر قبضہ سے پہلے آئیں ہوں تو بیع فاسد ہو جائے گی کیونکہ بیع اور غیر بیع میں امتیاز کر کے الگ کرنا بہت مشکل ہے اور اگر قبضہ کے بعد مزید پھل آئیں ہوں تو بیع صحیح ہوگی اور دونوں زائد میں شریک ہوں گے۔
اگر متعاقبین کا مزید پھل کے کم یا زیادہ ہونے میں اختلاف ہو جائے تو مشتری کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا^(۸)۔ اگر مشتری چاہتا ہو کہ بعد میں میں پیدا ہونے والے پھل میرے ہوں تو اس کی صورت یہ ہے کہ ان کو اپنے اصل یعنی خوشوں سمیت خریدے^(۹)۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۰۴

(۲) تحفۃ الفقہاء، ۲: ۵۶

(۳) النہر الفائق، ۳: ۳۵۹

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۰۶

(۵) فتح القدیر، ۶: ۲۸۷

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۰۶

(۷) العنایۃ، ۶: ۲۹۰

(۸) النہر الفائق، ۳: ۳۵۹

(۹) البحر الرائق، ۵: ۳۲۵

دفعہ نمبر ۱۴: درختوں پر کچھ پھل لگے ہوں اور کچھ آئندہ لگنے والی ہوں اور مشتری دونوں کو خریدے تو بیع صحیح نہ ہوگی^(۱)۔

وضاحت:

مشتری درختوں پر لگے پھل، آئندہ لگنے والے پھلوں سمیت خریدے کہ اس میں جتنے پھل ہوں گے وہ میرے ہوں گے تو امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک یہ بیع جائز نہیں کیونکہ بیع کا بعض حصہ معدوم ہے اور معدوم کی بیع باطل ہوتی ہے^(۲)۔ البتہ علامہ حلوانی^(۳) رحمہ اللہ اس کے جواز کے جواز کا فتویٰ دیتے تھے اور دلیل میں فرماتے تھے کہ معدوم میں بیع ظاہر کے تابع ہو کر جائز ہوگی^(۴)۔

دفعہ نمبر ۱۵: کچے اور کچے سبزیوں کو ایک ہی بیع کے ساتھ بیچنا جائز ہے^(۵)۔

وضاحت:

سبزیوں میں بعض کچے اور بعض کچے ہیں تو ان کو ایک ہی بیع میں اپنے خوشوں میں بیچنا جائز ہے^(۶)، البتہ اگر بعض کو بیچ دے تو یہ ناجائز ہے۔ اگر بائع بعض کو بیچنا چاہے تو اس کی صورت فقہاء احناف نے یہ ذکر کی ہے کہ کل سبزی بیچ دے، پھر نصف یا ثلث میں بیع کو ختم کر دے۔ اسی طرح اگر گھیت جس میں بعض کچی اور بعض کچی سبزی ہوں اور وہ دوساتھیوں کے درمیان شریک ہوں، پھر ان میں ایک اپنا حصہ بیچنا چاہے تو یہ ناجائز ہے خواہ اپنے شریک کو بیچے یا کسی اور اجنبی پر کیونکہ یہ تقسیم چاہتا ہے، منتفع کی تقسیم ممکن ہے لیکن غیر منتفع کی کی تقسیم ممکن نہیں۔ دفعہ نمبر ۱۶: درختوں پر پھل کو وزن کے ساتھ خریدنے کے بعد کم نکلنے کی صورت میں مشتری کو رجوع کا اختیار حاصل ہے^(۷)۔

وضاحت:

مشتری نے درختوں پر پھل وزن کے ساتھ خریدے، پھر وزن کرنے کے بعد وہ کم نکلے تو مشتری سے اس کی بقدر ثمن واپس لینے کا مجاز ہوگا، مثلاً انگور کو خوشوں میں خریدے اس شرط پر کہ یہ ایک ہزار (۱۰۰۰) من ہے، پھر وہ نو سو (۹۰۰) من نکلے تو وہ سو (۱۰۰) من کے ثمن کو بائع سے واپس لے گا^(۸)۔

دفعہ نمبر ۱۷: درخت کے پتوں کو فی الحال اتارنے کے شرط کے ساتھ خرید ناجائز ہے^(۹)۔

وضاحت:

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۰۶

(۲) فتح القدیر، ۶: ۲۹۱

(۳) شمس الامام عبد العزیز بن احمد بن نصر اللہ بن صالح حسینی حلوانی حنفی (وفات: ۴۲۸ھ)، بعض نے ان کا نام محمد بن عبد العزیز نقل کیا ہے، اساتذہ میں ابو عبد اللہ غنبار بخاری زیادہ مشہور ہیں، ان کے شاگردوں میں شمس الامام سرخسی، ابو بکر محمد بن حسن نسفی، ابو الفضل بکر بن محمد زنجری، عبد الکریم اندلی وغیرہ شامل ہیں۔ اپنے زمانہ میں فقہ حنفی کے بڑے امام تھے۔ [الجواهر المضیئ فی طبقات احناف، ۱: ۳۱۸]

(۴) البحر الفائق، ۳: ۳۵۹

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۰۶

(۶) المحیط البرہانی، ۶: ۳۳۵

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۰۷

(۸) البحر الرائق، ۵: ۳۱۱

(۹) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۰۷

مشتری درخت پر لگے پتوں کو خریدے تو یہ بیع جائز ہوگی، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ مشتری فی الحال ان پتوں کو اتارے گا، اگر چھوڑنے کے شرط کے ساتھ بیچے یا اس شرط کے ساتھ کہ مشتری تھوڑا تھوڑا اکالے گا تو بیع فاسد ہوگی^(۱)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پتوں کے بڑھنے کے ساتھ مشتری اور بائع کی ملکیت مخلوط ہو رہی ہے جس میں جدائی مشکل ہے، گو یا بیع مجہول ہے تو بیع فاسد ہوگی۔ البتہ اس کے صحیح ہونے کی صورت یہ ہے کہ مشتری ان پتوں کو درخت سمیت خریدے، پھر پتوں کو ایک خاص مدت تک کاٹ کر درخت بائع کو بیچ دے یا بہہ کر دے^(۲)۔

دفعہ نمبر ۱۸: رہن پر اور اجارہ پر دی ہوئی چیز کا بیع ناموقوف ہوگا^(۳)۔

وضاحت:

ایک شخص نے قرض کے بدلے کسی کے پاس رہن رکھا، پھر اس مرہونہ چیز کو مرہن کی اجازت کے بغیر بیچ دی تو یہ بیع قرض کی ادائیگی پر یا مرہن کے قرض معاف کرنے پر یا رہن کے لوٹانے پر یا مرہن کی اجازت پر موقوف ہوگی، ان تمام صورتوں کے واقع ہونے کے بعد تجدید عقد کی ضرورت بھی نہیں ہوگی۔ اسی دوران اگر مشتری قاضی سے مطالبہ کرے کہ وہ رہن (بیع) اس کو حوالہ کیا جائے تو قاضی اسی وقت ان کے درمیان بیع کو باطل کر دے گا۔ یہی حکم اس وقت بھی ہے جب مرہونہ چیز کو اجارہ پر دیا جائے^(۴)۔

اسی طرح اگر مرہونہ چیز مرہن کی اجازت کے بغیر دو مرتبہ بیچ دے اور مرہن دونوں میں جس کی بھی اجازت دے تو وہ نافذ ہو جائے گی خواہ پہلی بیع ہیادوسری بیع ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں بیع موقوف ہیں^(۵)۔

اگر رہن نے مرہونہ چیز کو بیچ دیا، پھر اسی چیز کو کسی دوسرے شخص کے پاس بھی رہن رکھا، پھر مرہن نے رہن کو نافذ کیا تو اس کے ساتھ بیع نافذ ہوگی اور رہن رکھنا باطل ہوگا^(۶)۔

دفعہ نمبر ۱۹: مرہن کی اجازت کے بغیر مشتری رہن خریدے تو مشتری کو بیع ختم کرنے کا اختیار حاصل ہوگا^(۷)۔

وضاحت:

مشتری نے بیع خرید لیکن وہ رہن کے طور پر مرہن کے پاس تھا تو اس کو عقد بیع کے بعد بیع باطل کرنے کا اختیار ہوگا خواہ عقد کے وقت اس کو اس بات کا علم ہو یا نہ ہو، البتہ مرہن کو بیع فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہوگا^(۸)۔ البتہ رہن کو بیع ختم کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ یہی حکم اجرت پر دی ہوئی چیز کو بیچنے کا ہے کہ مشتری بیع کو باطل کر سکتا لیکن آجر کو بیع کے باطل کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

دفعہ نمبر ۲۰: اجرت پر دی ہوئی چیز کو مستاجر کی اجازت کے بغیر بیچا گیا تو مستاجر کو بیع ختم کرنے کا اختیار نہیں ہوگا^(۱)۔

(۱) المحیط البرہانی، ۶: ۳۳۷

(۲) نفس مصدر

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۰

(۴) فتح القدیر، ۷: ۶۹

(۵) البدایہ، ۴: ۴۳۰

(۶) المحیط البرہانی، ۶: ۳۴۱

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۰

(۸) المحیط البرہانی، ۶: ۳۴۱

وضاحت:

آجرت پردی ہوئی چیز کو مستاجر کی اجازت کے بغیر بیچ دیا تو مستاجر کو بیع ختم کرنے کا اختیار نہیں ہوگا، اسی طرح بائع (آجرت) کو بھی مدت سے پہلے اجارہ ختم کرنے کا اختیار نہیں ہوگا^(۲)۔ البتہ مشتری کو اختیار ہوگا کہ مدت اجارہ کے ختم ہونے سے پہلے بیع کو باطل کر دے۔ مثلاً ایک شخص نے کوئی چیز کسی کو دو مہینے کے لیے اجرت پردی، پھر مستاجر کی اجازت کے بغیر دوسرے شخص کو فروخت کر دے تو بیع نافذ ہو جائے گی، البتہ بائع کو دو مہینے کی مدت ختم ہونے سے پہلے بیع مشتری کو حوالہ کرنے کا اختیار نہیں ہوگا، اگر مشتری اس مدت کے گزرنے سے پہلے بیع کو ختم کرنا چاہے تو اس کو یہ اختیار حاصل ہوگا۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اجارہ کا تعلق منفعت کے ساتھ ہے اور بیع کا تعلق بیعہ کے عین کے ساتھ ہے، عین بیعہ چونکہ آجرت کی ملک ہے لہذا وہ اس کو بیچ کر اجارہ کو ختم کر سکتا ہے^(۳)۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مشتری اور مستاجر دونوں کی رعایت رکھنا ضروری ہے، مشتری کے حق میں بیع جائز ہو جائے گی اور مستاجر کے حق میں موقوف ہوگی^(۴)۔

دفعہ نمبر ۲۱: اجرت پردی ہوئی چیز کو مستاجر کی اجازت کے بغیر بیچ دیا گیا تو مشتری کو بیع باطل کرنے کا اختیار ہوگا^(۵)۔

وضاحت:

اجرت پردی ہوئی چیز کو مستاجر کی اجازت کے بغیر بیچا گیا تو مشتری کو بیع ختم کرنے کا اختیار ہوگا، البتہ مدت اجارہ گزرنے کے بعد مشتری کا اختیار باطل ہوگا اور بیع لازم ہوگی^(۶)۔

دفعہ نمبر ۲۲: اجارہ کی تجدید کے ساتھ پہلا عقد اجارہ باطل ہو جاتا ہے^(۷)۔

وضاحت:

ایک شخص نے اجرت پردی دیا ہو اگر بیچ دیا، پھر اس نے مستاجر کے ساتھ اجرت میں زیادتی کرنے کے ساتھ عقد کی تجدید کی تو بیع نافذ ہو جائے گی اور اجارہ کا پہلا عقد باطل ہو جائے گا کیونکہ اجارہ کی تجدید کے ساتھ پہلا عقد اجارہ کا باطل ہو جاتا ہے^(۸)۔

دفعہ نمبر ۲۳: مستاجر نے اجرت پر لی ہوئی چیز کو خرید تو پہلی بیع باطل ہوگی^(۹)۔

وضاحت:

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۰

(۲) بدائع الصنائع، ۴: ۲۰۷

(۳) الحاوی الکبیر، ۷: ۴۰۳

(۴) بدائع الصنائع، ۴: ۲۰۷

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۰

(۶) بدائع الصنائع، ۴: ۲۰۷

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۰

(۸) المحیط البرہانی، ۷: ۴۶۳

(۹) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۰

آجر نے اجرت پردی ہوئی چیز کو مستاجر کی اجازت کے بغیر کسی اجنبی کو بیچ دیا، پھر یہی چیز مستاجر کو بیچی تو اس دوسری بیچ کے ساتھ پہلی بیچ باطل ہو جائے گی^(۱)۔ یہی حکم مرہونہ چیز کا بھی ہے، مثلاً راہن نے مرہونہ چیز کو مرہن کی اجازت کے بغیر کسی اجنبی کو بیچ دیا، پھر مرہن نے اسی چیز چیز کو راہن سے خرید تو پہلی بیچ باطل ہو جائے گی^(۲)۔

دفعہ نمبر ۲۴: مستاجر کی اجازت کے بغیر بیعہ مشتری کو حوالہ کرنے سے عیب کا ضمان مستاجر نہیں لے سکتا^(۳)۔
وضاحت:

آجر نے اجرت پردی ہوئی چیز کو فروخت کر دیا اور اس کو حوالہ کرنے کے بعد اس میں عیب پیدا ہو جائے تو مستاجر کے لیے اس سے ضمان لینے کا اختیار نہیں ہوگا۔

دفعہ نمبر ۲۵: مرہن نے مرہونہ چیز کے بیچ کے نفاذ کی اجازت دی تو مشتری کا کیا ہوا تصرف نافذ ہو جائے گا^(۴)۔
وضاحت:

مرہن کی اجازت کے بغیر مرہونہ چیز بیچی گئی اور مشتری نے اس میں مرہن کی اجازت کے بغیر تصرف کیا، پھر مرہن نے بیچ کے نفاذ کی اجازت دے دی تو بیچ نافذ ہو جائے گی اور مشتری نے جو تصرف کیا ہے وہ بھی نافذ ہو جائے گا، مثلاً مشتری نے مرہونہ چیز کو بیچ دیا ہو یا مرہونہ چیز غلام ہو اور مشتری نے اس کو آزاد کر دیا ہو تو مرہن کی اجازت کے ساتھ دونوں نافذ ہو جائے گی۔
دفعہ نمبر ۲۶: مقصوبہ چیز کی بیچ موقوف ہوتی ہے^(۵)۔

وضاحت:
مالک نے مقصوبہ چیز غاصب کے علاوہ کسی اور کو بیچ دی تو یہ بیچ موقوف ہوگی۔ پھر اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں^(۶):
پہلی صورت: غاصب اقرار کرے کہ یہ اس کی ملک ہے اور میں نے غصب کی ہے تو اقرار کے ساتھ بیچ نافذ ہو جائے گی، اسی طرح غاصب انکار کرے کہ یہ اس کی ملک ہے لیکن مالک گواہ لائے کہ یہ میری ہے تب بھی بیچ نافذ ہو جائے گی۔
دوسری صورت: غاصب انکار کرے کہ یہ اس کی ملک ہے اور مالک کے پاس گواہ بھی نہ ہو تو اس کے ساتھ بیچ ختم ہوگی^(۷)۔
اگر مشتری نے غاصب سے خرید کر آگے بیچ دی، پھر اس نے بھی آگے بیچ دی تو ان عقود میں سے جو بھی مالک نافذ کرنا چاہے وہ نافذ ہوگا، اگر مالک نے غاصب سے ضمان وصول کیا تو پہلی بیچ نافذ ہو جائے گی اور باقی عقود باطل ہو جائیں گی^(۸)۔

(۱) المحیط البرہانی، ۶: ۳۴۱

(۲) نفس مصدر

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۰

(۴) نفس مصدر

(۵) نفس مصدر

(۶) بدائع الصنائع، ۵: ۱۳۷

(۷) البحر الرائق، ۵: ۲۸۰

(۸) تبیین الحقائق، ۴: ۱۰۲

دفعہ نمبر ۲: عقد بیع کے وقت بائع کے لیے بیعہ کا مالک ہونا ضروری ہے^(۱)۔

وضاحت:

بائع کوئی چیز بیچنا چاہے تو اس کے لیے بیعہ کا مالک ہونا ضروری ہے^(۲) کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"لَيْسَ عَلَى رَجُلٍ بَيْعٌ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ"^(۳)

"کسی شخص کے لیے غیر مملوک چیز کا بیچنا جائز نہیں۔"

مثلاً ایک شخص نے غیر کی ملک میں موجود چیز کو فروخت کی، پھر اس کو خرید کر مشتری کو حوالہ کرے تو بیع باطل ہوگی کیونکہ عقد بیع کے وقت بیعہ بائع کی ملک میں نہیں تھا^(۴)۔ اسی طرح مچھلی وغیرہ کو شکار کرنے سے پہلے پانی یا کنویں میں بیچ دیا جائے تو بیع باطل ہوگی۔ اس کے باطل ہونے کی وجہ غیر مملوک کی بیع کرنا ہے^(۵)۔ حدیث نبوی ﷺ میں ہے:

"لَا تَشْتَرُوا السَّمَكَ فِي الْمَاءِ فَإِنَّهُ غَرَرٌ"^(۶)

"رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: پانی میں مچھلی فروخت مت کرو کیونکہ یہ دھوکہ ہے۔"

البتہ اگر مچھلی ایسے تالاب میں ہو جو شکار کے لیے تیار کیا گیا ہو اور اس سے مچھلی آسانی کے ساتھ پکڑا جاسکتا ہو تو اس کی بیع فاسد نہیں ہوگی۔ اس صورت میں مشتری کو خیال رویت حاصل ہوگی۔ سمندر یا نہر میں مچھلی کا بیچنا جائز نہیں خواہ آسانی کے ساتھ پکڑا جاسکتا ہو یا نہیں۔ اگر پکڑنے کے بعد متعاقبین کے درمیان بیع ہوئی، پھر بائع کے ہاتھ سے چوٹ جائے تو جب تک متعاقبین نے بیع فسخ نہیں کی اور مچھلی حوالہ کرنا ممکن ہو تو بیع فاسد نہیں ہوگی، البتہ اگر ممکن نہ ہو تو بیع خود بخود فسخ ہو جائے گی۔

مکہ معظمہ کی زمین چونکہ غیر مملوک ہے اس لیے اس کے زمین کی بیع جائز نہیں، یہ قول امام صاحب کی طرف منسوب ہے۔ لیکن علامہ شامی رحمہ اللہ نے صاحبین رحمہما اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ مکہ معظمہ کے زمین کی خرید و فروخت جائز ہے^(۷) کیونکہ اس پر مالک کی ملک ثابت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ"^(۸)

"(نیز یہ مال فیئ) ان حاجت مند مہاجرین کا حق ہے جنہیں اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے بے دخل کیا گیا ہے۔"

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۱

(۲) فتح القدیر، ۶: ۲۳۸

(۳) سنن النسائی، کتاب البیوع، بیع مال لیس عند البائع، رقم الحدیث: ۴۶۱۲

(۴) الدر المختار، ۵: ۱۰۹

(۵) تحفۃ الفقہاء، ۲: ۴۸

(۶) یہ روایت مرسل اور موقوف دونوں طرق سے منقول ہے، البتہ امام بیہقی نے موقوف روایت کو صحیح کہا ہے۔ [سنن الکبریٰ، ابو بکر احمد بن حسین بیہقی، باب ماجاء فی النبی عن بیع السمک فی الماء، رقم الحدیث: ۱۰۸۵۹]

(۷) رد المحتار، ۶: ۳۹۳، الفقہ الاسلامی وادلہ، دکتور وہبہ بن مصطفیٰ الزحیلی، ۴: ۲۶۸۹، دار الفکر، دمشق، تان

(۸) سورۃ الحشر، ۵۹: ۸

اس آیت مبارکہ میں دیار کی نسبت مہاجرین کی طرف کی ہے جو ان کی ملکیت پر دلالت کرتی ہے^(۱)۔
اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"من دخل دار أبي سفيان فهو آمن"^(۲)

"جو شخص ابوسفیان کے گھر داخل ہو گا وہ امن میں ہو گا۔"

اس میں رسول اللہ ﷺ نے دار کی نسبت سیدنا ابوسفیان^(۳) رضی اللہ عنہ کی طرف ہے جو اس کی ملکیت پر دلالت کرتا ہے۔
دفعہ نمبر ۲۸: اگر غیر مملوک چیز کو فروخت کرنے سے پہلے سبب ملک پائی جائے تو مالک ہونے کے ساتھ بیع نافذ ہو جائے گی^(۴)۔

وضاحت:

کوئی شخص غیر مملوک چیز کو بیچے تو بیع باطل ہوگی لیکن اگر سبب ملک بیع پر مقدم ہو تو مالک ہونے کے ساتھ بیع نافذ ہو جائے گی۔ مثلاً غاصب نے مغصوبہ چیز بیچ دی، پھر غاصب مغصوبہ چیز کی قیمت ادا کرے تو مالک ہونے کے ساتھ بیع نافذ ہو جائے گی کیونکہ سبب ملک (غصب) بیع پر مقدم ہے^(۵)۔ اگر مغصوبہ چیز غلام ہو اور غاصب اس کو مالک ہونے سے پہلے آزاد کرے تو قیمت ادا کرنے کے ساتھ غلام آزاد نہیں ہوگا۔ اسی طرح ایک شخص نے مغصوبہ چیز کو صدقہ کیا یا کفارہ یمن ادا کیا پھر وہ اس کا ضامن ہو کر قیمت ادا کرے تو صدقہ یا کفارہ یمن ادا ہو جائے گا کیونکہ سبب ملک (غصب) مقدم ہے۔ البتہ اگر مغصوبہ چیز کو خریدے یا مالک اس کو ہبہ کر کے غاصب کو مالک بنادے یا وہ اس کو میراث میں مل جائے تو صدقہ یا کفارہ یمن باطل ہو جائے گا کیونکہ یہاں سبب ملک غصب نہیں^(۶)۔
دفعہ نمبر ۲۹: غصب کا قبضہ ثراء کے قبضہ کے قائم مقام ہو سکتا ہے^(۷)۔

وضاحت:

غاصب نے کوئی چیز غصب کی، پھر اس کو مالک سے خریدے تو اس میں قبضہ کی تجدید ضروری نہیں کیونکہ غصب کا قبضہ ثراء کے قبضہ کے قائم مقام ہوگا^(۸)۔ اسی طرح کسی اجنبی شخص نے غاصب کو حکم دیا کہ اس مغصوبہ چیز کو میرے لیے مالک سے خرید لو اور اس نے خرید لیا تو نفس بیع کے ساتھ قبضہ ثابت ہو جائے گا، قبضہ کی تجدید ضروری نہیں کیونکہ غاصب مشتری کا وکیل ہے اور وکیل کا قبضہ مؤکل کا شمار ہوتا ہے۔
دفعہ نمبر ۳۰: مغصوبہ چیز کے بدلے مالک سے صلح کرنا جائز ہے۔

(۱) المعاملات المالیه اصالیہ و معاصرہ: ۵: ۱۳۷،

(۲) صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب فتح مکہ، رقم الحدیث: ۱۷۸۰

(۳) صحیح بن حرب بن امیہ بن عبد اللہ بن عبد مناف، فتح مکہ کو اسلام لائے۔ کنیت ابوسفیان ہے جس سے آپ زیادہ مشہور ہیں۔ دو بیٹے تھے جن کے نام یزید اور معاویہ ہیں۔ غزوہ حنین میں شریک رہے۔ سن ۳۰ ہجری کو مدینہ منورہ میں ۸۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔ [الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ۲: ۷۱۵]

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۱

(۵) البحر الرائق، ۶: ۱۶۵

(۶) المحیط البرہانی، ۶: ۳۳۲

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۱

(۸) المحیط البرہانی، ۶: ۳۳۲

وضاحت:

غاصب نے مالک سے مغصوبہ چیز کے بدلے صلح کیا تو یہ جائز ہے، اگر بدل صلح میں دراہم و دنانیر ادا کرے تو یہ قیمت شمار ہوگی اور اگر بدل صلح میں سامان وغیرہ ادا کرے تو یہ قیمت شمار نہیں ہوگی^(۱)۔ مثلاً غاصب نے مغصوبہ چیز کو بیچ دیا، پھر اس مغصوبہ چیز کے بدلے مالک سے صلح کی، اگر بدل صلح میں دراہم و دنانیر ادا کیے تو پہلی بیع نافذ ہو جائے گی کیونکہ سبب ملک مقدم ہے یعنی غاصب نے مغصوبہ چیز کی قیمت ادا کی ہے۔ اگر بدل صلح میں سامان ادا کیا تو پہلی بیع باطل ہو جائے گی کیونکہ سامان کے بدلے صلح کرنا بیع جدید ہے گویا پہلی بیع سے قبل ملک تھی ہی نہیں۔ دفعہ نمبر ۳۱: سبب ملک کے مقدم ہونے کے بعد غاصب مالک ہو جائے تو اس کا تصرف نافذ ہو جائے گا^(۲)۔

وضاحت:

غاصب نے مغصوبہ چیز میں تصرف کیا، مثلاً اس کو بیچ دیا، پھر مالک نے غاصب سے مغصوبہ چیز کی قیمت وصول کی تو غاصب اس چیز کا مالک ہو گیا اور ملک کا سبب غصب ہے جو بیع پر مقدم ہے، لہذا بیع نافذ ہو جائے گی^(۳)۔ البتہ اگر مغصوبہ چیز غلام ہو غاصب اس کو آزاد کر دے تو فقہاء احناف کے نزدیک وہ آزاد نہیں ہوگا اگرچہ سبب ملک مقدم ہو کیونکہ عتق کے لیے کامل ملک ہونا ضروری ہے اور یہاں ملک ناقص ہے۔ اگر غاصب نے غلام کو بیچ دیا اور مشتری اس کو آزاد کرے پھر غاصب مالک بن جائے تو امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک غلام آزاد نہیں ہوگا اور قیاس کا تقاضہ بھی یہی ہے۔ شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک آزادی استحساناً نافذ ہو جائے گی^(۴)۔

دفعہ نمبر ۳۲: مغصوبہ چیز بیچنے کے بعد ہلاک ہو جائے تو مالک کی اجازت سے بیع نافذ نہ ہوگی^(۵)۔

وضاحت:

مغصوبہ چیز بیچنے کے بعد ہلاک ہو جائے، پھر مالک بیع کو نافذ کرنے کی اجازت دے تو بیع نافذ نہ ہوگی، مثلاً غاصب نے غصب کیا ہو غلام بیچ دیا جو مشتری کے پاس ہلاک ہو جائے تو مالک کے لیے جائز نہیں کہ بیع کو نافذ کر دے۔ اگر مالک کو اس کے زندہ یا مردہ ہونے کا علم نہ ہو تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک بیع نافذ نہیں کر سکتا۔ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اس کو بیع نافذ کرنے کا اختیار ہوگا۔

دفعہ نمبر ۳۳: مغصوبہ چیز مالک کی اجازت کے بغیر بیچی گئی، تو اس سے ملنے والا کسب مشتری کا ہوگا^(۶)۔

وضاحت:

غاصب نے مالک سے غلام غصب کر کے مالک کی اجازت کے بغیر بیچ دیا، پھر مشتری کے قبضہ میں اس کا ہاتھ کاٹا گیا یا اس نے مال کمایا تو یہ مشتری کا شمار ہوگا۔

(۱) المحیط البرہانی، ۶: ۳۳۷

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۱

(۳) الہدایۃ، ۴: ۳۰۳

(۴) الینایۃ، ۱۱: ۲۳۹

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۱

(۶) نفس مصدر، ۳: ۱۱۲

دفعہ نمبر ۳۴: دو غاصبوں کا آپس میں مالک کی اجازت کے بغیر تبادلہ کرنا مالک کی اجازت پر موقوف ہوگا بشرطیکہ دونوں کا مالک مختلف ہو^(۱)۔

وضاحت:

ایک شخص کسی سے غلام غصب کیا، دوسرے شخص نے کسی سے باندی غصب کی، پھر آپس میں دونوں نے تبادلہ کیا تو یہ بیع مالک کی اجازت پر موقوف ہوگی، اگر وہ نافذ کرے تو نافذ ہو جائے گی اور ہر غاصب پر مغصوبہ کی قیمت مالک کو حوالہ کرنا لازم ہوگا^(۲)۔ البتہ اگر ایک ہی شخص سے ایک نے غلام غصب کیا اور دوسرے نے باندی غصب کی، پھر آپس میں تبادلہ کیا تو مالک کی اجازت سے بیع نافذ نہیں ہوگی، اس کی وجہ یہ ہے کہ مالک کی اجازت کے ساتھ بیع موقوف نافذ ہوتی ہے اور یہ صورت بیع باطل کی ہے کیونکہ ایک ہی شخص کے مال کو اس کے مال کے بدلے بیچنا باطل ہے۔

واضح رہے کہ مذکورہ بالا مسئلہ متعین چیزوں سے متعلق ہے، اگر اس کی جگہ دو مختلف غاصبوں نے دراہم اور دنانیر غصب کیے تو ان کا تبادلہ صحیح ہوگا خواہ مالک ایک ہوں یا مختلف ہوں کیونکہ غاصب کے ذمہ قرض کی شکل میں دراہم و دنانیر لازم ہو جاتے ہیں^(۳)۔
دفعہ نمبر ۳۵: بیع کی صحت کے لیے شرط یہ ہے کہ عاقد بیع حوالہ کرنے پر قادر ہو^(۴)۔

وضاحت:

بیع کی صحت کے لیے شرط یہ ہے کہ عاقد اس بات پر قادر ہو کہ عقد بیع کے وقت بیع حوالہ کرنے پر قادر ہو، اگر قادر نہ ہو تو بیع فاسد ہوگی، مثلاً بھاگا ہوا غلام بیچنا جائز نہیں کیونکہ مالک ایسے غلام کے حوالہ کرنے پر قادر نہیں ہوتا^(۵)، البتہ اگر مشتری بھاگا ہوا غلام خریدے اور اس بات پر راضی ہو جائے کہ غلام حاضر ہو جائے تو قبضہ کر لوں گا، پھر غلام حاضر ہوا اور مشتری کو حوالہ کیا گیا تو بیع صحیح ہو جائے گی اور عقد جدید کی ضرورت بھی نہیں^(۶)۔

دفعہ نمبر ۳۶: عقد بیع کے بعد بائع بیع حوالہ کرنے پر قادر نہ رہے تو مشتری کو بیع فسخ کرنے کا اختیار ہوگا^(۷)۔

وضاحت:

مشتری نے بیع خرید اور بائع حوالہ کرنے پر قادر بھی ہو لیکن عقد بیع کے بعد بیع حوالہ کرنے کے قابل نہ رہا تو مشتری کو بیع فسخ کرنے کا اختیار ہوگا، مثلاً مشتری نے غلام خرید اور قبضہ کرنے سے پہلے وہ بھاگ گیا تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ بیع کو فسخ کرے یا غلام کے لوٹنے تک انتظار کرے۔ اگر مشتری بیع کو فسخ نہ کرے تو بائع کو ثمن کے مطالبہ کا حق نہیں ہوگا۔

دفعہ نمبر ۳۷: خراجی زمین کی بیع و شراء جائز ہے^(۸)۔

(۱) نفس مصدر

(۲) المحیط البرہانی، ۶: ۳۴۳

(۳) نفس مصدر

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۲

(۵) المبسوط للسرخسی، ۱۳: ۱۵۵

(۶) المحیط البرہانی، ۶: ۳۴۵

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۲

(۸) نفس مصدر

وضاحت:

دار الاسلام کی وہ زمین جو غیر مسلموں کے قبضہ میں ہو اور وہ مسلمانوں سے اس زمین پر فصل کی ادائیگی پر صلح کر لے تو یہ خراجی زمین ہوگی^(۱)۔ چونکہ خراجی زمین غیر مسلموں کی ملک میں ہوتی ہے تو اس کی بیع و شراء جائز ہے^(۲)۔
دفعہ نمبر ۳۸: حکومت کی طرف سے جو زمین کسی کو ملگا دی جائے اس کی بیع و شراء جائز ہے^(۳)۔

وضاحت:

وہ زمین جو حکومت کسی قوم یا شخص کو دے کر مالک بنا دے تو وہ اس زمین کا مالک بن جاتے ہیں، لہذا اس زمین کی خرید و فروخت جائز ہوگی۔ اس زمین کو فقہاء کی اصطلاح میں ارض القطیعة کہا جاتا ہے^(۴)۔
دفعہ نمبر ۳۹: مالک کے لیے اجارہ کی زمین کا بیچنا جائز ہے^(۵)۔

وضاحت:

ایک شخص نے ایسی زمین جو کاشتکاری کے قابل نہ تھی، مالک نے کسی کو کاشتکاری کے لیے حوالہ کی، تو یہ زمین مالک کی ملکیت سے نہیں نکلتی، لہذا ایسی زمین کی خرید و فروخت جائز ہوگی اس کو "ارض الاجارۃ" اور "ارض الاکارۃ" سے تعبیر کیا جاتا ہے^(۶)۔
دفعہ نمبر ۴۰: زراعت پر دی ہوئی زمین کی بیع کاشت کار کی اجازت پر موقوف ہوگی^(۷)۔

وضاحت:

مالک نے زمین کسی کو زراعت پر دی ہو تو اس زمین کا بیچنا کاشت کار کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ اگر مزارع نے اجازت دے دی تو بیع نافذ ہو جائے گی، فصل مشتری کو ملے گا اور مزارع کو اپنے کام کی کوئی اجرت نہیں ملے گی۔ اگر اس نے اجازت نہیں دی تو بیع ختم ہو جائے گی^(۸)۔
دفعہ نمبر ۴۱: وقف زمین کی بیع و شراء جائز نہیں^(۹)۔

وضاحت:

وقف زمین کسی کی ملک نہیں ہوتی، لہذا اس کی بیع بھی جائز نہیں^(۱۰)۔ مثلاً مسجد اور مقبرہ کسی کی ملکیت نہیں ہوتی لہذا ان کی بیع و شراء جائز نہیں ہوگی۔ اگر مملوکہ زمین کے ساتھ وقف زمین کو ملا کر بیچ دے تو امام حلوانی اور امام سرخسی رحمہما اللہ کے نزدیک دونوں میں بیع جائز نہیں ہوگی۔

(۱) مختصر الطحاوی، ۳: ۴۴۹

(۲) الاحکام السلطانیہ، ص ۲۲۸-۲۲۹

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۲

(۴) المحیط البرہانی، ۶: ۳۴۵

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۲

(۶) بدائع الصنائع، ۵: ۱۴۶

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۲

(۸) المحیط البرہانی، ۶: ۳۴۵

(۹) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۳

(۱۰) لسان الحکام فی معرفۃ الاحکام، ص ۳۵۳

شیخ الاسلام سفدی^(۱) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مملوک زمین میں بیع صحیح ہوگی اور وقف شدہ میں باطل ہوگی۔ مثلاً ایک شخص کسی گاؤں کو بیچے اور اس سے وقف شدہ زمین کو مستثنیٰ نہ کرے تو یہ بیع ماسفدی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہوگی کیونکہ شرعی طور پر اس کی مستثنیٰ پہلے سے ہوئی ہے^(۲)۔

دفعہ نمبر ۴۲: عام لوگوں کے راستے کی خرید و فروخت جائز نہیں^(۳)۔

وضاحت:

جو شارع عام ہو، کسی کی ملکیت نہ ہو تو اس کی خرید و فروخت ناجائز ہوگی، مثلاً ایک شخص اپنی زمین بیچے اور اس میں عام لوگوں کا راستہ بھی شامل ہو تو اس کے حدود متعین کرنا ضروری ہے ورنہ بیع فاسد ہوگی۔

کسی گاؤں کو بیچ کر مساجد اور مقبرہ کو مستثنیٰ کیا تو مسجد کے حدود متعین کرنا ضروری نہیں، البتہ مقبرہ کے حدود متعین کرنا ضروری ہے^(۴)۔
دفعہ نمبر ۴۳: وہ زمین جو کسی کی ملکیت نہ ہو اس سے پتھر وغیرہ لاکر بیچنا جائز ہے^(۵)۔

وضاحت:

وہ زمین یا پہاڑ جو کسی کی ملک نہ ہو، کوئی شخص اس سے پتھر لاکر بیچ دے یا اس میں درخت ہو اور کوئی شخص اس سے میوہ لاکر بیچ دے تو یہ جائز ہے، البتہ اگر کسی کی ملک میں ہو تو پھر ناجائز ہوگا۔

دفعہ نمبر ۴۴: غیر مملوک چیز کے ساتھ کوئی چیز ملا کر بیچ دے تو بیع دونوں میں فاسد ہوگی^(۶)۔

وضاحت:

بائع نے دو چیزوں کو ملا کر بیچ دیا، جن میں سے ایک اس کی ملک میں ہو اور حوالہ کرنا بھی ممکن ہو اور دوسرا غیر مملوک ہو تو دونوں میں بیع فاسد ہوگی^(۷)، مثلاً سمندر میں مچھلی اور چھری کو ملا کر بیچ دے تو بیع دونوں میں فاسد ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مچھلی تو غیر مملوک ہے اور چھری کی قیمت مجہول ہے۔

دفعہ نمبر ۴۵: مملوک پرندوں کو ہوا میں بیچنا حوالہ کرنے کی شرط کے ساتھ جائز ہے^(۸)۔

وضاحت:

(۱) شیخ الاسلام ابو الحسن علی بن الحسن بن محمد سفدی حنفی (وفات: ۴۶۱ھ)، بخارا میں رہے، فقہ حنفی کے امام اور مناظر تھے۔ سفد، سمرقند کے مضافات میں سے ہے جس کی طرف آپ کی نسبت کی جاتی ہے، آپ کے شاگردوں میں شمس الانامہ سرخسی رحمہ اللہ ہیں۔ آپ کی مشہور شاہکار "المنتف" سے آپ کی شہرت ہوئی۔ [سلم الوصول الی طبقات الفحول، ۲: ۲۶۱]

(۲) لسان الحکام فی معرفۃ الاحکام، ص ۳۵۳

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۱۱۳

(۴) البحر الرائق، ۵: ۲۱۷

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۳

(۶) نفس مصدر

(۷) المحیط البرہانی، ۶: ۳۴۶

(۸) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۳

بائع ہو امیں اپنے مانوس پرندوں کو بیچنا چاہے تو یہ اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ وہ اس کو بغیر حیلہ کے حوالہ کرنے پر قادر ہو۔ مثلاً ہوا میں کبوتر کو بیچے اور کبوتر واپس اپنے پنجرہ کو آتے ہوں تو ان کو ہوا میں بیچنا جائز ہے۔

دفعہ نمبر ۴۶: غیر منتفع چیز کی بیع جائز نہیں^(۱)۔

وضاحت:

ہر وہ جانور جن سے انتفاع ممکن نہ ہو یا شریعت نے اس سے انتفاع کو حرام قرار دیا ہو تو اس کی بیع بھی جائز نہیں ہوگی^(۲)۔ بیع کا تعلق انتفاع سے ہے، جب نفع اٹھانا ممکن نہ ہو تو بیع بھی جائز نہیں ہوگی^(۳)۔ مثلاً شہد کی مکھی کو شہد کے چھتہ کے بغیر بیچنا جائز نہیں کیونکہ شہد کے بغیر وہ غیر منتفع منتفع ہے۔ البتہ چھتہ کے ساتھ جائز ہے، اسی طرح ریشم کا کیڑا بغیر ریشم کے جائز نہیں کیونکہ وہ بھی انتفاع کے قابل نہیں^(۴)۔ جن جانوروں سے سے انتفاع ممکن ہو ان کا بیچنا جائز ہوگا، مثلاً وہ سانپ جس کو دوا میں استعمال کیا جاتا ہو تو اس کی خرید و فروخت جائز ہوگی^(۵)۔ یہی حکم اس کتے کا ہے جو شکار کے تعلیم کے قابل ہو ورنہ اس کی بیع بھی جائز نہیں ہوگی۔ اسی طرح کتے کو ذبح کیا گیا اور اس کے گوشت کو بیچا گیا تو یہ جائز ہے^(۶)۔ خنزیر کی بیع و شراء سے شریعت نے منع کی ہے کیونکہ اس سے کسی قسم کا انتفاع حرام ہے^(۷)۔ اس کے ضمن میں مجوسی، مرتدا اور غیر کتابی کے ذبیحہ ذبیحہ کی بیع و شراء بھی داخل ہے کیونکہ اس سے نفع حاصل کرنا شریعت نے منع کیا ہے^(۸)۔

دفعہ نمبر ۴۷: انسانی اعضاء کی خرید و فروخت ناجائز ہے^(۹)۔

وضاحت:

انسان کے اعضاء کی خرید و فروخت ناجائز ہے خواہ زندہ ہو یا مردہ، مسلمان ہو یا کافر۔ انسان کی عظمت و احترام کی بناء پر اس کے اعضاء سے انتفاع کو منع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ"^(۱۰)

"اور بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی۔"

خون کے خرید و فروخت کا حکم:

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۴

(۲) بدائع الصنائع، ۵: ۱۴۴

(۳) المحیط البرہانی، ۶: ۳۴۹

(۴) البحر الرائق، ۴: ۴۹

(۵) رد المحتار، ۵: ۵۱

(۶) البحر الرائق، ۱: ۱۰۹

(۷) تحفۃ الفقہاء، ۲: ۴۷

(۸) المحیط البرہانی، ۶: ۳۴۹

(۹) بدائع الصنائع، ۵: ۱۴۲

(۱۰) سورۃ الاسراء، ۷۰: ۷۰

اس دفعہ کے مطابق خون کی خرید و فروخت ناجائز ہے کیونکہ اس میں انسان کی اہانت ہے، البتہ دوسرے کی جان کی حفاظت کے لیے خون کا تبرع جائز ہے۔ اگر ہسپتال میں خون بیچا جاتا ہو اور اس کے علاوہ خون نہ ملتا ہو تو خون خرید ناجائز ہے، لیکن بائع کے لیے اس ثمن کا استعمال کرنا جائز نہیں۔

عورت کے دودھ کی بیچ کا حکم:

عورت کے دودھ کی بیچ بھی جائز نہیں ہے خواہ آزاد عورت ہو یا لونڈی ہو۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک لونڈی کے دودھ کی بیچ جائز ہے^(۱)۔

دفعہ نمبر ۳۸: ذمی کے لیے شراب اور خنزیر کی خرید و فروخت جائز ہے^(۲)۔

وضاحت:

دو ذمی آپس میں شراب یا خنزیر کی خرید و فروخت کرتے ہیں تو یہ جائز ہوگی۔ البتہ اگر قبضہ کرنے سے پہلے مسلمان ہو جائے تو بیع فاسد ہوگی۔ اگر خنزیر قبضہ کیا گیا اور قابض مسلمان ہو جائے تو بیع فاسد نہیں ہوگی اگرچہ ثمن حوالہ نہ کیا ہو۔ دفعہ نمبر ۳۹: ذمی کو شراب یا خنزیر کے لیے وکیل بنانا جائز نہیں^(۳)۔

وضاحت:

مسلمان مؤکل کسی ذمی کو شراب یا خنزیر کے خریدنے کا وکیل بنائے تو معاملہ باطل ہوگا کیونکہ مؤکل کے لیے جو معاملہ جائز نہیں اس کے لیے وہ وکیل بھی نہیں بنا سکتا^(۴)۔

دفعہ نمبر ۵۰: معدوم کی بیچ جائز نہیں^(۵)۔

وضاحت:

ہر وہ چیز جس کا وجود نہیں اس کو معدوم کہتے ہیں اس کی بیچ ناجائز ہے^(۶)۔ شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک بیعہ موجود ہو لیکن بائع کی ملک میں نہ ہو اس کی بیچ جائز نہیں تو جس بیعہ کا وجود ہی نہ ہو اس کی بیچ بطریق اولیٰ باطل ہوگی^(۷)۔ مضامین^(۸)، ملائقہ^(۹) اور حمل وغیرہ وغیرہ کی بیچ معدوم ہونے کی وجہ سے باطل ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی ایسی بیچ سے منع فرمایا ہے:

(۱) المبسوط للسرخسی، ۱۵: ۱۲۵

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۵

(۳) نفس مصدر

(۴) رد المحتار، ۵: ۸۳

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۶

(۶) بدائع الصنائع، ۵: ۱۳۸

(۷) المبسوط للسرخسی، ۱۲: ۱۲۴

(۸) ملائقہ، ملقوۃ کی جمع ہے، اس سے مراد ز جانور کے نطفہ سے پیدا ہونے والے جانور کی بیچ کرنا ہے۔ [النتف فی الفتاویٰ السعدی، ۱: ۳۶۶]

(۹) مضامین، مضمونہ کی جمع ہے، اس سے مراد مادہ جانور کے نطفہ سے پیدا ہونے والے جانور کی بیچ کرنا ہے۔ [المبسوط للسرخسی، ۱۵: ۸۹]

"عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم نهي عن الملاقيح والمضامين وحبل الحبلة⁽¹⁾"
 "سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ملاقیح، مضامین اور حمل کے حمل کی بیع سے منع فرمایا ہے۔"

تقابل:

پاکستان کے مروجہ قانون بیع مال ۱۹۳۰ء میں ہے:

"Where there is a contract for the sale of specific goods, the contract is void if the goods without the knowledge of the seller have, at the time when the contract was made, perished or become so damaged as no longer to answer to their description in the contract"⁽²⁾.

"جب مخصوص مال کا معاہدہ ہو اور معاہدہ کرتے وقت وہ مال بائع کے علم کے بغیر ہلاک ہو جائے یا اس میں ایسا نقصان پیدا ہو کہ بیع کے دوران جو شرائط بیان کیے گئے ہوں وہ باقی نہ رہیں تو یہ عقد بیع کالعدم ہو گا۔"
 فتاویٰ عالمگیری میں معدوم کی بیع کو ناجائز قرار دیا ہے اور پاکستان کے مروجہ قوانین میں بھی یہی حکم مذکور ہے، لہذا اس مقام میں شرعی اور وضعی قوانین میں موافقت پائی جاتی ہے۔

دفعہ نمبر ۵۱: اگر حلال و حرام مخلوط ہو تو بیع کے جائز ہونے یا نہ ہونے میں غالب کا اعتبار ہو گا⁽³⁾۔

وضاحت:

اگر حلال و حرام مخلوط ہو تو ان میں سے جو غالب ہو گا اس کا اعتبار ہو گا، بشرطیکہ کہ اس سے انتفاع بھی ممکن ہو۔ اگر حلال غالب ہو تو بیع جائز ہو گی، اگر حرام غالب ہو تو بیع ناجائز ہو گی۔ مثلاً گھی میں یا آٹے میں چوہا گر جائے⁽⁴⁾۔
 دفعہ نمبر ۵۲: معصیت کے لیے بنائے گئے آلات کی خرید و فروخت جائز ہے⁽⁵⁾۔

وضاحت:

اشیاء تین قسم پر ہیں: ایک وہ جو معصیت کے لیے بنائے جاتے ہیں لیکن اس کو تبدیل کر کے جائز کام میں بھی استعمال کیا جاسکتا ہو۔ اس میں گانا بجانے کے آلات مثلاً مزمار، طبل اور دف وغیرہ شامل ہیں⁽⁶⁾۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ان چیزوں کی خرید و فروخت ناجائز ہے کیونکہ

(1) [مسند البزار، مسند ابی حمزہ انس بن مالک، رقم الحدیث: ۷۸۵] امام دارقطنی نے اس روایت کے مرسل اور مسند دونوں طرق کو ذکر کر کے مرسل

روایت کو صحیح کہا ہے۔ [العلل الواردة فی الاحادیث النبویہ، ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی، رقم الحدیث: ۱۷۰۵]

(2) Sale of Goods Act, 1930, Chapter: 2, Section: 7

(3) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۶

(4) المحیط البرہانی، ۶: ۳۵۰

(5) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۶

(6) بدائع الصنائع، ۵: ۱۳۴

ہے کیونکہ یہ معصیت کے لیے بنائے گئے ہیں جس کی وجہ سے اس میں مالیت مفقود ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ان چیزوں کی بیع جائز ہے اس لیے کہ ان چیزوں کو توڑ کر کسی اور کام کے لیے استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔

دوسری قسم سے مراد وہ چیزیں ہیں کہ جن کا استعمال مباح ہو لیکن کچھ تبدیلی کے ساتھ استعمال میں حرمت آسکتی ہو تو اس کی بیع بالاتفاق صحیح ہے، مثلاً سرکہ کی خرید و فروخت جائز ہے۔

تیسری قسم میں وہ چیزیں ہیں جن کو مباح اور غیر مباح دونوں جگہ استعمال کیا جاسکتا ہو، فقہاء احناف کے نزدیک اس کی خرید و فروخت جائز ہے اگرچہ اس کا زیادہ استعمال غیر مباح ہو، مثلاً ریڈیو، کیمرہ، نجس تیل وغیرہ کی خرید و فروخت کرنا^(۱)۔

ٹی وی کی بیع کا حکم:

ٹی وی کی بیع کو بعض علماء احناف پہلی قسم میں شمار کرتے ہیں کیونکہ سکرین پر جو تصویر نظر آتی ہے وہ منع ہے، لہذا اس کی بیع اس شرط کے ساتھ جائز ہوگی جب اس کو توڑ کر بیچا جائے۔ بعض کے نزدیک سکرین پر جو صورتیں نظر آتی ہیں وہ عکس ہے جو کہ منع نہیں، لہذا ٹی وی کی خرید و فروخت تیسری قسم میں داخل ہوگا۔

واضح رہے کہ تیسری قسم سے مردار کی چربی کو مستثنیٰ کیا گیا ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"إن الله ورسوله حرم بيع الخمر، والميتة، والخنزير، والأصنام، فقيل: يا رسول الله، أرأيت شحوم الميتة، فإنه يطلى بها السفن، ويدهن بها الجلود، ويستصبح بها الناس، فقال: لا، هو حرام"^(۲)

"اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے۔ دریافت کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! مردار کے چربی کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیونکہ اس کے ذریعے کشتیوں کو صاف کیا جاتا ہے، جسم کو مالش کیا جاتا ہے اور اس چربی کے (تیل) سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کی بیع بھی حرام ہے۔"

دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ مردار کا جزء ہے اور مردار کی خرید و فروخت کو ناجائز قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ مال نہیں ہے^(۳)۔
دفعہ نمبر ۵۳: شراب بنانے والے کو سرکہ بیچنا جائز ہے^(۴)۔

وضاحت:

سرکہ کسی ایسے شخص کو بیچنا جو اس سے شراب بنانا ہو تو یہ جائز ہے^(۵)، یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے، صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ یہ معصیت میں مدد کرنا ہے جو کہ حرام ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱) رد المحتار، ۵: ۷۳

(۲) صحیح مسلم، باب تحریم بیع الخمر والمیتة والخنزیر والأصنام، رقم الحدیث: ۵۱۸۱

(۳) بدائع الصنائع، ۵: ۱۴۱

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۶

(۵) المبسوط للسرخی، ۲۴: ۲۶

"وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ" (1)

"گناہ اور ظلم میں ایک دوسرے کا تعاون نہ کرو۔"

دفعہ نمبر ۵۴: بیع میں بغیر عوض کے زیادتی کرنا با (سود) ہے (2)۔

وضاحت:

اس دفعہ میں رہا کی تعریف کی گئی ہے، بیع میں بغیر عوض کے زیادتی کو رہا کہا جاتا ہے (3)۔ رسول اللہ ﷺ نے چھ چیزیں بیان فرمائی ہیں جن میں تماثل کو شرط قرار دیا گیا ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ، وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ، مِثْلًا بِمِثْلٍ، سَوَاءً بِسَوَاءٍ، يَدًّا بِيَدٍ، فَإِذَا اخْتَلَفَتْ هَذِهِ الْأَصْنَافُ، فَبِيعُوا كَيْفَ شِئْتُمْ، إِذَا كَانَ يَدًّا بِيَدٍ" (4)

"سونے کو سونے کے بدلے، چاندی کو چاندی کے بدلے، گندم کو گندم کے بدلے، جو کو جو کے بدلے، کھجور کو کھجور کے بدلے اور نمک کو نمک کے بدلے برابر، ہاتھوں ہاتھ مجلس میں بیچو، اگر جنس بدل جائے تو ہاتھوں ہاتھ جیسا چاہو بیچ سکتے ہو۔"

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس چھ چیزوں سے سود کی علت جنس مع القدر نکالی ہے، یعنی جن چیزوں کو تولایا وزن کیا جاتا ہو، ان کی ایک ہی جنس کے بدلے تبادلہ ہو تو اس میں تماثل کے ساتھ مجلس میں قبضہ بھی ضروری ہے اور تماثل کے لیے مجلس عقد میں معلوم کرنا ضروری ہے، مثلاً اگر دروہی چیزوں کا اٹکل کے ساتھ تبادلہ ہوا، بعد میں دونوں برابر نکلے تب بھی یہ بیع ناجائز ہوگی (5)۔

البتہ اگر دونوں علتوں میں سے ایک پائی جائے، مثلاً جنس پائی جائے یا قدر پائی جائے تو مجلس میں قبضہ ضروری ہوگا اگرچہ اس میں کمی و زیادتی ہو (6)۔ گائے اور بھینس کا گوشت ایک جنس شمار ہوگا، اسی طرح بکری اور بھیڑ کا گوشت ایک جنس شمار ہوگا۔

اسی طرح اگر دونوں علتوں میں سے کوئی علت نہ پائی جائے تو اس میں تماثل کے ساتھ مجلس میں دونوں کا قبضہ کرنا ضروری نہیں۔ مثلاً عددی چیز کو عددی کے بدلے بیچے، جیسے ایک انڈہ کو دو انڈوں کے بدلے بیچے تو یہ جائز ہوگا۔

دفعہ نمبر ۵۵: حیوان کو حیوان کے بدلے عدد کے اعتبار سے مجلس عقد میں قبضہ کرنے کے شرط کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے (7)۔

وضاحت:

(1) سورۃ المائدہ، ۵: ۲

(2) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۷

(3) کشف الاسرار شرح اصول البرزوی، علاء الدین عبدالعزیز بن احمد حنفی، ۳: ۲۸۷، دار الکتاب الاسلامی، تن

(4) صحیح مسلم، باب الصرف و بیع الذہب بالذہب، رقم الحدیث: ۱۵۸۷

(5) المحیط البرہانی، ۶: ۳۵۵

(6) بدائع الصنائع، ۵: ۱۸۳

(7) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۷

زندہ جانور کو اسی جنس کے دو جانور کے بدلے عدد کے اعتبار سے بیچنا جائز ہے بشرطیکہ مجلس عقد میں جانین سے قبضہ کیا جائے^(۱)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تماثل کے لیے ضروری ہے کہ دونوں وزنی یا کیلی ہوں، اگر عددی ہوں تو اس میں کمی زیادتی جائز ہے، البتہ مجلس عقد میں دونوں کا قبضہ ضروری ہے۔ حدیث مبارک نبوی ﷺ میں ہے:

"نَحْيُ عَنْ بَيْعِ الْحَيَّوَانِ بِالْحَيَّوَانِ نَسِيئَةً"^(۲)

"رسول اللہ ﷺ نے حیوان کو حیوان کے بدلے نسیئہ بیچنے سے منع فرمایا ہے۔"

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جانور کو اپنے جنس کے بدلے بیچنا جائز ہے اگرچہ مجلس میں قبضہ نہ پایا جائے^(۳)۔ وہ درج ذیل روایت سے استدلال کرتے ہیں:

"لَا رِبَا فِي الْحَيَّوَانِ الْبَعِيرُ بِالْبَعِيرَيْنِ، وَالشَّاهُ بِالشَّاتَيْنِ إِلَى أَجَلٍ"^(۴)

"حیوان میں کوئی ربا نہیں کہ ایک اونٹ کو دو اونٹوں کے بدلے اور ایک بکری کو دو بکریوں کے بدلے اجل (مقرر)

کے ساتھ بیچے۔"

دفعہ نمبر ۵۶: ہر وہ چیز جو نص میں کیلی اور وزنی ہوں وہ کیلی اور وزنی ہوں گی^(۵)۔

وضاحت:

کیلی اور وزنی ہونے میں عرف کا اعتبار نہیں ہوگا، بلکہ نص میں جو کیلی ہو وہ کیلی ہوں گی، جیسے گندم کھجور، نمک اور جو وغیرہ۔ جو وزنی ہو وہ وزنی ہوں گی جیسے سونا اور چاندی یہ ہمیشہ وزنی ہی رہیں گی^(۶)۔ اس کی علت یہ ہے کہ نص، عرف سے اقویٰ ہوتا ہے اور ادنیٰ کی وجہ سے اقویٰ کو نہیں چھوڑا جاتا^(۷)۔ البتہ اگر نص سے اس کے کیلی ہونے یا وزنی ہونے کا ذکر نہ ہو تو پھر عرف کا اعتبار ہوگا۔ مثلاً ہر وہ علاقہ جس میں گوشت کو وزن کے طور پر نہیں بیچا جاتا بلکہ کیل کے ساتھ بیچا جاتا ہو تو اس میں عرف کے اعتبار سے ایک کیل کو دو کیلوں کے بدلے بیچنا جائز ہوگا^(۸)۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ منصوصی چیزوں میں بھی عرف کا اعتبار ہوگا کیونکہ ان چیزوں میں اس زمانہ کے عرف کا اعتبار کیا گیا تھا، جب زمانہ گزرنے کے ساتھ وہ تبدیل ہو گئی تو عرف کی وجہ سے اس کا حکم بھی تبدیل ہوگا۔ علامہ ابن المہام رحمہ اللہ نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ

(۱) المبسوط للسرخسی، ۱۲: ۱۲۳

(۲) علامہ ابن حبانؒ نے اس حدیث کو نقل کر کے صحیح کہا ہے۔ [صحیح ابن حبان، باب الربا، ذکر الزجر عن بیع الحيوان بالحيوان الايداء، رقم الحديث: ۵۰۲۸]

(۳) کتاب الام، ۷: ۲۷۱

(۴) یہ ابن المہامی کا قول ہے، جس کا استدلال انہوں نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کیا ہے کہ انہوں نے چار جانور خریدے اور اس

کے بدلے جو جانور حوالہ کرنے تھے ان کو ربذة نامی گاؤں میں حوالہ کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ [صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب فی بیع العبد والحيوان بالحيوان نسيئة، ۳: ۸۳، مکتبہ دار طوق النجاة، ۱۴۲۲ھ]

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۸

(۶) بدایۃ المبتدی، ص: ۱۳۹

(۷) فتح القدیر، ۷: ۱۵

(۸) شفاء العلیل، ابو حامد محمد بن محمد غزالی، ص: ۳۶۳، مکتبۃ الارشاد، بغداد، ۱۳۹۰ھ = ۱۹۷۱ء

کے قول کو ترجیح دی ہے^(۱)۔ علامہ شامی رحمہ اللہ نے بھی اسی قول کو رائج قرار دے کر فرمایا کہ اس مسئلہ میں امام ابو یوسف رحمہ کا قول زیادہ قوی ہے^(۲)۔

دفعہ نمبر ۵: کیلی اور وزنی میں عمدہ اور غیر عمدہ کا حکم ایک ہوگا^(۳)۔

وضاحت:

ایک طرف عمدہ کیلی چیز ہو اور دوسری طرف کمزور یعنی غیر عمدہ ہو تو یہ اس میں بھی تماثل ضروری ہے۔ اسی طرح وزنی میں بھی جید اور ردي کا حکم ایک ہوگا۔

دفعہ نمبر ۵۸: ایک جنس کے مختلف انواع کے تبادلہ میں بھی تماثل ضروری ہے^(۴)۔

وضاحت:

ایک جنس کے مختلف انواع اور اقسام ہوں اور ان کا آپس میں تبادلہ ہو تو اس میں بھی تماثل ضروری ہے کیونکہ یہ ایک ہی جنس شمار ہوتے ہیں، مثلاً انگور کے دو مختلف نوع کی آپس میں تبادلہ ہو جائے یا کھجور کے مختلف انواع کی آپس میں تبادلہ ہو تو اس میں تماثل اور مجلس میں تقابض ضروری ہوگا^(۵)۔

دفعہ نمبر ۵۹: ہر وہ چیز جس کا مثل نہ ہو اس کا قرض لینا جائز نہیں۔

وضاحت:

ہر وہ چیز جس کا مثل مارکیٹ میں موجود نہ ہو اس کو قرض کے طور پر لینا جائز نہیں، مثلاً روٹی کا قرض لینا جائز نہیں کیونکہ یہ مقدار اور پکنے کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں، یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عرف اور تعامل کی وجہ سے اس کا استقراض جائز ہے^(۶)۔

دفعہ نمبر ۶۰: خالص کیلی یا وزنی چیز کو ہم جنس مخلوط کے بدلے بیچا جائے تو خالص کیلی یا وزنی کا مقدار میں زیادہ ہونا ضروری ہے^(۷)۔

وضاحت:

خالص کیلی یا وزنی چیز کو اپنے جنس کے بدلے بیچا جائے (جو مخلوط ہو) تو خالص کیلی یا وزنی چیز کا مقدار میں زیادہ ہونا ضروری ہے تاکہ کیلی اور وزنی اپنے مثل کے بدلے ہو جائے اور جو زیادتی ہے وہ ملی ہوئی چیز کے بدلے ہو جائے، مثلاً زیتون کے تیل کو زیتون کے پھول کے بدلے بیچا جائے یا خالص دودھ کو تھنوں میں دودھ کے بدلے بیچا جائے تو خاص زیتون اور خالص دودھ کا زیادہ ہونا ضروری ہے تاکہ خالص زیتون کا تیل، زیتون

(۱) فتح القدیر، ۷: ۱۵

(۲) رد المحتار، ۵: ۱۷۷

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۷

(۴) نفس مصدر

(۵) المحیط البرہانی، ۶: ۳۵۹

(۶) الجوهرة النيرة، ۱: ۲۱۵

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۱۹

کے پھول میں تیل کے بدلے ہو جائے گا اور جو زیادہ ہے وہ زیتون کے پھول میں تیل سے جو زائد ہے اس کے بدلے ہوگا^(۱)۔ واضح رہے کہ عقد بیع کے وقت زیتون کے تیل کی مقدار معلوم کرنا ضروری ہے، اگر معلوم نہ ہو تو بیع جائز نہیں ہوگی۔
دفعہ نمبر ۶۱: آقا اور غلام کے درمیان کوئی ربا نہیں^(۲)۔

وضاحت:

آقا اور غلام کے درمیان بغیر مثال کے بیع ہو جائے تو بیع صحیح ہوگی اور اس میں کوئی ربا نہیں ہوگا^(۳)۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس^(۴) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ سَيِّدِهِ رِبَاً، يُعْطِيهِ دِرْهَمًا وَيَأْخُذُ مِنْهُ دِرْهَمَيْنِ"^(۵)

"مولیٰ اور غلام کے درمیان کوئی ربا نہیں کہ مولیٰ ایک درہم حوالہ کرے اور اس سے دو درہم وصول کرے۔"

غلام کا مال چونکہ آقا کا ہوتا ہے لہذا ان کے درمیان لین دین بیع کے حکم میں نہیں ہوتا۔ البتہ آقا پر لازم ہے کہ غلام پر قرض ہونے کی صورت میں مال اس کو واپس کرے۔ واضح رہے کہ ام ولد، مدبر اور عام غلام تینوں کا حکم ایک ہے۔ مکاتب چونکہ ید آزاد شمار ہوتا ہے لہذا مکاتب اور اس کے آقا کے درمیان بیع صرف میں ربا کا اعتبار ہوگا^(۶)۔

دفعہ نمبر ۶۲: دار الحرب میں مسلمان اور حربی کے درمیان کوئی ربا نہیں ہے^(۷)۔

وضاحت:

دار الحرب میں مسلمان یا ذمی داخل ہو کر حربی کے ساتھ کیلی یا وزنی چیز کو اپنے جنس کے بدلے بیچے جس میں تماثل نہ ہو یا اس میں اجل معلوم مقرر کیا جائے تو امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک یہ معاملہ جائز ہے^(۸)، ان کی دلیل یہ ہے ربا کے معاملہ میں مال کا ہلاک ہونے کا معنی پایا جاتا ہے اور حربی کے مال کے محفوظ نہ ہونے کی وجہ سے اس کا اختلاف جائز ہے^(۹)۔

(۱) المبسوط للسرخسی، ۱۲: ۱۷۹

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۲۱

(۳) فتح القدیر، ۷: ۳۸

(۴) عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم (وفات: ۶۸ھ)، والدہ کا نام لبابہ بنت الحارث بن حزن بن بختہ بن الہزم ہے، ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے، رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے، آپ ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی، ان کو جبر الامۃ اور ترجمان القرآن کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے، طائف میں وفات پائی۔ [معرفۃ الصحابہ، ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی، ۳: ۱۶۹۹، دار الوطن للنشر، ریاض، ۱۴۱۹ھ = ۱۹۹۸ء]

(۵) [مصنف ابن ابی شیبہ، ابو بکر بن ابی شیبہ عبد اللہ بن محمد، رقم الحدیث: ۲۰۰۴۱، مکتبۃ الرشید، ریاض، ۱۴۰۹ھ] اس روایت کو نقل کر کے علامہ شہاب الدین نے اس کو حسن کہا ہے۔ [اتحاف الخیرۃ المہرۃ بزوائد المسانید العشرۃ، ابو العباس شہاب الدین احمد بن ابی بکر شافعی، باب ما جاء فی بیع النخل، رقم

الحدیث: ۲۸۲۹]

(۶) درر الحکام شرح غرر الاحکام، ۲: ۱۸۹

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۲۱

(۸) بدائع الصنائع، ۷: ۱۳۲

(۹) نفس مصدر

امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور جہور کے نزدیک یہ معاملہ ناجائز ہے۔ اس قول کی وجہ یہ ہے کہ شریعت کے محرمات کے مخاطب کفار بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِطْلَاقِ" (1)

"اور سود لیا کرتے تھے حالانکہ ان کو اس سے منع کیا گیا تھا اور لوگوں کے مال ناحق طریقے سے کھاتے تھے۔"

مفتی تقی عثمانی دامت فیوضہم فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں فتویٰ جہور اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر ہے (2)۔

البتہ دار الحرب میں مسلمانوں کا آپس میں معاملہ کمی زیادتی کے ساتھ ایسا حرام ہے جس طرح دار الاسلام میں حرام ہے۔ اسی طرح کوئی حربی امن لے کر دار الاسلام میں داخل ہو تو اس کے ساتھ بھی بیع تفاضل کے ساتھ ناجائز اور حرام ہوگا (3)۔ اسی طرح اگر کوئی شخص دار الحرب میں مسلمان ہو جائے اور ہجرت کیے بغیر کوئی مسلمان جو امن لے کر دار الحرب داخل ہوا ہو اس کے ساتھ بیع کرے تو اس میں بھی ربا کا معاملہ ناجائز ہے (4)۔

دفعہ نمبر ۶۳: پانی اپنے برتن میں ڈال کر مملوک ہونے کی وجہ سے اس کی خرید و فروخت جائز ہے (5)۔

وضاحت:

رسول اللہ ﷺ نے تین چیزوں کے بیع و شراء سے منع فرمایا ہے (6)، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"ثَلَاثٌ لَا يَمْنَعُنَ: فِي الْمَاءِ وَالْكَلَاءِ، وَالنَّارِ" (7)

"تین چیزوں میں مسلمانوں کی ملکیت برابر ہے: پانی، خود روگھاس اور آگ۔"

ان میں سے ایک پانی ہے، اس سے مراد نہروں کا پانی ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص پانی اپنے برتن میں جمع کر کے بیچے تو یہ جائز ہوگا کیونکہ برتن میں پانی جمع کرنے کے ساتھ وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے۔

دفعہ نمبر ۶۳: بیع کے بعد اور قبضہ کرنے سے پہلے جو چیز کم ہوتی ہو اس کی بیع جائز نہیں (8)۔

وضاحت:

ہر وہ چیز جو بیع کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے کم ہوتی ہو، یعنی اس میں کمی آتی ہو تو اس کی بیع جائز نہیں، مثلاً گرمی کے موسم میں برف کی بیع کرنا اگر

(1) سورۃ النساء، ۴: ۱۶۱

(2) فقہ البیوع، ۱: ۷۷۰-۷۷۱

(3) اختلاف الفقہاء، ابو جعفر محمد بن جریر طبری، ۱: ۸۲، دار الکتب العلمیہ، تان

(4) المحیط البرہانی، ۷: ۲۳۱

(5) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۲۱

(6) المحیط البرہانی، ۶: ۳۶۱

(7) [سنن ابن ماجہ، کتاب الرہون، باب المسلمون شرکاء فی ثلث، رقم الحدیث، ۲۴۷۳] علامہ ابو حفص عمر شافعی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ [البدیع المنیر فی

تخریج الاحادیث، ابو حفص عمر بن علی شافعی، دار البیروت للنشر والتوزیع، ۷: ۷۶، ریاض سعودیہ، ۱۴۲۵ھ = ۲۰۰۴ء]

(8) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۲۱

بیچنے کے بعد حوالہ کرے تو اس کی بیع جائز نہیں ہوگی کیونکہ قبضہ کے وقت بیعہ میں کمی آئی ہے^(۱)، البتہ اگر مشتری خریدنے کی نیت سے قبضہ کر لے پھر اس کو خریدے اور ثمن حوالہ کرے تو پھر امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے۔

دفعہ نمبر ۶۵: ثمن کی مقدار معلوم ہو اور صفت مجہول ہو تو اس صورت میں رائج نقود کا اعتبار ہوگا^(۲)۔

وضاحت:

متعاقبین کے درمیان بیع ہوئی اور ثمن کی مقدار بھی متعین کر لی لیکن ثمن کی صفت مجہول ہو تو اس ملک یا علاقہ میں جو نقدی رائج ہو وہی لازم ہوگی^(۳)، البتہ اگر ایک سے زیادہ نقود چلتے ہوں تو ان میں اروج (زیادہ رائج) کا اعتبار ہوگا، اور اگر سب رواج میں برابر ہوں تو بیع باطل ہوگی۔

تقابل:

پاکستان میں مروجہ قانون بیع مال کے دفعہ نمبر ۱۰ میں ہے کہ قیمت کوئی اجنبی شخص بھی متعین کر سکتا ہے، اس کے ذیل میں کہا گیا ہے:

"Where there is an agreement to sell goods on the terms that the price is to be fixed by the valuation of a third party and such third party cannot or does not make such valuation, the agreement is thereby avoided: Provided that, if the goods or any part thereof have been delivered to and appropriated by the buyer, he shall pay a reasonable price thereof"^(۴).

"اگر معاہدہ میں طے پائے کہ قیمت ثالث شخص مقرر کرے گا، لیکن وہ قیمت نہیں لگا سکتا یا نہیں لگاتا تو بیع فسخ ہو جائے گی، البتہ اگر بائع نے قیمت لگانے سے پہلے بیعہ حوالہ کیا یا اس نے معاہدہ میں اپنے لیے اختصاص کیا ہو تو وہ اس کی مناسب قیمت ادا کرے گا۔"

پاکستانی قانون کا دفعہ ہذا دو صورتوں پر مشتمل ہے۔ پہلا یہ کہ بیعہ مشتری کے قبضہ سے مجہول الثمن ہو اور دوسرا یہ کہ مشتری ثمن مجہول ہونے کے باوجود بیعہ کو قبضہ کر لے۔ قبل القبض بیعہ کے ثمن مجہول ہونے کے ساتھ بیع فاسد ہوتی ہے، جب کہ پاکستان کے وضعی قانون کے مطابق مناسب قیمت لازم ہوتی ہے۔

اسی طرح مشتری، بیعہ پر قبضہ کر لے اور اس کی قیمت متعین نہ ہو تو اس کے ساتھ بھی بیع فاسد ہوتی ہے اور بیع فاسد کا حکم یہ ہے کہ بیعہ ہلاک ہونے سے پہلے متعاقبین پر بیع کا ختم کرنا لازم ہوتا ہے اور ہلاک ہونے کی صورت میں مشتری اس کی قیمت کا ضامن ہوتا ہے جس دن مشتری نے بیعہ قبضہ کیا تھا۔ لہذا اس مسئلہ میں وضعی اور شرعی قوانین میں یکسانیت نہیں پائی جاتی۔

(۱) المحیط البرہانی، ۶: ۳۶۱

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۲۲

(۳) القواعد الفقہیہ و تطبیقاتھا فی المذاہب الاربعہ، دکتور محمد مصطفیٰ زحیلی، ۱: ۳۲۴، دار الفکر، دمشق، ۱۴۲۷ھ = ۲۰۰۶ء

(۴) Sale of Goods Act, 1930, Chapter: 2, Section No:10(1)

دفعہ نمبر ۶۶: ثمن کے ذکر نہ کرنے سے بیع جائز نہیں ہوگی^(۱)۔

وضاحت:

اگر متعاقدين کے درمیان بیع ہوئی لیکن مشتری نے ثمن متعین نہیں کیا تو احناف کے نزدیک بیع فاسد ہوگی، اسی طرح بائع یوں کہے کہ میں اس چیز کو بغیر ثمن کے بیچتا ہوں تو یہ بیع باطل ہوگی^(۲)۔

اسی طرح ثمن کے مقدار کی جہالت کی وجہ سے بیع فاسد ہوگی، مثلاً اگر قرض خواہ نے اپنے مدیون سے کہا کہ جو دس دراہم ہیں ان سے کم کے بدلے مجھے یہ کپڑا دو اور اسی طرح اور دس کے بدلے دوسرا کپڑا دو تو یہ بیع فاسد ہوگی کیونکہ دس سے جو نیچے گا وہ مجہول ہوگا اور ثمن کے مقدار کے مجہول ہونے کی وجہ سے بیع باطل ہوگی۔ البتہ اگر اس نے کہا کہ دس سے کم کے بدلے یہ کپڑا دو اور باقی کے بدلے دوسرا کپڑا دو تو بیع دونوں میں صحیح ہوگی کیونکہ دونوں کا ثمن جو کہ دس ہے متعین ہو گیا۔

دفعہ نمبر ۶۷: ثمن یا بیع کی جہالت اگر متعاقدين کے درمیان جھگڑے کا سبب بنے تو بیع فاسد ہوگی^(۳)۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان بیع ہوئی اور بیع یا ثمن مجہول مقرر ہو اور اس کا حوالہ کرنا بھی ممکن نہ ہو تو متعاقدين کے درمیان جھگڑے کا سبب بننے کی وجہ سے بیع فاسد ہوگی^(۴)۔

ثمن مجہول ہونے کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص غلام خریدے اور بائع کہے کہ دس کے نفع کے ساتھ فروخت کرتا ہوں، مشتری نے بیع قبضہ کیا تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں:

اگر مجلس عقد میں ثمن معلوم ہو گیا تو بیع صحیح ہوگی ورنہ بیع فاسد ہوگی، اسی طرح اگر مشتری ثمن معلوم کرنے سے پہلے اس کو آزاد کر دے تو غلام آزاد ہو جائے گا اور اس پر ثمن کی بجائے غلام کی قیمت لازم ہوگی^(۵)۔

اگر حوالہ کرنا ممکن ہو تو اس کے ساتھ بیع فاسد نہیں ہوگی کیونکہ یہ متعاقدين کے درمیان جھگڑے کا سبب نہیں۔ مثلاً گندم کا ڈھیر مشار الیہ ہو تو بیع فاسد نہیں ہوگی اگرچہ بیع کا کیل معلوم نہیں کیونکہ اس کی وجہ سے متعاقدين کے درمیان جھگڑا ہی نہیں۔

اسی طرح بیع کے کیل کے لیے جو برتن متعین ہو اس میں انقباض اور انبساط کی صفت نہ ہو، ورنہ بیع فاسد ہوگی کیونکہ یہ بھی متعاقدين کے درمیان جھگڑے کا سبب بنتا ہے^(۶)۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک زمین کے کچھ غیر معین حصہ گزروں کے اعتبار سے خریدنا فاسد ہوگا۔ اس لیے کہ زمین کے جوانب مختلف ہوتے ہیں، مشتری ایک کا مطالبہ کرے گا اور بائع دوسرا حصہ حوالہ کرے گا جو متعاقدين کے درمیان جھگڑے کا سبب بنتا ہے، البتہ اگر مشتری

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۲۲

(۲) الموسوعة الفقهية الكويتية، ۸: ۳۶۰

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۲۲

(۴) المحیط البرہانی، ۶: ۳۶۳

(۵) نفس المصدر، ۶: ۳۶۸

(۶) تبیین الحقائق، ۴: ۵

زمین کے دس حصے (سہام) خریدے تو بیع صحیح ہوگی اور وہ بائع کے ساتھ زمین کے دسویں حصہ میں شریک ہوگا^(۱)۔
دفعہ نمبر ۶۸: مجلس عقد میں بیعہ (ہر روزنی چیز) کی جہالت ختم ہو جائے تو بیع صحیح ہو جائے گی^(۲)۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان بیع ہوئی، مثلاً گندم کا ڈھیر ہو اور ثمن مقرر ہو جائے کہ ہر قفیر ایک درہم کے بدلے فروخت کرتا ہوں تو بیع ایک قفیر میں صحیح ہوگی اور باقی میں بیع باطل ہوگی^(۳)، البتہ اگر مجلس عقد میں گندم کے ڈھیر کی مقدار معلوم ہو جائے تو بیع صحیح ہو جائے گی۔ یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ البتہ گزروں اور روزنی چیزوں میں امام ابو حنیفہ رحمہ فرق فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص زمین فروخت کرے اور ہر گز ایک درہم کے بدلے مقرر کرے تو جب تک کل ذراع معلوم نہ ہوں تو ایک ذراع میں بھی بیع فاسد ہوگی، اگر مجلس عقد میں کل ذراع معلوم ہو جائے تو مشتری کے خیال کے ساتھ بیع صحیح ہوگی۔

صاحبین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ مشتری کو کل ڈھیر کی مقدار یا کل ذراع کی مقدار معلوم ہو یا نہ ہو بیع کل میں صحیح ہوگی اور ایک قفیر یا ایک ذراع ایک درہم کے بدلے ہوگا کیونکہ یہ جہالت متعاقدين کے درمیان گزروں اور کیل کے معلوم کرنے کے ساتھ ختم ہوتی ہے^(۴)۔ گویا امام صاحب کے نزدیک اگر اگر ہر جزء کی قیمت بیان کی جائے لیکن کل کی قیمت بیان نہ کی جائے تو مذروعی میں ایک گز میں بھی بیع ناجائز ہوگی، البتہ موزونی میں ایک قفیر میں بیع صحیح ہوگی اور صاحبین کے نزدیک دونوں صورتوں میں کل میں بھی بیع صحیح ہوگی۔

امام صاحب کا قول عددی متقار بہ (جن میں تفاوت زیادہ نہ ہو) میں وہ ہے جو گزوں سے متعلق ہے یعنی ایک شخص انڈوں (عددی متقار بہ) کو بیچے اور کہے کہ ہر ایک انڈہ دس کا ہے تو بیع ایک میں بھی نافذ نہیں ہوگا، البتہ اگر کل کا عدد معلوم ہو جائے تو بیع صحیح ہو جائے گی۔ اگر عددی کے درمیان تفاوت زیادہ ہوں تو ایک کو دس درہم کے بدلے بیچے تو ایک میں بیع نافذ ہو جائے گا اور باقی میں باطل، مثلاً بائع کہے کہ اس ریوڑ میں سے ہر بکری دس درہم کی بیچتا ہوں تو یہ بیع فاسد ہوگی۔

دفعہ نمبر ۶۹: عددیات کے ہر فرد کے ثمن کو بیان کرنے کے ساتھ کل قیمت کو بیان کیا جائے تو بیع صحیح ہوگی^(۵)۔

وضاحت:

ہر وہ چیز جس کو عدد کے اعتبار سے فروخت کیا جاتا ہو، اگر مشتری ہر فرد کا ثمن بیان کرنے کے ساتھ کل کی قیمت بھی متعین کرے تو بیع کل میں صحیح ہو جائے گی، یہ حکم عددی متقار بہ کا ہے، مثلاً مشتری انڈوں کو بیچے اور کہے کہ یہ دس انڈے دس درہم کے اور ہر انڈہ ایک درہم کا ہے تو بیع صحیح ہوگی۔ اگر کل کی قیمت کو بیان کیے بغیر بیچے تو بیع ایک فرد میں بھی صحیح نہ ہوگی، مثلاً بائع صرف یہ کہے کہ ہر ایک انڈہ دس کا ہے تو بیع ایک میں بھی صحیح نہ ہوگی۔

دفعہ نمبر ۷۰: کیلی چیز کے کل کو بیان کیا جائے تو کم اور زیادہ ہونے کے اعتبار سے عقد اسی سے متعلق ہوگا^(۶)۔

(۱) بدایۃ المبتدی، ص: ۱۳۱

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۲۲

(۳) بدائع الصنائع، ۵: ۱۵۹

(۴) المبسوط للسرخسی، ۱۳: ۶

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۲۵

(۶) نفس مصدر

وضاحت:

ایک شخص نے کیلی چیز کو بیچ دیا اور اس کے قفیز کے مقدار کو بیان کر دیا تو عقد کم یا زیادہ ہونے میں اسی کے ساتھ متعلق ہوگا، مثلاً ایک شخص گندم کے ڈھیر کو بیچے اور کہے کہ یہ سو قفیز سودراہم کے بدلے ہے، پھر وہ اسی طرح ہی نکلے تو بیع تام ہو کر مشتری کو کوئی خیار نہیں ہوگا^(۱)۔ اگر زیادہ نکل آئے تو وہ بائع کو واپس ملیں گی کیونکہ عقد کا تعلق اس کے ساتھ نہیں۔ اگر کم نکل آئے تو کمی کے بقدر ثمن میں بھی کمی کی جائے گی اور مشتری کو خیار بھی ہوگا کیونکہ بیع جس مقدار پر ہوا تھا وہ اس سے کم ہیں۔ یہی حکم ان وزنی چیزوں کا بھی ہے جن کے جدا جدا کرنے سے بیعہ کو نقصان نہ ہو^(۲)۔ اسی طرح کپڑا وغیرہ جو مذروعی ہوں، ان کے درمیان کوئی تفاوت نہ ہو اور جدا جدا کرنے سے بیعہ کا نقصان نہ ہو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

دفعہ نمبر ۱۷: بیعہ کے وصف کے بدلے ثمن نہیں آتا^(۳)۔

وضاحت:

بیعہ کے وصف کے بدلے ثمن زیادہ یا کم نہیں ہوتا، مثلاً کپڑے میں گز و صف ہے، اگر کپڑا اس شرط پر بیچا کہ یہ دس گزدس دراہم کے بدلے ہے، پھر وہ بیعہ کم یا زیادہ نکلا تو زیادتی یا کمی کے بدلے ثمن میں کمی یا زیادتی نہیں ہوگی، اگر کپڑا زیادہ نکلا تو زیادتی مشتری کی ہوگی، اگر کپڑا کم نکلا تو کم ثمن کے بدلے وہ کپڑا لے یا کم کپڑے کو واپس کرے گا^(۴)۔

واضح رہے کہ کپڑے میں گز کا وصف ہونا دو علتوں پر مبنی ہے:

۱۔ کپڑا کے کاٹنے کے ساتھ کپڑا میں نقصان پیدا ہوتا ہو۔

۲۔ کپڑے کے اطراف مختلف ہوں، یعنی ہر گز کا کپڑا دوسرے سے مختلف ہو۔ اگر یہ دونوں علتیں نہ پائی جائیں تو کپڑوں میں گز اصل ہوگا، جیسا کہ اس زمانہ میں کارخانوں میں بنے ہوئے کپڑے ہیں کہ اس میں دونوں علتیں نہیں پائی جاتیں^(۵)۔

دفعہ نمبر ۱۸: اگر بیعہ کے وصف کو اصل بنادیا جائے تو اس کے بدلے ثمن آئے گا^(۶)۔

وضاحت:

اگر بیعہ کے وصف کو اصل بنادیا جائے، مثلاً یوں کہے کہ میں یہ کپڑا بیچتا ہوں دس گزدس دراہم کے بدلے اور ہر گز ایک درہم کے بدلے ہے تو اس میں گز کے اعتبار سے ہر کپڑے کو جدا کر دیا گیا لہذا یہ وصف اصل کی طرح ہو گیا، لہذا اب بیع اسی کے ساتھ متعلق ہوگا، اگر کپڑا زیادہ نکل آیا تو وہ بائع کا ہوگا اور اگر کپڑا کم نکل آیا تو ثمن سے کمی کی جائے گی^(۷)۔

(۱) بدائع الصنائع، ۵: ۱۶۰

(۲) نفس مصدر

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۲۶

(۴) فتح القدیر، ۶: ۲۴۳

(۵) فتح القدیر، ۶: ۲۴۹

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۲۶

(۷) تبیین الحقائق، ۴: ۶

واضح رہے کہ مذروعی چیز کا ہر جزء مختلف ہو تو یہ ذراع اس کے حق میں وصف ہے۔ مثلاً پرانے زمانے میں کپڑے کے تان میں ہر گزدوسرے سے مختلف ہوتا تھا تو یہ ذراع اس میں وصف تھا اور اس کے کاٹنے کے ساتھ بیعہ کو نقصان بھی ہوتا ہے۔

اسی طرح ہر موزونی چیز جس کے جدا کرنے سے بیعہ کا نقصان ہو اس کا حکم بھی یہی ہے، مثلاً برتن جو پیتل یا تانبے سے ڈھلا ہوا ہو اس شرط پر بیچا کہ یہ دس من سودراہم کے بدلے ہیں تو کمی کی صورت میں مشتری کو لینے یا نہ لینے کا اختیار ہوگا، کم نکلنے کی صورت میں ثمن کو واپس نہیں لے سکتا، اگر زیادہ نکل آئے تو وہ مشتری کا ہوگا^(۱)، اگر پیتل سے ڈھلا ہوا برتن بیچنے والا یوں کہے کہ یہ دس من سودراہم کے بدلے اور ہر من دس دراہم کے بدلے تو کمی اور زیادتی کی صورت میں ثمن میں کمی اور زیادتی کی جائے گی۔

البتہ اگر ہر جزء مختلف نہ ہو، جس طرح کہ اس زمانہ میں ہے تو پھر ذراع اس میں وصف نہیں بلکہ اصل ہے لہذا اس کے بدلے ثمن آئے گا^(۲)۔
دفعہ نمبر ۳۷: تین شریک مکملی اور موزونی چیز خریدے تو کمی یا زیادتی کی صورت میں خیارتینوں کو حاصل ہوگا^(۳)۔

وضاحت:

مکملی یا موزونی چیز کو تین شریک نے خریدا اور اس میں کمی نکل آئے یا زیادتی ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں: اگر سب پر ایک ہی مرتبہ بیچا ہو تو تینوں کو خیارتین حاصل ہوگا یعنی کمی کی صورت میں اس کے حصہ کے بقدر لے لیں یا اس کو چھوڑ دیں۔ اگر ہر ایک کو علیحدہ حوالہ کیا ہو تو کمی اخیر میں قبضہ کرنے والے کے حصہ میں ہوگی اور خیارتین بھی اسی کو حاصل ہوگا۔

دفعہ نمبر ۳۸: متعین پتھر اور متعین برتن (جس کی مقدار معلوم نہ ہو) کے اندازہ سے بیع کرنا جائز ہے^(۴)۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان کیل کے لیے کوئی خاص برتن متعین کیا گیا یا وزن کے لیے کوئی خاص پتھر مقرر کیا گیا تو اس کے بدلے بیع و شراء کرنا جائز ہوگا^(۵)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس پتھر اور برتن کی جہالت جھگڑے کا سبب نہیں بن رہا بلکہ عقد بیع کے وقت وہ موجود ہوتا ہے۔ اگر یہ پتھر یا برتن بیعہ حوالہ کرنے سے پہلے ہلاک ہو جائے تو بیع فاسد ہو جائے گی^(۶)۔

البتہ ایسے پتھر یا برتن جن کی مقدار معلوم نہ ہو ان کے بدلے بیع سلم جائز نہیں ہوگی کیونکہ بیع سلم میں حوالگی بعد میں ہوتی ہے اور تسلیم کے وقت اس برتن یا پتھر کے ہلاک ہونے کا خطرہ ہوتا ہے^(۷)۔

دفعہ نمبر ۴۵: جس آلے کے ساتھ بیع میں کیل کیا جاتا ہو، اس کا جامد ہونا ضروری ہے^(۸)۔

وضاحت:

(۱) بدائع الصنائع، ۵: ۱۵۹

(۲) فتح القدیر، ۶: ۲۷۹

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۲۶

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۲۶

(۵) البدایہ، ۳: ۲۴

(۶) البحر الرائق، ۵: ۳۰۷

(۷) المبسوط للسرخسی، ۱۲: ۱۴۱

(۸) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۲۶

متعاقبین کے درمیان بیع ہوئی اور کیل کے لیے برتن متعین ہو گیا تو اس برتن کے لیے ضروری ہے کہ اس میں لمبا ہونے اور سکڑنے کی صفت نہ ہو، اگر ہو تو بیع فاسد ہوگی کیونکہ یہ متعاقبین کے درمیان بھگڑے کا سبب بنتا ہے^(۱)۔

دفعہ نمبر ۷۶: مشارالیه ثمن اگر کوٹھائے تو بیع فاسد ہوگی۔

وضاحت:

مشتري نے دراہم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بیعہ خریداجو بعد میں کھوٹے ٹکے تو بیع اس کی وجہ سے فاسد ہوگی^(۲)۔

دفعہ نمبر ۷۷: بائع کو ثمن میں اختیار اکتیہ حاصل ہوتا ہے^(۳)۔

وضاحت:

بائع کو ثمن دیکھنے کے بعد جو اختیار حاصل ہوتا ہے اس کو اختیار اکتیہ کہتے ہیں۔ اگر ثمن مشارالیه ہو لیکن کسی مٹکا یا برتن میں پڑے ہو تو بائع کے قبضہ کرنے اور دیکھنے کے ساتھ اختیار اکتیہ حاصل ہوگا^(۴)۔

دفعہ نمبر ۷۸: ثمن بیان کرنے سے پہلے بیعہ کسی دوسرے مشتری کو بیچنا جائز ہے^(۵)۔

وضاحت:

بائع نے بیعہ بیچا لیکن ثمن بیان کرنے سے پہلے کسی دوسرے شخص کو بیچ دیا تو یہ جائز ہے، البتہ اگر ثمن بیان کر دیا اور مشتری اول کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو بیچ دے تو یہ دوسری بیع جائز نہیں ہوگی^(۶)۔

دفعہ نمبر ۷۹: مشتری بیعہ کو قبضہ کر لے اور ثمن معلوم ہونے سے پہلے اس کو ہلاک کر دے تو وہ قیمت کا ضامن ہوگا^(۷)۔

وضاحت:

مشتري نے بیعہ قبضہ کر لیا اور ثمن معلوم کرنے سے پہلے بیعہ کو ہلاک کر دے تو وہ اس کی قیمت کا ضامن ہوگا۔ مثلاً ایک شخص نے کپڑا خریدا اور ثمن معلوم و متعین کرنے سے پہلے بیعہ اس کے قبضہ میں ہلاک ہو جائے یا اس کو ہلاک کر دے تو بیع چونکہ بیع فاسد تھی، اس وجہ سے مشتری پر ثمن کی بجائے قیمت لازم ہوگی^(۸)۔

دفعہ نمبر ۸۰: معروف قیمت والے بیعہ کو ثمن بیان کیے بغیر بیچنا جائز ہے^(۹)۔

وضاحت:

(۱) تبیین الحقائق، ۴: ۵

(۲) المحیط البرہانی، ۶: ۳۶۷

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۲۷

(۴) البحر الرائق، ۵: ۲۸۲

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۲۷

(۶) البحر الرائق، ۵: ۲۸۸

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۲۷

(۸) البحر الرائق، ۵: ۲۸۸

(۹) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۲۷

مشتری نے کوئی ایسی چیز خریدی جس کی قیمت مارکیٹ میں معلوم ہو اور اس کے بھاؤ میں فرق نہ آتا ہو تو بغیر قیمت ذکر کیے اس کی بیع جائز ہے اور مشتری پر مارکیٹ کی قیمت لازم ہوگی، مثلاً روٹی اور گوشت وغیرہ^(۱)۔

تقابل:

پاکستان کے مروجہ قانون بیع مال ۱۹۳۰ء میں ہے:

"Where the price is not determined in accordance with the foregoing provisions, the buyer shall pay the seller a reasonable price. What is a reasonable price is a question of fact dependent on the circumstances of each particular case"^(۲) .

"جہاں قیمت مندرجہ بالا ذیلی دفعہ کے مطابق معین نہ ہو تو مشتری بائع کو مناسب قیمت ادا کرے۔ مناسب قیمت کیا

ہوگی، یہ عرف کے مطابق ہوگا جس کا انحصار ہر معاملہ کے حالات پر ہوتا ہے۔"

فتاویٰ عالمگیری اور وضعی قانون دونوں میں مناسب قیمت حوالہ کرنے کا ذکر ہے، گویا اس مسئلہ میں وضعی اور شرعی قوانین میں مطابقت پائی جاتی ہے۔

دفعہ نمبر ۸۱: زمین کو بیچنے میں اس کے حدود کو متعین کرنا ضروری ہے^(۳)۔

وضاحت:

بائع زمین کو یا زمین کے کچھ حصہ کو بیچنا چاہے تو گزروں کے اعتبار سے بیچے گا یا حصوں کے اعتبار سے۔ اگر گز کے اعتبار سے بیچے تو اس کے حدود کی شناخت ضروری ہوگی^(۴)۔ اگر بغیر تعین کے بیچا تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک بیع فاسد ہوگی کیونکہ یہ جہالت متعاقدين کے درمیان جھگڑے کا سبب بن رہی ہے۔ اس لیے کہ زمین کے جوانب مختلف ہوتے ہیں، بائع ایک جانب سے حوالہ کرے گا اور مشتری دوسری جانب سے مطالبہ کرے گا۔ البتہ اگر جانب بتا دیا گیا ہو لیکن اس کو جدا نہیں کیا گیا تو بیع صحیح ہوگی لیکن نافذ تب ہوگی جب اس کو جدا کر کے حوالہ کرے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ زمین کو حصوں کے اعتبار سے بیچے، مثلاً یوں کہے کہ میں اس زمین کے دس حصوں کو بیچتا ہوں تو بیع صحیح ہوگی اگرچہ وہ غیر متعین ہوں کیونکہ مشتری، بائع کے ساتھ دسویں حصہ میں شریک ہو جائے گا۔

دفعہ نمبر ۸۲: بیع سے متعلق مشتری کی جہالت بیع کو فاسد کرتا ہے نہ بائع کی جہالت^(۵)۔

وضاحت:

مشتری کو زمین میں بائع کا حصہ معلوم نہ ہو تو یہ جہالت بیع کو فاسد کرتی ہے، البتہ اگر بائع کو معلوم نہ ہو تو بیع صحیح ہوگی کیونکہ بیع سے متعلق بائع

(۱) فتح القدیر، ۶: ۲۶۰

(۲) Sale of Goods Act, 1930, Chapter: 2, Section No: 9(2)

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۲۷

(۴) بدایۃ المبتدی، ص: ۱۳۱

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۲۸

کی جہالت کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا اور مشتری کی جہالت کی وجہ سے بیع فاسد ہوتی ہے^(۱)۔
 مشتری کو بائع کا حصہ زمین میں معلوم ہو تو اس کے لیے خرید ناجائز ہے کیونکہ وہ متعین ہے اگرچہ بائع کو معلوم نہ ہو، البتہ اگر بائع کو معلوم ہو اور مشتری کو معلوم نہ ہو تو اس خرید ناجائز نہیں ہوگا۔ اسی طرح اپنے حصوں میں سے بعض کو بیچنا بھی جائز ہے، مثلاً بائع یوں کہے کہ میں اپنے پانچ حصوں میں سے ایک حصہ یاد و حصے بیچتا ہوں^(۲)۔
 دفعہ نمبر ۸۳: مجہول بیع کی بیع جائز نہیں ہوگی^(۳)۔

وضاحت:

وہ بیع جو مجہول ہو اس کی بیع جائز نہیں ہوگی، اس میں تھنوں میں دودھ، بھیڑ کے پیٹھ پر موجود اون، پیٹ میں موجود بچہ کی بیع و شراء داخل ہے کیونکہ یہ تمام مجہول چیز کی بیع کرنا ہے^(۴)، حدیث نبوی ﷺ میں ہے:
 "نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبَاعَ لَبَنٌ فِي ضَرْعٍ، أَوْ سَمَنٌ فِي لَبَنٍ"^(۵)
 "رسول اللہ ﷺ نے تھنوں میں دودھ اور دودھ میں موجود گھی کو بیچنے سے منع فرمایا ہے۔"
 اس کی علت بیع کا مجہول ہونا ہے جو کہ متعاقبین کے درمیان جھگڑے کا سبب بنتا ہے^(۶)، اسی طرح اس میں ایک علت غرر (دھوکہ) ہے اور ہے اور رسول اللہ نے دھوکہ کی بیع سے منع فرمایا ہے۔

"نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ"^(۷)

"رسول اللہ ﷺ نے دھوکہ کی بیع سے منع فرمایا ہے۔"

تقابل:

پاکستان میں رائج قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء میں مشروط معاہدات سے متعلق کہا گیا ہے:

"A "contingent contract" is a contract to do or not to do something, if some event, collateral to such contract, does or does not happen"^(۸) .

(۱) لسان الحکام، ص: ۳۵۱

(۲) البحر الرائق، ۵: ۳۰۹

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۲۸

(۴) العنایہ، ۶: ۴۱۳

(۵) [سنن دار قطنی، کتاب البیوع، رقم الحدیث: ۲۸۴۰] محدثین نے اس روایت کو مرفوع اور موقوف دونوں طرح نقل کی ہے، امام بیہقی نے موقوف

روایت کو ترجیح دی ہے۔ [بلوغ المرام من ادلیۃ الاحکام، ابن حجر احمد بن علی عسقلانی، کتاب البیوع، باب شروط وانہی عنہ، رقم الحدیث: ۸۲۳]

(۶) سبل السلام، محمد بن اسماعیل حسنی، ۲: ۴۳، مکتبہ دار الحدیث، تان

(۷) صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب بطلان بیع الحصة والبیع الذی فیہ غرر، رقم الحدیث: ۱۵۱۳

(۸) The Contract Act 1872, Chapter :3, Section: 31

"مشروط معاہدہ وہ ہوتا ہے جو کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کو کسی واقعہ کے وقوع پذیر ہونے یا نہ ہونے سے مشروط کیا

جائے۔"

اس کے تحت دو قسم کے معاہدے داخل ہیں۔ پہلی صورت کی مثال یہ ہے کہ مشتری، بائع سے کہے کہ اگر فلاں کام ہو گیا تو میں تمہارا بیعہ خریدوں گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ میں تمہیں دس ہزار روپے ادا کروں گا، اگر تمہارا گھر نذر آتش ہو جائے۔ پہلی صورت میں اگر اس کام کا ہونا معلوم ہو تو بیع مقررہ وقت کے ساتھ نافذ ہو جائے گی، دوسری صورت بیعہ کی ہے جو کہ شرعی قوانین کی روشنی میں ناجائز ہے۔ اس مقام پر شرعی اور وضعی قانون میں مکمل یکسانیت نہیں پائی جاتی۔ دفعہ نمبر ۸۴: مجلس عقد میں بیع فاسد کا فساد ختم ہو جائے تو بیع صحیح ہو جائے گی۔

وضاحت:

ہر وہ شرط فاسد جس کی وجہ سے بیع میں فساد آتا ہو، اگر مجلس عقد سے پہلے فساد ختم ہو جائے تو بیع صحیح ہو جائے گی^(۱)، جیسے بیعہ کسی چیز کے ساتھ ملی ہو اور جدا کرنے میں ضرر ہو تو بیع فاسد ہوتی ہے، مثلاً چھت پر لگے ہوئے شہتیر بیچنا، انگھوٹی کا نگینہ بیچنا وغیرہ بیع فاسد ہے، اگر جدا کر کے حوالہ کیا تو بیع صحیح ہو جائے گی اور مشتری پر قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا، البتہ اگر جدا کرنے سے پہلے مشتری نے بیع ختم کر دی تو اس کو یہ اختیار حاصل ہوگا۔

دفعہ نمبر ۸۵: بائع ایسا مغضوبہ چیز بیچے جس کو غاصب واپس لینے پر قادر نہ ہو تو مشتری کو بیعہ لوٹانے کا اختیار نہیں ہوگا۔

وضاحت:

ایک شخص نے شہتیر غصب کر کے اس سے گھر کے لیے چھت بنائے اور اس کو بیچ دے، پھر مشتری کو اس کا علم ہو جائے تو اس کو گھر لوٹانے کا اختیار نہیں ہوگا^(۲)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس سے غصب کیا گیا ہے وہ اپنے مغضوبہ چیز کے حاصل کرنے پر قادر نہیں ہے۔ دفعہ نمبر ۸۶: مشترک کا زمین میں اپنے حصہ کو بیچنا جائز ہے^(۳)۔

وضاحت:

زمین میں دو آدمی شریک تھے، ایک نے اپنا پورا حصہ بیچ دیا تو بیچنا جائز ہے کیونکہ مشتری بائع کے قائم مقام ہو کر دوسرے کا شریک بن جائے گا، البتہ اپنے حصہ کے بعض حصہ کو بیچنا جائز نہیں کیونکہ یہ کل بیعہ میں تیسرے شخص کو شریک کرنا ہے^(۴)۔ دفعہ نمبر ۸۷: بیعہ کو قبضہ کرنے سے پہلے جو زیادتی ہو جائے اس کے بدلے ثمن آئے گا^(۵)۔

وضاحت:

(۱) المبسوط للسرخسی، ۱۳: ۲۷

(۲) المحیط البرہانی، ۶: ۳۷۹

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳۰

(۴) بدائع الصنائع، ۵: ۱۶۸

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳۰

مبیعہ کو قبضہ کرنے سے پہلے اس میں کوئی ایسی زیادتی ہو جائے جس سے اس کی قیمت میں اضافہ ہو تو اس زیادتی کے بدلے جو ثمن آئے گا وہ مشتری پر لازم ہوگا، مثلاً ایک شخص نے لونڈی خریدی اور قبضہ کرنے سے پہلے اس کا بچہ ہو جائے تو اس کا ثمن مشتری کے ذمہ لازم ہوگا، البتہ اگر قبضہ کرنے کے بعد بچہ ہو جائے تو اس کا ثمن لازم نہیں ہوگا۔

دفعہ نمبر ۸۸: جس چیز کو الگ بیچنا جائز ہو اس کا مبیعہ سے استثناء کرنا بھی جائز ہوگا^(۱)۔

وضاحت:

ہر وہ چیز جس کو جدا بیچا جاسکتا ہو اس کا مبیعہ سے استثناء کرنا جائز ہے، مثلاً گندم کا ڈھیر بیچے اور ایک صاع اس سے مستثنیٰ کرے تو یہ جائز ہے^(۲)، البتہ اگر درختوں پر پھل وغیرہ بیچے تو اس سے استثناء نصف، ربع یا ثلث وغیرہ کے ساتھ کرے گا۔

اگر جدا بیچنا جائز نہ ہو تو مبیعہ سے استثناء بھی جائز نہیں ہوگا، مثلاً باندی کو بیچے اور اس کے حمل کو مستثنیٰ کرے یا بکری کو بیچے اور اس کے ایک عضو کو مستثنیٰ کرے تو یہ جائز نہیں ہوگا۔ زمین کو بیچ کر اس سے حق مرور کا استثناء کرنا جائز ہے کیونکہ حق مرور کو الگ بیچنا بھی جائز ہے^(۳)۔

اگر گھر سے مجہول سو گز مستثنیٰ کر کے بیچے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک بیع فاسد ہوگی کیونکہ استثناء مجہول ہے جو متعاقبین کے درمیان جھگڑے کا سبب بنتا ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک بیع صحیح ہوگی البتہ مشتری کو معلوم ہو جائے تو اس کو اختیار حاصل ہوگا، اگر چاہے تو بائع کو اپنے ساتھ گھر میں سو گز میں شریک کرے یا بیع کو ختم کر دے^(۴)۔

دفعہ نمبر ۸۹: دو چیزوں میں سے ایک میں بیع بالاتفاق ناجائز ہو تو بیع دونوں میں باطل ہوگی^(۵)۔

وضاحت:

بائع نے دو چیزوں کو ملا کر بیچ دیا، ان دو چیزوں میں سے ایک میں بیع ناجائز ہو تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت: اس چیز کی بیع بالاتفاق ناجائز ہو یعنی کسی کے نزدیک بھی اس میں بیع صحیح نہ ہو تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک بیع دونوں میں باطل ہوگی خواہ دونوں کی قیمت جدا جدا کر کے بیان کیا ہو یا بیان نہ کیا ہو، مثلاً بائع نے غلام اور آزاد کو ملا کر بیچ دیا، یا مذبحہ بکری اور مردار کو ملا کر بیچ دیا تو بیع ان میں باطل ہوگی، خواہ دونوں کی قیمت جدا کر کے بیان کیا ہو یا نہیں۔ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک اگر دونوں کی قیمت جدا کر کے بیان کر دے تو بیع غلام اور مذبحہ بکری میں صحیح ہوگی اور آزاد اور مردار میں باطل ہوگی۔ یہی اختلاف سرکہ اور شراب کو ملا کر بیچنے میں ہے^(۶)۔

اسی طرح گھر کو لوگوں کے عام راستہ کے ساتھ جس کے حدود نہ ہوں تو بیع اس میں فاسد ہوگی۔ البتہ اگر اس کے حدود متعین ہوں تو بیع گھر میں صحیح اور راستہ میں باطل ہوگی۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳۰

(۲) بدائع الصنائع، ۵: ۱۷۵

(۳) فتح القدیر، ۶: ۴۳۰

(۴) المحیط البرہانی، ۶: ۳۸۱

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳۱

(۶) المبسوط للسرخسی، ۱۳: ۴

دوسری صورت: دونوں میں سے ایک کی بیع مختلف فیہ ہو، یعنی بعض کے نزدیک جائز اور بعض کے نزدیک ناجائز ہو یا بعض حالات میں اس کی بیع جائز ہو اور بعض حالات میں ناجائز ہو تو اس صورت میں بیع ایک میں اپنے حصہ کے اعتبار سے صحیح ہوگی اور دوسرے میں ناجائز خواہ دونوں کی قیمت جدا کر کے بیان کیا ہو یا بیان نہ کیا ہو، مثلاً مذبحہ بکری کو ایسی بکری کے ساتھ ملایا جائے جس کو ذبح کرتے وقت قصد التسمیہ چھوڑ دیا گیا ہو تو بیع مذبحہ بکری میں صحیح ہوگی اور دوسری میں باطل۔

اسی طرح اس میں یہ صورت بھی داخل ہے کہ ایک شخص نے زمین کے ساتھ گندم ملا کر خرید اور زمین کے حدود اور گندم کی مقدار بیان ہو گئی لیکن گندم حوالہ کرنے کی جگہ نہیں بتائی گئی تو بیع صرف گندم میں فاسد ہوگی اور زمین میں بیع صحیح ہوگی کیونکہ بیعہ اگر مؤجل ہو تو حوالہ کرنے کی جگہ متعین کرنا امام حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ضروری ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک جس جگہ عقد ہوا ہے وہی بیعہ حوالہ کرنے کی جگہ ہوگی^(۱)۔

دفعہ نمبر ۹۰: ثمن کی ادائیگی کے لیے اجل مجہول مقرر کرنا بیع کو فاسد کرتا ہے^(۲)۔

وضاحت:

ایک شخص نے بیعہ خرید اور ثمن میں سے بعض کو نقد حوالہ کیا اور بعض کو کسی اجل مجہول کے ساتھ معلق کیا تو بیع سب میں فاسد ہوگی، مثلاً یوں کہے کہ جب بھی مجھے ثمن ملے، میں حوالہ کر دوں گا تو اس کے ساتھ بیع فاسد ہوگی^(۳)۔

دفعہ نمبر: غیر مقبوض بیعہ کو مقبوض میں بیع مقبوض میں صحیح ہوگی بشرطیکہ ہر ایک کی قیمت بیان کر دی گئی ہو۔

وضاحت:

مشتري نے بیعہ خرید لیکن قبضہ کرنے سے پہلے اپنے مقبوض بیعہ کے ساتھ ملا کر بیچ دیا اور ہر ایک کا ثمن جدا جدا بیان کر دیا تو بیع مقبوض میں صحیح ہوگی اور غیر مقبوض میں فاسد ہوگی^(۴)۔ مثلاً مشتری نے غلام خرید لیکن قبضہ کرنے سے پہلے اپنے غلام کے ساتھ ملا کر ایک ہزار کا بیچ دیا اور یوں کہے کہ ہر ایک غلام کی قیمت پانچ سو ہے تو مقبوض غلام میں بیع صحیح ہوگی اور دوسری میں بیع فاسد ہوگی۔

دفعہ نمبر ۹۱: ثمن کی ادائیگی سے پہلے اپنے بائع پر وہی بیعہ اسی جنس کے بدلے کم قیمت کے ساتھ بیچنا جائز نہیں^(۵)۔

وضاحت:

ایک شخص نے بیعہ ایک ہزار کے بدلے خرید کر قبضہ کر لیا، پھر ثمن کی ادائیگی سے پہلے اسی بیعہ کو اپنے بائع پر ثمن کی جنس سے کم قیمت کے ساتھ بیچ دے اور بیعہ میں نہ نقصان آیا ہو اور نہ زیادتی تو یہ جائز نہیں اگرچہ بیعہ کی بازاری قیمت کم ہوئی ہو، یہ بیعہ خواہ مشتری کے پاس ہو یا اس کے وارث کے پاس ہو یا کسی کو وصیت میں دی گئی یا کسی کو ہبہ کی گئی ہو سب کا حکم ایک ہے۔ پھر مذکورہ مسئلہ عام ہے، مشتری نے کل ثمن ادا نہ کیا ہو یا بعض ادا کیا ہو اور بعض ادا نہ کیا ہو، دونوں کا حکم ایک ہے^(۶)۔

(۱) المحیط البرہانی، ۳: ۱۳۲

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳۲

(۳) المحیط البرہانی، ۶: ۳۸۵

(۴) نفس مصدر، ۶: ۳۸۲

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳۲

(۶) تقویم الاولیٰ فی اصول الفقہ، عبد اللہ بن عمر بن عیسیٰ دبوسی حنفی، ص: ۲۵۶، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۱ھ = ۲۰۰۱ء

واضح رہے کہ اس مسئلہ میں دراہم اور دنایر ایک جنس شمار ہوتے ہیں^(۱)، دنایر اور چاندی کا پتھر (جو سکہ نہ ہو) مختلف جنس ہوں گے۔ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک فلوں اور دراہم و دنایر ایک جنس ہیں، طرفین رحمہما اللہ کے نزدیک بیع کا جائز ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ فلوں اور دراہم مختلف جنس ہیں۔

اگر اسی بیع کو اپنے بیع کے ساتھ ملا کر بیچ دے اور ہر ایک کی قیمت متعین کرے مثلاً یوں کہے کہ ہر بیع پانچ سو کے بدلے ہے تو اپنے بیع میں بیع صحیح ہوگی اور دوسری میں فاسد ہوگی^(۲)۔

مذکورہ بالا مسئلہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ثمن کی ادائیگی کے بعد کم قیمت کے ساتھ خریدے یا ثمن کی ادائیگی سے پہلے بیع میں عیب پیدا ہو جائے اور بائع اس کو کم قیمت کے ساتھ خریدے یا ثمن کی جنس کے خلاف چیز کے بدلے کم قیمت کے ساتھ یا ثمن اول سے زیادہ کے بدلے خریدے تو یہ تمام صورتیں جائز ہوں گی۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ ثمن کی ادائیگی سے پہلے اپنے بائع کے علاوہ کسی اجنبی پر بیع کم قیمت کے ساتھ بیچے۔

دفعہ نمبر ۹۲: مشتری ثمن حوالہ کرنے سے پہلے بیع بیچ دے اور بائع اول مشتری ثانی سے کم قیمت کے ساتھ خریدے تو یہ جائز ہے^(۳)۔
وضاحت:

مشتری نے بیع خرید اور ثمن حوالہ کرنے سے پہلے بیع کسی اجنبی کو بیچ دیا، پھر بائع اول اسی بیع کو مشتری ثانی سے کم قیمت کے ساتھ خریدے تو یہ جائز ہے۔ اگر مشتری ثمن کی ادائیگی سے پہلے بیع فروخت کر دے پھر وہی بیع کسی وجہ سے اس کو لوٹا یا گیا تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں^(۴):

اگر دونوں نے اقالہ کیا ہو تو بائع اول کے لیے مشتری اول سے کم قیمت کے ساتھ خریدنا جائز ہے کیونکہ اقالہ ثالث کے حق میں بیع جدید ہوتی ہے، اگر مشتری اول کو کسی ایسے سبب کی وجہ سے واپس کیا گیا جو سب کے حق میں فسخ ہو تو بائع اول کو کم قیمت کے ساتھ خریدنا جائز نہیں ہوگا^(۵)۔

اسی طرح اگر مشتری کسی کو ہبہ کرے اور موہوب لہ اپنے واہب کو واپس ہبہ کرے تو بائع کے لیے جائز ہے کہ اپنے مشتری سے کم قیمت کے بدلے وہی بیع خریدے اگرچہ مشتری نے ثمن ادا نہ کیا ہو، البتہ اگر واہب اپنے ہبہ سے رجوع کرے تو بائع کے لیے کم قیمت کے بدلے خریدنا جائز نہیں جب تک ثمن پر قبضہ نہ کر لے۔ اسی طرح اگر مضارب نے بیع بیچا جس کو رب المال نے کم قیمت کے ساتھ خریدنا تو جائز نہیں ہے اگرچہ رب المال کو اس میں نفع ہو کیونکہ رب المال اور مضارب دونوں ایک حکم میں ہوتے ہیں۔ اسی طرح اگر وکیل بالبیع ثمن پر قبضہ کرنے سے پہلے وہی بیع مشتری سے کم قیمت کے ساتھ خریدے تو یہ جائز نہیں ہوگا۔

دفعہ نمبر ۹۳: ثمن کی ادائیگی سے پہلے وہی بیع بائع کے رشتہ دار کم قیمت کے ساتھ خریدے تو یہ جائز ہے^(۶)۔

(۱) تبیین الحقائق، ۴: ۵۵

(۲) المحیط البرہانی، ۶: ۳۸۲

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳۲

(۴) المحیط البرہانی، ۶: ۳۸۷

(۵) نفس مصدر

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳۲

وضاحت:

بائع نے بیعہ بیچا اور ثمن قبضہ نہیں کیا تھا کہ اس کے باپ نے یا بھائی نے وہی بیعہ مشتری سے کم قیمت کے ساتھ خرید اتویہ جائز ہے، یہ صاحبین رحمہما اللہ کا قول ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ عین کے حاصل کرنے کا حیلہ ہے لہذا جائز نہیں^(۱)۔
دفعہ نمبر ۹۳: ثمن کی ادائیگی کے بعد وہی بیعہ اپنے بائع کو کم قیمت کے ساتھ بیچنا جائز ہے^(۲)۔

وضاحت:

مشتری نے بیعہ خرید اور ثمن بھی ادا کر دیا، پھر مشتری وہی بیعہ بائع کو کم قیمت کے بدلے فروخت کرنا چاہے تو یہ جائز ہے اگرچہ ثمن زیوف ہو یا کسی کپڑا وغیرہ پر صلح کیا گیا ہو^(۳)۔
دفعہ نمبر ۹۵: ثمن پر قبضہ کرنے سے پہلے وکیل بالمیع بیعہ کم قیمت کے ساتھ خریدے تو یہ جائز نہیں ہوگا^(۴)۔

وضاحت:

مؤکل نے کسی کو وکیل بالمیع بنایا، اس نے بیعہ بیچا لیکن ثمن پر قبضہ نہیں کیا، پھر وہ اس بیعہ کو کم قیمت کے ساتھ خریدنا چاہے تو اس کے لیے جائز نہیں ہوگا کیونکہ بیع میں احکامات مؤکل کی طرف راجع ہوتے ہیں، گویا وکیل کا خرید نامؤکل کا خرید نا ہے۔
باب ۱۰: بیع کے شروط فاسدہ اور غیر فاسدہ کا بیان

دفعہ نمبر ۹۶: ایسی شرط جس کا عقد بیع تقاضہ نہ کرتا ہو اور عقد بیع کے مناسب بھی نہ ہو تو بیع اس کے ساتھ فاسد ہوگی^(۵)۔

وضاحت:

بیع میں ایسی شرط لگانا جس کا بیع تقاضہ نہ کرتا ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں: وہ شرط عقد کے مناسب ہو تو عقد اس کے ساتھ فاسد نہیں ہوگا، مثلاً بیعہ اس شرط پر بیچنا کہ مشتری ثمن کا کوئی کفیل دے اور وہ کفالت قبول کرے تو بیع صحیح ہوگی۔ اسی طرح بائع بیعہ اس شرط کے ساتھ بیچے کہ مشتری اس کے پاس رہن رکھے گا^(۶)۔

اسی طرح مشتری بیع میں شرط لگائے کہ ثمن، میرا دیون ادا کرے گا تو یہ شرط بیع کو فاسد نہیں کرتا^(۷)۔

اگر وہ شرط عقد کے مناسب نہ ہو تو بیع اس کے ساتھ فاسد ہوگی، مثلاً مشتری گندم اس شرط کے ساتھ خریدے کہ بائع اس کو چکی میں پیسے گا تو یہ شرط فاسد ہے۔ اسی طرح اگر کسی بکری کو اس شرط کے ساتھ بیچے کہ یہ حاملہ ہے، عقد کو فاسد کرتا ہے کیونکہ جانور کی قیمت حاملہ ہونے کے ساتھ زیادہ ہوتی ہے، جب عقد بیع میں اس کی شرط لگائی گئی تو وہ عقد میں داخل ہو گیا حالانکہ حمل کو فروخت کرنا جائز نہیں۔ بخلاف باندی

(۱) القواعد الفقہیہ و تطبیقاتہا فی المذاہب الاربعہ، محمد مصطفیٰ زحیلی، ۲: ۱۰۹۶، دار الفکر، دمشق، ۱۴۲۷ھ = ۲۰۰۶ء

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳۲

(۳) تقویم الادلیہ فی اصول الفقہ، ص: ۲۵۶

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳۲

(۵) نفس مصدر

(۶) البحر الرائق، ۸: ۱۹

(۷) رد المحتار، ۵: ۸۷

کے کہ اس کا حاملہ ہونا عیب ہے لہذا اگر صلب عقد میں اس کے حاملہ ہونے کا ذکر بھی کرے تو اس کے ساتھ بیع فاسد نہیں ہوگی کیونکہ اس کے ساتھ اس کی قیمت کم ہوتی ہے، زیادہ نہیں^(۱)۔

اگر شرط عقد بیع کے مناسب نہ ہو لیکن شریعت نے اس کو جائز قرار دیا ہو یا عرف میں وہ متعارف ہو تو اس کے ساتھ بیع فاسد نہیں ہوگی، مثلاً شریعت نے جن خیارات کو جائز قرار دیا ہے، جیسے خیار شرط، خیار عیب، خیار رؤیت وغیرہ۔ عرف کی وجہ سے جائز ہونے کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے نعل اور تسمہ اس شرط کے ساتھ خریدے کہ بائع اس کو سی کر دے کیونکہ یہ بیع جائز ہے۔

بعض جدید صورتیں:

عصر حاضر میں بعض بیوعات کا حکم بھی اس مسئلہ سے معلوم ہوتا ہے، مثلاً کسی کمپنی سے موبائل وغیرہ اس شرط کے ساتھ خریدنا کہ وہ اس کے لیے متعین مدت تک فری پیسج دے گا، فریزر، گریزر وغیرہ اس شرط کے ساتھ خریدے کہ ایک سال تک اس میں جو خرابی بھی آئے گی تو بائع اس کا ضمان دے گا تو یہ تمام جدید صورتیں عرف میں تعامل کی وجہ سے جائز ہیں۔

دفعہ نمبر ۹۷: اگر بیع میں ایسی شرط لگائی جائے جس میں احد المتعاقدين یا معقود علیہ کے لیے نفع ہو تو اس سے بیع، فاسد ہوگی^(۲)۔

وضاحت:

اگر بیع میں ایسی شرط لگائی جائے جس کی وجہ سے بائع اور مشتری میں سے کسی ایک کو فائدہ ہو تو اس کے ساتھ بیع، فاسد ہو جائے گی بشرطیکہ شریعت اور عرف میں اس کا جواز ثابت نہ ہوں، اگر ثابت ہوں تو پھر بیع فاسد نہیں ہوگی^(۳)۔

بائع کو نفع ہو اس کی مثال: بائع، مشتری کو کہے کہ میں یہ بیع اس شرط کے ساتھ بیچتا ہوں کہ تم اپنا فلاں غلام مجھے ہبہ کرو گے یا مجھے ایک ہزار درہم قرض دو گے تو اس میں بائع کو فائدہ ہے، لہذا بیع فاسد ہوگی۔

اسی طرح متعاقدين کے درمیان بیع ہوئی اور بائع نے کہا کہ میں بیعہ تھوڑا تھوڑا حوالہ کروں گا تو بیع فاسد ہوگی، البتہ اگر عقد میں شرط نہیں لگائی ہو بلکہ بعد میں کہے کہ میں قسط وار حوالہ کروں گا تو بیع صحیح ہوگی اور مشتری کو یک مشت لینے کا اختیار ہوگا۔

مشتری کو نفع ہو اس کی مثال: مشتری بیعہ اس شرط کے ساتھ خریدے کہ بائع ثمن کا مطالبہ اس وقت کرے گا جب وہ چیز یک جائے تو بیع، فاسد ہوگی یا مشتری شرط لگائے کہ وہ اس کو ایک ہزار درہم قرض دے گا تو ان دو صورتوں میں مشتری کو فائدہ ہے لہذا یہ شرط فاسدہ میں سے ہے۔

اسی طرح اگر مشتری عقد بیع کے وقت یہ شرط لگائے کہ بائع بیعہ، مشتری کے منزل میں حوالہ کرے گا اور مشتری شہر سے باہر ہو اور منزل شہر میں یا مشتری شہر میں ہو اور منزل شہر سے باہر تو یہ شرط فاسد ہوگی۔ البتہ اگر منزل اور مشتری دونوں شہر میں ہوں تو شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک استحساناً عقد صحیح ہوگا۔ اسی طرح اگر عقد بیع کے بعد منزل میں حوالہ کرنے کا کہا جائے تو اس کے ساتھ عقد فاسد نہیں ہوگی کیونکہ یہ مشورۃ اور مصالحیت ہے، لہذا بائع پر منزل میں حوالہ کرنا لازم نہیں ہوگا^(۴)۔

(۱) الفروق، اسعد بن محمد بن حسین کراچی حنفی، ۲: ۶۱، وزارة الاوقاف الكويتية، ۱۳۰۲ھ = ۱۹۸۲ء

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳۲

(۳) المحیط البرہانی، ۶: ۳۹۵

(۴) بدائع الصنائع، ۵: ۱۷۱

دفعہ مذکورہ میں جو معقود علیہ (بیعہ) کے نفع کا ذکر ہے اس کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ معقود علیہ غیر پر حق کی صلاحیت رکھتا ہو، مثلاً غلام، باندی وغیرہ، اگر اس کے علاوہ ہوں خواہ حیوانات میں سے ہوں تو اس کے نفع کی شرط بیع کو فاسد نہیں کرتا^(۱)۔ اس کی مثال یہ ہے کہ بائع غلام اس شرط کے ساتھ بیچے کہ مشتری اس کو نہ بیچے گا اور نہ اس کو ہبہ کرے گا تو اس کے ساتھ بیع فاسد ہوگی، البتہ اگر غلام کی جگہ کوئی جانور یا کوئی اور بیعہ ہو اور یہ شرط لگائی جائے کہ وہ اس کو فروخت نہیں کرے گا تو بیع صحیح ہوگی اور شرط باطل ہو جائے گا۔

اسی طرح اگر بائع غلام اس شرط کے ساتھ فروخت کرے کہ وہ اس کو آزاد کرے گا تو بیع فاسد ہوگی، اگر مشتری نے غلام قبضہ کر کے اس کو آزاد کر دیا تو غلام آزاد ہو جائے اور بیع صحیح ہو کر مشتری پر ثمن لازم ہوگا یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ صاحبین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ غلام آزاد ہو جائے گا لیکن بیع فاسد ہی رہے گی لہذا مشتری پر اس کی قیمت لازم ہوگی^(۲)۔

دفعہ نمبر ۹۸: بائع کے لیے جو شرط فاسد ہو وہ کسی اجنبی کے لیے مقرر ہو تب بھی بیع فاسد ہوگی^(۳)۔

وضاحت:

ہر وہ شرط جو بائع کے لیے مقرر ہو اور اس کی وجہ سے بیع فاسد ہوتی ہو، اگر وہ کسی اجنبی کے لیے مقرر ہو تو اس کے ساتھ بیع فاسد ہوگی۔ مثلاً مشتری بیعہ اس شرط کے ساتھ خریدے کہ بائع مشتری کے بیٹے کو ثمن میں سے اس قدر دے تو یہ بیع فاسد ہوگی۔ اگر بائع کے لیے مقرر کی ہوئی شرط کے ساتھ بیع فاسد نہیں ہوتی تو اجنبی کے لیے وہ شرط مقرر کے ساتھ بھی فاسد نہیں ہوگی^(۴)۔

دفعہ نمبر ۹۹: ہر وہ شرط جس میں متعاقدين میں سے ایک کے لیے نقصان ہو وہ شرط باطل (ختم) ہوگا اور بیع صحیح ہوگی^(۵)۔

وضاحت:

اگر عقد بیع میں ایسی شرط لگائی گئی جس میں متعاقدين میں سے کسی ایک کو نقصان ہو تو وہ شرط باطل ہو کر ختم ہوگا اور بیع صحیح ہوگی^(۶)، اس کی مثال یہ ہے کہ بائع کپڑا اس شرط کے ساتھ بیچے کہ مشتری اس کو پاڑے گا یا گھر بیچے اس شرط کے ساتھ کہ مشتری اس کو گرائے گا تو بیع صحیح ہوگی اور شرط ختم ہوگا۔

اسی طرح عقد بیع میں ایسی شرط جس میں متعاقدين میں سے کسی کو نہ نفع ہو اور نہ نقصان ہو تو اس کے ساتھ بیع فاسد نہیں ہوگی بلکہ شرط باطل (ختم) ہو جائے گی^(۷)، مثلاً کسی کھانا کو بیچے اس شرط کے ساتھ کہ مشتری اس کو کھائے گا، یا کپڑا بیچے اس شرط کے ساتھ کہ مشتری اس کو پہنے گا۔ اسی طرح لونڈی بیچے اس شرط کے ساتھ کہ مشتری اس کے ساتھ وطی کرے گا یا وطی نہیں کرے گا۔ اسی طرح اگر جانبین میں کسی ایک کی طرف سے یہ شرط لگائی جائے کہ وہ کسی اجنبی کو قرض دے گا تو بیع صحیح ہوگی کیونکہ اس شرط میں متعاقدين میں سے کسی کو فائدہ نہیں۔

(۱) البناۃ، ۸: ۱۸۱

(۲) تبیین الحقائق، ۴: ۵۷

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳۴

(۴) البحر الرائق، ۶: ۹۳

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳۵

(۶) الموسوعة الفقہیہ، لکھنؤ، ۹: ۲۴۵

(۷) الاختیار للتعلیل، ۲: ۲۵

دفعہ نمبر ۱۰۰: عقد میں بیعہ کو دو شرطوں کے ساتھ معلق کرنا بیع کو فاسد کرتا ہے^(۱)۔

وضاحت:

بائع نے مشتری سے کہا کہ اس بیعہ کو نقد ثمن کے بدلے لوگے تو دس (۱۰) دراهم کا اور اگر قرض کے بدلے لوگے تو پندرہ (۱۵) دراهم کا تو اس کے ساتھ بیع فاسد ہوگی^(۲)۔ حدیث نبوی ﷺ میں ہے:

"نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَرْطَيْنِ فِي بَيْعٍ"^(۳)

"رسول اللہ ﷺ نے بیع میں دو شرطوں سے منع فرمایا ہے۔"

اس کی صورت یہ ہے کہ بائع بیعہ کو نقد اور نسیئہ دونوں کی الگ قیمت بیان کر کے بیچے، مثلاً یوں کہے کہ میں اس کو نقد دس (۱۰) کا اور قرض کے ساتھ پندرہ (۱۵) کا بیچتا ہوں تو یہ بیع میں دو شرطیں ہیں جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ اگر جدا ہونے سے پہلے مشتری ایک پر راضی ہو جائے تو بیع صحیح ہو جائے گی کیونکہ پہلے ثمن مجہول تھا جب مشتری نے ایک کو متعین کر دیا تو ثمن مجہول نہیں رہا^(۴)۔

بیع بالتقسیط کا حکم:

وہ بیع جس میں بائع اپنا سامان عقد کے وقت حوالہ کرے لیکن مشتری اس بیعہ کی قیمت فی الحال ادا نہ کرے بلکہ وہ مقرر کردہ قسطوں کے مطابق اس کی قیمت ادا کرے تو اس کو بیع بالتقسیط کہا جاتا ہے۔

علامہ زین العابدین^(۵) رحمہ اللہ کے نزدیک بیع بالتقسیط ناجائز ہے^(۶) اور ان کا استدلال حدیث نبوی ﷺ سے ہے:

"نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ"^(۷)

"رسول اللہ ﷺ نے ایک بیع میں دو بیع کو جمع کرنے سے منع فرمایا ہے۔"

گویا ان کے نزدیک اس کی یہی صورت ہے کہ کوئی شخص بیعہ اس شرط کے ساتھ بیچے کہ نقد لوگے تو اس کی قیمت ایک ہزار (۱۰۰۰) ہے اور اگر قسطوں پر لوگے تو دو ہزار (۲۰۰۰) ہوگی۔ لہذا ہر وہ صورت جس میں مدت کے بدلے ثمن میں زیادتی ہو وہ ناجائز ہوگی۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳۶

(۲) بدائع الصنائع، ۵: ۱۵۸

(۳) [شرح معانی الآثار، کتاب البیوع، باب البیع بشرط فی شرطین منہ، رقم الحدیث: ۵۶۶۰] یہ روایت مختلف الفاظ کے ساتھ منقول ہے۔ امام ترمذی نے

اس کو نقل کر کے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔ [سنن الترمذی، ابواب البیوع، باب ما جاء فی کرہیۃ بیع البیس عندک، رقم الحدیث: ۱۲۳۴]

(۴) الوسعیۃ الفقہیۃ، لکویتہ، ۲: ۳۸

(۵) ابوالحسن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم (پیدائش: ۳۸ھ، وفات: ۹۴ھ)، زین العابدین کے ساتھ مشہور ہوئے، والدہ کا نام سلفہ بنت یزید جرہ ہے، بڑے عالم، فقیہ اور عابد تھے [سیر اعلام النبلاء، ۴: ۴۰۰]

(۶) نیل الاوطار، محمد بن علی بن محمد شوکانی مکتبی، ۵: ۱۸۱، دار الحدیث، مصر، ۱۴۱۳ھ = ۱۹۹۳ء

(۷) [مسند احمد، مسند ابی ہریرہؓ، رقم الحدیث: ۹۵۸۴] علامہ بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت مختلف الفاظ کے ساتھ محدثین نے نقل کی ہے، ان میں مسند احمد کے رجال صحیح ہیں۔ [مجمع الزوائد و منبع الفوائد، کتاب البیوع، باب ما جاء فی الصفقتین فی صفحہ، رقم الحدیث: ۶۳۸۵]

ائمہ اربعہ کے نزدیک بیع بالتقسیط جائز ہے۔ البتہ اس کے لیے ضروری ہے کہ دونوں میں سے ایک قیمت کو متعین کرنا ضروری ہے۔ امام ترمذی^(۱) رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وقد فسر بعض اهل العلم ، قالوا: بيعتين في بيعة أن يقول: أبيعك هذا الثوب بنقد بعشرة، وبسيعة بعشرين، ولا يفارقه على أحد البيعين، فإذا فارقه على أحدهما فلا بأس إذا كانت العقدة على أحد منهما^(۲)

"بعض اہل علم نے اس حدیث کی وضاحت یہ بیان کی ہے کہ بیعتین فی بیع واحد کا مطلب یہ ہے کہ بائع مشتری سے یوں کہے کہ میں یہ کپڑا تم کو دس دراہم میں نقد فروخت کرتا ہوں، اور ادھار بیس دراہم میں بیچتا ہوں، پھر کسی ایک بیع پر اتفاق کر کے جدائی نہیں ہوئی، لیکن اگر ان دونوں میں سے ایک پر اتفاق ہو جانے کے بعد جدائی ہوئی تو یہ بیع جائز ہوگی کیونکہ معاملہ ایک پر طے ہو گیا ہے۔"

یہی مسلک ائمہ اربعہ کا ہے کیونکہ اس میں نہ رہا کا شائبہ ہے اور مشتری کے لیے شرعاً اس بات کی اجازت ہے کہ وہ بیع جس قیمت کے ساتھ بھی بیچنا چاہے وہ بیچ سکتا ہے۔

قسط کی تاخیر پر ثمن میں زیادتی کا حکم:

قسط وار بیع بیچنے کی جدید صورتوں میں سے ایک یہ ہے کہ قسط کی ادائیگی کی تاخیر کی بنیاد پر اصل قیمت پر اضافہ کیا جاتا ہے، مثلاً بائع یوں کہے کہ ہر مہینہ قسط ایک ہزار (۱۰۰۰) روپے ہوگی، لیکن اگر قسط میں تاخیر کی تو اس پر دو فیصد اضافہ ہوگا تو یہ صورت ناجائز ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اصل قیمت مشتری کے ذمہ قرض ہوتا ہے اور قرض پر کسی قسم کی زیادتی اور نفع سود میں داخل ہوتا ہے۔

تقابل:

پاکستان میں رائج قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء میں اس کو جائز قرار دیا گیا ہے:

"When a contract has been broken, if a sum is named in the contract as the amount to be paid in stipulation of penalty, the party complaining of the breach is entitled, whether or not actual damage or loss is proved to have been caused thereby, to receive from the party who has broken the contract reasonable compensation not exceeding the amount so named or as the case may be, the penalty stipulated for".^(۳)

(۱) ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن ضحاک ترمذی (پیدائش: ۲۰۹ھ - وفات: ۲۷۹ھ)، ایک ماہر عالم دین، حافظ الحدیث تھے، حافظ اتنا قوی تھا کہ لوگ آپ کی مثال پیش کرتے تھے۔ کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں سنن ترمذی، علل، الشرائع النبویہ، سنن ابی نعیم زیادہ مشہور ہیں۔ [سیر اعلام النبلاء، ۱۳: ۲۷۰]

(۲) امام ترمذیؒ نے اس روایت کو نقل کر کے حسن صحیح کہا ہے۔ [سنن ترمذی، ابواب البیوع، باب ما جاء فی بیعتین فی بیع واحد، رقم الحدیث: ۱۲۳۱]

(۳) The Contract Act 1872, Chapter: 6, Section: 74

"جب کوئی عقد توڑ دیا گیا تو نقصان کی شکایت کرنے والا، عقد توڑنے والے سے طے شدہ جرمانہ وصول کرنے کا حقدار ہے، مطلوبہ نقصان فی الواقع ثابت ہوا ہو یا نہیں، بشرطیکہ کہ وہ جرمانہ معینہ رقم سے متجاوز نہ ہو۔"

اس مسئلہ میں بھی پاکستانی قانون، اسلامی قانون کے موافق نہیں کیونکہ شریعت نے متعین قیمت پر زیادہ وصول کرنے کو ناجائز قرار دیا ہے، جب کہ پاکستانی قانون معاہدہ میں اس کو جائز کہا گیا ہے۔

زائرین کا ایجنسیوں کے ساتھ معاملہ کا حکم:

ایجنسی، حج و عمرہ کے زائرین کے ساتھ ہوٹل میں اقامت کا معاملہ کرتے ہیں، جس میں تین وقت کے کھانے کا معاملہ ہوتا ہے وہ بھی نوع اور قدر کے اعتبار سے مجہول ہوتا ہے تو اس میں بھی مختلف صفقات کو جمع کیا گیا ہے جو کہ قیاس کے اعتبار سے ناجائز ہے۔ لیکن تعامل کی وجہ سے یہ جائز ہے، اسی طرح جہالت بھی مفضی الی النزاع نہیں ہے اور جو جہالت جھگڑے کا سبب نہ بنے، اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا^(۱)۔

دفعہ نمبر ۱۰۱: عقد میں ثمن کی ادائیگی کے لیے اجل اور مکان متعین کرنا جائز ہے^(۲)۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان بیع ہوئی اور ثمن کے مؤجل ہونے کی صورت میں اس کا اجل یا ادائیگی کے لیے مکان متعین کرنا جائز ہے^(۳)۔ بخلاف قرض کے کہ اس کے لیے نہ اجل مقرر کرنا جائز ہے اور نہ ادائیگی کے لیے مکان متعین کرنا جائز ہے^(۴)۔

دفعہ نمبر ۱۰۲: مشتری، بیعہ میں وصف مرغوب کے شرط کو نہ پائے تو بیع فاسد نہیں ہوگی^(۵)۔

وضاحت:

بائع نے بیعہ میں وصف مرغوب بیان کیا جس کو قبضہ کے وقت مشتری نہ پائے تو اس کے ساتھ بیع فاسد نہیں ہوگی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ بائع یوں کہے کہ میں اس غلام کو اس شرط کے ساتھ بیچتا ہوں کہ یہ کاتب ہے یا خباڑہ ہے، پھر مشتری اس وصف مرغوب کو نہ پائے تو بیع اس کے ساتھ فاسد نہیں ہوگی۔ البتہ مشتری کو بیع فسخ کرنے کا اختیار ہوگا^(۶)۔

دفعہ نمبر ۱۰۳: ایسی شرط مقرر کرنا جس کا پہچانا عقد کے وقت ممکن نہ ہو تو بیع اس کے ساتھ فاسد ہوگی^(۷)۔

وضاحت:

ہر وہ شرط جس کا پہچانا عقد بیع کے وقت مشکل ہو اس شرط کو مقرر کرنا بیع کو فاسد کرتا ہے، مثلاً بائع کہے کہ میں اس جانور کو اس شرط کے ساتھ

(۱) فقہ البیوع، ۱: ۵۱۳

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳۶

(۳) بدائع الصنائع، ۵: ۱۷۴

(۴) المحیط البرہانی، ۶: ۴۰۶

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳۷

(۶) المبسوط للسرخسی، ۱۳: ۲۰

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳۷

بیچتا ہوں کہ اس میں دس من گوشت ہے تو اس شرط کے ساتھ بیع فاسد ہوگی کیونکہ اس کا جاننا ذبح سے پہلے متعذر ہے^(۱)۔ اسی طرح بکری کو اس شرط کے ساتھ بیچنا کہ یہ ایک من دودھ دیتی ہے تو یہ شرط بھی متعذر ہونے کی وجہ سے فاسد ہے۔

دفعہ نمبر ۱۰۴: بیع فاسد کے ساتھ شفیع کے لیے شفیعہ ثابت نہیں ہوتا^(۲)۔

وضاحت:

شفیع کا حق بیع میں اس وقت پیدا ہوتا ہے جب بیع سے بائع کا حق مکمل طور پر ختم ہو جائے۔ بیع فاسد میں بائع کا حق بیع سے ختم نہیں ہوتا، لہذا شفیع کو بیع فاسد کے ساتھ شفیعہ کا حق بھی نہیں ہوگا^(۳)، مثلاً ایک شخص نے زمین بیع فاسد کے ساتھ فروخت کی، پھر پڑوس میں ایک شخص اس زمین پر شفیعہ کرنا چاہے تو اس کو یہ حق حاصل نہیں ہوگا۔ البتہ اگر بائع کا حق زائل ہو گیا تو شفیع کا حق ثابت ہو جائے گا۔

دفعہ نمبر ۱۰۵: تابع چیز کو بیع کے ساتھ ملا کر بیچا جائے، پھر مشتری اس تابع چیز کو بیع کے ساتھ نہ پائے تو مشتری کو پورے ثمن کے بدلے لینے کا اختیار ہوگا^(۴)۔

وضاحت:

بیع کو غیر کے ساتھ ملا کر ایک ہی بیع میں فروخت کر دے، پھر مشتری اس غیر کو نہ پائے تو اس کی درج ذیل دو حالتیں ہو سکتی ہیں^(۵): پہلی یہ کہ وہ غیر بیع میں تبعاً بغیر ذکر کے بھی داخل ہو تو نہ پانے کی صورت میں مشتری کو اختیار ہوگا اگر چاہے تو کل ثمن کے بدلے بیع لے ورنہ بیع چھوڑ دے، اس کی مثال زمین کو کچھور کے درختوں کے ساتھ بیچنا ہے کیونکہ درخت زمین کے تابع ہوں گی۔ اگر مشتری زمین میں درخت نہ پائے تو کل ثمن کے بدلے زمین لینے کا مجاز ہوگا۔

دوسری یہ کہ وہ چیز بیع میں بغیر ذکر کے داخل نہ ہو تو نہ پانے کی صورت میں مشتری کو اس کے حصہ ثمن کے بدلے لینے کا اختیار ہوگا۔ البتہ اگر اس کا حصہ معلوم نہ ہو سکتا ہو تو بیع فاسد ہو جائے گی۔ زمین کو کھیت سمیت خریدے، چونکہ کھیتی زمین کے تابع نہیں ہوتی، لہذا اگر مشتری زمین کو بغیر کھیت کے پائے تو اس کو زمین کے حصہ ثمن کے بدلے لینے کا اختیار ہوگا۔

دفعہ نمبر ۱۰۶: عقد بیع میں جس چیز کی شرط لگائی گئی ہو، قبضہ کے وقت بیع کو اس جنس کے خلاف پائے تو بیع فاسد ہوگی^(۶)۔

وضاحت:

بائع نے کوئی چیز فروخت کی، مشتری قبضہ کرتے وقت اس جنس کے خلاف پائے تو بیع فاسد ہو جائے گی، مثلاً کوئی شخص یا قوت کا نگینہ فروخت کرے جو بعد میں شیشہ کا نکلے تو بیع فاسد ہوگی کیونکہ جنس بالکل مختلف ہے^(۷)۔

(۱) البحر الرائق، ۶: ۹۴

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳۸

(۳) غز عیون البصائر، ۴: ۱۱۰

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۳۹

(۵) البحر المحیط، ۶: ۴۱۱

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۴۱

(۷) البنا، ۸: ۴۰

البتہ اگر جنس ایک ہو صرف وصف میں فرق ہو تو عقد فاسد نہیں ہوگا اور مشتری کو واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص بھیڑ خریدے جو بعد میں بکری نکل آئے تو جنس ایک ہونے کی وجہ سے بیع فاسد نہیں ہوگی، اسی طرح ایک شخص کتاب خریدے مثلاً امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی کتاب ۱۰۸، پھر قبضہ کرنے کے بعد وہ اس کو کتاب الطب پائے امام محمد رحمہ اللہ کی کتاب ۱۰۸ نکاح پائے تو بیع فاسد نہیں ہوگی کیونکہ جنس ایک ہے یعنی سفید کاغذ پر سیاہ تحریر۔ البتہ مشتری کو واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔
دفعہ نمبر ۱۰۷: بیع کے تابع چیز کی جنس مختلف ہونے کے ساتھ بیع فاسد نہیں ہوتی^(۱)۔

وضاحت:

ہر وہ چیز جو بیع کے تابع ہو اگر اس کا جنس مختلف ہو جائے تو بیع فاسد نہیں ہوگی، مثلاً تابع ٹوپی بیچے اس شرط کے ساتھ کہ اس میں روئی بھری ہوئی ہے، مشتری قبضہ کرنے کے بعد اس کو پھاڑ کر اون کی بھری ہوئی پائے تو بیع صحیح ہوگی اور اس کو بیع واپس کرنے کا اختیار حاصل ہوگا^(۲)۔ روئی، ٹوپی کے تابع ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ یہ تابع بیع کا حصہ ہے اور قبضہ کے وقت جنس کے مختلف ہونے کے ساتھ بیع فاسد ہوتی ہے۔ لہذا ٹوپی تابع کو واپس کرے اور جو نقصان ہوا ہے اس کا ضمان ادا کرے گا۔

دفعہ نمبر ۱۰۸: مشتری مسمی کا دعویٰ کرے اور تابع مشار الیہ کا تو تابع کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا۔

وضاحت:

بیع میں مسمیٰ سے مراد یہ ہے کہ کوئی چیز موجود نہ ہو لیکن اس کی مقدار یا صفت بیان کی جائے اور مشار الیہ سے مراد یہ ہے کہ بیع موجود ہو اور بغیر مقدار وغیرہ بیان کیے اس کی طرف اشارہ کیا جائے۔

اگر متعاقدین کے درمیان اختلاف ہو جائے، مشتری دعویٰ کرے کہ میں ثمن اس وجہ سے ادا نہیں کرتا کہ آپ نے زمین دو (۲) جیرب بیچنے کا کہا تھا اور وہ اس سے کم ہے، تابع کہے کہ میں نے زمین کو اشارہ کر کے اس کے حدود متعین کیے ہیں۔ اس میں تابع مدعی علیہ شمار ہوگا اور اس کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا بشرطیکہ مشتری کے پاس گواہ نہ ہو۔

دفعہ نمبر ۱۰۹: بیع حوالہ کرنے کے لیے اجل مقرر کرنا بیع کو فاسد کرتا ہے^(۳)۔

وضاحت:

تابع بیع حوالہ کرنے کے لیے اجل مقرر کرے تو اس کے ساتھ بیع فاسد ہوگی۔ مثلاً ایک شخص بیع اس شرط کے ساتھ بیچے کہ وہ اس کو مہینہ کے پہلی تاریخ کو حوالہ کرے گا تو بیع فاسد ہوگی^(۴)، البتہ دیون میں تاخیر جائز ہے^(۵)۔ تاخیر کشادگی کے لیے ہوتی ہے جو دیون کے مناسب ہے، بیع متعین ہوتا ہے لہذا اس میں تاخیر جائز نہیں^(۶)۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۴۱

(۲) البحر الرائق، ۶: ۲۸

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۴۲

(۴) تحفۃ الفقہاء، ۲: ۴۹

(۵) بدائع الصنائع، ۵: ۱۷۴

(۶) فتح القدیر، ۶: ۴۴۸

دفعہ نمبر ۱۱۰: دین کے لیے مجہول اجل مقرر کرنا بیع کو فاسد کرتا ہے^(۱)۔

وضاحت:

ثمن کی ادائیگی کے لیے اجل (وقت) مقرر کرنا ضروری ہے، البتہ اگر یہ اجل مجہول ہو تو جانبین کے درمیان جھگڑے کا سبب بننے کی وجہ سے شرط فاسد ہے جو بیع کو فاسد کرتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ مشتری کہے کہ میں حاجیوں کے واپس آنے کے دن ثمن ادا کروں گا یا کھیتی کاٹنے کے وقت میں ثمن ادا کروں گا تو یہ اجل مجہول ہونے کی وجہ سے فاسد ہوگا^(۲)۔

البتہ اگر اجل مجہول کے آنے سے پہلے اس شرط کو ساقط کر دے تو بیع صحیح ہو جائے گی، امام زفر اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک بیع، فاسد ہی رہے گی^(۳)۔ اسی طرح اگر متعاقدین کے درمیان بیع ہوئی اور ثمن فی الحال حوالہ کرنا لازم ٹھہرا، پھر مشتری ثمن کی ادائیگی کے لیے اجل مجہول مقرر کرے تو یہ جائز ہے کیونکہ یہ جہالت صلب عقد میں نہیں^(۴)۔

دفعہ نمبر ۱۱۱: عقد بیع میں شرط فاسد کو ختم کرنے کے ساتھ بیع فاسد، بیع صحیح سے تبدیل ہو جائے گی^(۵)۔

وضاحت:

ہر وہ شرط جس سے بیع فاسد ہوتی ہو، اگر متعاقدین اس شرط کو ختم کر دے تو بیع فاسد، بیع صحیح سے تبدیل ہو جائے گی۔ مثلاً دو کپڑوں میں سے ایک کو لینے کی شرط بیع کو فاسد کرتا ہے لیکن اگر مشتری کو دونوں میں سے ایک کے لینے کا اختیار دے دے تو پھر جائز ہو جائے گی^(۶)۔

دفعہ نمبر ۱۱۲: ثمن کی ادائیگی کے لیے اجل کے ساتھ ثمن کے جنس کی تعیین کرنا ضروری ہے^(۷)۔

وضاحت:

اگر ثمن کی ادائیگی کے لیے اجل مقرر ہو لیکن مشتری کہے کہ اس وقت جو سکہ رائج ہو میں وہی ادا کروں گا تو ثمن متعین نہ ہونے کی وجہ سے بیع فاسد ہوگی۔

دفعہ نمبر ۱۱۳: مشتری پر کیلی چیز میں تصرف کرنے کے لیے کیل یا وزن دوبارہ کرنا لازم ہے^(۸)۔

وضاحت:

مشتری نے بیعہ کیل اور پیمانہ کے ساتھ خریدا، تو جب تک وہ اس کو خود دوبارہ کیل نہ کرے اس کے لیے بیعہ سے فائدہ اٹھانا، کھانا یا بیچنا جائز

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۴۲

(۲) الہدایہ، ۳: ۵۰

(۳) المحیط البرہانی، ۶: ۴۰۵

(۴) رد المحتار، ۴: ۵۳۳

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۴۲

(۶) الموسوعة الفقهية الكويتية، ۹: ۱۱۳

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۴۳

(۸) نفس مصدر

نہیں^(۱)۔ البتہ اگر بائع عقد بیع کے بعد مشتری کے سامنے اس کو کیل کرے تو اس کا کیل کرنا مشتری کے کیل کے قائم مقام ہو جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"مَنْ اِتْنَعَ طَعَامًا، فَلَا يَبِيعُهُ حَتَّى يَكْتَالَهُ"^(۲)

"جو شخص کھانے کی کوئی چیز خریدے تو اس کو اس وقت تک نہیں بیچ سکتا جب تک اس کو کیل نہ کرے۔"

اگر اٹکل (اندازہ) کے ساتھ گندم خریدے اور قبضہ کرنے کے بعد بیچے اندازہ کے ساتھ ہی بیچے تو اس میں کیل کرنا ضروری نہیں۔ واضح رہے کہ بیچے (تصرف) کرنے کے لیے دوبارہ کیل اس صورت میں لازم ہوتا ہے جب پہلی بیچ، فاسد نہ ہوا اگر بیچ فاسد ہو تو دوبارہ کیل ضروری نہیں^(۳)۔

البتہ اگر کیل کے ساتھ خریدے اور پھر اندازہ کے ساتھ بیچنا چاہے تو کیل کرنے سے پہلے بیچنا امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ناجائز ہے^(۴)۔ البتہ^(۵)۔ البتہ مذروعی چیزوں میں مشتری پر دوبارہ گز سے ناہن لازم نہیں ہے۔ اسی طرح معدودی چیزوں میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دوبارہ شمار کرنا لازم ہے، جب کہ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک دوبارہ عدد لازم نہیں^(۶)۔ دفعہ نمبر ۱۱۳: کیلی اور وزنی چیزوں کے اقالہ میں کمی اور زیادتی بائع کی ہوگی^(۷)۔

وضاحت:

مشتری نے کیل کے ساتھ کوئی چیز خرید کر قبضہ کیا، پھر متعاقبین کے درمیان اقالہ ہو گیا اور بائع نے اس کو کیل کیا جس میں کمی یا زیادتی پائی گئی تو یہ کمی یا زیادتی بائع کی ہوگی اور ثمن میں سے کچھ کمی بھی نہیں کی جائے گی، مثلاً بائع تر گندم بیچے جو مشتری کے قبضہ میں خشک ہو جائے، پھر اقالہ کرنے کے بعد بائع کیل کر کے اس کو کم پائے تو بائع اس کمی کے ساتھ مشتری سے وصول کرے گا^(۸)۔ دفعہ نمبر ۱۱۵: کیلی اور وزنی چیزیں مشارالیه ہوں تو زیادتی مشتری کی ہوگی^(۹)۔

وضاحت:

متعاقبین کے درمیان کیلی یا وزنی چیزوں پر بیچ ہوئی جو مشارالیه تھی، کیل کرنے کے بعد اگر زیادہ نکل آئے تو وہ مشتری کی ہوگی خواہ قبضہ سے پہلے ہوں یا بعد میں۔ البتہ اگر مشارالیه ہونے کے ساتھ اس کو کیل یا وزن کے ساتھ بیچا جائے تو قبضہ سے پہلے زیادتی بائع کی ہوگی اور قبضہ کے بعد جو زیادتی ہو وہ مشتری کی ہوگی۔

(۱) بدائع الصنائع، ۵: ۲۳۵

(۲) صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، رقم الحدیث: ۱۵۲۵

(۳) المحیط البرہانی، ۶: ۴۲۰

(۴) نفس مصدر، ۶: ۴۱۹

(۵) تبیین الحقائق، ۴: ۱۲۰

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۴۵-۱۴۶

(۷) المحیط البرہانی، ۷: ۱۵۳

(۸) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۴۶

فصل دوم

حصہ بیوع کے باب ۱۱ سے باب ۱۳ کی دفعہ بندی اور قانون

معاہدہ ۱۸۷۲ء اور قانون بیع مال ۱۹۳۰ء سے تقابل

اس فصل میں فتاویٰ عالمگیری کے کتاب البیوع کے تین (۳) ابواب کی دفعہ بندی کی گئی ہے جس میں کل اکتالیس (۴۱) دفعات ہیں۔ پہلے باب میں بیع فاسد اور بیع باطل کے مسائل سے متعلق دفعات درج ہیں، یہ باب پندرہ (۱۵) دفعات پر مشتمل ہے۔ دوسرے باب میں بیع موقوف کے احکام ذکر ہیں۔ تیسرے باب میں بیع میں اقالہ سے متعلق احکام کا تذکرہ ہے جس میں سترہ (۱۷) دفعات ہیں۔

باب ۱۱: بیع فاسد اور باطل کے احکام

دفعہ نمبر ۱: بیع باطل وہ ہے جس میں بیع مال منقوم نہ ہو^(۱)۔

وضاحت:

بیع میں دو چیزیں ہوتی ہیں: ایک ایجاب و قبول، دوسرا بیع (محل)۔ بیع باطل وہ ہے جس کا محل یعنی بیع مال منقوم نہ ہو، مثلاً شراب، خنزیر، مردار اور بھنے والا خون وغیرہ، ان چیزوں کا بیچنا، بیع باطل شمار ہوگا^(۲)۔

دفعہ نمبر ۲: بیع فاسد وہ ہے جس میں بدلین میں سے ایک مال منقوم ہو^(۳)۔

وضاحت:

بیع فاسد وہ ہے جس میں بدلین میں سے ایک مال ہو^(۴)، مثلاً شراب یا خنزیر کے بدلے کپڑا وغیرہ بیچا جائے تو کپڑا مال منقوم ہے اور شراب کے بدلے بیچنے کی وجہ سے اس کپڑے میں بیع فاسد ہوگی اور شراب میں بیع باطل ہوگی کیونکہ وہ مال ہے لیکن مال منقوم نہیں ہے۔
دفعہ نمبر ۳: بیع باطل میں بیع پر مشتری کی ملکیت ثابت نہیں ہوتی^(۵)۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان بیع ہوئی جو باطل تھی، تو بیع پر مشتری کی ملکیت ثابت نہیں ہوگی، مثلاً شراب یا خنزیر کو خریدے اور مشتری اس کو قبضہ کر لے تو مشتری کی ملک ثابت نہیں ہوگی کیونکہ بیع باطل ملک کا فائدہ نہیں دیتا^(۶)۔
دفعہ نمبر ۴: بیع فاسد میں بیع پر قبضہ کے بعد مشتری کی ملکیت ثابت ہوتی ہے^(۷)۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان بیع فاسد ہوئی اور مشتری بیع کو قبضہ کر لے تو مشتری کا ملک ثابت ہو جاتا ہے۔ بائع، مشتری سے بیع واپس لینے کا مجاز ہوگا^(۸)۔

دفعہ نمبر ۵: اگر بیع فاسد میں مشتری مر جائے تو بائع اس کے ورثاء سے بیع واپس لینے کا مطالبہ کر سکتا ہے^(۹)۔

وضاحت:

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۴۶

(۲) فتح القدیر، ۶: ۴۰۰

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۴۷

(۴) رد المحتار فی شرح الکتاب، عبد الغنی بن طالب میدانی حنفی، ۲: ۲۴، المکتبۃ العلمیۃ بیروت، لبنان، تان

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۴۷

(۶) فتح القدیر، ۶: ۴۰۷

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۴۷

(۸) المحیط البرہانی، ۶: ۴۲۱

(۹) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۴۷

اگر متعاقدين کے درمیان بیع فاسد ہوئی، پھر مشتری مر جائے تو بائع اس کے ورثاء سے مطالبہ کر سکتا ہے^(۱)، اسی طرح بائع کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء مشتری سے بیعہ واپس لینے کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ اسی طرح مشتری کا تصرف ختم ہو جائے اور بیعہ مشتری کی ملکیت میں واپس آئے تو بائع کو بیعہ واپس لینے کا حق بھی لوٹ آئے گا بشرطیکہ قاضی نے قیمت کے ضمان کا فیصلہ نہ کیا ہو، اگر قاضی نے تصرف کے بعد قیمت لازم کر دی تو بیعہ مشتری کی ملک میں آنے کی صورت میں بھی بائع کو واپس لینے کا حق نہیں ہوگا^(۲)۔

بائع نے بیعہ واپس لینے کا مطالبہ کیا، مشتری نے بیعہ بیچنے پر گواہ قائم کیا تو اس کی دو صورتیں ہیں: بائع اس کی تصدیق کرے گا یا تکذیب کرے گا، اگر تصدیق کرے تو اس کے لیے قیمت ہوگی اور بیعہ واپس لینے کا حق ساقط ہو جائے گا، اگر تکذیب کرے تو اس کو بیعہ واپس لینے کا اختیار ہوگا۔ پھر اگر مشتری ثانی آجائے اور بیعہ کا مطالبہ کرے اور مشتری اس کی تصدیق کرے تو اس کے لیے جائز ہے کہ بائع اول سے بیعہ واپس لے کر اس کو قیمت حوالہ کرے^(۳)۔

البتہ اگر مشتری نے بیعہ پر قبضہ نہ کیا ہو تو نفس بیع کے ساتھ ملک ثابت نہیں ہوتا، مثلاً، متعاقدی کے درمیان غلام میں بیع فاسد ہوئی اور قبضہ کرنے سے پہلے بائع سے کہے کہ غلام میری طرف سے آزاد کر دو اور وہ اس کو آزاد کر دے تو یہ بائع کی طرف سے آزاد ہوگا^(۴)۔ اگر بیعہ مشتری کے قبضہ میں ہلاک ہو گیا تو اس پر بیعہ کی قیمت لازم ہوگی بشرطیکہ بیعہ قیمی ہو، اگر بیعہ مثنی ہو تو مشتری پر اس کا مثل لازم ہوگا۔ واضح رہے کہ فقہاء نے بیع فاسد میں مشتری کے ملک ثابت کرنے کے لیے بائع کی اجازت سے قبضہ کی شرط لگائی ہے لیکن اگر مجلس عقد میں بغیر اجازت کے قبضہ کر لے تب بھی مشتری کی ملک ثابت ہو جائے گی۔

دفعہ نمبر ۶: قبضہ کرنے کے بعد بیع فاسد کے بیعہ میں مشتری کا تصرف نافذ ہوگا^(۵)۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان بیع فاسد ہو جائے اور مشتری بیعہ میں تصرف کرے تو ملک کی وجہ سے اس کا تصرف نافذ ہوگا جس کی وجہ سے بائع کا حق ختم ہو جاتا ہے، خواہ وہ تصرف ختم ہو سکتا ہو یا ختم نہ ہو سکتا ہو^(۶)، البتہ اگر تصرف ختم ہو کر بیعہ مشتری کے قبضہ میں آجائے تو بائع کا حق لوٹ آئے گا، مثلاً بیعہ غلام ہو اس کو بیچ دے یا اس کو آزاد کر دے، البتہ نکاح اور اجارہ کے ساتھ بائع کا حق باطل نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر شرائء فاسد کے بعد بائع کی اجازت سے بیعہ میں تصرف کرے تب بھی وہ مشتری کا ہوگا اور اس پر بائع کے لیے قیمت لازم ہوگی، مثلاً بائع نے بیع فاسد کے ساتھ بکری بیچ دی اور مشتری اس کو قبضہ لے، پھر بائع کہے کہ اس کو ذبح کر لو اور مشتری ذبح کر لے تو بکری مشتری کی ہوگی اور بائع کو قبضہ کے دن کی قیمت ادا کرنی ہوگی۔

دفعہ نمبر ۷: بیع فاسد میں بیعہ اپنے حال پر ہو تو متعاقدين میں سے ہر ایک کو فسخ کا اختیار ہوگا^(۷)۔

(۱) المحیط البرہانی، ۶: ۴۲۱

(۲) بدائع الصنائع، ۵: ۳۰۲

(۳) المحیط البرہانی، ۶: ۴۳۱

(۴) نفس مصدر، ۶: ۴۲۹

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۴۷

(۶) النہر الفائق، ۳: ۴۴۳

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۴۸

وضاحت:

بیع فاسد کی درج ذیل دو قسمیں ہیں^(۱):

ایک وہ جس میں فساد صلب عقد (ثمن یا بیعہ) میں ہو۔ دوسری یہ کہ فساد کسی شرط فاسد کی وجہ سے ہو جس میں متعاقدین میں سے کسی ایک کو فائدہ ہو۔ پھر بیع فاسد میں بیعہ اپنے حال پر ہوگی یا اس میں کمی و زیادتی ہوئی ہوگی۔

اگر بیعہ اپنے حال پر ہو اور فساد صلب عقد میں ہو تو متعاقدین میں سے ہر ایک کو بیع فسخ کرنے کا اختیار ہوگا خواہ دوسرا موجود ہو یا نہ ہو۔ اگر فساد کسی شرط فاسد کی وجہ سے ہو تو مشتری کے قبضہ کرنے سے پہلے ہر ایک کو فسخ کا اختیار ہوگا خواہ دوسرا موجود ہو یا نہ ہو اور قبضہ کرنے کے بعد جس نے شرط لگائی ہے وہ دوسرے کے موجود ہونے کے ساتھ بیع کو ختم کر سکتا ہے۔

اگر بیعہ میں زیادتی ہوئی ہو تو وہ بیعہ کے ساتھ متصل ہوگی یا منفصل۔ اگر متصل ہو تو وہ زیادتی یا تو بیعہ سے پیدا ہوگی مثلاً حسن و جمال، سفید ہونا وغیرہ تو بائع کا حق بیعہ سے ختم نہیں ہوگا۔ دوسرا یہ کہ بیعہ سے پیدا نہ ہو تو بائع کا حق بیعہ واپس لینے سے ساقط ہو جائے گا اور مشتری پر بیعہ کی قیمت لازم ہوگی، مثلاً کپڑے کو رنگنا یا ستو کو گھی میں ڈالنا۔

اسی طرح جو زیادتی منفصل ہو وہ بھی یا تو بیعہ سے پیدا ہوئی ہوگی مثلاً بیعہ جانور ہو اس کو بچہ پیدا ہو جائے یا درختوں پر پھل نکل آئے تو بائع کا حق ساقط نہیں ہوگا، مشتری پر لازم ہے کہ وہ اصل بیعہ اور زیادتی دونوں بائع کے حوالہ کرے، واضح رہے کہ جو زیادتی مشتری کے قبضہ میں ہو اور وہ ہلاک ہو جائے تو مشتری پر کوئی ضمان نہیں ہوگا البتہ استہلاک کی صورت میں ضمان لازم آئے گا، اسی طرح اگر اصل بیعہ ہلاک ہو جائے تو زیادتی بائع کی ہوگی اور مشتری پر بیعہ کی قیمت لازم ہوگی۔

دوسرا یہ کہ وہ زیادتی منفصل ہو اور بیعہ سے پیدا نہ ہو، مثلاً بیعہ کے ذریعے مال کسب کرنا وغیرہ، تو اصل بیعہ اور زیادتی دونوں بائع کے ہوں گے البتہ زیادتی اس کے لیے حلال نہیں ہوگی بلکہ اس کو صدقہ کرے گا۔ اگر اس صورت میں زیادتی مشتری کے قبضہ میں ہلاک ہو جائے تو اس پر کوئی ضمان نہیں ہوگا، اگر استہلاک ہو تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک پھر بھی ضمان نہیں ہوگا، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک ضمان ہوگا۔ اصل بیعہ اگر ہلاک ہو گیا تو جو زیادتی ہے وہ مشتری کی ہوگی اور بیعہ کی قیمت اس پر لازم ہوگی۔

دفعہ نمبر ۸: بیع فاسد کے بیعہ میں نقصان آئے تو مشتری اس کا ضامن ہوگا۔

وضاحت:

متعاقدین کے درمیان بیع فاسد ہونے کے بعد مشتری بیعہ کو قبضہ کر لے، پھر بیعہ میں نقصان پیدا ہو جائے تو اس کا ضمان مشتری پر ہوگا، یعنی بیعہ بھی لوٹائے گا اور جو نقصان آیا ہے اس کا ضمان بھی دے گا خواہ یہ نقصان آفت سماوی کے ساتھ ہو یا مشتری اور معقود علیہ کے فعل کے ساتھ^(۲)۔

اگر کسی اجنبی شخص نے بیعہ کو نقصان پہنچایا تو بائع کو ضمان لینے میں اختیار ہوگا چاہے مشتری سے وصول کرے یا اس اجنبی شخص سے۔ اگر مشتری سے وصول کرے گا تو مشتری اجنبی سے اس ضمان کو وصول کرے گا۔ البتہ اگر اجنبی شخص اس غلام (بیعہ) کو قتل کر دے تو بائع صرف مشتری سے اس کا ضمان وصول کر سکتا ہے اور مشتری، اجنبی شخص کے عاقلہ سے تین سال میں قیمت وصول کرے گا۔

(۱) البحر الرائق، ۶: ۱۰۵

(۲) الجوهرة النيرة، ۱: ۲۰۵

دفعہ نمبر ۹: اجنبی شخص کسی کے غلام (جو کہ بیعہ ہے) کو ہلاک کر دے تو بائع صرف مشتری سے اس کا ضمان وصول کر سکتا ہے^(۱)۔

وضاحت:

مشتری غلام کو خریدے اور قبضہ کرنے کے بعد کوئی اجنبی اس کو قتل کر دے تو بائع، مشتری سے اس کا ضمان وصول کرے گا، اجنبی سے اس کا رجوع نہیں کر سکتا۔ البتہ مشتری اس ضمان کو اجنبی کے عاقلہ سے تین سال میں وصول کرے گا۔
دفعہ نمبر ۱۰: بیع فاسد کے بیعہ کو بیعہ کو بیعہ کر اس کے ثمن سے فائدہ اٹھانا مشتری کے لیے جائز ہوگا^(۲)۔

وضاحت:

مشتری نے شراء فاسد کے بعد بیعہ کو نفع کے ساتھ بیچ دیا تو نفع کو صدقہ کرے گا اور ثمن اس کے لیے حلال ہوگا، البتہ اگر اسی ثمن سے کوئی چیز خرید کر نفع کے ساتھ بیچ دی تو وہ اس کے لیے حلال ہوگا^(۳)۔
دفعہ نمبر ۱۱: شراء فاسد میں بیعہ کی قیمت قبضہ کے دن کا معتبر ہوگا^(۴)۔

وضاحت:

مشتری نے شراء فاسد کے بعد بیعہ قبضہ کر لیا، پھر بائع، بیعہ لوٹانا چاہے یا بیعہ ہلاک ہو جائے تو مشتری پر قبضہ کے دن کی قیمت لازم ہوگی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے شراء فاسد کے ساتھ بیعہ قبضہ کیا جس کی قیمت ایک ہزار تھی، پھر جس دن بائع بیعہ لوٹانے کا مطالبہ کرے، بیعہ کی قیمت دو ہزار ہو گئی ہو تو مشتری پر ایک ہزار لازم ہوگی^(۵)۔
البتہ اگر غصب کرنے کے بعد غاصب اس کو مالک سے بیع فاسد کے ساتھ خریدے اور خریدنے کے بعد قبضہ کر لے تو اس دن کے قبضہ کا اعتبار ہوگا نہ کہ غصب کے دن قبضہ کرنے کا۔ لہذا غاصب پر دو ہزار لازم ہوں گے۔

تقابل:

پاکستان میں مروجہ قانون بیع مال کے دفعہ نمبر ۱۰ میں ہے کہ قیمت کوئی اجنبی شخص بھی متعین کر سکتا ہے^(۶)، اس کے ذیل میں کہا گیا ہے:

"Where there is an agreement to sell goods on the terms that the price is to be fixed by the valuation of a third party and such third party cannot or does not make such valuation, the agreement is thereby avoided: Provided that, if the goods or any

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۴۸

(۲) نفس مصدر، ۳: ۱۴۹

(۳) الجہرۃ النیرۃ، ۱: ۲۰۵

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۴۹

(۵) الاشباہ والنظائر، ۱: ۳۱۳

(۶) Sale of Goods Act, 1930, Chapter: 2, Section No:10(1)

part thereof have been delivered to and appropriated by the buyer, he shall pay a reasonable price thereof " (1).

"اگر معاہدہ میں طے پائے کہ قیمت ثالث شخص مقرر کرے گا، لیکن وہ قیمت نہیں لگا سکتا یا نہیں لگاتا تو بیع منسوخ ہو جائے گی، البتہ اگر بائع نے قیمت لگانے سے پہلے بیعہ حوالہ کیا یا اس نے معاہدہ میں اپنے لیے اختصاص کیا ہو تو وہ اس کی مناسب قیمت ادا کرے گا۔"

پاکستانی قانون کا دفعہ ہذا دو صورتوں پر مشتمل ہے۔ پہلا یہ کہ بیعہ مشتری کے قبضہ سے مجہول الثمن ہو اور دوسرا یہ کہ مشتری ثمن مجہول ہونے کے باوجود بیعہ کو قبضہ کر لے۔ قبل القبض بیعہ کے ثمن مجہول ہونے کے ساتھ بیع فاسد ہوتی ہے، جب کہ پاکستان کے وضعی قانون کے مطابق مناسب قیمت لازم ہوتی ہے۔

اسی طرح مشتری، بیعہ پر قبضہ کر لے اور اس کی قیمت متعین نہ ہو تو اس کے ساتھ بھی بیع فاسد ہوتی ہے اور بیع فاسد کا حکم یہ ہے کہ بیعہ ہلاک ہونے سے پہلے متعاقدین پر بیع کا ختم کرنا لازم ہوتا ہے اور ہلاک ہونے کی صورت میں مشتری اس کی قیمت کا ضامن ہوتا ہے جس دن مشتری نے بیعہ قبضہ کیا تھا۔ لہذا اس مسئلہ میں وضعی اور شرعی قوانین میں یکسانیت نہیں پائی جاتی۔ دفعہ نمبر ۱۲: بیع فاسد میں ثمن کی واپسی کے لیے مشتری بیعہ کو جس کر سکتا ہے (2)۔

وضاحت:

بیع فاسد میں مشتری ثمن حوالہ کر کے بیعہ قبضہ کر لے، پھر بائع بیعہ لوٹانا چاہتا ہے تو مشتری کے لیے جائز ہے کہ ثمن کی واپسی کے لیے بیعہ اپنے پاس روکے رکھے، اگر ہلاک ہو گیا تو مشتری پر قیمت لازم ہوگی۔ البتہ اگر بائع مر گیا تو مشتری دوسرے غراء کے مقابلہ میں اس بیعہ کا زیادہ حقدار ہوگا، یعنی اس بیعہ کو بیچ کر پہلے مشتری اپنا ثمن وصول کرے گا، اگر فروخت کرنے کے بعد ثمن مشتری کے ثمن سے زیادہ ہو تو وہ بائع کے غراء کو ملے گا، اگر کم ہو تو مشتری بقیہ ثمن کی وصولی میں دوسرے غراء کے ساتھ شریک ہوگا (3)۔

مثلاً ایک شخص نے بیع فاسد کے ساتھ بکری خریدی اور پانچ سو (۵۰۰) ثمن بائع کو حوالہ کر کے بکری کو قبضہ کیا، پھر بائع بکری واپس لینا چاہے تو مشتری کے لیے جائز ہے کہ اس بکری کو اپنے پاس جس کر کے رکھے تاکہ بائع سے ثمن وصول کر لے۔ اگر بائع مر گیا تو مشتری دوسرے غراء کے مقابلہ میں اس بکری کے ثمن کا زیادہ حقدار ہوگا، اور اگر قیمت زیادہ ہو تو مشتری اپنا حق وصول کر کے باقی غراء کو حوالہ کرے گا، مثلاً بکری چھ سو کی بیچی گئی تو مشتری پانچ سو وصول کر کے سو بائع کے غراء کو حوالہ کر لے۔ اگر چار سو کی بیچی گئی تو وہ مشتری کے ہوں گے اور بقیہ سو میں وہ دوسرے غراء کے برابر شمار ہوگا۔

دفعہ نمبر ۱۳: بیع فاسد میں بائع، مشتری کو بیعہ سے بری کرے تو ہلاک ہونے کی صورت میں اس پر ضمان نہیں ہوگا (4)۔

وضاحت:

(1) Sale of Goods Act, 1930, Chapter: 2, Section No:10(1)

(2) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۵۰

(3) فتح القدیر، ۶: ۴۷۰

(4) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۵۰

بیع فاسد میں مشتری بیعہ کو قبضہ کر لے اور ثمن کی ادائیگی سے پہلے بائع مشتری کو بیعہ سے بری کر دے، پھر بیعہ مشتری کے قبضہ میں ہلاک ہو جائے تو اس پر کوئی ضمان نہ ہوگا کیونکہ بیعہ سے بری کرنا اس کے ضمان سے بری کرنا ہے^(۱)۔ البتہ اگر بائع یوں کہے کہ میں تم کو بیعہ کی قیمت سے بری کرتا ہوں تو ہلاک ہونے کی صورت میں اس کی قیمت مشتری پر لازم ہوگی۔

دفعہ نمبر ۱۳: بیع فاسد میں بیعہ بائع کو لوٹانے کے ساتھ مشتری کا ذمہ ختم ہو جاتا ہے^(۲)۔

وضاحت:

بیع فاسد میں مشتری پر لازم ہے کہ بیعہ بائع کو لوٹا دے اور لوٹانے کے ساتھ مشتری کی ذمہ داری ختم ہو جائے گی، خواہ وہ ہبہ کی صورت میں ہو یا ودیعت اور عاریت یا صدقہ کی صورت میں ہو۔ اسی طرح اگر بائع کے وکیل کے حوالہ کرے تب بھی مشتری کا ذمہ ختم ہوگا۔

دفعہ نمبر ۱۵: بیع کے صحیح یا فاسد ہونے میں اس کا قول معتبر ہوگا جو صحت کا دعویٰ کرتا ہے^(۳)۔

وضاحت:

متعاقدین کے درمیان اختلاف ہوا، ایک بیع کے صحیح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور دوسرا بیع کے فاسد ہونے کا، تو اس میں اس کا قول معتبر ہوگا جو بیع کے صحیح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے بشرطیکہ دوسرے کے پاس گواہ نہ ہو۔ اس کی مثال یہ ہے کہ بائع دعویٰ کرے کہ میں نے یہ چیز دس درہم اور شراب کے ایک رطل کے بدلے فروخت کی ہے یعنی بیع فاسد ہے اور مشتری دعویٰ کرے کہ میں نے صرف ہزار کے بدلے خریدی ہے یعنی بیع صحیح ہے تو اس میں مشتری کا قول معتبر ہوگا۔

باب ۱۲: بیع موقوف کا بیان

دفعہ نمبر ۱۶: غیر کے مال کی بیع کا نفاذ مالک کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے^(۴)۔

وضاحت:

بائع نے کسی کے مال کو اس کی اجازت کے بغیر بیچ دیا تو بیع مالک کی اجازت پر موقوف ہوگی، اس بیع کو بیع موقوف سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اگر مالک نے بیع کے نافذ کرنے کی اجازت دی تو بیع صحیح ہوگی اور بائع اس کا وکیل شمار ہوگا۔ بیع موقوف کے شرائط میں سے متعاقدین اور بیعہ کا موجود ہونا ہے، اسی طرح اگر ثمن اعیان میں سے ہو تو اس کا موجود ہونا بھی ضروری ہے^(۵)۔ البتہ اگر ثمن نفوذ میں سے ہوں یعنی درہم یا دنانیر وغیرہ ہوں تو مشتری کی اجازت میں اس کا موجود ہونا ضروری نہیں۔ اگر بیعہ ہلاک ہو گیا، مالک نے دعویٰ کیا کہ میں نے بیع کی اجازت دی تھی تو اس کے قول کا اعتبار ہوگا۔

مالک بیع موقوف کی اجازت دے تو اس کی دو صورتیں ہیں: اگر ثمن اعیان میں سے ہوں تو وہ بیع بائع کا ہوگا اور مالک کو اس چیز کی مثل ادا کرے گا اگر مثلی ہو، یا قیمت ادا کرے گا اگر وہ قیمی ہو۔ اگر ثمن اعیان میں سے نہ ہوں بلکہ درہم یا دنانیر کے قبیلہ سے ہوں تو وہ مالک کی ہوں گے اور

(۱) مجمع الضمانات، ص ۲۲۴

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۵۱

(۳) نفس مصدر

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۵۲

(۵) تبیین الحقائق، ۴: ۱۰۵

بائع اس کا وکیل ہوگا۔ اگر ثمن بائع کے قبضہ میں ہلاک ہو جائے تو وہ اس پر کوئی ضمان نہیں ہوگا کیونکہ وہ بائع کے پاس امانت ہوتا ہے خواہ اجازت سے پہلے ہو یا اجازت کے بعد^(۱)۔

اگر مالک نے بیع کی اجازت نہ دی تو بیع ختم ہو جائے گی، اسی طرح اگر کسی اجنبی نے اس کی چیز فروخت کی اور مالک خاموش رہا تو یہ اجازت نہیں ہوگی^(۲)۔ اگر یوں کہے کہ اچھا کیا تو نے اس کو بیچ دیا تو یہ استحسانا اجازت میں داخل ہوگا^(۳)۔

اگر مشتری مالک کے پاس آئے اور اسے کہے کہ فلاں شخص نے تیری چیز مجھے سو کی بیچی ہے، مالک نے کہا کہ اگر اس نے سو کی بیچی ہو تو میں نے بیع کو نافذ کر دی تو امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر اجنبی نے سو یا اس سے زیادہ کی بیچی ہو تو بیع نافذ ہو جائے گی اور اگر اس سے کم کی بیچی ہو تو بیع نافذ نہیں ہوگی۔ البتہ وعدہ کرے کہ اگر اتنی کی بیچی ہو تو میں اس کو نافذ کروں گا تو یہ بیع نافذ نہیں ہوگی^(۴)۔

دفعہ نمبر ۱۷: بیع موقوف کے نفاذ سے پہلے بیع مشتری کے قبضہ میں ہلاک ہو جائے تو مالک کو دونوں میں سے کسی سے بھی ضمان لینے کا اختیار ہوگا^(۵)۔

وضاحت:

بیع موقوف میں بیع کا نفاذ مالک کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے، اگر اجازت سے پہلے بیع مشتری کے قبضہ میں ہلاک ہو گیا تو مالک کو اختیار ہوگا مشتری سے اپنا ضمان وصول کرے یا بائع سے۔ اگر مشتری سے وصول کرے تو وہ اپنے بائع سے اپنے ثمن کا رجوع کرے گا بشرطیکہ اس نے ثمن ادا کیا ہو۔ اگر بائع سے ضمان وصول کرے تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں:

اگر وہ چیز مشتری کے قبضہ میں امانت ہو یعنی پہلے مشتری کو حوالہ کیا ہو، پھر بیچا ہو تو بیع نافذ ہو جائے گی اور مشتری پر ضمان نہیں ہوگا۔ اگر وہ چیز مشتری کے قبضہ میں امانت نہ ہو یعنی پہلے مشتری پر بیچے پھر حوالہ کرے تو بائع بیع کا ضمان مشتری سے وصول کرے گا^(۶)۔

دفعہ نمبر ۱۸: بیع موقوف کے نفاذ سے پہلے مالک مر جائے تو وارث کو نافذ کرنے کا حق حاصل نہیں ہوگا^(۷)۔

وضاحت:

بائع نے مالک کی اجازت کے بغیر کوئی چیز بیچی اور اجازت دینے سے پہلے مالک مر گیا تو اس کے وارث کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اس بیع کو نافذ کرے^(۸)۔

دفعہ نمبر ۱۹: کسی کی اجازت کے بغیر اس کے لیے کوئی چیز خریدی جائے تو یہ بیع عاقد کے لیے نافذ ہوگی^(۹)۔

(۱) المحیط البرہانی، ۶: ۴۳۲

(۲) المبسوط، ۲۵: ۱۲

(۳) المحیط البرہانی، ۶: ۴۳۷

(۴) نفس مصدر

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۵۲

(۶) مجمع الضمانات، ص ۲۲۴

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۵۲

(۸) البانی، ۸: ۳۱۶

(۹) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۵۲

وضاحت:

ایک شخص نے کسی اجنبی کے لیے کوئی چیز خریدی تو یہ بیع موقوف نہیں ہوگی بلکہ یہ عقد کرنے والے کے لیے نافذ ہو جائے گا۔ اگر اجنبی شخص اس کے نفاذ کی اجازت دے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا کیونکہ اجازت بیع موقوف کو لاحق ہوتی ہے اور یہ بیع نافذ ہے۔ اگر اجنبی شخص ثمن حوالہ کر کے اس چیز کو لے تو یہ بیع متعاقدين کے درمیان بیع تعاطی کے حکم میں ہوگی^(۱)۔

البتہ اگر عقد کے وقت عقد کرنے والا بیع کی نسبت اجنبی کی طرف کرے تو بیع اس کی اجازت پر موقوف ہوگی۔ مثلاً یوں کہے کہ میں یہ چیز فلاں شخص کے لیے خریدتا ہوں اور بائع کہے کہ میں اس کو فلاں کے لیے بیچتا ہوں۔ دفعہ نمبر ۲۰: بیع موقوف میں مالک کی اجازت سے پہلے بائع بیع کو فسخ کر سکتا ہے^(۲)۔

وضاحت:

بائع نے مالک کی اجازت کے بغیر کوئی چیز بیچ دی تو بائع کو مالک کی اجازت سے پہلے بیع فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اگر بائع نے بیع دوبارہ مالک کی اجازت کے بغیر بیچ دیا تو یہ بیع اول کے لیے مفسد ہوگا۔ اسی طرح اگر مالک اسی بیع کو آگے بیچ دے تو اجنبی کی بیع موقوف اس کے ساتھ ختم ہوگی۔ ان تمام صورتوں میں بیع اول فسخ ہوگی اور دوسری نافذ ہوگی^(۳)۔

البتہ کسی اجنبی نے مالک کی اجازت کے بغیر اس کی چیز فروخت کی، پھر مشتری اول نے آگے مالک کی اجازت کے بغیر فروخت کی تو دونوں بیع مالک کی اجازت پر موقوف ہوں گی، اگر مالک اجازت دے تو دونوں نافذ ہوں گی، لیکن بیع دونوں مشتریوں میں شریک ہوگا اور شرکت کی وجہ سے دونوں کو خیار حاصل ہوگا۔ اس صورت میں بائع نے اپنی بیع کو فسخ نہیں کیا کیونکہ دوسری بیع مشتری نے کی ہے۔ اسی طرح اگر فضولی شخص بیک وقت مالک کی اجازت کے بغیر دو شخصوں پر بیع بیچ دے اور ہر ایک کو کہے کہ میں اس بیع کو ایک ہزار کے بدلے بیچتا ہوں تو دونوں بیع مالک کی اجازت پر موقوف ہوں گی۔

اگر مالک کی اجازت کے بغیر اس کے باندی کو بیچا گیا پھر اس کے مالک کی اجازت کے بغیر کوئی دوسرا اس کا نکاح کر دے یا بہہ کر دے یا اس کو اجرت پر دے اور مولیٰ ان کی اجازت دے تو بیع نافذ ہو جائے گی اور نکاح وغیرہ باطل ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بیع ملک رقبہ کا فائدہ دیتا ہے اور باقی میں یہ صفت موجود نہیں لہذا بیع قوی ہے بنسبت نکاح کے^(۴)۔

دفعہ نمبر ۲۱: بچہ کی بیع و شراء باپ یا دادا یا وصی یا قاضی کی اجازت پر موقوف ہوگی^(۵)۔

وضاحت:

وہ بچہ جو بیع و شراء کو جانتا ہو لیکن وہ مجبور ہو تو اس کی بیع و شراء صحیح ہوگی لیکن اس کا نفاذ باپ کی اجازت پر موقوف ہوگی، اگر باپ نہ ہو تو دادا اگر وہ نہ ہو تو وصی یا قاضی کی اجازت پر موقوف ہوگی۔ یہی حکم معتوہ بچہ یا وہ بچہ جو بیو قوف ہو کر بالغ ہوا ہو^(۶)۔

(۱) العنایہ، ۸: ۵۵

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۵۴

(۳) المحیط البرہانی، ۶: ۴۳۳

(۴) البناۃ، ۸: ۳۲۶

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۵۴

(۶) الموسوعۃ الفقہیہ، لکھنؤ، ۹: ۲۳۹

دفعہ نمبر ۲۲: مرض وفات میں بیعہ وراثت میں کسی کو فروخت کرے تو یہ بائع کی صحت پر موقوف ہوگا^(۱)۔

وضاحت:

ایک شخص نے مرض وفات میں اپنی مملوکہ چیز جو اعیان میں سے ہوں بیچ دی تو یہ اس کی صحت پر موقوف ہوگی۔ اگر صحت یاب ہو گیا تو بیع نافذ ہو جائے گی، اگر اسی مرض میں وفات پا گیا تو بیع فسخ ہو جائے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرض وفات میں اس کے مال کے ساتھ تمام وراثت کا حق متعلق ہو جاتا ہے^(۲)۔ البتہ اگر مرض وفات میں کسی اجنبی شخص کو بیچ دے تو اس کی بیع نافذ ہوگی کیونکہ مالیت ویسے بھی وراثت کو ملتی ہے۔
دفعہ نمبر ۲۳: مرتد کی بیع اس کے اسلام لانے پر موقوف ہوگی^(۳)۔

وضاحت:

اگر کوئی شخص مرتد ہو گیا اور وہ اپنی مملوکہ چیز بیچتا ہے تو اس کی بیع اسلام لانے پر موقوف ہوگی، اگر مسلمان ہو گیا تو اس کی بیع نافذ ہو جائے گی، اگر مسلمان ہونے سے پہلے مر گیا یا اس کو قتل کیا گیا یا دار الحرب چلا گیا تو اس کی بیع باطل ہو جائے گی^(۴)۔
دفعہ نمبر ۲۴: ہر وہ چیز جس کو تقسیم کرنے کے ساتھ شریک کو ضرر ہو تو شریک کی اجازت کے بغیر اپنا حصہ بیچنا دوسرے کی اجازت پر موقوف ہوگا^(۵)۔

وضاحت:

اگر دو شخصوں کے درمیان مشترک چیز ہو اور تقسیم میں شریک کو ضرر ہو تو اس کی اجازت کے بغیر اپنا حصہ فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ مثلاً کنواں اور راستہ میں دو آدمی شریک ہوں، پھر ایک اپنا حصہ ساتھی کی اجازت کے بغیر بیچ دے تو یہ کنویں میں بیچ جائز اور راستہ میں ناجائز ہوگا، البتہ اگر ساتھی اجازت دے تو سب میں جائز ہو جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زمین میں دونوں کے شریک ہونے کی وجہ سے دوسرے کو ضرر ہوگا۔ البتہ اگر ہر ایک کا زمین میں طریق معلوم ہو تو پھر کنواں زمین سمیت بغیر اجازت کے بیچنا جائز ہے^(۶)۔
البتہ اگر اس میں تقسیم آسانی کے ساتھ ہو سکتی ہو اور شریک کو نقصان نہ ہو، مثلاً بکریوں کا ریوڑ یا کپڑا وغیرہ تو شریک کی اجازت کے بغیر اپنا حصہ بیچ سکتا ہے۔ علامہ طحاوی^(۷) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شریک کی اجازت اس میں ضروری ہے کیونکہ جدا کرنا اگرچہ اس کا حق ہے لیکن شرکت کی وجہ سے اس کا حق باطل ہے۔ لہذا اگر شریک کی اجازت کے ساتھ ہو تو پھر بیچنا جائز ہے^(۸)۔ اسی طرح اگر دونوں کے درمیان گندم کی ڈھیر

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۵۴

(۲) تقریر و التحمیر علی تحریر الکمال بن الہمام، ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن محمد، امیر الحاج حنفی، ۲: ۱۸۷، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ = ۱۹۸۳ء

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۵۴

(۴) درر الحکام شرح غرر الاحکام، ۱: ۳۰۲

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۵۴

(۶) المبسوط للسرخسی، ۲۳: ۱۹۳

(۷) احمد بن محمد بن اسماعیل طحاوی (وفات: ۱۲۳۱ھ)، مصر کے ایک شہر طحطا میں پیدا ہوئے، جامعہ اذہر میں شیخ احمد حامی، مقدسی، حریری، شیخ مصطفیٰ طائی، شیخ عبد الرحمن عریشی سے علم حاصل کیا، فقہ حنفی کے امام ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں حاشیہ علی مراقی الفلاح اور حاشیہ الدر المختار زیادہ مشہور ہیں۔ [حلیۃ البشر فی تاریخ القرن الثالث عشر، عبد الرزاق بن حسین بن ابراہیم میدانی دمشقی، ۱: ۲۸۱، دار صادر، بیروت، ۱۴۱۳ھ = ۱۹۹۳ء]

(۸) شرح مختصر الطحاوی، احمد بن علی ابو بکر جصاص رازی، ۸: ۴۸۰، دار البشائر الاسلامیہ، ۱۴۳۱ھ = ۲۰۱۰ء

شریک ہو، ان میں سے ایک اپنے ساتھی کی اجازت کے بغیر اپنا حصہ بیچ دے اور کیل کر کے مشتری کے حوالہ کرے تو یہ جائز ہے۔ اسی طرح اگر زمین پر عمارت ہو اور دو آدمی اس میں شریک ہوں تو شریک اپنا حصہ زمین سمیت شریک کی اجازت کے بغیر بیچ سکتا ہے البتہ شریک کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا^(۱)۔

باب ۱۳: اقالہ کا بیان

دفعہ نمبر ۲۵: اقالہ متعاقبین کے درمیان فسخ اور اجنبی شخص کے حق میں بیع جدید کے حکم میں ہوتا ہے^(۲)۔

وضاحت:

متعاقبین کے درمیان بیع ہوئی، پھر ان میں سے ایک بیع کو فسخ کرنا چاہتا ہو تو اس کو اقالہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"من أقال نادما بيعته، أقال الله عشرته يوم القيامة"^(۳)

"جس نے بیع پر نادم شخص کے ساتھ اقالہ کیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی کمزوریوں کو معاف کر دے گا۔"

اقالہ کا حکم یہ ہے کہ یہ متعاقبین کے درمیان فسخ اور اجنبی کے حق میں بیع جدید ہوتا ہے البتہ اگر فسخ ممکن نہ ہو تو اقالہ باطل ہوگا۔ علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فسخ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے اصلی حالت کی طرف لوٹنا گویا وہ بیع ہوئی ہی نہیں تھی، لہذا یہ اس صورت میں ممکن ہے جب وہ ثمن اول کے ساتھ ہو یعنی جس پر بیع ہوئی ہے اسی کو لوٹا دے، مثلاً ہزار کے بدلے خرید ہو تو ہزار کے بدلے واپس کرے^(۴)۔ یہ قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اقالہ جانبن کے حق میں بیع ہوگی، البتہ اگر بیع ممکن نہ ہو تو فسخ ہوگی اور اگر فسخ بھی ممکن نہ ہو تو اقالہ باطل ہوگی۔ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اقالہ جانبن کے حق میں فسخ ہوگی، اگر فسخ ممکن نہ ہو تو بیع ہوگی اور اگر بیع ممکن نہ ہو تو اقالہ باطل ہوگی۔

مذکورہ بالا اختلاف اقالہ میں لفظ اقالہ کا استعمال کرنا ہے، اگر اس کی بجائے فسخ کے لیے لفظ بیع استعمال کیا جائے تو وہ بالاتفاق بیع ہوگی۔ اسی طرح اگر الفاظ مفاسخة و متاركة یا تراد و غیرہ الفاظ استعمال کیے جائیں، مثلاً فاسختك، تاركك، اور رفعت وغیرہ الفاظ استعمال کیے جائیں تو بالاتفاق یہ فسخ بیع ہوگی^(۵)۔

دفعہ نمبر ۲۶: اقالہ ثمن اول کے ساتھ ہوگا^(۶)۔

وضاحت:

اگر متعاقبین میں سے ایک اقالہ کرنا چاہے تو وہ ثمن اول کے ساتھ ہوگا۔ مثلاً بائع نے ایک ہزار درہم بیچی، پھر مشتری بیعہ کسی وجہ سے واپس کرنا چاہے تو ایک ہزار کے بدلے واپس کرے گا، اگرچہ اس سے کم یا زیادہ مقرر ہو ہو۔ اسی طرح اگر اس ثمن کا خلاف جنس مقرر ہو جائے مثلاً

(۱) العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیۃ، ۱: ۲۳۵

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۵۶

(۳) علامہ ابن حبان نے اس حدیث کو نقل کر کے صحیح کہا ہے۔ [صحیح ابن حبان، کتاب البیوع، باب الاقالہ، رقم الحدیث: ۵۰۲۹]

(۴) فتح القدیر، ۶: ۳۸۷

(۵) رد المحتار، ۵: ۱۲۰

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۵۶

دراہم کی بجائے دنا نیر مقرر ہو جائے تو اقالہ صحیح ہو کر ثمن اول لازم ہوگا^(۱)۔ البتہ اگر بیعہ میں نقصان آیا ہو تو پھر ثمن میں کمی جائز ہے، اسی طرح اگر بیعہ میں زیادتی ہوئی ہو تو قبضہ سے پہلے اقالہ متصلہ زیادتی اور منفصلہ زیادتی دونوں میں جائز ہے، البتہ اگر قبض کے بعد ہو تو متصل زیادتی کے ساتھ تو جائز ہے لیکن منفصل زیادتی کے ساتھ جائز نہیں ہوگی۔

دفعہ نمبر ۲۸: اقالہ کارکن ایجاب و قبول ہیں جن میں سے ایک کاماضی کے صیغہ کے ساتھ ہونا ضروری ہے^(۲)۔

وضاحت:

اقالہ کے لیے بھی ایجاب و قبول رکن ہے، البتہ جانبین میں ایک کاماضی کا صیغہ ہونا ضروری ہے، مثلاً ایک کہے اقلنی، یعنی میرے ساتھ اقالہ کرو اور دوسرا کہے اقلت، یعنی میں نے اقالہ کر لیا تو اقالہ صحیح ہوگا، یہ قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہے^(۳)۔ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک دونوں کاماضی کا صیغہ ہونا ضروری ہے۔ جس طرح عقد بیع تعاطی کے ساتھ جائز ہے، اسی طرح اقالہ بھی تعاطی کے ساتھ جائز ہے۔

دفعہ نمبر ۲۹: اقالہ کے صحیح ہونے کی درج ذیل شرطیں^(۴):

۱۔ متعاقدین کا بیع ختم ہونے پر راضی ہونا۔

۲۔ ایک ہی مجلس میں اقالہ کا ایجاب و قبول ہو۔

۳۔ بدل صرف کے اقالہ میں جانبین سے تقابض ہو۔

۴۔ بیعہ کا موجود ہونا^(۵)۔

ان شروط کی وضاحت ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

پہلی شرط:

اقالہ کے لیے ضروری ہے کہ متعاقدین بیع ختم کرنے پر راضی ہوں، جس طرح بیع کے لیے متعاقدین کا راضی ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اگر دونوں میں سے ایک بھی راضی نہ ہو تو اقالہ صحیح نہ ہوگا۔

دوسری شرط:

اقالہ کے لیے متعاقدین ایجاب و قبول کرے تو دونوں کا مجلس ایک ہونا ضروری ہے۔

تیسری شرط:

اگر بیع صرف میں اقالہ ہو تو جس طرح اس بیع میں مجلس میں تقابض ضروری ہے، اس طرح اس کے اقالہ میں بھی مجلس میں تقابض ضروری ہوگا۔

چوتھی شرط:

(۱) المحیط البرہانی، ۷: ۴۵

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۵۷

(۳) البحر الرائق، ۶: ۱۱۰

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۵۷

(۵) بدائع الصنائع، ۵: ۳۰۸

اقالہ کے شروط میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بیعہ موجود ہو، لہذا اگر ہلاک ہوا ہو تو اقالہ جائز نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر بیعہ بائع کو حوالہ کرنے سے پہلے ہلاک ہو جائے تو اقالہ باطل ہو جائے گا۔ البتہ ثمن کا ہلاک نہ ہونا اقالہ کے لیے ضروری نہیں۔

اگر عین کے بدلے عین بیچے اور قبضہ کرنے کے بعد دونوں میں سے ایک کے پاس عین ہلاک ہو جائے، پھر دونوں اقالہ کرنا چاہیں تو یہ جائز ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک من وجہ بیعہ اور من وجہ ثمن ہوتا ہے، لہذا جو ہلاک ہو جائے تو ثمن کا ہلاک ہونا متعین ہوگا^(۱)۔ اگر بائع نے بیعہ کے خراب ہونے کی وجہ سے مشتری ثانی کے ہاتھوں بیچ دیا تو بیعہ ثانی صحیح ہوگی اور بیعہ اول میں اقالہ تصور کر کے ختم ہو جائے گی، مثلاً مشتری نے مچھلی یا گوشت خرید اور ثمن لانے کے لیے گھر چلا گیا، پھر زیادہ وقت کی وجہ سے بیعہ کے خراب ہونا کا اندیشہ ہوا تو بائع کے لیے جائز ہے کہ اس کو مشتری ثانی کے ہاتھوں بیچ دے، البتہ اگر ثمن ثانی زیادہ ہو تو اس کو صدقہ کرے گا اور اگر کم ہو تو نقصان بائع کا ہوگا^(۲)۔ دفعہ نمبر ۳۰: عقد میں قبول کرنے سے پہلے ثمن ہبہ کرنا بیع کو باطل کرتا ہے^(۳)۔

وضاحت:

عقد بیع کے وقت مشتری ایجاب کرنے کے بعد بیعہ قبضہ کرنے سے پہلے ثمن حوالہ کر دے پھر بائع بیعہ اور ثمن ہبہ کر دے تو بیع باطل ہو جائے گی اور ثمن میں ہبہ باطل ہو کر مشتری کو مل جائے گا۔ البتہ اگر بائع ثمن میں کمی یا زیادتی کرنا چاہے تو بیع اس کے ساتھ باطل نہیں ہوگا^(۴)۔

دفعہ نمبر ۳۱: بائع کو ثمن حوالہ کرنے سے پہلے بیعہ بائع کے ہاتھوں کم قیمت پر بیچنا جائز نہیں^(۵)۔

وضاحت:

مشتری نے بیعہ خرید کر قبضہ کر لیا اور ثمن حوالہ کرنے سے پہلے وہی بیعہ اپنے بائع پر کم قیمت کے ساتھ بیچ دے تو یہ جائز نہیں^(۶)۔ اس سے متعلق سیدہ عائشہ صدیقہ^(۷) رضی اللہ عنہا کا اثر موجود ہے جب ان سے زید بن ارقم^(۸) رضی اللہ عنہ کے ایک واقعہ کے متعلق پوچھا گیا کہ اس کسی سے لونڈی آٹھ سو (۸۰۰) کی خریدی اور دین ادا کرنے کے لیے وقت مقرر کیا، پھر ثمن حوالہ کرنے سے پہلے چھ سو (۶۰۰) کی فروخت کی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو خبر بھیج کر فرمایا:

(۱) نفس مصدر، ۵: ۳۰۹

(۲) فتح القدیر، ۶: ۴۹۳

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۵۸

(۴) رد المحتار، ۴: ۵۲۶

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۵۹

(۶) تخریج الفروع علی الاصول، شہاب الدین محمود بن احمد زنجانی، ص ۱۸۰، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۳۹۸ھ

(۷) عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر صدیق (پیدائش: ۶۱۳ء - وفات: ۶۷۸ء)، امہات المؤمنین میں سے ہیں۔ مکہ معظمہ میں پیدا ہوئی۔ ۲ ہجری کو رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کی۔ اکابر صحابہ کرام ان سے میراث کے مسائل پوچھا کرتے تھے۔ مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ ان سے ۲۲۱۰ احادیث مروی ہیں۔ [معرفۃ الصحابہ لابن مندۃ، ۱: ۹۳۹]

(۸) زید بن ارقم بن زید بن قیس بن نعمان بن مالک، انصاری صحابی رسول ﷺ ہیں، آپ سے عبد الرحمن بن ابی لیلی، ابو عمرو شیبانی، طاؤس، نضر بن انس، یزید بن حیان، یحییٰ، ابو اسحاق شیبانی، عطاء بن ابی رباح وغیرہ نے احادیث کا مجموعہ نقل کیا ہے۔ غزوہ احد کے موقع پر جن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کم عمری کی وجہ سے واپس کی تھا، ان میں سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے۔ [سیر اعلام النبلاء، ۳: ۱۶۶]

"بَيْعًا شَرِيحًا، وَيُقَسَّمُ مَا اشْتَرَيْتَ" (1)

"تم نے بہت برا خرید و فروخت کیا۔"

البتہ اگر ثمن حوالہ کر دیا تو پھر بیچنا جائز ہے۔ یہ قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے کہ قیاس تقاضہ کرتا ہے کہ یہ جائز ہو لیکن صحابی یا صحابیہ کے قول کی وجہ سے قیاس باطل ہوتا ہے۔ امام زفر (2) رحمہ اللہ کے نزدیک یہ بیع جائز ہے اگرچہ ثمن حوالہ نہ کیا ہو۔ اگر متعاقدين کا اختلاف ہو گیا، مشتری دعوی کرے کہ میں نے ثمن حوالہ کرنے سے پہلے کم قیمت کے ساتھ بیچا ہے گویا وہ بیع کے فاسد ہونے کا دعوی کر رہا ہے اور بائع دعوی کرے کہ میں نے اقالہ کیا ہے تو قول مشتری کا قسم کے ساتھ معتبر ہو گا۔ البتہ اگر بائع بیع کے فساد کا دعوی کرے اور مشتری اقالہ کا تو پھر دونوں سے قسم لیا جائے گا۔

دفعہ نمبر ۳۲: ثمن قبضہ کرنے سے پہلے وکیل بالبیع کو اقالہ کا حق حاصل ہوتا ہے جب کہ وکیل بالشراء کو نہیں (3)۔

وضاحت:

وکیل بالبیع ثمن پر قبضہ کرنے سے پہلے بیعہ لوٹا کر اقالہ کرنا چاہتا ہو تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ اقالہ کرے (4)، البتہ اگر وکیل بالشراء ثمن کی ادائیگی سے پہلے اقالہ کرنا چاہے تو اس کو یہ اختیار حاصل نہیں ہو گا۔ اسی طرح مؤکل بالبیع کو مشتری اور مؤکل بالشراء کو بائع کے ساتھ اقالہ کرنا جائز ہے (5)۔

دفعہ نمبر ۳۳: وارث اور وصی کے لیے اقالہ جائز ہے (6)۔

وضاحت:

چونکہ اقالہ کے لیے متعاقدين کا موجود ہونا ضروری نہیں اس وجہ سے مشتری کے ورثاء یا اس کے وصی کے لیے جائز ہے کہ وہ بائع کے ساتھ اقالہ کرے، مثلاً زید نے کوئی چیز خریدی اور قبضہ کرنے کے بعد مر گیا، پھر اس کے ورثاء اقالہ کرنا چاہیں تو ان کو اختیار حاصل ہو گا (7)۔

دفعہ نمبر ۳۴: اقالہ کو کسی شرط کے ساتھ معلق کرنا جائز نہیں (8)۔

وضاحت:

(1) [السنن الکبری للبیہقی، باب الرجل یبیع الشیء الی اجل ثم یشتریه یا قل، رقم الحدیث: ۱۰۷۹۸] علامہ سخاویؒ نے اس حدیث کے راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے

اور حدیث کو حسن کہا ہے۔ [الاجوبۃ المرصیۃ فیما سئل السخاوی عنہ من الاحادیث النبویۃ، شمس محمد بن عبدالرحمن سخاوی، حدیث العیسیٰ، رقم الحدیث: ۵۱]

(2) امام زفر بن ہذیل بن قیس بصری حنفی (پیدائش: ۱۱۰ھ - وفات: ۱۵۸ھ)، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے ہیں، بصرہ کے قاضی بھی رہے

اور بصرہ ہی میں ان کی وفات ہوئی [طبقات الفقهاء، ۱: ۱۳۵]

(3) فتاوی عالمگیری، ۳: ۱۵۹

(4) البحر الرائق، ۶: ۱۱۱

(5) نفس مصدر، ۶: ۱۱۱

(6) فتاوی عالمگیری، ۳: ۱۵۹

(7) المبسوط للسرخسی، ۱۳: ۱۲۶

(8) فتاوی عالمگیری، ۳: ۱۵۹

اقالہ کو کسی شرط کے ساتھ معلق کرنا جائز نہیں، مثلاً یوں کہے کہ میں اس بیع میں اقالہ اس شرط کے ساتھ کروں گا کہ تم مجھے قرض دو گے، یا یوں کہے کہ ایجاب و قبول کے بعد مشتری، بائع سے کہے کہ اگر تجھے کوئی دوسرا مشتری ملے جو اس ثمن سے زیادہ کے ساتھ خریدنا چاہے تو اس کو بیع دینا تو یہ جائز نہیں اور دوسری بیع نافذ نہیں ہوگی^(۱)۔

واضح رہے کہ شرط فاسدہ کے ساتھ اقالہ باطل نہیں ہوتا۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک جس طرح بیع شرط فاسدہ کے ساتھ متاثر ہوتی ہے، اسی طرح اقالہ بھی ہوگا کیونکہ ان کے نزدیک اقالہ بیع کے حکم میں ہے^(۲)۔
دفعہ نمبر ۳۵: مکمل چیزوں میں اقالہ بغیر کیل کے جائز ہے۔

وضاحت:

اقالہ چونکہ فسخ عقد ہوتا ہے لہذا اس میں مکمل یا موزون چیزوں میں کیل یا وزن ضروری نہیں۔ البتہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اقالہ، بیع ہونے کی وجہ سے مکمل اور موزون میں کیل یا وزن ضروری ہوگا^(۳)۔
دفعہ نمبر ۳۶: دین مؤجل کے بدلے بیعہ خرید کر قبضہ کرنے کے بعد اقالہ کرنا جائز ہے^(۴)۔

وضاحت:

اپنے دین کے بدلے مدیون سے کوئی چیز خرید کر قبضہ کر لے، پھر وہ اس کو لوٹنا کر اقالہ کرنا چاہے تو اس کے لیے جائز ہے لیکن اس فسخ کے ساتھ دین کا اجل نہیں لوٹے گا کیونکہ وہ اب ثمن بن چکا ہے، اس کا حوالہ کرنا فی الحال لازم ہوگا^(۵)۔ البتہ اگر قاضی کے فیصلہ کے ساتھ بیع ختم ہوگئی تو یہ من کل الوجوہ فسخ شمار ہوگا، لہذا دین بھی مؤجل ہو جائے گا۔ اگر اس دین کا کوئی کفیل ہو تو اقالہ کرنے کے ساتھ کفالت نہیں لوٹے گی خواہ قاضی کے فیصلے کے ساتھ بیع ختم ہو یا قاضی کے فیصلے کے بغیر^(۶)۔

دفعہ نمبر ۳۷: مؤکل کی اجازت کے ساتھ وکیل اقالہ کرے تو بیعہ بائع کی ملکیت سے وکیل کی ملکیت میں آئے گا^(۷)۔

وضاحت:

ماں نے اپنے بیٹے کے ساتھ شریک ہو کر بیعہ بیچا، پھر دونوں نے اقالہ کیا اور بیٹے نے بیع اور اقالہ دونوں کی اجازت دی تو ماں اپنے بیٹے کی اجازت کے بغیر دوسری بیع کر سکتی ہے کیونکہ بیعہ عقد کرنے والے (وکیل) کی ملک میں آتی ہے، مؤکل کی نہیں^(۸)۔
دفعہ نمبر ۳۸: اقالہ میں بیعہ بائع کو لوٹانے کا خرچہ بائع پر ہوگا^(۹)۔

(۱) رد المحتار، ۵: ۱۲۰

(۲) البانی، ۸: ۲۲۸

(۳) القواعد الفقہیہ و تطبیقاتہا فی المذاهب الاربعہ، ۲: ۹۹

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۵۹

(۵) النہر الفائق، ۳: ۴۶۷

(۶) البحر الرائق، ۶: ۱۱۳

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۵۹

(۸) رد المحتار، ۵: ۱۲۳

(۹) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۵۹

وضاحت:

مشتري نے ایسی چیز خریدی جس میں بار برداری اور مشقت ہو اور مشتری اس کو دوسری جگہ لے جائے، پھر متعاقدين کے درمیان اقالہ ہو جائے تو بائع کو لوٹانے کا خرچہ بائع پر ہوگا^(۱)۔

دفعہ نمبر ۳۹: اقالہ کرنے کے بعد بیع مشتری کے قبضہ میں ہلاک ہو جائے تو اقالہ باطل ہو جائے گا^(۲)۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان اقالہ ہو گیا لیکن بیع بائع کو حوالہ کرنے سے پہلے مشتری کے قبضہ میں ہلاک ہو جائے تو اقالہ باطل ہو جائے گا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص گائے خرید کر قبضہ کر لے، پھر دونوں کے درمیان اقالہ ہو گیا اور اقالہ کے بعد گائے مشتری کے پاس ہلاک ہو گئی تو اقالہ باطل ہو جائے گا، اگر مشتری نے اقالہ کرنے کے بعد اس کی گائے کا دودھ دھو کر ہلاک کیا ہو تو اس کا ضمان مشتری پر لازم ہوگا^(۳)۔

دفعہ نمبر ۴۰: اقالہ میں بائع پر اس ثمن کا جنس لوٹنا لازم ہوگا جو عقد میں مقرر ہوا ہو^(۴)۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان اقالہ ہوا تو بائع پر ثمن لوٹنا لازم ہوگا، اگرچہ اس کے بدلے دوسرا ثمن حوالہ کیا گیا ہو یا وہ ثمن کا سد (کھوٹا)، مثلاً عقد بیع میں عمدہ دراہم لازم ہوئے، پھر مشتری نے عمدہ کی بجائے کھوٹے حوالہ کیے تو اقالہ کے بعد بائع پر عمدہ دراہم لوٹنا لازم ہوں گے۔ اسی طرح جو دراہم عقد بیع میں جو دراہم مقرر کر کے حوالہ کیے گئے تھے وہ اقالہ کے وقت کھوٹے ہوئے ہوں تو بائع پر وہی دراہم لوٹنا لازم ہوں گے۔

دفعہ نمبر ۴۱: اقالہ کا اقالہ جائز ہے^(۵)۔

وضاحت:

متعاقدين نے عقد بیع فسخ کر کے اقالہ کیا، پھر بیع کو باقی رکھنے کے لیے اقالہ کا اقالہ کرنا چاہیں تو یہ جائز ہے، البتہ بیع مسلم میں ایک مرتبہ بیع فسخ ہو کر اقالہ ہو جائے تو اس میں اقالہ کا اقالہ جائز نہیں ہوگا^(۶)۔

(۱) البحر الرائق، ۶: ۱۱۴

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۵۹

(۳) مجمع الضمانات، ص ۲۲۷

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۵۹

(۵) نفس مصدر

(۶) مجمع الانہر، ۲: ۷۴

فصل سوم

حصہ بیوع کے باب ۱۴ اور باب ۱۵ کی دفعہ بندی اور قانون

معاہدہ ۱۸۷۲ء اور قانون بیع مال ۱۹۳۰ء سے تقابل

اس فصل میں فتاویٰ عالمگیری کے کتاب البیوع کے دو (۲) ابواب کی دفعہ بندی کی گئی ہے جن میں کل تینس (۲۳) دفعات ہیں۔ پہلے باب میں بیع مراءمہ، تولیہ اور وضعیہ کے احکام کا ذکر ہے جو کہ پندرہ (۱۵) دفعات پر مشتمل ہے اور دوسرے باب میں استحقاق کا بیان ہے جس میں آٹھ (۸) دفعات ہیں۔

باب ۱۲: بیع مراہمہ، تولیہ اور وضعیہ کا بیان

دفعہ نمبر ۱: ثمن اول پر کچھ زیادتی کے ساتھ بیعہ بیچنے کو بیع مراہمہ کہتے ہیں^(۱)۔

وضاحت:

بیعہ کو نفع کے ساتھ فروخت کرنے کے اعتبار سے چار قسمیں ہیں^(۲):

- پہلی قسم: مشتری بیعہ کے ثمن اول کے ساتھ کچھ زیادتی کر کے نفع کے ساتھ بیچ دے تو اس کو بیع مراہمہ کہتے ہیں۔
 - دوسری قسم: مشتری نے جس ثمن کے ساتھ بیعہ خریدا ہے، اسی قیمت پر بغیر کسی زیادتی اور کمی کے بیعہ بیچنا بیع تولیہ کہلاتی ہے۔
 - تیسری قسم: مشتری نے جس ثمن کے ساتھ بیعہ خریدا ہے، اس میں کچھ کمی کر کے بیعہ بیچ دے تو یہ بیع وضعیہ ہوگی۔
 - چوتھی قسم: مشتری نے جس ثمن کے ساتھ بیعہ خریدا ہے، بیعہ بیچنے کے وقت ثمن اول کو ذکر کیے بغیر بیچنا بیع مساومہ کہلاتی ہے۔
- تجار کے ہاں بیع مساومہ رائج ہے جس کے احکام دوسرے ابواب میں ذکر کیے گئے ہیں، اس باب میں بیع مراہمہ، تولیہ اور وضعیہ کا ذکر ہے۔
- دفعہ نمبر ۲: بیع مراہمہ کے درج ذیل شروط ہیں^(۳):

- ۱۔ ثمن اول مثلی چیزوں میں سے ہو۔
 - ۲۔ ثمن کی جنس اور مقدار مشتری ثانی کو معلوم ہو۔
 - ۳۔ بیعہ میں نفع مشتری ثانی کو معلوم ہو۔
 - ۴۔ ثمن اول ایسا نہ ہو جس کے بدلے اسی جنس کی اموال ربویہ خریدا جا رہا ہو۔
 - ۵۔ عقد اول فاسد نہ ہو بلکہ صحیح ہو^(۴)۔
- ذیل میں ان شروط کی وضاحت ذکر کی جاتی ہے۔

شرط اول:

بیع مراہمہ میں راس المال کا مثلی ہونا ضروری ہے، خواہ وہ نقدی ہوں جیسے دراہم یا دنانیر، یا سامان ہو، جیسے کیلی ہو یا وزنی یا عددی متقاربہ تو مشتری کے لیے جائز ہے کہ بیعہ کو مراہمہ کے ساتھ فروخت کرے^(۵)، مثلاً مشتری نے کپڑا ایک کیلو گندم کے بدلے خریدا، تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ یوں کہے کہ میں اس کپڑے کو دو کلو کے بدلے بیچتا ہوں تو یہ جائز ہوگا۔ اگر ثمن اول مثلی نہ ہو تو بیع مراہمہ جائز نہیں ہوگی۔ مثلاً کپڑا بکری کے بدلے خریدے، پھر کپڑا کو فروخت کرنا چاہے تو بیع مراہمہ کے ساتھ فروخت نہیں کر سکتا کیونکہ بکری ذوات الامثال میں سے نہیں۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۶۰

(۲) تحفۃ الفقہاء، ۲: ۱۰۵

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۶۰

(۴) بدائع الصنائع، ۵: ۲۲۱

(۵) نفس مصدر

البتہ اس کے جواز کی ایک صورت ہو سکتی ہے کہ کپڑا بکری کے بدلے خریدے، بائع اس بکری کو فروخت کر دے، پھر بکری کو خریدنے والا وہ کپڑا اس بکری کے ساتھ چند دراہم کو ملا کر خریدے تو یہ بیع مراہمہ صحیح ہو جائے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ عین بکری مشتری ثانی کے قبضہ میں موجود ہے۔

دوسری شرط:

دوسری شرط بیع مراہمہ کے لیے یہ ہے کہ راس المال، مشتری ثانی کو معلوم ہو، اگر اس کے علم میں نہ ہو تو بیع فاسد ہوگی، البتہ اگر مجلس عقد میں معلوم ہو جائے تو معلوم ہونے کے بعد بیع مراہمہ صحیح ہو جائے گی لیکن مشتری کو اختیار ہوگا اگر چاہے تو لے ورنہ بیع کو ترک کر دے۔

تیسری شرط:

متعاقدين کے درمیان نفع متعین ہو، خواہ وہ نقدی ہو، یا متعین سامان ہو، یا ثمن اول کی طرف نسبت کرنے سے معلوم ہو، مثلاً یوں کہے کہ سو دراہم پردس دراہم کی زیادتی کے ساتھ میں اس ببيعہ کو فروخت کرتا ہوں۔

چوتھی شرط:

ثمن اول اگر اموال ربویہ میں سے ہوں اور بیع ثانی میں اسی جنس کا ثمن مقرر کیا جائے تو بیع مراہمہ جائز نہیں ہوگی کیونکہ اس میں ربا ہے، مثلاً گندم کو گندم کے بدلے خریدو اس کو بیع مراہمہ کے ساتھ نہیں بیچ سکتا کیونکہ اس میں سود اور ربا ہے۔

پانچویں شرط:

بیع مراہمہ کے لیے ضروری ہے کہ بیع اول فاسد نہ ہوں، اس کی وجہ یہ ہے کہ بیع فاسد میں مشتری پر ثمن کی بجائے قیمت لازم ہوتی ہے، اور بیع مراہمہ وہ ہوتی ہے جس میں ثمن اول پر زیادتی ہو۔ البتہ اگر بیع فاسد میں یوں کہے کہ مجھے یہ اتنے کی پڑی ہے تو پھر مراہمہ جائز ہوگی۔ دفعہ نمبر ۳: بیع مراہمہ میں وہی ثمن لازم ہوگا جو عقد میں متعین ہوا ہو^(۱)۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان بیع میں ثمن، دراہم ملے ہوئے، مشتری نے ان دراہم کے بدلے اپنے بائع کو کپڑا یا کوئی اور چیز دی، تو بیع مراہمہ میں راس المال کپڑا نہیں بلکہ دس دراہم ہوں گے^(۲)۔ اسی طرح مشتری نے عمدہ کی بجائے کھوٹے دراہم حوالہ کی ہوں تو بیع مراہمہ میں راس المال عمدہ دراہم ہوں گے۔

امپورٹ چیزوں کے بیع مراہمہ کا حکم:

جو چیزیں دوسری ممالک سے منگوائی جاتی ہیں، ان کو امپورٹڈ کہا جاتا ہے، عام طور پر ان کو ڈالر کے ساتھ خریدا جاتا ہے، اگر ان چیزوں کو بیع مراہمہ کے ساتھ بیچنا ہو تو ڈالر کے ساتھ کچھ زیادتی کر کے بیچ سکتا ہے، مثلاً سو ڈالر کے بدلے خریدا ہو، تو سو ڈالر کے ساتھ دس روپے ملا کر بیع مراہمہ کر سکتا ہے، البتہ اگر متعاقدين استبدال پر راضی ہو جائیں تو بیع مراہمہ پھر بھی صحیح ہوگی، مثلاً ڈالر کی بجائے روپے ادا کرے اور بائع راضی ہو جائے۔

دفعہ نمبر ۴: میراث میں کسی کو ببيعہ ملے تو اس کو مراہمہ بیچنا جائز نہیں^(۳)۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۶۱

(۲) المحیط البرہانی، ۷: ۳

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۶۱

وضاحت:

ایک شخص کو کوئی چیز میراث میں مل گئی تو اس میں بیع مراہمہ جائز نہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ بیع مراہمہ میں ثمن اول پر زیادتی کے ساتھ بیچنا ہوتا ہے جب کہ مذکورہ بالا صورت میں ثمن اول ہے ہی نہیں، البتہ اگر اس مورد چیز کی بازاری قیمت لگا کر مراہمہ کے ساتھ بیچ دے تو یہ جائز ہے۔ دفعہ نمبر ۵: عیب کی وجہ سے جو بیع لوٹایا جائے تو بیع مراہمہ اس ثمن کے ساتھ کر سکتا ہے جس پر بائع نے خود خریدا ہو۔

وضاحت:

ایک شخص نے کوئی چیز خرید کر فروخت کر دے، پھر وہ بیع عیب کی وجہ سے اس کو واپس کیا گیا تو اس میں بیع مراہمہ اس ثمن کے ساتھ ہوگا جس پر بائع نے خود خریدا ہو^(۱)۔ مثلاً ایک شخص نے گندم پانچ (۵) دراہم کے بدلے خریدے اور دس (۱۰) دراہم کے بدلے فروخت کیے، پھر وہ گندم عیب کی وجہ سے بائع کو واپس کیا گیا تو بائع کے لیے جائز ہے کہ گندم کو پانچ (۵) دراہم پر زیادتی کر کے بیع مراہمہ کے ساتھ بیچ سکتا ہے^(۲)۔

یہی حکم اس موہوبہ چیز کا بھی ہے جس میں واہب رجوع کر کے واپس لے تو واہب اس کو اس ثمن کے ساتھ مراہمہ بیچ سکتا ہے جس کے بدلے اس نے خود خریدی ہو۔

دفعہ نمبر ۶: کیلی یا وزنی بیع میں سے بعض کو مراہمہ بیچنا جائز ہے^(۳)۔

وضاحت:

اگر بیع مثلی ہو خواہ وہ کیلی اور وزنی چیز ہو یا عددی ہو لیکن اس میں تفاوت فاحشہ نہ ہو تو اس میں سے بعض کو مراہمہ بیچنا جائز ہے اور ثمن اجزاء پر تقسیم کیا جائے گا۔ مثلاً ایک شخص دس کلو گندم دس دراہم کے بدلے خریدے، پھر پانچ کلو گندم کو بیع مراہمہ کے ساتھ فروخت کرنا چاہے اور کہے کہ یہ میں نے پانچ دراہم کے بدلے خریدی ہے تو یہ جائز ہوگا^(۴)۔

یہی حکم ان مشترک چیزوں کا ہے جو کیلی اور وزنی نہ ہو اور اس کے نصف کو بیع مراہمہ کے ساتھ فروخت کرے۔ مثلاً ایک تھیلے میں کپڑا خریدے اور اس کا ربع یا نصف بیع مراہمہ کے ساتھ فروخت کرے تو یہ جائز ہے۔ البتہ اگر اس سے متعین کر کے بیچے تو مراہمہ جائز نہیں ہوگا، مثلاً یوں کہے کہ

اگر مثلی نہ ہو تو اس کے بعض حصہ جو غیر منقسم ہو، مراہمہ بیچ دے تو یہ جائز ہے کیونکہ عقد کے ساتھ اس کا حصہ معلوم ہے۔ یہ شیخین کا قول ہے، امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ جائز نہیں ہوگا کیونکہ تجارت کی عادت ہے کہ وہ ردی کو جید کے ساتھ ملا کر بیچتے ہیں، لہذا اس بیع کے بعض حصہ کا ثمن متعین نہیں، جب ثمن متعین نہیں تو اس میں مراہمہ بھی جائز نہیں۔

دفعہ نمبر ۷: بیع پر کیے گئے خرچے کو بیع کے اس المال کے ساتھ ملانے میں تجار کے عرف کا اعتبار ہوگا^(۵)۔

وضاحت:

- (۱) المحیط البرہانی، ۴: ۳
- (۲) فتح القدیر، ۶: ۵۱۰
- (۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۶۱
- (۴) المحیط البرہانی، ۴: ۱۲
- (۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۶۱-۱۶۲

مشتري نے مبيعہ خرید اور اس پر خرچ کیا، اگر وہ عرف میں راس المال کے ساتھ ملا کر بیچا جاتا ہو تو پھر بیع مراہجہ میں راس المال کے ساتھ اس کو شمار کیا جائے گا اور وہ یوں کہے گا کہ یہ مجھے اتنی کی پڑی ہے، مثلاً مبيعہ کے نقل و حرکت پر خرچہ کرنا، اسی طرح کپڑا خریدا، اس کو رنگایا اس پر نقش و نگار کیا یا اس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے گیا تو ان تمام کا خرچہ ثمن کے ساتھ ملا کر مراہجہ بیچنا صحیح ہوگا۔ اسی طرح وہ ٹیکس جو حکومت کو ادا کی جاتی ہیں، اس کو راس المال کے ساتھ ملائے گا^(۱)۔

البتہ اگر مشتری یہ تمام کام خود کرے یا کوئی اپنی طرف سے مفت کروائے تو پھر راس المال کے ساتھ اس کو جمع نہیں کیا جائے گا^(۲)۔
دفعہ نمبر ۸: بیع مراہجہ میں خیانت کرنے کی وجہ سے مشتری کو کل ثمن کے بدلے لینے یا نہ لینے کا اختیار ہوگا^(۳)۔

وضاحت:

اگر بیع مراہجہ میں بائع نے خیانت سے کام لیا تو مشتری کو کل ثمن کے بدلے لینے یا نہ لینے کا اختیار ہوگا، مثلاً بائع یوں کہے کہ میں نے یہ مبيعہ سو کی خریدی ہے حالانکہ اس نے نوے کی خریدی ہو، یہ امام ابو حنیفہ اور محمد رحمہما اللہ کا قول ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک خیانت کی مقدار ثمن میں کمی کی جائے گی^(۴)۔ البتہ اگر بیع تولیہ میں بائع خیانت کرے تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ دونوں کے نزدیک ثمن میں کمی کی جائے گی۔ امام محمد کے نزدیک کل ثمن کے بدلے لے لیا چھوڑے گا۔

امام ابو یوسف رحمہما اللہ دونوں صورتوں (مراہجہ اور تولیہ) میں خیانت کے بقدر کمی کا قائل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بیع ثانی دونوں کا تعلق ثمن اول کے ساتھ ہے، اگر ثمن اول میں چھوٹ کا سہارا لے کر زیادہ بیان کیا گیا ہو تو وہ ثمن میں شمار نہ ہوگا۔ امام محمد رحمہما اللہ دونوں صورتوں میں کل ثمن کے بدلے لینے کے قائل ہیں۔ اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ بیع ثانی جانیں کی رضامندی کے ساتھ ہوئی ہے، البتہ بائع کی تدلیس اور دھوکہ کی وجہ سے مشتری کو اختیار ہوگا۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ دونوں میں فرق بیان کرتے ہیں کہ بیع مراہجہ کے ثمن میں اگر بائع نے جھوٹ کا سہارا لیا تو اس کے ساتھ بیع کے حکم پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ تب بھی وہ بیع مراہجہ ہے، البتہ تدلیس کی وجہ سے مشتری کو لینے یا نہ لینے کا اختیار ہوگا۔ بخلاف بیع تولیہ کے کہ اس میں دھوکہ کی وجہ سے بیع تولیہ، مراہجہ بن جاتی ہے، لہذا اس میں خیانت کے حد تک ثمن میں کمی کی جائے گی۔

امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ خیانت کی صورت میں اگر مبيعہ مشتری کے پاس ہلاک ہو جائے تو مشتری کا اختیار باطل ہو کر کل ثمن لازم ہوگا۔

دفعہ نمبر ۹: ہر وہ صفت جس کا بیان کرنا بائع پر لازم ہو اس کا بیان نہ کرنا خیانت ہوگا^(۵)۔

وضاحت:

مبيعہ میں وہ صفت جس کا بیان بائع پر لازم ہو، اگر بیع مراہجہ یا تولیہ میں اس کو بیان نہ کیا گیا تو یہ خیانت میں داخل ہوگا، لہذا اس کی وجہ سے مشتری کو لینے یا نہ لینے کا اختیار ہوگا۔ مثلاً مشتری نے مبيعہ ایسے شخص سے خریدا جس کی گواہی اس کے حق میں قبول نہ ہوتی ہو، جیسے باپ، بھائی وغیرہ، تو

(۱) الاختیار لتعلیل المختار، ۲: ۲۹

(۲) فتح القدیر، ۶: ۴۹۹

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۶۲

(۴) المبسوط للسرخسی، ۱۳: ۸۷

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۶۳

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مشتری بیع مراہجہ میں اس کو بیان کرے گا کہ میں نے اپنے باپ سے خریدا ہے، اگر بیان نہ کیا تو یہ خیانت میں داخل ہوگا۔ صاحبین رحمہما اللہ کے کے نزدیک بغیر بیان کیے مراہجہ بیچ سکتا ہے^(۱)۔

دفعہ نمبر ۱۰: ثمن میں کمی یا زیادتی اصل عقد کے ساتھ مل کر بیع مراہجہ کے لیے راس المال (ثمن اول) ہوگا^(۲)۔

وضاحت:

مشتری نے اپنی طرف سے ثمن میں زیادتی کی، یا بائع نے اپنی طرف سے ثمن میں کمی کی تو یہ کمی اور زیادتی اصل ثمن کے ساتھ ملے گا، مثلاً بیعہ سو کی خریدے اور پھر اپنی طرف سے ایک سو دس حوالہ کرے یا نوے ادا کرے تو اصل ثمن ایک سو دس یا نوے ہوگا، لہذا بیع مراہجہ بھی اس ثمن کے اعتبار سے ہوگا^(۳)۔

دفعہ نمبر ۱۱: نفع سے بچی گئی بیعہ کو خرید تو بیع مراہجہ کے لیے نفع کو ساقط کرے گا^(۴)۔

وضاحت:

ایک شخص نے بیعہ کو بیچنے میں نفع اٹھایا، پھر اسی بیعہ کو کم قیمت کے ساتھ خرید لیا، اب اگر وہ اس کو مراہجہ کے ساتھ بیچنا چاہے تو جو نفع اٹھایا ہے، اس کو درمیان سے ساقط کرے گا۔ مثلاً اگر مشتری نے بیعہ دس کا خرید کر پندرہ کا فروخت کر لے اور قبضہ کرنے کے بعد دس کا خرید لے، اب اگر وہ بیع مراہجہ کرنا چاہے تو راس المال پانچ روپے ہوگا اور یوں کہنا کہ میں نے دس کا خریدا ہے، خیانت ہوگی، یہ امام ابو حنیفہ رحمہ کا قول ہے۔ صاحبین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ وہ دوسرا ثمن راس المال ہوگا، مثلاً مذکورہ بالا صورت میں راس المال دس ہوگا^(۵)۔

دفعہ نمبر ۱۲: مضاربیت میں رب المال اپنے ربح کو راس المال کے ساتھ ملا کر مراہجہ بیچ سکتا ہے^(۶)۔

وضاحت:

رب المال نے اپنے مضارب سے مال مضاربیت خرید تو اس کے لیے جائز ہے کہ اس کو مراہجہ بیچ دے لیکن صرف اس ربح کو راس المال کے ساتھ ملائے گا جو رب المال کا ہے۔ مثلاً رب المال نے مال مضاربیت جس کی قیمت دس ہے، پندرہ کا خریدا۔ پھر رب المال اس کو مراہجہ بیچنا چاہے تو ساڑھے بارہ راس المال (ثمن اول) ہو کر مراہجہ بیچے گا۔

دفعہ نمبر ۱۳: شرکت عنان میں اپنا حصہ ثمن اول کے مراہجہ کے ساتھ بیچنا جائز ہے^(۷)۔

وضاحت:

(۱) الاختیار لتعلیل المختار، ۲: ۲۹

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۶۳

(۳) فتح القدیر، ۶: ۵۰۷

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۶۳-۱۶۴

(۵) الموسوعۃ الفقہیہ، ۳۶: ۳۲۶

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۶۴

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۶۴

"عنان" لغت میں "کسی چیز کے ظاہر ہونے" کو کہتے ہیں^(۱)۔ اصطلاح میں شرکت عنان سے مراد وہ شرکت ہے جابین سے مال اور عمل برابری کی سطح پر نہ ہو، یعنی ایک کا مال زیادہ ہو اور دوسرے کا کم، اسی طرح کسی کو تصرف کا اختیار زیادہ ہو اور کسی کا کم۔ البتہ نقصان کی صورت میں ہر ایک شریک اپنے حصے کے حساب سے نقصان برداشت کرے گا^(۲)۔

کسی نے اپنے شریک بالعنان سے بیعہ خریدی تو وہ دو حال سے خالی نہ ہوگا، وہ بیعہ یا تو اس شریک نے اپنے لیے خریدا ہوگا یا شرکت کے طور پر۔ اگر اس نے اپنے لیے خریدا ہو تو یہ شخص اس میں اجنبی شخص کی طرح ہوگا، لہذا مشتری جس ثمن کے بدلے خریدے، وہ اس المال ہوگا اور بیع مراہمہ میں اس ثمن کا اعتبار ہوگا۔ اگر شرکت کے طور پر خریدا ہو تو مشتری اپنے حصہ میں ثمن اول جس پر شریک نے خریدا ہے اس کو اس المال مقرر کر کے مراہمہ بیع دے۔ جب کہ شریک کے حصہ میں مشتری کے ثمن کا اعتبار کر کے بیع مراہمہ کرے^(۳)۔

دفعہ نمبر ۱۴: بیع مراہمہ میں بائع اس المال میں غلطی کا دعویٰ کر کے گواہ لائے اور مشتری اس کی تکذیب کرے تو دعویٰ باطل ہو جائے گا^(۴)۔
وضاحت:

متعاقدين کے درمیان بیع مراہمہ ہوئی، بعد میں بائع دعویٰ کرے کہ میں نے جو اس المال طے کیا تھا مجھ سے اس میں غلطی ہوئی تھی اور میں نے کم ثمن بیان کیا تھا اور اپنے دعویٰ پر گواہ بھی قائم کرے تو مشتری کے تکذیب کے ساتھ بائع کے گواہ کا کوئی اعتبار نہ ہوگا^(۵)۔ البتہ اگر مشتری اس کے دعویٰ کی تصدیق کرے تو امام صاحب کے نزدیک بائع زیادتی کا مستحق نہ ہوگا، صرف بیع فسخ کرنے کا اختیار اس کو ہوگا۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک بائع، مشتری سے غلطی کے بقدر ثمن لے گا اور مشتری کو بیع ختم کرنے کا اختیار ہوگا۔
دفعہ نمبر ۱۵: بیع تولیہ میں مشتری کو اس المال معلوم ہونا ضروری ہے^(۶)۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان بیع تولیہ ہوئی، لیکن مشتری کو معلوم نہیں کہ مشتری نے بیعہ کتنے کا خریدا ہے تو بیع فاسد ہوگی کیونکہ ثمن مجهول ہے۔ البتہ اگر مجلس عقد میں بتادے تو بیع صحیح ہو جائے گی اور مشتری کو بیع ختم کرنے کا اختیار ہوگا^(۷)۔

باب ۱۵: استحقاق کا بیان

دفعہ نمبر ۱۶: مشتری کے پاس بیعہ میں کوئی مستحق نکل آیا تو بیع اس کی اجازت پر موقوف ہوگی^(۸)۔

وضاحت:

(۱) مقابیس اللغۃ، ۴: ۱۹

(۲) المحیط البرہانی، ۶: ۱۰

(۳) المبسوط للسرخسی، ۱۳: ۹۰

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۶۴

(۵) المحیط البرہانی، ۷: ۱۰

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۶۵

(۷) فتح القدیر، ۶: ۵۰۹

(۸) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۶۴

مشتري کے مبيعہ قبضہ کر لینے کے بعد اس کا مستحق نکل آیا تو بیع اس کی اجازت پر موقوف ہوگی، اگر فسخ کرنا چاہے تو فسخ کر سکتا ہے، البتہ فقہاء کے نزدیک اس کا فسخ اس وقت ثابت ہوگا جب مشتري بائع سے ثمن وصول کرے، اگر ثمن وصول کرنے سے پہلے مستحق بیع کو نافذ کر دے تو بیع نافذ ہو جائے گی^(۱)۔

دفعہ نمبر ۱: مبيعہ کے بعض کا مستحق نکل آنے کی صورت میں مشتري کو بقیہ مبيعہ اس کے حصہ کے عوض لینے یا نہ لینے کا اختیار ہوگا^(۲)۔
وضاحت:

مشتري مبيعہ خریدے اور اس کے بعض کا مستحق نکل آئے تو مشتري کو بقیہ مبيعہ اس کے حصہ کے عوض لینے یا نہ لینے کا اختیار ہوگا خواہ مبيعہ ایک چیز ہو یا ایک سے زیادہ، خواہ مشتري کے قبضہ کرنے سے پہلے مستحق نکل آئے یا بعد میں^(۳)۔ البتہ ایک صورت میں مشتري کا اختیار باطل ہوگا، وہ یہ کہ مبيعہ ایک سے زیادہ ہو اور قبضہ کرنے کے بعد مبيعہ کے بعض کا مستحق نکل آئے تو مشتري کو لینے یا نہ لینے کا اختیار نہ ہوگا۔
دفعہ نمبر ۱۸: مبيعہ میں مشتري کے تصرف کرنے کے بعد مستحق نکل آئے تو مشتري بائع سے ثمن کا رجوع نہیں کر سکتا^(۴)۔
وضاحت:

مشتري مبيعہ پر قبضہ کر کے اس میں تصرف کر لے، مثلاً کپڑے کو کاٹ ڈالے، یا گندم ہو اس کو پیس لے، پھر اس کا مستحق نکل آئے تو وہ اپنے بائع سے ثمن کو واپس نہیں لے سکتا^(۵)۔
دفعہ نمبر ۱۹: مشتري مبيعہ ہبہ کرنے کے بعد مبيعہ کا مستحق نکل آئے تو مشتري، بائع سے رجوع کر سکتا ہے^(۶)۔
وضاحت:

مشتري نے مبيعہ خریدنے کے بعد ہبہ کیا، پھر موبہ ب لہ کے قبضہ میں مبيعہ کا کوئی مستحق نکل آیا تو مشتري اپنے بائع سے رجوع کر کے ثمن وصول کر سکتا ہے۔ البتہ مشتري مبيعہ آگے فروخت کرے اور مشتري ثانی کے قبضہ میں مبيعہ کا مستحق نکل آئے تو جب تک مشتري ثانی، مشتري اول سے رجوع کر کے ثمن واپس نہ لے، اس وقت تک مشتري اول اپنے بائع سے رجوع نہیں کر سکتا۔
اگر مشتري نے مبيعہ مستحق کو حوالہ کر دیا اور اپنے بائع سے ضمان کا رجوع کیا، پھر وہی مبيعہ کسی وجہ سے اس مشتري کے پاس آگیا تو اس پر لازم نہیں کہ وہی مبيعہ بائع کو حوالہ کرے۔ البتہ ایک صورت میں لوٹانا لازم ہوگا، وہ یہ ہے کہ مشتري جانتا ہو کہ مستحق نے جھوٹے گواہ قائم کیے تھے اور ضمان لینے کے بعد وہی مبيعہ مشتري کے پاس آجائے تو اس کو مبيعہ لوٹانے پر مجبور کیا جائے گا۔
دفعہ نمبر ۲۰: بیع کرنے کے بعد مشتري کے پاس مبيعہ کو مستحق مبيعہ لے جائے تو مشتري مبيعہ کے ثمن کا رجوع کرے گا^(۷)۔
وضاحت:

-
- (۱) المحیط البرہانی، ۹: ۶۱
 - (۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۶۶
 - (۳) المحیط البرہانی، ۷: ۱۶-۱۷
 - (۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۶۶
 - (۵) فتح القدیر، ۷: ۴۹
 - (۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۶۶
 - (۷) نفس مصدر

متعاقدين کے درمیان بیع ہوئی اور جانبین سے قبضہ بھی پایا گیا، پھر مشتری کے پاس اس بیعہ کا مستحق نکل آکر بیعہ لے جائے تو مشتری اپنے بائع سے اس بیعہ کا ثمن واپس لے گا۔

دفعہ نمبر ۲۱: منصوبہ چیز کا کوئی مستحق نکل آیا تو غاصب ضمان سے بری ہو جائے گا^(۱)۔

وضاحت:

غاصب نے کسی سے کوئی چیز غصب کی، پھر غاصب کے قبضہ میں اس کا کوئی مستحق نکل آیا تو غاصب سے اس کی قیمت ساقط ہو کر بری ہو جائے گا کیونکہ بیعہ جس کا تھا، اس کو اپنا حق مل گیا۔

دفعہ نمبر ۲۲: بیعہ پر مستحق کے دعویٰ کرنے کے بعد متعاقدين دعویٰ کرے کہ یہ چیز بائع نے اس سے خریدا تھا اور اس پر گواہ بھی موجود ہوں تو ان گواہوں کی گواہی قابل قبول ہوگی^(۲)۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان بیع طے ہونے کے بعد متعاقدين یہ دعویٰ کریں کہ بائع نے مالک سے اس کو خریدا تھا اور اس پر دونوں کے پاس گواہ موجود ہوں تو گواہوں کی گواہی قابل قبول ہوگی اور بیع صحیح ہوگی۔ البتہ اگر متعاقدين کے پاس گواہ نہ ہوں تو قاضی بیع کو ختم کرے گا^(۳)۔

دفعہ نمبر ۲۳: بائع کے مرنے کے بعد بیعہ کا مستحق نکل آئے اور بائع کو کوئی وارث اور وصی بھی نہ ہو تو قاضی، بائع کی طرف سے وصی مقرر کرے گا^(۴)۔

وضاحت:

بائع نے بیعہ فروخت کیا جس کا مستحق نکل آیا، لیکن استحقاق سے پہلے بائع فوت ہو چکا تھا جس کا کوئی وصی اور وارث بھی نہ تھا تو قاضی بائع کی طرف سے کسی کو وصی بنائے گا جس سے مشتری اپنا ثمن وصول کر لے گا۔ پھر اگر اس کا بائع زندہ ہو تو یہ وصی اس سے ثمن وصول کرے گا^(۵)۔

(۱) نفس مصدر

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۶۶

(۳) مجمع الضمانات، ۱: ۲۳۳

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۶۸

(۵) رد المحتار، ۶: ۷۲۱

خلاصہ باب دوم

باب دوم فتاویٰ عالمگیری کے کتاب البیوع کے سات ابواب (باب ۹ سے باب ۱۵) تک کی دفعہ بندی کی گئی ہے، یہ باب تین فصول پر مشتمل ہے جس میں ایک سواناسی (۱۷۹) دفعات ہیں۔

فصل اول میں ایک سو پندرہ (۱۱۵) دفعات ہیں۔ یہ فصل ثمن، پھلوں، مرہونہ چیزوں، مغصوبہ اور اجرت پر لی گئی چیزوں کی خرید و فروخت کے احکام، بیعہ پر قبضہ کرنے کے احکام، ثمن اور بیعہ کی جہالت سے متعلقہ احکامات بھی اس باب میں ذکر ہے۔ اسی طرح ان شرائط کا بیان ہے جن کے ذریعے بیع فاسد ہوتی ہے۔

فصل دوم میں فتاویٰ عالمگیری کے کتاب البیوع کے تین (۳) ابواب کی دفعہ بندی کی گئی ہے جس میں کل اکتالیس (۴۱) دفعات ہیں۔ پہلے باب میں بیع فاسد اور بیع باطل کے مسائل سے متعلق دفعات درج ہیں، یہ باب پندرہ (۱۵) دفعات پر مشتمل ہے۔ دوسرے باب میں بیع موقوف کے احکام ذکر ہیں۔ تیسرے باب میں بیع میں اقالہ سے متعلق احکام کا تذکرہ ہے جس میں سترہ (۱۷) دفعات ہیں۔

فصل سوم میں فتاویٰ عالمگیری کے کتاب البیوع کے دو (۲) ابواب کی دفعہ بندی کی گئی ہے جن میں کل تیس (۲۳) دفعات ہیں۔ پہلے باب میں بیع مراءضہ، تولیہ اور وضعیہ کے احکام کا ذکر ہے جو کہ پندرہ (۱۵) دفعات پر مشتمل ہے اور دوسرے باب میں استحقاق کا بیان ہے جس میں آٹھ (۸) دفعات ہیں۔ اس باب میں چھ مقامات پر وضعی اور شرعی قوانین کے ساتھ تقابل کیا گیا ہے جن میں سے تین وضعی اور شرعی قوانین میں یکسانیت ہے، جب کہ تین میں تعارض پایا جاتا ہے۔

باب سوم

فتاویٰ عالمگیری حصہ بیوع کے باب ۱۶ تا باب ۲۰ کی دفعہ بندی اور
قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء و قانون بیع مال ۱۹۳۰ء سے تقابل

فصل اول

حصہ بیوع کے باب ۱۶ اور ۱۷ کی دفعہ بندی اور قانون

معاهدہ ۱۸۷۲ء و قانون بیع مال ۱۹۳۰ء سے تقابل

اس فصل میں دو (۲) ابواب کی دفعہ بندی کی گئی ہے جن میں کل سترہ (۱۷) دفعات ہیں۔ پہلا باب مشتری ثمن میں اپنی طرف سے زیادتی کرنے، یا بائع بیعہ میں زیادتی کرنے یا ثمن میں کمی کرنے یا مشتری کو ثمن سے بری کرنے کے بیان پر مشتمل ہے۔ دوسرے باب میں باپ، وصی اور قاضی کا بچے کے لیے خرید و فروخت کرنے کا تذکرہ کیا گیا ہے اور اس میں گیارہ (۱۱) دفعات ہیں۔

باب ۱۶: ثمن اور بیعہ میں زیادتی و کمی اور ثمن سے بری کرنے کا بیان
دفعہ نمبر ۱: بیعہ میں وہ زیادتی جو قبل القبض ہو اس کے بدلے میں ثمن آئے گا^(۱)۔

وضاحت:

بیعہ میں زیادتی آئے، مثلاً اس کا بچہ پیدا ہو جائے یا دودھ دے اس پر اُون نکل آئے تو وہ بیعہ ہوگا، البتہ اگر قبضہ سے پہلے ہو تو اس کے بدلے ثمن کا حصہ ہوگا، اگر قبضہ کے بعد ہو تو اس کے مقابلہ میں ثمن میں سے کچھ بھی نہیں آئے گا۔
دفعہ نمبر ۲: بیعہ اور ثمن میں اپنی طرف سے زیادتی کرنا عقد میں داخل ہوگا^(۲)۔

وضاحت:

اگر مشتری اپنی طرف سے ثمن میں یا بائع اپنی طرف سے بیعہ میں زیادتی کا وعدہ کرے تو یہ اصل عقد میں داخل ہوگا، لہذا اگر دونوں ادائیگی سے انکار کرے تو ان کو مجبور کیا جائے گا، ثمن میں زیادتی کو مجلس میں قبول کرنا لازمی ہے^(۳)۔ اسی طرح اگر عیب کے بعد بیعہ لوٹایا جائے تو اس زیادتی کے ساتھ ہی لوٹایا جائے گا کیونکہ وہ بیعہ کا جزء بن جاتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک عقد کے تام ہونے کے بعد زیادتی ہبہ کے حکم میں ہوگا^(۴)۔

دفعہ نمبر ۳: اجنبی شخص ثمن میں زیادتی کر سکتا ہے^(۵)۔

وضاحت:

ہر وہ جگہ جہاں مشتری کے لیے ثمن میں زیادتی جائز ہے، وہاں اجنبی بھی ثمن میں زیادتی کر سکتا ہے کیونکہ اجنبی اور مشتری دونوں اس زیادتی کے مقابلہ میں کوئی چیز زیادہ نہیں کر سکتا، گویا دونوں اس میں برابر ہیں^(۶)، البتہ مشتری مطلق ایجاب کر سکتا ہے اور اجنبی اپنی طرف نسبت کر کے ایجاب کرے گا۔ اگر اجنبی نے مشتری کی اجازت سے ثمن میں زیادتی کی ہو تو وہ مشتری پر لازم ہوگی، اگر اپنی طرف سے کی ہو تو وہ مشتری کی اجازت پر موقوف ہوگی۔

دفعہ نمبر ۴: بیعہ سے پیدا ہونے والی زیادتی، مشتری کے زیادتی کا مقابل نہیں ہو سکتا^(۷)۔

وضاحت:

بیعہ میں زیادتی دو قسم کی ہوتی ہے: ایک وہ جو بیعہ سے پیدا ہو، مثلاً بکری وغیرہ کا بچہ پیدا ہو، دوسری وہ جو بائع کی طرف سے ہو^(۱)۔ بیعہ سے پیدا ہونے والی زیادتی، مشتری کی طرف سے زیادتی کا مقابل نہیں ہو سکتی، لہذا ثمن کی تقسیم کا طریقہ یہ ہوگا کہ ثمن پہلے بیعہ اور مشروط زیادتی پر تقسیم ہوگا اور جو ثمن بیعہ کا ہو وہ بیعہ اور اس بچہ پر تقسیم ہوگا۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۷۱

(۲) نفس مصدر

(۳) المبسوط للسرخسی، ۱۳: ۸۴

(۴) روضۃ الطالین و عمدۃ المفتین، ۳: ۴۱۲

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۷۱

(۶) المحیط البرہانی، ۶: ۴۷۶

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۷۱-۱۷۲

اس کی مثال یہ ہے کہ مشتری نے ایک ہزار (۱۰۰۰) کے بدلے بکری (جس کی قیمت ایک ہزار تھی) خریدی جس نے بچہ (جس کی قیمت قبضہ کے دن دو ہزار تھی) جنا، بائع نے اپنی طرف سے ایک بکری (جس کی قیمت ایک ہزار تھی) زیادہ کر کے مشتری کے حوالہ کی۔ پھر مشتری نے بیعہ میں عیب پایا تو پہلے ایک ہزار بیعہ اور مشروط زیادتی (جو بکری بائع نے زیادہ کی ہے) پر تقسیم ہوگی، پھر جو حصہ بیعہ کا ہوگا وہ بیعہ اور اس سے پیدا ہونے والی زیادتی پر تقسیم ہوگی جو تقریباً ایک ہزار کا چھٹا حصہ آتا ہے، لہذا بائع سے وہ ثمن وصول کرے گا۔ واضح رہے کہ بیعہ میں عقد کے دن کی قیمت کا اعتبار ہوگا۔ مشروط زیادتی میں، جس دن زیادتی کی ہے، اس دن کا اعتبار ہوگا۔ بچہ میں قبضہ کے دن کی قیمت کا اعتبار ہوگا۔

دفعہ نمبر ۵: ایک ہی صفحہ میں دو چیزیں خریدے اور مشتری ان میں سے ایک کے ثمن میں زیادتی کرے تو یہ صحیح نہ ہوگا^(۲)۔

وضاحت:

اگر دو چیزوں کو ایک صفحہ میں خریدے اور ہر ایک کی قیمت عقدِ بیع میں متعین نہ کی ہو تو مشتری کے لیے ان میں سے ایک کے ثمن میں زیادتی کرنا صحیح نہ ہوگا^(۳)۔ البتہ اگر دونوں کا ثمن الگ بیان کر کے بیچا ہو تو دونوں میں ایک خواہ متعین ہو یا غیر متعین، زیادتی کرنا جائز ہوگا۔ دفعہ نمبر ۶: مشتری سے ثمن میں کمی کرنا جائز ہے^(۴)۔

وضاحت:

بائع کے لیے جائز ہے کہ وہ مشتری سے ثمن میں کمی کرے یا کل ثمن معاف کر دے خواہ ثمن پر قبضہ کیا ہو یا نہ کی ہو^(۵)۔ البتہ اگر مشتری کو ثمن میں سے بعض یا کل ثمن سے بری کرنا چاہے تو وہ ثمن پر قبضہ کرنے سے پہلے صحیح ہوگا، اگر ثمن پر قبضہ کر لیا تو پھر بری کرنے کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ اسی طرح اقالہ کے بعد بائع کو ثمن سے بری کر سکتا ہے، البتہ بیعہ اس کے پاس امانت ہوگی، یعنی ہلاک ہونے کی صورت میں اس پر ضمان نہیں ہوگا۔ بائع کے لیے جائز نہیں کہ مشتری کو قیمت سے بری کرے، لہذا اگر غلام مشتری کے قبضہ میں ہلاک ہو گیا تو اس پر قیمت کا ضمان آئے گا۔ البتہ اگر غلام سے اس کو بری کر دے تو وہ بری ہو جائے گا۔

باب ۱۷: باپ، وصی اور قاضی کا نابالغ کے لیے بیع و شراء کرنے کا بیان

دفعہ نمبر ۷: باپ اپنے نابالغ بیٹے کے ساتھ بیع و شراء کر سکتا ہے^(۶)۔

وضاحت:

باپ اپنے نابالغ بیٹے کا مال خرید سکتا ہے، اسی طرح باپ اپنا مال بیٹے کو بیچ سکتا ہے۔ باپ اپنا سامان بیٹے کو بیچنا چاہے تو بائع کی طرف سے ایجاب

(۱) المحیط البرہانی، ۶: ۳۷۹

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۷۳

(۳) المحیط البرہانی، ۶: ۳۸۲

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۷۳

(۵) رد المحتار، ۵: ۱۵۳

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۷۳

کافی ہوتا ہے، مشتری (بیٹے) کی طرف سے قبول کرنا ضروری نہیں^(۱)۔ منقولی اشیاء میں بچہ کی خیر خواہی کا اعتبار ہو گا اور غیر منقولی جائیداد میں باپ کے لیے ضروری ہے کہ اس کا بیٹے کے حق میں خیر خواہ ہونا مشہور ہو، اگر خیر خواہ نہ ہو تو اس کی بیع ناجائز ہوگی^(۲)۔ اگر بچہ بالغ ہو جائے اور وہ مجنون ہو تو باپ اس کے ساتھ بیع و شراء کر سکتا ہے، البتہ جنون کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک مہینہ تک ہو، اگر ایک مہینہ سے کم ہو تو پھر جائز نہیں۔

تقابل:

پاکستان میں راج گارڈین اینڈ وارڈ ایکٹ ۱۸۹۰ء کے دفعہ ۲۷ میں کہا گیا ہے:

"A guardian of the property of a ward is bound to deal therewith as carefully as a man of ordinary prudence would deal with it if it were his own."^(۳)

"کسی نابالغ کی جائیداد کا ولی پابند ہے کہ وہ اس جائیداد کا ایسے محتاط طریقے سے لین دین کرے کہ جس طرح ایک عام عقل مند شخص اس کے ساتھ برتاؤ کرتا ہے گویا کہ یہ اس کی اپنی تھی۔"

فقہ اسلامی میں بھی ولی کے لیے یہ لازم قرار دیا گیا ہے کہ وہ نابالغ کی مصلحت کو مد نظر رکھ کر اس کے مال کی خرید و فروخت کرے اور وضعی قوانین میں یہی شرط عائد کی گئی ہے۔ لہذا اس مقام پر وضعی اور شرعی قوانین میں مکمل یکسانیت ہے۔ دفعہ نمبر ۸: باپ کا نابالغ بیٹے کے لیے لین دین کرنے میں حقوق بچہ کی طرف راجع ہوں گے^(۴)۔

وضاحت:

باپ اپنے نابالغ بیٹے کے لیے بیعہ فروخت کرے تو حقوق بچہ کے طرف راجع ہوں گے اور باپ اس کا نائب ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ نابالغ ہونے کے بعد باپ سے ثمن کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ مثلاً باپ بیٹے کے گندم کو فروخت کرے تو یہ بیع صحیح ہوگی، البتہ جو ثمن باپ کے قبضہ میں ہو گا وہ بیٹے کا ہوگا، لہذا بیٹا نابالغ ہونے کے بعد اپنے باپ سے ثمن کے مطالبہ کرنے کا مجاز ہوگا۔ دفعہ نمبر ۹: قاضی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ باپ یا وصی کے بیع کو نابالغ بیٹے کے حق میں ختم کرے^(۵)۔

وضاحت:

قاضی کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ باپ نے بچے کے حق میں جو بیع کی ہے اس کو ختم کرنے میں اگر بچہ کا فائدہ اور خیر ہو تو اس کو ختم کرنے کا حق حاصل ہوگا^(۶)۔

(۱) الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۶: ۴۴۸۰

(۲) رد المحتار، ۵: ۲۳۶

(۳) The Gurdian and Wards Act 1890, Chapter :3, Section: 27

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۷۴

(۵) نفس مصدر

(۶) غز عیون البصائر، ۳: ۲۵۷

تقابل:

پاکستان میں رائج گارڈین اینڈ وارڈ ایکٹ ۱۸۹۰ء کے دفعہ ۳۱ میں کہا گیا ہے:

"Permission to the guardian to do any of the acts mentioned in Section 29⁽¹⁾ shall not be granted by the Court except in case of necessity or for an evident advantage to the ward⁽²⁾".

"دفعہ ۲۹ میں ذکر کردہ امور میں سے کوئی کام سرانجام دینے کے لیے عدالت کسی ولی کو اجازت نہ دے گی سوائے ضرورت کی صورت میں یا نابلغ کے حق میں نمایاں فائدے کی صورت میں۔"

اس مقام میں وضعی اور شرعی قوانین دونوں میں قاضی کو اختیار دیا گیا کہ اگر عقد میں نابلغ بچے کا فائدہ نہ ہو تو اسے فسخ کر سکتا ہے۔ لہذا اس مسئلہ میں وضعی اور شرعی قوانین میں مکمل یکسانیت ہے۔

دفعہ نمبر ۱۰: باپ پر ثمن لازم ہونے میں قاضی بیٹے کی طرف سے وکیل بنائے گا، پھر باپ کو ودیعت کے طور پر حوالہ کرے گا⁽³⁾۔

وضاحت:

باپ، اپنے نابلغ بیٹے کا سامان خریدے، جس کے بدلے اس پر ثمن لازم ہو جاتا ہے۔ اس سے براءت تب ہوگی جب قاضی بیٹے کی طرف سے قبضہ کا وکیل بنائے، پھر وہ اس ثمن کو باپ کے حوالہ کر کے ودیعت کے طور پر رکھ دے۔ اسی طرح اگر باپ اپنا گھر، نابلغ بچے پر بیچے تو قاضی بچے کی قبضہ کے لیے امین مقرر کرے گا اور باپ پر لازم ہو گا کہ اس گھر کو خالی کرے۔

دفعہ نمبر ۱۱: باپ نے بیٹے کا سامان فروخت کر کے حوالہ کیا، پھر ثمن کے مطالبہ کے لیے باپ بیعہ واپس کر سکتا ہے⁽⁴⁾۔

وضاحت:

باپ نے بیٹے کا سامان کسی کو بیچ کر حوالہ کر دیا لیکن مشتری نے ثمن ادا نہیں کیا۔ پھر باپ، مشتری سے ثمن کے مطالبہ کے لیے بیعہ واپس لینا چاہے تو وہ اس کا مجاز ہو گا تاکہ ثمن لینے تک بیعہ اپنے پاس قبضہ کر کے رکھے۔

دفعہ نمبر ۱۲: باپ اور بیٹے دونوں کی طرف سے ایک ہی وکیل مقرر ہو تو یہ ناجائز ہے۔

وضاحت:

باپ نے اپنا سامان، اپنے نابلغ بیٹے پر بیچنے کے لیے وکیل مقرر کیا، گویا وہ وکیل جانین سے وکیل بن رہا ہے، ایک کی طرف سے مشتری اور دوسرے کی طرف سے بائع تو یہ ناجائز ہو گا کیونکہ ایک ہی شخص جانین سے وکیل نہیں بن سکتا⁽⁵⁾۔ البتہ اگر باپ، اپنے بیٹے کے لیے قبول کرے تو بیع صحیح ہو جائے گی۔

(1) The Gurdian and Wards Act 1890, Chapter :3, Section: 29

(2) The Gurdian and Wards Act 1890, Chapter :3, Section: 31

(3) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۷۴

(4) نفس مصدر

(5) البحر الرائق، ۸: ۵۲۷

دفعہ نمبر ۱۳: باپ اور بیٹے کے درمیان بیع کے وقت بلوغت میں اختلاف ہو جائے تو قول بیٹے کا معتبر ہوگا^(۱)۔

وضاحت:

اگر باپ اور بیٹے کے درمیان اختلاف ہو جائے، بیٹا کہے کہ جس وقت میرے سامان کو بیچا گیا میں بالغ تھا اور میری اجازت کے بغیر بیچا گیا تھا، باپ دعویٰ کرے کہ وہ نابالغ تھا، تو اس میں قول بیٹے کا معتبر ہوگا۔

دفعہ نمبر ۱۴: باپ نے بیٹے کا سامان فروخت کیا، پھر بیٹے نے دعویٰ کیا کہ بیع کے وقت میں بالغ تھا اور باپ انکار کرے تو بیٹے کا قول معتبر ہوگا^(۲)۔

وضاحت:

باپ نے اپنے بیٹے کا سامان بیچ دیا، پھر بیٹا دعویٰ کرے کہ عقد کے وقت میں بالغ تھا یعنی میرے بالغ ہونے کی حالت میں باپ نے میرے سامان کو بیچا تھا، باپ اس کا انکار کرتا ہے کہ اس وقت بیٹا بالغ نہیں تھا تو اس میں بیٹے کا قول معتبر ہوگا۔

دفعہ نمبر ۱۵: وصی، یتیم کے مال کو خریدے تو یہ جائز ہے بشرط یہ کہ اس میں یتیم کے لیے بہتری ہو^(۳)۔

وضاحت:

وصی یتیم کے مال کو خرید سکتا ہے، بشرط یہ کہ اس میں یتیم کی بہتری ہو، اگر بہتری نہ ہو تو ناجائز ہوگی۔ اسی طرح وصی، یتیم کا مال کسی اجنبی شخص کو بازار کی قیمت کے ساتھ بیچ سکتا ہے۔

دفعہ نمبر ۱۶: وصی، یتیم کے مال کو فروخت کرے تو یہ جائز ہے^(۴)۔

وضاحت:

وصی نے یتیم کا مال فروخت کیا تو بیع نافذ ہو جائے گی، اگرچہ اس نے اس لیے بیچا ہو کہ اس کا مال اپنے اوپر خرچ کرے گا۔ اگر وصی نے اس کا مال خرچ کیا تو اس کا ضمان وصی پر لازم ہوگا۔

دفعہ نمبر ۱۷: قاضی یتیم کا مال نہ خرید سکتا ہے اور نہ اپنا مال یتیم کو بیچ سکتا ہے^(۵)۔

وضاحت:

قاضی کو یہ اختیار نہیں کہ یتیم کا مال خریدے یا اپنا مال اس کو بیچے، یہ امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے۔ صاحبین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اگر یتیم کے حق میں یہ بیع و شراء بہتر ہو تو پھر قاضی کو حق حاصل ہے کہ کوئی چیز یتیم کو بیچے یا اس کے مال کو خریدے^(۶)۔

البتہ اگر قاضی، یتیم کے وصی سے یتیم کا مال خریدے تو یہ جائز ہے اگرچہ قاضی نے اس کو وصی مقرر کیا ہو۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۷۵

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۷۵

(۳) نفس مصدر

(۴) نفس مصدر

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۷۶

(۶) الجوهرة النيرة، ۱: ۳۰۷

فصل دوم

حصہ بیوع کے باب ۱۸ اور ۱۹ کی دفعہ بندی اور قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء

اور قانون بیع مال ۱۹۳۰ء سے تقابل

اس فصل میں بھی دو (۲) ابواب کی دفعہ بندی کی گئی ہے جن میں بہتر (۷۲) دفعات ہیں۔ پہلا باب بیع سلم سے متعلق ہے جس میں باون (۵۲) دفعات ہیں۔ دوسرے باب میں قرض، استقراض اور استعناع کے بیع کا تذکرہ ہے اور اس میں بیس (۲۰) دفعات ہیں۔

باب ۱۸: بیع سلم کا بیان

دفعہ نمبر ۱: بیع سلم اس عقد کا نام ہے جس میں ثمن معجل اور بیع مؤجل ہوتا ہے^(۱)۔

وضاحت:

بیع سلم سے مراد وہ عقد ہے جس میں ثمن فی الحال حوالہ کیا جاتا ہے اور بیع مؤجل ہوتا ہے، یعنی بیع طے شدہ وقت پر حوالہ کیا جاتا ہے^(۲)۔ بیع سلم کو بیع سلف اور بیع اسلاف بھی کہا جاتا ہے^(۳)۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ فرماتے ہیں کہ بیع سلم کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے اور اس کی اجازت قرآن عزیز میں دی گئی ہے^(۴)، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ"^(۵)

"اے ایمان والو! جب تم معین میعاد کے لیے ادھار کا کوئی معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔"

بیع سلم میں چار چیزیں ہوتی ہیں: مسلم فیہ یعنی بیع، مسلم الیہ یعنی بائع اور رب السلم یعنی مشتری اور اس المال یعنی ثمن۔ دفعہ نمبر ۲: بیع سلم کے ارکان ایجاب و قبول ہیں^(۶)۔

وضاحت:

عام بیوع کی طرح بیع سلم کے لیے بھی ایجاب و قبول ضروری ہے جو کہ لفظ سلم یا سلف ہیں، مثلاً ایجاب کرنے والا یوں کہے: 'میں دس دراہم کے بدلے گندم کی بیع سلم کرتا ہوں'، بائع کہے: 'میں نے قبول کیا'، تو بیع تام ہو جائے گی^(۷)۔ البتہ ایجاب جس طرح سلم کے الفاظ کے ساتھ صحیح ہوتا ہے، اسی طرح بیع کے الفاظ کے ساتھ بھی صحیح ہوگی۔

دفعہ نمبر ۳: بیع سلم میں متعاقبین (رب السلم، مسلم الیہ) کے اعتبار سے درج ذیل شرائط ہیں^(۸)۔

- ۱۔ بیع سلم، خیار شرط سے خالی ہونا ضروری ہے۔
- ۲۔ راس المال کی جنس معلوم کرنا ضروری ہے۔
- ۳۔ راس المال کی نوع معلوم کرنا ضروری ہے۔
- ۴۔ اوصاف میں تفاوت ہو تو راس المال کی صفت بھی بیان کرنا۔
- ۵۔ مکلی، موزونی یا عددی متقارب اشیاء پر عقد ہو تو وہ مقدار بھی بیان کرنا۔
- ۶۔ راس المال کو مجلس عقد میں پرکھا جائے۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۷۸

(۲) تحفۃ الفقهاء، ۲: ۸

(۳) تبیین الحقائق، ۴: ۱۱۰

(۴) امام حاکمؒ نے اس روایت کو نقل کر کے صحیح کہا ہے۔ [المستدرک علی الصحیحین، کتاب التفسیر، رقم الحدیث: ۳۱۳۰]

(۵) سورۃ البقرہ، ۲: ۲۸۲

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۷۸

(۷) تحفۃ الفقهاء، ۲: ۸

(۸) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۷۸

۷۔ اس المال پر عقدِ سلم کی مجلس میں قبضہ ہو۔

ذیل میں ان شرائط کی وضاحت ذکر کی جاتی ہے۔

پہلی شرط:

بیع سلم کے شروط میں سے ایک شرط جو عاقد کی طرف راجع ہوتی ہے یہ ہے کہ خیار شرط، عقد سلم کو باطل کرتا ہے، البتہ اگر بیع کے موجود ہونے تک خیار کو باطل کر دیا گیا تو بیع صحیح ہو جائے گی۔

دوسری شرط:

رأس المال کی جنس معلوم کرنا ضروری ہے، اگر نقد (پیسے / Money) ہو تو کرنسی کی تعیین ضروری ہے، جیسے درہم، ریال، دانیر، روپے وغیرہ۔ اگر کوئی چیز عین (سامان) ہے تو اس کی جنس اور نوع کو بیان کرنا ضروری ہیں، گندم، کھجور، کپڑا وغیرہ۔

تیسری شرط:

جنس کے ساتھ اس کی نوع متعین کرنا ضروری ہے، مثلاً ایک جگہ میں نقد مختلف ہوں تو اس کی نوع بیان کر کے متعین کیا جائے۔ البتہ اگر انواع مختلف نہ ہوں تو صرف جنس معلوم کرنا کافی ہے۔

چوتھی شرط:

رأس المال میں تفاوت ہو تو اس کی صفت معلوم کرنا ضروری ہے، مثلاً جید، ردی اور اوسط کو بیان کرنا۔

پانچویں شرط:

اگر عقد مکملی، موزنی اور عددی متقارب چیزوں پر ہو تو اس کی مقدار معلوم کرنا ضروری ہے، اگرچہ وہ مشار الیہ ہو، یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک مشار الیہ ہونے کی صورت میں مقدار معلوم کرنا ضروری ہے۔

چھٹی شرط:

رأس المال کو مجلس میں پرکھنا ضروری ہے تاکہ اس کے عمدہ اور کوٹھا معلوم ہو جائے۔

ساتویں شرط:

رأس المال پر عقد سلم میں قبضہ ضروری ہے، اگر قبضہ نہ کیا گیا تو عقد سلم باطل ہوگا، اسی طرح رأس المال کی ادائیگی بینک کے واسطے سے "بینک ڈرافٹ" یا مصدقہ چیک (Certified Check) کے ذریعہ ہو تو یہ قبضہ کے حکم میں ہے۔ غیر مصدقہ شخصی چیک یا بینک ٹرانسفر کے ذریعے ہو تو جب تک مسلم الیہ کے اکاؤنٹ میں اندراج نہ ہو۔

دفعہ نمبر ۴: مسلم فیہ کے اعتبار سے بیع سلم کے صحیح ہونے کے لیے درج ذیل شرائط ہیں^(۱)۔

۱۔ مسلم فیہ کی جنس متعین ہونا ضروری ہے۔

۲۔ مسلم فیہ کے نوع متعین کرنا ضروری ہے۔

۳۔ مسلم فیہ کی صفت معلوم ہو۔

۴۔ مسلم فیہ کی قدر معلوم ہو۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۷۹

۵۔ مسلم فیہ مؤجل ہو۔

۶۔ مسلم فیہ کی تعیین ایسے محل کے ساتھ نہ ہو جس میں انقطاع کا احتمال ہو۔

۷۔ مسلم فیہ ان چیزوں میں سے ہوں جو متعین کرنے کے ساتھ متعین ہو۔

۸۔ مسلم فیہ اشیاء مثلیات میں سے ہوں۔

۹۔ مسلم فیہ کی حوالگی کی جگہ متعین ہو۔

۱۰۔ مسلم فیہ اور راس المال میں جنس و قدر ایک نہ ہو۔

ذیل میں ان شرائط کی وضاحت ذکر کی جاتی ہے۔

پہلی شرط:

بیع سلم صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ مسلم فیہ کی جنس معلوم ہو کہ وہ گندم ہے، شیعر ہے یا کوئی اور چیز۔

دوسری شرط:

دوسری شرط یہ ہے کہ جنس کے ساتھ مسلم فیہ کی نوع بھی معلوم ہوں کہ وہ کس قسم کی ہے، مثلاً گندم خشکی کے ہوں گے، یا پہاڑی کے۔

تیسری شرط:

مسلم فیہ کے اعتبار سے ایک شرط یہ ہے کہ اس کی صفت معلوم ہو، یعنی یہ معلوم ہو کہ وہ گندم جید ہوں گے یا ردی یا درمیانی۔

چوتھی شرط:

مسلم فیہ کی مقدار معلوم ہو، موزونی میں وزن، کیلی میں کیل، عددی میں عدد اور گزوں میں گز معلوم ہونا ضروری ہے، رسول اللہ ﷺ کا

ارشاد مبارک ہے:

"من أسلف في تمر، فليسلف في كيل معلوم ووزن معلوم إلى أجل معلوم" (1)

"جو شخص کھجور میں بیع سلم کرے، اسے چاہئے کہ معلوم کیل، معلوم وزن اور معلوم میعاد کے ساتھ کرے۔"

اگر معلوم نہ ہوں گی تو بیع سلم باطل ہوگی۔ واضح رہے کہ قدر ایسی چیز سے معلوم ہو کہ جس کے مفقود ہونے کا خدشہ نہ ہو۔

پانچویں شرط:

مسلم فیہ مؤجل ہو، یعنی اس کی حوالگی کے لیے وقت مقرر ہو، مذکورہ بالا حدیث میں یہ قید موجود ہے۔

اگر فی الحال حوالہ کیا گیا تو بیع سلم صحیح نہ ہوگی۔ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک کم سے کم مدت بیع سلم کی ایک مہینہ ہے، اس سے کم ہو تو بیع سلم

باطل ہوگی۔ امام کرخی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عرف کے اعتبار سے مدت سلم میں تبدیلی آسکتی ہے، خواہ وہ ایک مہینہ سے کم کیوں نہ ہو (2)۔

چھٹی شرط:

بیع سلم کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ مسلم فیہ عقد سے لے کر میعاد تک موجود ہو، اگر عقد کے وقت نہ ہو اور میعاد کے وقت موجود

ہو، یا اس کا عکس ہو یعنی عقد کے وقت تو موجود ہو لیکن میعاد کے وقت موجود نہ ہو تو بیع سلم جائز نہ ہوگی۔ موجود ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز

(1) صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب السلم، رقم الحدیث: ۱۶۰۴

(2) فتح القدیر، ۷: ۸۷

مارکیٹ میں دستیاب ہو یعنی وہ چیز آتی رہے، یہ فقہاء احناف کا قول ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک بیع سلم کے صحت کے لیے عقد سلم کے وقت موجود ہونا ضروری نہیں، لہذا وہ وہ چیز جو عقد کے وقت معدوم ہو تو بیع صحیح ہوگی^(۱)۔

واضح رہے کہ ميعاد پورا ہونے کے بعد مسلم فیہ کی مثل بازار میں مفقود ہو جائے تو اس کے ساتھ بیع سلم باطل نہ ہوگی، البتہ رب السلم کو اختیار ہوگا، اگر چاہے تو اپنا اُس المال واپس لے یا مسلم فیہ کے مثل کا انتظار کرے۔

ساتویں شرط:

مسلم فیہ ان چیزوں میں سے ہو جو متعین کرنے کے ساتھ متعین ہو سکتی ہو، اگر ایسا نہ ہو تو بیع سلم جائز نہ ہوگی، مثلاً درہم اور دنانیر میں بیع سلم اس وجہ سے صحیح نہیں کہ وہ متعین کرنے کے ساتھ متعین نہیں ہوتی۔ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک فلوس کا بھی یہی حکم ہے، علامہ کا سانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وعند محمد لا يجوز بناء على أن الفلوس أثمان عنده فلا يجوز السلم فيها، كما لا يجوز السلم في الدراهم والدنانير"^(۲)

امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک (بیع سلم) فلوس میں جائز نہیں کیونکہ فلوس ان کے نزدیک ثمن ہی ہیں، جس طرح درہم اور دنانیر میں بیع سلم جائز نہیں۔

ڈیجیٹل کرنسی میں بیع سلم کا حکم:

ڈیجیٹل کرنسی مثلاً بٹ کوائن میں فلوس کے تمام شرائط پائے جاتے ہیں جو فقہاء کرام نے ذکر کی ہیں تو اس میں بھی بیع سلم جائز نہیں ہوگی۔

آٹھویں شرط:

مسلم فیہ اشیاء مثلیات میں سے ہونا ضروری ہے، یعنی ان چار جنسوں میں سے ہو: کیلی، وزنی، عددی متقارب اور گز۔ لہذا حیوان اور اس کے اطراف میں بیع سلم صحیح نہیں کیونکہ وہ اشیاء مثلیات میں سے نہیں۔

نویں شرط:

اگر مسلم فیہ کے نقل مکانی میں تکلیف ہو تو اس کے حوالگی کا مکان معلوم ہونا ضروری ہے، یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ صاحبین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ حوالگی کے لیے مکان شرط نہیں، البتہ دونوں آپس کی رضامندی کے ساتھ جگہ متعین کریں تو پھر وہی جگہ ادائیگی لازم ہوگی۔ اگر متعاقدین کے درمیان یہ شرط نہ لگائی گئی تو بیع سلم صحیح ہوگی اور جس جگہ عقد سلم ہوا ہے، اسی جگہ مسلم فیہ کی ادائیگی لازم ہوگی۔

دسویں شرط:

مسلم الیہ اور مسلم فیہ دونوں میں وصف رہا شامل نہ ہو، یعنی قدر و جنس ایک نہ ہو، اگر ہو تو بیع سلم صحیح نہ ہوگی۔ لہذا اگر جانین سے وزنی چیز مقرر کی جائے تو بیع سلم اس وجہ سے باطل ہوگی کہ اس میں نسیئہ یا پایا جاتا ہے کیونکہ بالفضل حرام جس طرح ہے، اسی طرح بالنسیئہ بھی حرام ہے۔ مثلاً: ہر وی کپڑے کے بدلے ہر وی کپڑے کی بیع سلم کرنا جائز نہیں، اسی طرح ایک قہیز گندم کے بدلے ایک قہیز جو کی بیع سلم کرنا جائز نہیں ہوگا۔ فقہاء نے لکھا ہے ثمن اگرچہ وزنی چیزوں میں سے ہے لیکن ان کے بدلے بیع سلم کرنا لوگوں کی ضرورت کی وجہ سے جائز ہے۔ البتہ

(۱) البیان فی مذہب الامام الشافعی، ابو الحسن یحییٰ بن ابی الخیر یحییٰ شافعی، ۵: ۳۹۷، دار المنہاج، جدہ، ۱۴۲۱ھ = ۲۰۰۰ء

(۲) بدائع الصنائع، ۵: ۲۰۸

اگر راس المال ایسا وزنی ہو جو بازار میں عددی بیچا جاتا ہو تو پھر اس کے عددی ہونے کا اعتبار ہوگا، مثلاً چاندی کا برتن بیع سلم میں راس المال مقرر ہو اور مسلم فیہ گندم ہو تو اس میں ربانہ ہونے کی وجہ سے بیع سلم صحیح ہوگی^(۱)۔

راس المال کیلی ہو مسلم فیہ وزنی ہو تو بیع سلم جائز ہوگی کیونکہ اس میں نسیئہر بانہیں پایا جاتا، البتہ اس میں شرط یہ ہے کہ وزنی چیز متعین کرنے کے ساتھ متعین ہوتی ہو، لہذا اگر کوئی شخص گہوں کو راس المال میں دے اور دراہم اور دنانیر کو مسلم فیہ مقرر کرے تو یہ بیع سلم جائز نہیں ہوگی کیونکہ دراہم اور دنانیر متعین کرنے کے ساتھ متعین نہیں ہوتے۔

دفعہ نمبر ۵: بیع سلم کا حکم یہ ہے کہ مسلم الیہ کو راس المال پر اور رب السلم کو مسلم فیہ پر ملکیت ثابت ہو جاتی ہے^(۲)۔

وضاحت:

بیع سلم میں راس المال حوالہ کرنے کے ساتھ مسلم الیہ کی ملک ثابت ہو جاتی ہے، اس کے بدلے میں مسلم فیہ پر رب السلم کی ملکیت مؤجلاً ثابت ہوگی^(۳)۔

دفعہ نمبر ۶: بیع سلم کی اقل مدت ایک مہینہ ہے۔

وضاحت:

بیع سلم کے شروط میں سے یہ ہے کہ مسلم فیہ حوالہ کرنے کے لیے اجل معلوم ہو، اس اجل سے متعلق فقہاء احناف کے مختلف قول نقل ہیں: بعض خیال شرط پر قیاس کرتے ہوئے تین دن بتاتے ہیں۔ جب کہ بعض کے نزدیک اقل مدت آدھا دن بتاتے ہیں۔ اسی طرح فتاویٰ عالمگیریہ میں بیع سلم کی اقل مدت ایک مہینہ مذکور ہے جو کہ امام محمد رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے۔ علامہ کرنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بیع سلم کی مدت متعین کرنے کے لیے عرف کا اعتبار ہوگا جس میں مسلم فیہ کو حوالہ کیا جاسکتا ہو خواہ وہ تین دن ہو یا ایک مہینہ یا اس سے زیادہ^(۴)۔

دفعہ نمبر ۷: بیع سلم کی میعاد رب السلم کے مرنے سے باطل نہیں ہوتی^(۵)۔

وضاحت:

مسلم فیہ کے حوالگی کا میعاد معلوم ہونا ضروری ہے، رب السلم کے مرنے کے ساتھ میعاد باطل نہ ہوگی البتہ مسلم الیہ کے مرنے کے ساتھ باطل ہو جاتا ہے اور مسلم فیہ اس کی میراث سے فی الحال وصول کر لیا جائے گا^(۶)۔

دفعہ نمبر ۸: مسلم فیہ کا قدر جس پیمانہ سے معلوم ہو اس کے مفقود ہونے کا خدشہ نہ ہو^(۷)۔

وضاحت:

(۱) المبسوط للسرخسی، ۱۲: ۱۳۱

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۸۱

(۳) تحفۃ الفقہاء، ۲: ۱۷

(۴) البنایہ، ۸: ۳۴۴

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۸۰

(۶) البحر الرائق، ۶: ۱۷۴

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۷۹

مسلم فیہ کی مقدار متعین ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسے پیمانہ کے ساتھ ہو جس سے متعلق اطمینان ہو کہ وہ ہر وقت پایا جائے گا^(۱)۔ لہذا اگر کوئی ایسا پیمانہ ہو جس کا وزن معلوم نہ ہو تو بیع مسلم باطل ہوگی۔ اسی طرح پیمانہ ایسا نہ ہو جس میں انقباض اور انبساط ہو کیونکہ اس سے وزن اور کیل میں فرق آنے کی وجہ سے متعاقدين کے درمیان جھگڑا پیدا ہوتا ہے۔

دفعہ نمبر ۹: مسلم فیہ کی تعیین اگر ایسے محل کے ساتھ ہو جس میں انقطاع کا احتمال ہو تو بیع مسلم جائز نہ ہوگی^(۲)۔

وضاحت:

بیع مسلم کے لیے ضروری ہے کہ مسلم فیہ کسی ایسے خاص محل کے ساتھ متعلق نہ ہو جس میں انقطاع کا احتمال زیادہ ہو، مثلاً کسی خاص معین درخت یا معین باغ کے پھلوں میں بیع مسلم کرنا، یہ فاسد ہوگی کیونکہ اس کے انقطاع کا احتمال زیادہ ہے۔

دفعہ نمبر ۱۰: عددی متقارب میں بیع مسلم جائز ہے^(۳)۔

وضاحت:

عددی متقارب سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کو عدد کے اعتبار سے نیچی جاتی ہو اور اس کے افراد میں قیمت کے اعتبار سے تفاوت نہ ہو۔ عددی متفاوت سے مراد وہ چیزیں جن کی قیمت میں تفاوت ہو۔ عددی متقارب میں بیع مسلم جائز ہے^(۴)۔

دفعہ نمبر ۱۱: فلوس میں عدد کے اعتبار سے بیع مسلم جائز ہے^(۵)۔

وضاحت:

فلوس چونکہ اصطلاحی ثمن ہوتے ہیں لہذا شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک اگر متعاقدين اس کی ثمنیت کو باطل کرنے پر راضی ہو جائیں اور عدد کے اعتبار سے اس میں بیع مسلم کریں تو یہ جائز ہوگا، مثلاً مسلم فیہ فلوس مقرر کی جائیں تو یہ جائز ہوگی کیونکہ اس میں ثمنیت باطل ہو جائے گی، جو عددی رہ جائیں گی۔ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک فلوس ثمن ہونے کی وجہ سے اس کی ثمنیت باطل نہ ہوگی، لہذا بیع مسلم اس میں فاسد ہوگی کیونکہ اس میں ربالا لازم آتا ہے۔ جس طرح کہ ان کا تبادلہ میں متماثل ضروری ہے^(۶)۔

فلوس کی ثمنیت کو باطل کرنے میں فقہاء احناف کے اقوال کی وضاحت:

فلوس کو فلوس کے بدلے فروخت کیا جائے تو اس میں تفاضل جائز ہے یا نہیں؟

امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ کے نزدیک فلوس کی ثمنیت اگر برقرار رکھا جائے تو پرنا جائز ہے کیونکہ اثمان میں متماثل ضروری ہے۔ البتہ اگر متعاقدين فلوس کی ثمنیت کو باطل کر دے تو عین کے طور پر ان فلوس کو اپنے جنس کے بدلے بیچے تو اس کو یہ اختیار حاصل ہے لہذا اگر اس میں تفاضل ہو تو یہ جائز ہوگا۔

(۱) المحیط البرہانی، ۷: ۷۰

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۷۹

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۸۰

(۴) المبسوط للسرخسی، ۱۲: ۱۴۲

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۸۱

(۶) فتح القدیر، ۷: ۷۵

امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فلوس کا تبادلہ فلوس کے ساتھ تفاضل کے ساتھ کسی صورت میں بھی جائز نہیں کیونکہ یہ سکے اور فلوس ثمن اصطلاحی بن کر رائج ہو چکے ہیں تو جب تک تمام لوگ اس کی ثمنیت کو باطل قرار نہ دیں، اس وقت تک صرف متعاقبین کا اس کی ثمنیت باطل کرنے کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔

مفتی تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں امام محمد رحمہ اللہ کے قول کو اختیار کرنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ فلوس کی ثمنیت کو باطل کرنا معقول بھی نہیں۔ اس لیے کہ کوئی شخص بھی صرف فلوس کو کاغذ یا عین کی نیت سے نہیں خریدتا^(۱)۔
دفعہ نمبر ۱۲: غیر منصوص چیزوں کا کیلی یا وزنی ہونے میں عرف کا اعتبار ہوگا^(۲)۔

وضاحت:

ہر وہ چیز جو نص میں کیلی ہو وہ ہمیشہ کیلی ہوگی اور ہر وہ چیز جو وزنی ہو وہ ہمیشہ وزنی ہوگی^(۳)۔ البتہ جو غیر منصوص ہو، اس میں عرف کا اعتبار ہوگا، اگر عرف میں کیلی نیچی جاتی ہو تو کیلی ہوگی اور اگر وزنی نیچی جاتی ہو تو وزنی ہوگی اور جو چیزیں وزنی اور کیلی دونوں طرح پہچنا معروف ہوں تو وہ کیلی اور موزونی دونوں ہوں گی۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ منصوص چیزوں میں بھی عرف کا اعتبار ہوگا کیونکہ ان چیزوں میں اس زمانہ کے عرف کا اعتبار کیا گیا تھا، جب زمانہ گزرنے کے ساتھ وہ تبدیل ہو گئی تو عرف کی وجہ سے اس کا حکم بھی تبدیل ہوگا۔ علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول کو ترجیح دی ہے^(۴)۔ علامہ شامی رحمہ اللہ نے بھی اسی قول کو رائج قرار دے کر فرمایا کہ اس مسئلہ میں امام ابو یوسف رحمہ کا قول زیادہ قوی ہے^(۵)۔

دفعہ نمبر ۱۳: مسلم الیہ، رب المسلم کو اس المال سے بری کرنے کے ساتھ بیع مسلم باطل ہوگی^(۶)۔

وضاحت:

مسلم الیہ، رب المسلم کو اس المال سے بری نہیں کر سکتا۔ اگر بری کر کے رب المسلم قبول کرے تو بیع مسلم باطل ہوگی، اگر رب المسلم انکار کر کے اس المال حوالہ کر دے تو بیع مسلم باطل نہیں ہوگی^(۷)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس المال پر مجلس عقد مسلم میں قبضہ واجب ہے، جب وہ بری کر دے تو قبضہ نہ پائے جانے کی وجہ سے بیع مسلم باطل ہوگی۔

دفعہ نمبر ۱۴: عقد مسلم میں جو اس المال متعین ہو، اس کے خلاف جنس اس المال لینا مسلم الیہ کے لیے جائز نہیں^(۸)۔

وضاحت:

(۱) فقہ البیوع، ۲: ۷۳۵

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۸۴

(۳) المحیط البرہانی، ۷: ۷۵

(۴) فتح القدیر، ۷: ۱۵

(۵) رد المحتار، ۵: ۱۷۷

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۸۶

(۷) المجہرۃ النیرۃ، ۱: ۲۱۹

(۸) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۸۶

عقدِ سلم میں جو راس المال متعین ہو جائے اس کا قبضہ مجلس عقد میں ضروری ہوتا ہے، جب رب السلم اس کی بجائے اس کا خلاف جنس حوالہ کرے تو متعین راس المال پر قبضہ نہ پایا گیا جس کی وجہ سے بیع سلم باطل ہوگی۔ البتہ اسی جنس سے حوالہ کرے تو وہ متعین راس المال سے عمدہ ہوگا یا کمزور۔ اگر عمدہ ہو تو اس کو قبضہ کرنے پر مجبور کیا جائے گا اور اگر کمزور تو پھر رضامندی ضروری ہے^(۱)۔

دفعہ نمبر ۱۵: مسلم فیہ میں استبدال جائز نہیں^(۲)۔

وضاحت:

مسلم فیہ میں استبدال دوسرے جنس کے ساتھ جائز نہیں کیونکہ یہ معین بیع کی طرح ہے اور معین بیع میں استبدال جائز نہیں ہوتا۔ اگر استبدال مسلم فیہ کے جنس کے ساتھ ہو تو اگر عمدہ حوالہ کیا گیا تو رب السلم کو لینے پر مجبور کیا جائے گا، اگر کمزور ہو تو رب السلم کی رضامندی ضروری ہوگی، اگر چاہے لے لے ورنہ واپس کر کے اپنے راس المال کا مطالبہ کرے^(۳)۔

دفعہ نمبر ۱۶: اموال ربویہ میں مسلم فیہ عمدہ حوالہ کرنے پر راس المال میں زیادتی کا مطالبہ کرنا باطل ہے^(۴)۔

وضاحت:

بیع سلم جس چیز میں ہو، وہ اموال ربویہ ہو تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں:

مسلم الیہ اس چیز کو صفت کے اعتبار سے عمدہ یا کمزور حوالہ کرے گا یا کمیت کے اعتبار سے کم یا زیادہ حوالہ کرے گا۔

اگر پہلی صورت ہو، یعنی صفت کے اعتبار سے ہو مثلاً گندم جو بیع سلم میں متعین تھی، اس کے بدلے کمزور یا عمدہ گندم حوالہ کرے، پھر رب السلم سے راس المال کی زیادتی کا مطالبہ کرے تو یہ مطالبہ باطل ہوگا کیونکہ صفت کے بدلے ثمن نہیں آتا۔ اگر دوسری صورت ہو، یعنی کمیت کے اعتبار سے مسلم فیہ کم یا زیادہ حوالہ کرے۔ اگر زیادہ حوالہ کرے زیادہ راس المال کا مطالبہ کرے یہ جائز ہے کیونکہ یہ اس زائد قفیر کے بدلے ہوگا۔ اسی طرح اگر مسلم فیہ کم حوالہ کرے بعض راس المال واپس کرنا چاہے تو یہ بھی جائز ہوگا^(۵)۔

دفعہ نمبر ۱۷: مسلم فیہ مذروعی ہو اور مسلم الیہ عمدہ حوالہ کرے تو وہ راس المال میں زیادتی کا مطالبہ کر سکتا ہے^(۶)۔

وضاحت:

اگر مسلم فیہ اموال ربویہ نہ ہوں بلکہ مذروعی ہو، تو اس کی بھی دو صورتیں ہیں: زیادتی خواہ وصف میں ہو یا کمیت میں رب السلم سے راس المال میں زیادتی کا مطالبہ کر سکتا ہے، مثلاً ایک مسلم الیہ متوسط کپڑے کی بجائے عمدہ کپڑا حوالہ کرے، یا دس گز کی بجائے گیارہ گز حوالہ کرے، پھر ثمن میں زیادتی کا مطالبہ کرے تو یہ زیادتی کا مطالبہ صحیح ہوگا^(۷)۔ البتہ کمی کی صورت میں خواہ وصف میں ہو یا کمیت میں راس المال میں کمی جائز نہیں ہوگی۔ واضح رہے کہ کپڑوں میں کمیت یعنی گز وغیرہ وصف کے حکم میں ہوتی ہے۔

(۱) الاختیار لتعلیل المختار، ۲: ۳۶

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۸۶

(۳) بدائع الصنائع، ۵: ۲۰۳

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۸۶

(۵) المبسوط للسرخسی، ۱۲: ۱۵۳

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۸۶

(۷) المبسوط للسرخسی، ۱۲: ۱۵۳

دفعہ نمبر ۱۸: راس المال اور مسلم فیہ دونوں کے بدلے حوالہ اور کفالہ جائز ہے^(۱)۔

وضاحت:

قرض کے مطالبہ کا مقروض سے ضامن کی طرف منتقل ہونے کو حوالہ کہتے ہیں^(۲)۔ کفالہ میں بھی ضمان دوسرے شخص کو منتقل ہو جاتا ہے لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ حوالہ میں اصیل مطالبہ سے بری ہو جاتا ہے جب کہ کفالہ میں اصیل بری نہیں ہوتا^(۳)۔

اگر متعاقدين مجلس میں موجود ہوں تو راس المال کے بدلے حوالہ اور کفالہ دونوں صحیح ہیں۔ جب تک مسلم الیہ راس المال پر قبضہ نہ کر لے متعاقدين کے لیے مجلس سے جدا ہونا جائز نہیں۔ البتہ محتال (جو راس المال حوالہ کرنے کی ذمہ داری لے) یا کفیل راس المال کی ادائیگی سے پہلے جدا ہونا چاہیں تو جدا ہو سکتے ہیں اور بیع صحیح ہوگی^(۴)۔

اسی طرح مسلم الیہ، مسلم فیہ کے بدلے حوالہ کرے یا کفالہ کرے تو یہ جائز ہے۔ حوالہ کی صورت میں اصیل (مسلم الیہ) بری ہو جاتا ہے جب کہ کفالہ میں اصیل (مسلم الیہ) بری نہ ہوگا بلکہ رب المسلم کے لیے جائز ہے کہ مسلم فیہ کا مطالبہ مسلم الیہ سے کرے یا کفیل سے^(۵)۔

تقابل:

پاکستان میں رائج قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء میں براءت کے معاہدہ کی تعریف کرتے ہوئے کہا گیا:

"A contract by which one party promises to save the other from loss caused to him by the conduct of the promisor himself, or by the conduct of any other person, is called a contract of indemnity^(۶)".

"ایسا معاہدہ جس میں ایک شخص دوسرے کو نقصان سے بچانے کا عہد کرے جو اسے کسی شخص یا معاملہ سے پہنچا ہو

اسے براءت کا معاہدہ کہا جاتا ہے۔"

وضعی قوانین میں حوالہ اور کفالہ کو براءت کا نام دے کر اکٹھے ذکر کیا گیا ہے، جب کہ قوانین شرعیہ میں ان دونوں میں فرق کیا گیا ہے، لہذا اس مقام پر وضعی اور شرعی قوانین میں مطابقت نہیں۔

دفعہ نمبر ۱۹: راس المال کے بدلے رہن رکھنا صحیح ہے^(۷)۔

وضاحت:

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۸۶

(۲) کتاب التعرّیفات، ۱: ۹۳

(۳) نفس مصدر، ۱: ۱۸۵

(۴) النہر الفائق، ۳: ۵۰۵

(۵) بدائع الصنائع، ۵: ۲۱۴

(۶) The Contract Act 1872, Chapter: 8, Section: 124

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۸۶

رأس المال کے بدلے رہن رکھنا صحیح ہے لیکن مجلس میں رأس المال پر قبضہ کرنا ضروری ہے، لہذا صرف رہن پر قبضہ کرنا بیع سلم کے صحیح ہونے کے لیے کافی نہ ہوگا۔ البتہ اگر رہن ہلاک ہو جائے تو ثمن کا قبضہ تام ہونے کی وجہ سے کی وجہ سے رأس المال پر قبضہ ضروری نہیں اور بیع سلم صحیح ہوگی (1)۔

دفعہ نمبر ۲۰: بیع سلم میں مسلم فیہ پر قبضہ کے لیے تخلیہ کافی ہوگا (2)۔

وضاحت:

مسلم الیہ نے بیعہ ایسے حوالہ کیا کہ رب السلم اس کے لینے پر قادر ہو، اس کو تخلیہ کہا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ مسلم الیہ کا ذمہ بری ہو جاتا ہے، مثلاً مسلم الیہ، مسلم فیہ کو رب السلم کے مکان میں رکھے جہاں پر وہ محفوظ ہونے کے ساتھ رب السلم آسانی سے قبضہ کر سکتا ہے تو یہ قبضہ کافی ہوگا، اگر ہلاک ہو جائے تو رب السلم ضامن ہوگا۔

دفعہ نمبر ۲۱: کفیل اور محتمل علیہ کے لیے مسلم فیہ حوالہ کرنے میں استبدال جائز نہیں (3)۔

وضاحت:

بیع سلم میں مسلم الیہ نے کفیل یا محتمل علیہ مقرر کیے تو کفیل اور محتمل کے لیے جائز نہیں کہ مسلم فیہ کی بجائے کوئی اور چیز رب السلم کو حوالہ کرے۔ البتہ مسلم الیہ سے اس کے بدلے کوئی اور چیز لینا چاہے تو لے سکتا ہے (4)۔

دفعہ نمبر ۲۲: کفیل، مسلم الیہ سے مسلم فیہ قبضہ کرے اور رب السلم کو حوالہ کرنے سے پہلے فروخت کر دے تو اس کا نفع کفیل کے لیے جائز ہوگا (5)۔

وضاحت:

بیع سلم میں مسلم فیہ حوالہ کرنے کے لیے کفیل مقرر ہوا اور مسلم الیہ سے قبضہ کر لیا، لیکن رب السلم کو حوالہ کرنے سے پہلے اس کو بیچ کر نفع اٹھائے تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں (6)۔

یہ قبضہ اپنا حق تصور کر کے کیا ہوگا، یا مسلم الیہ نے اس کو صرف رسول بنا کر حوالہ کیا ہوگا، پہلی صورت میں اس کے لیے نفع اٹھانا حلال ہوگا بشرطیکہ رب السلم کو اس کا مثل ادا کر دے۔ دوسری صورت میں اس کے لیے نفع اٹھانا بالکل جائز نہیں، اگر کیا تو اس کو صدقہ کرے گا۔

دفعہ نمبر ۲۳: مسلم فیہ میں تصرف سے متعلق رب السلم کے حکم کا کوئی اعتبار نہ ہوگا (7)۔

وضاحت:

(1) المحیط البرہانی، ۷: ۸۸

(2) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۸۶

(3) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۸۶

(4) المحیط البرہانی، ۷: ۸۸

(5) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۸۶-۱۸۷

(6) المبسوط للسرخسی، ۱۲: ۱۷۲

(7) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۸۷

رب السلم، مسلم الیہ کو مسلم فیہ میں تصرف کا حکم کرے تو اس کا کوئی اعتبار نہ ہوگا کیونکہ مسلم فیہ سے رب السلم کا حق وابستہ نہیں^(۱)۔ مثلاً اس گندم کو میرے لیے پیسوں، یا مسلم فیہ کو سمندر میں گرا دو، اگر مسلم الیہ نے وہ کام کیا تو وہ اسی کے لیے ہوگا، رب السلم کے لیے نہیں۔ اگر رب السلم، مسلم الیہ کو حکم دے کہ وہ مسلم فیہ اس کے برتن میں کیل کر کے ڈال لے تو اس سے رب السلم کا قبضہ اس شرط کے ساتھ ثابت ہوگا کہ رب السلم خود حاضر ہو، اگر حاضر نہ ہو تو قبضہ ثابت نہیں ہوگا۔ گویا مسلم الیہ نے وہ برتن عاریۃ اس سے لیا جس میں اس نے مسلم فیہ کو ڈال دیا۔ واضح رہے کہ عام بیع اور بیع سلم کے حکم میں فرق ہے۔ مطلق بیع میں مشتری کا حق بیع کے ساتھ متعلق ہو جاتا ہے، لہذا برتن حوالہ کر کے اس میں ڈالنا قبضہ شمار ہوگا، اسی طرح مشتری کے حکم سے گندم کو پیس لے تو وہ مشتری کے لیے ہوگا۔ بیع سلم میں حکم اس کے متضاد ہے^(۲)۔ دفعہ نمبر ۲۴: راس المال کی ادائیگی کے لیے وکیل مقرر کرنا جائز ہے^(۳)۔

وضاحت:

رب السلم، راس المال کی ادائیگی کے لیے وکیل مقرر کرے تو یہ اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ متعاقبین مجلس عقد میں موجود ہوں۔ اگر حوالہ کرنے سے پہلے دونوں میں سے ایک مجلس سے چلا جائے عقد سلم باطل ہو جائے گا^(۴)۔ اسی طرح مسلم الیہ کے لیے جائز ہے کہ راس المال قبضہ قبضہ کرنے کے لیے وکیل مقرر کرے۔ دفعہ نمبر ۲۵: مسلم فیہ میں تصرف کے لیے دو مرتبہ کیل کرنا ضروری ہے^(۵)۔

وضاحت:

مسلم الیہ کیل کیے بغیر مسلم فیہ حوالہ کرے تو رب السلم اس میں تصرف اس وقت تک نہیں کر سکتا جب تک اس کو دو مرتبہ کیل نہ کرے۔ ایک مرتبہ مسلم الیہ کی طرف سے اور دوسری مرتبہ اپنی طرف سے۔ اگر مسلم الیہ نے کیل کر کے مسلم فیہ حوالہ کیا ہو تو رب السلم ایک مرتبہ کیل کرے گا۔ مسلم الیہ کا کیل کرنا رب السلم کے لیے کافی نہ ہوگا اگرچہ مسلم الیہ کے کیل کرتے وقت وہ حاضر ہو^(۶)۔ اسی طرح اگر مسلم الیہ نے کچھ دراہم رب السلم کو حوالہ کیے کہ بیع اپنے لیے تول کر قبضہ کر لو تو اس کو دو مرتبہ کیل کرنا ضروری ہوگا، ایک مرتبہ وکیل ہو کر اور دوسری مرتبہ اپنا حق وصول کرنے کے لیے۔ دفعہ نمبر ۲۶: راس المال کے مستحق نکل آنے کی صورت میں بیع سلم مستحق کی اجازت پر موقوف ہوگی^(۷)۔

وضاحت:

- (۱) فتح القدیر، ۷: ۱۰۵
- (۲) نفس مصدر
- (۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۸۷
- (۴) المحیط البرہانی، ۷: ۹۲
- (۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۸۷
- (۶) المحیط البرہانی، ۷: ۹۲
- (۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۸۷

رب السلم نے راس المال حوالہ کیا جو سامان کی صورت میں تھا، پھر اس کا مستحق نکل آیا تو بیع سلم مستحق کی اجازت پر موقوف ہوگی خواہ مجلس عقد میں ہو یا بعد میں ہو۔ اگر اس نے اجازت دی تو بیع سلم باقی رہے گی، اگر اس نے اجازت نہیں دی تو بیع سلم ختم ہو جائے گی^(۱)۔ البتہ اجازت دینے کے بعد وہ اس کا بدل رب السلم دے وصول کرے گا، اگر مثلی ہو تو مثل، اگر مثلی نہ ہو تو اس کی قیمت وصول کرے گا۔

اسی طرح اگر راس المال عین ہو یا اور اس میں کوئی عیب ہو، تو بیع سلم الیہ کی اجازت پر موقوف ہوگی خواہ مجلس عقد میں ہو یا بعد ہونے کے بعد۔ اسی طرح اگر راس المال اثمان میں سے ہوں اور کھوٹے ہوں تو بیع سلم مسلم الیہ کی اجازت پر موقوف ہوگی۔ اگر بیع سلم نافذ کر لے تو نافذ ہو جائے گی، اگر رد کرے اور مجلس عقد میں اس کے بدلے اور ثمن قبضہ کر لے تو بیع سلم صحیح ہوگی، اگر اس کے بدلے ثمن لینے سے پہلے مجلس سے جدا ہو جائیں تو بیع سلم باطل ہو جائے گی۔

اگر راس المال میں بعض ثمن کھوٹا نکلے تو جتنا واپس کرے، اس کی بقدر بیع سلم باطل ہوگی، البتہ اگر مجلس رد میں کھوٹوں کے بدلے عمدہ ثمن لے تو بیع صحیح ہو جائے گی۔ احتیاط اس میں ہے کہ مسلم الیہ پہلے عمدہ دراہم قبضہ کرے، پھر کھوٹے دراہم حوالہ کرے۔

دفعہ نمبر ۲۷: مسلم فیہ کے بارے میں متعاقبین کے درمیان اختلاف واقع ہو تو گواہ نہ ہونے کی صورت میں دونوں سے قسم لی جائے گی^(۲)۔

وضاحت:

متعاقبین کے درمیان مسلم فیہ سے متعلق اختلاف ہو جائے تو جس کے پاس گواہ ہو اس کا قول معتبر ہوگا۔ اگر رب السلم اور مسلم الیہ دونوں کے پاس گواہ نہ ہو تو قاضی دونوں سے قسم لے گا۔ واضح رہے کہ یہ اختلاف خواہ مسلم فیہ کے جنس میں ہو یا اس کی مقدار میں۔ اگر صفت میں متعاقبین کا اختلاف ہو تو استحساناً دونوں سے قسم نہیں لی جائے گی^(۳)۔

جنس میں اختلاف کی مثال یہ ہے کہ رب السلم گندم کا دعویٰ کرے کہ میں نے دس درہم کے عوض گندم لینے کی بیع کی ہے، مسلم الیہ کہے کہ تم نے دس درہم کے عوض جو لینے کا کہا تھا۔ اس صورت میں اگر دونوں کے پاس گواہ ہوں تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک رب السلم کے گواہ کو ترجیح دی جائے گی۔ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر مجلس عقد میں گواہ قائم کر لیے تو قاضی رب السلم کو بیس دراہم دے کر گندم اور جو دونوں میں بیع سلم نافذ کر دے گا۔ البتہ اگر مجلس میں صرف دس دراہم ادا کیے تو قاضی رب السلم کے گواہ کو ترجیح دے کر بیع کو نافذ کر دے گا۔ مقدار میں اختلاف کی مثال یہ ہے کہ رب السلم دس دراہم کے بدلے دو فقیر گندم کا دعویٰ کرے اور مسلم الیہ دس دراہم کے بدلے ایک فقیر کے دینے کا دعویٰ کرے۔

صفت میں اختلاف کی صورت یہ ہے کہ رب السلم عمدہ گندم کا دعویٰ کرے کہ میں نے دس دراہم کے بدلے عمدہ درہم لینے کا کہا تھا، مسلم الیہ کہے کہ تم نے دس دراہم کے بدلے کمزور گندم دینے کا کہا تھا۔ اگر دونوں نے اس پر گواہ قائم کیے تو رب السلم کے گواہ کو ترجیح دی جائے گی۔ اگر دونوں میں سے ایک گواہ قائم کرے تو اس کے قول کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا خواہ مسلم الیہ ہو یا رب السلم۔ اگر کسی کے پاس بھی گواہ نہ ہو تو استحساناً دونوں سے قسم نہیں لی جائے گی۔

دفعہ نمبر ۲۸: راس المال میں اختلاف واقع ہو تو دونوں سے قسم لی جائے گی^(۴)۔

(۱) بدائع الصنائع، ۵: ۲۰۴

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۹۱

(۳) المبسوط للسرخسی، ۱۲: ۱۵۶

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۹۱

وضاحت:

متعاقدین کے درمیان بیع سلم ہونے کے بعد دونوں کا اختلاف مسلم فیہ میں واقع ہو جائے خواہ دراہم یا دنانیر کے قبیلہ سے ہو یا سامان وغیرہ۔ یہ اختلاف خواہ جنس میں ہو یا صفت میں یا مقدار میں، اگر دونوں کے پاس گواہ ہو تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک رب السلم کے گواہ کا اعتبار کیا جائے گا۔ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر مجلس عقد سے دونوں جدا نہ ہوئے ہوں تو قاضی دراہم اور دنانیر دونوں حوالہ کرنے اور دونوں بیع نافذ کرنے کا حکم دے گا اور اگر جدا ہو گئے ہوں تو رب السلم کا گواہ معتبر ہوگا۔ اگر دونوں کے پاس گواہ نہ ہو تو استخوانا دونوں سے قسم لی جائے گی^(۱)۔

دفعہ نمبر ۲۹: مسلم فیہ کے مکان ایفاء میں اختلاف ہو جائے تو دونوں سے قسم لی جائے گی^(۲)۔

وضاحت:

متعاقدین کے درمیان مکان ایفاء میں اختلاف ہو جائے، رب السلم ایک جگہ میں دینے کا مطالبہ کرے اور مسلم الیہ دوسری جگہ میں حوالہ کرنا چاہے تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک دونوں سے قسم لی جائے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بیع سلم میں مسلم فیہ حوالہ کرنے کے لیے جگہ متعین کرنا ضروری نہیں بلکہ جس مکان میں متعاقدین کے درمیان بیع ہوئی ہو تو وہاں مسلم فیہ حوالہ کیا جائے گا، لہذا امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مکان عقد میں اختلاف کی صورت میں دونوں سے قسم لی جاتی ہے، اسی طرح جس جگہ میں مسلم فیہ حوالہ کی جائے گی، اس میں اختلاف ہو تب بھی دونوں سے قسم لی جائے گی^(۳)۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مکان ایفاء متعین کرنا بیع سلم کی صحت کے لیے شرط ہے، جس طرح اجل معلوم مقرر کرنا شرط ہے۔ چونکہ اجل میں اختلاف کی صورت میں تحالف نہیں، لہذا مکان ایفاء میں اختلاف کی صورت میں بھی تحالف نہیں ہوگا بلکہ مسلم الیہ کا قول معتبر ہوگا۔ مذکورہ بالا حکم اس صورت میں ہے کہ دونوں کے پاس گواہ نہ ہو، اگر دونوں میں سے کسی ایک کے پاس گواہ ہو تو اس کا قول معتبر ہوگا خواہ رب السلم ہو یا مسلم الیہ۔ اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو رب السلم کے گواہ کو ترجیح دی جائے گی۔

دفعہ نمبر ۳۰: بیع سلم کے اجل میں اختلاف ہو جائے تو جو اجل کا دعویٰ کرتا ہے اس کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا^(۴)۔

وضاحت:

میعاد میں اختلاف کی درج ذیل تین صورتیں ہیں^(۵):

پہلی صورت: اختلاف اصل میعاد میں ہو۔ متعاقدین کے درمیان بیع سلم کے میعاد میں اختلاف ہو جائے، دونوں میں سے ایک میعاد کا مدعی ہو کہ ہم نے میعاد مقرر کیا تھا اور دوسرا اس کا انکار کرتا ہو کہ میعاد مقرر نہیں تھا اور بیع فاسد ہے، تو اس میں قول اس کا معتبر ہوگا جو میعاد کا مدعی ہے خواہ رب السلم ہو یا مسلم الیہ۔ یہ قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر رب السلم میعاد کا منکر ہو تو اس کا

(۱) فتح القدیر، ۴: ۱۱۲

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۹۳

(۳) المبسوط للسرخسی، ۱۲: ۱۵۶

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۹۳

(۵) فتح القدیر، ۴: ۱۱۱

قول معتبر ہوگا اور بیع سلم فاسد ہو جائے گی۔ یہ اس صورت میں کہ دونوں کے پاس گواہ نہ ہو، اگر دونوں میں ایک کے پاس گواہ ہو تو اس کے قول کو ترجیح دی جائے گی۔ اگر دونوں گواہ قائم کرے تو گواہ اس کا معتبر ہوگا جو میعاد کا دعویٰ کرتا ہے۔

دوسری صورت: اختلاف میعاد کے کم یا زیادہ ہونے میں ہو۔ متعاقدين کے درمیان اختلاف ہو جائے ایک میعاد کی زیادتی کا دعویٰ کرے اور دوسرا اس سے کم کا، تو جو زیادتی کا دعویٰ کرتا ہو وہ مدعی ہوگا اور جو اس میں کمی کا دعویٰ کرتا ہو وہ مدعی علیہ شمار ہوگا خواہ رب السلم ہو یا مسلم الیہ۔ لہذا جو زیادتی کا دعویٰ کرتا ہو اگر اس کے پاس گواہ ہو تو کا اعتبار کیا جائے گا ورنہ دوسرے سے قسم لی جائے گی۔

تیسری صورت: متعاقدين کا اختلاف بیع سلم کے میعاد ختم ہونے یا نہ ہونے میں ہو، مثلاً رب السلم دعویٰ کرے کہ میعاد مقرر گزر چکی ہے اور مسلم الیہ اس کا انکار کرتا ہو تو اس میں قول مسلم الیہ کا قسم کے ساتھ معتبر ہوگا کیونکہ رب السلم مسلم فیہ کا مطالبہ کر رہا ہے اور مسلم الیہ فی الحال اس کے مطالبہ کا انکار کر رہا ہے۔

دفعہ نمبر ۳۱: برأس المال کا مجلس عقد میں قبضہ کرنے میں اختلاف ہو جائے تو مسلم الیہ کا گواہ معتبر ہوگا^(۱)۔

وضاحت:

اگر متعاقدين کے درمیان اختلاف رأس المال کے قبضہ کرنے میں ہو جائے، رب السلم دعویٰ کرے کہ مسلم الیہ نے مجلس عقد میں رأس المال قبضہ نہیں کیا تھا۔ مسلم الیہ اس کے قول کا انکار کرتا ہو اور دونوں گواہ قائم کریں، تو مسلم الیہ کا گواہ معتبر ہوگا خواہ مسلم فیہ، مسلم الیہ کے ہاتھ میں ہو یا رب السلم کے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلم الیہ اپنے قبضہ کو ثابت کر رہا ہے لہذا گواہ بھی اسی کے معتبر ہوں گے^(۲)۔

دفعہ نمبر ۳۲: برأس المال کے عمدہ اور غیر عمدہ ہونے میں اختلاف ہونے کی صورت میں مسلم الیہ کا قول معتبر ہوگا^(۳)۔

وضاحت:

رأس المال میں متعاقدين کا اختلاف ہو جائے، مسلم اس کے کھونا ہونے کا دعویٰ کرے اور رب السلم عمدہ ہونے کا دعویٰ کرے تو اس میں مسلم الیہ کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا۔ البتہ اگر مسلم الیہ نے پہلے یہ کلمات کہے ہوں: میں نے اپنا حق پورا قبضہ کیا، یا میں نے عمدہ دراہم قبضہ کیے، یا میں نے رأس المال قبضہ کیا۔ پھر دعویٰ کرے کہ رأس المال میں بعض دراہم کھوئے ہیں اور رب السلم اس کی تکذیب کرے تو مسلم الیہ کے قول کا کوئی اعتبار نہ ہوگا ورنہ رب السلم سے قسم لی جائے گی^(۴)۔

دفعہ نمبر ۳۳: مسلم فیہ کے عمدہ یا غیر عمدہ ہونے میں بازار میں اہل صناعیت میں سے کسی ماہر کا قول معتبر ہوگا^(۵)۔

وضاحت:

مسلم فیہ کے عمدہ یا غیر عمدہ ہونے میں متعاقدين کا اختلاف ہو جائے تو قاضی ایک ماہر آدمی، جو اہل صناعیت میں سے ہوں، کو دکھائے گا۔ اگر انہوں نے عمدہ ہونے کا فیصلہ کیا تو رب السلم کو قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۹۴

(۲) المحیط البرہانی، ۷: ۱۱۰

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۹۴

(۴) المحیط البرہانی، ۷: ۱۱۲

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۹۵-۱۹۴

دفعہ نمبر ۳۴: عقدِ سلم میں مسلم فیہ کے حوالہ کرنے کی مشروط جگہ کو تبدیل کرنا جائز ہے بشرطیکہ رب المسلم راضی ہو^(۱)۔

وضاحت:

اگر مسلم الیہ، رب المسلم سے کہے کہ میں مسلم فیہ فلاں جگہ کی بجائے دوسری جگہ میں حوالہ کروں گا اور رب المسلم راضی ہو جائے تو یہ جائز ہوگا۔ اگر رب المسلم اس کے بدلے کرایہ لینا چاہے تو یہ جائز نہیں ہوگا اور اگر کرایہ دے دیا ہو تو واپس کرنا ضروری ہے^(۲)۔

البتہ بیع سلم کے میعاد گزرنے کے بعد دوسرے شہر میں رب المسلم، مسلم الیہ سے ملے اور اپنے مسلم فیہ کا مطالبہ کرے تو اس کا مطالبہ باطل ہوگا کیونکہ دوسرا ملک یا شہر اس کے حوالہ کرنے کے لیے مقرر نہیں ہوا ہے۔ البتہ اگر رب المسلم اپنا حق وصول کرنے سے عاجز ہو تو اس کے لیے دوسرے شہر میں اس سے مطالبہ کرنا جائز ہے۔

دفعہ نمبر ۳۵: بیع سلم میں اقالہ جائز ہے^(۳)۔

وضاحت:

بیع سلم میں اقالہ جائز ہے، جس طرح عام بیوعات میں جائز ہے^(۴)۔ علامہ کا سانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد:

"من أقال نادما بيعته، أقال الله عشرته يوم القيامة"^(۵)

"جس نے (بیع پر) نادم شخص کے ساتھ اقالہ کیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی کمزوریوں کو معاف کر دے گا۔"

میں مطلقاً اقالہ کا ذکر ہے۔ دوسری دلیل یہ بیان فرماتے ہیں کہ عام بیوعات میں اقالہ کی اصل وجہ ندامت ہے، اور بیع سلم میں ندامت عام طور پر زیادہ ہوتا ہے^(۶)۔ خواہ بعض مسلم فیہ میں ہو یا کل مسلم فیہ میں، میعاد ختم ہونے سے پہلے ہو یا میعاد گزرنے کے بعد ہو، اس المال مسلم الیہ کے ہاتھ میں موجود ہو یا ہلاک ہوا ہو۔ اگر اس المال موجود ہو تو اس کا لوٹنا لازم ہوگا۔ اگر ہلاک ہوا تو اس کا مثل لوٹائے گا، اگر مثل نہ ہو تو اس کی قیمت حوالہ کرنا لازم ہوگا۔

اقالہ اس اس المال کے بدلے ہوگا جو مسلم الیہ کو حوالہ کیا گیا ہو، اگر اس سے زیادہ مقرر کیا جائے تو اقالہ اس المال کے بدلے صحیح ہوگا اور زائد باطل ہوگا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی نے سو (۱۰۰) دراہم کے بدلے گندم کا بیع سلم کیا، پھر دونوں اقالہ پر متفق ہو گئے لیکن سو (۱۰۰) دراہم کی بجائے دو سو (۲۰۰) دراہم لوٹانے کا کہا تو اقالہ صحیح ہوگا اور زائد کی شرط باطل ہوگی یعنی سو (۱۰۰) دراہم لوٹائے گا اور سو (۱۰۰) دراہم ختم ہو جائیں گے۔

دفعہ نمبر ۳۶: اقالہ کے بعد اس المال کے بدلے استبدال جائز نہیں^(۷)۔

وضاحت:

(۱) نفس مصدر، ۳: ۱۹۵

(۲) المبسوط للسرخسی، ۱۲: ۱۷۶

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۹۵

(۴) شرح مختصر الطحاوی للجباص، ۳: ۱۳۵

(۵) علامہ ابن حبان نے اس حدیث کو نقل کر کے صحیح کہا ہے۔ [صحیح ابن حبان، کتاب البیوع، باب الاقالہ، رقم الحدیث: ۵۰۲۹]

(۶) بدائع الصنائع، ۵: ۲۱۳

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۹۶

متعاقدين کے درمیان بیع سلم میں اقالہ ہوا، پھر رب السلم، راس المال قبضہ کرنے سے پہلے دوسری چیز لینا چاہے تو یہ استبدال جائز نہیں ہوگا۔ مثلاً زید نے در اہم حوالہ کی ہوا اور اقالہ کے بعد وہ در اہم کے بدلے کوئی چیز دینا چاہے تو یہ جائز نہیں ہوگا^(۱)۔

دفعہ نمبر ۳۷: بیع سلم کے مجلس اقالہ میں راس المال کا قبضہ کرنا ضروری نہیں^(۲)۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان بیع سلم میں اقالہ ہو جائے تو مجلس اقالہ میں راس المال کو واپس کرنا یا قبضہ کرنا ضروری نہیں^(۳)۔

دفعہ نمبر ۳۸: بیع سلم میں راس المال کے ہلاک ہونے کی صورت میں بھی اقالہ جائز ہے خواہ اقالہ سے پہلے ہلاک ہو یا بعد میں^(۴)۔

وضاحت:

بیع سلم کے بعد متعاقدين کے درمیان اقالہ ہو جائے اور راس المال ہلاک ہوا ہو تب بھی اقالہ باطل نہیں ہوگا خواہ راس المال اقالہ سے پہلے ہلاک ہوا ہو یا بعد میں^(۵)۔ مثلاً ایک شخص نے باندی حوالہ کی اور اس کے بدلے بیع سلم میں گندم خریدے۔ پھر دونوں کے درمیان اقالہ ہوا اور اور باندی ہلاک ہو گئی تو اقالہ صحیح ہوگا اور مسلم الیہ پر باندی کی قیمت لازم ہوگی۔ اسی طرح اگر باندی ہلاک ہو گئی ہو، پھر متعاقدين کر درمیان اقالہ ہو جائے تو مسلم الیہ پر باندی کی قیمت لازم ہوگی۔

دفعہ نمبر ۳۹: مسلم فیہ کو قبضہ کرنے سے پہلے مسلم الیہ کو بیچنا جائز نہیں^(۶)۔

وضاحت:

رب السلم نے مسلم الیہ قبضہ کیے بغیر، مسلم الیہ کو بیچ دیا تو یہ جائز نہیں ہوگا اور نہ اقالہ شمار ہوگا، خواہ راس المال کے بدلے ہو یا راس المال سے زیادہ کے بدلے^(۷)۔

دفعہ نمبر ۴۰: اقالہ کے بعد راس المال میں اختلاف ہو جائے تو مسلم الیہ کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا^(۸)۔

وضاحت:

اقالہ کے بعد بیع سلم کے راس المال میں اختلاف ہو جائے تو مسلم الیہ کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا بشرط یہ کہ مسلم فیہ، ہلاک ہوا ہو۔ اگر مسلم فیہ، رب السلم کے قبضہ میں موجود ہو، پھر راس المال میں اختلاف ہو جائے تو قاضی دونوں سے قسم کا مطالبہ کرے گا^(۹)۔

(۱) المحیط البرہانی، ۷: ۱۱۶

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۹۶

(۳) تحفۃ الفقہاء، ۲: ۱۸

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۹۶

(۵) الجامع الصغیر و شرح النافع الکبیر، محمد عبدالحی بن محمد عبدالحلیم، ص ۳۲۶، عالم الکتب، بیروت، ۱۴۰۶ھ

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۹۶

(۷) البحر الرائق، ۶: ۱۷۹

(۸) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۹۶

(۹) المحیط البرہانی، ۷: ۱۱۹

دفعہ نمبر ۴۱: رب السلم دو افراد ہوں اور دونوں میں سے ایک اپنے راس المال سے کسی چیز پر صلح کر لے تو یہ صلح موقوف ہوگی^(۱)۔

وضاحت:

دو آدمی مل کر کسی کے ساتھ بیع سلم کرے، پھر دونوں میں سے ایک اپنے راس المال کے بدلے اقالہ کرے تو طرفین کے نزدیک یہ صلح موقوف ہوگی۔ اگر دوسرے نے اجازت دی تو صلح صحیح ہوگی اور جو حصہ قبضہ کرے گا وہ دونوں کے درمیان شریک ہوگا۔

دفعہ نمبر ۴۲: مسلم فیہ جس میں عیب قدیم ہو، اس کو قبضہ کرنے کے بعد اس میں عیب پیدا ہو جائے تو مسلم الیہ کو قبول کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہوگا^(۲)۔

وضاحت:

رب السلم کے قبضہ میں مسلم فیہ میں عیب پیدا ہوا، جب کہ اس میں پہلے سے ایک عیب موجود تھا جس پر رب السلم بعد میں مطلع ہو جائے تو مسلم الیہ کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار حاصل ہوگا: ایک یہ کہ اس معیوب مسلم فیہ کو لے اور بیع سلم میں جن شرائط کے ساتھ مسلم فیہ مقرر ہوا تھا وہ حوالہ کرے۔ دوسری یہ کہ مسلم الیہ اس معیوب مسلم فیہ لینے سے انکار کرے۔ البتہ اس کی تفصیل میں ائمہ ثلاثہ کا اختلاف ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسلم فیہ میں عیب قدیم کی وجہ سے جتنی قیمت کی کمی آئی ہے، راس المال سے اس کے بقدر رجوع کر کے واپس لے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رب السلم نے جو معیوب مسلم فیہ قبضہ کیا تھا اس کا مثل حوالہ کرے اور مسلم الیہ پر جن شرائط کے ساتھ مسلم فیہ حوالہ کرنا لازم ہو وہی حوالہ کرے گا۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رب السلم کے قبضہ میں جو عیب پیدا ہوا ہے، اگر وہ رب السلم کے ہاتھوں (فعل) سے پیدا ہوا ہو تو رب السلم کا حق باطل ہوگا، البتہ مسلم الیہ کو نقصان کے ساتھ لینے کا اختیار ہوگا۔ اگر وہ عیب کسی اجنبی کے فعل سے پیدا ہوا ہو تو رب السلم کا اختیار ہی باطل ہوگا۔

دفعہ نمبر ۴۳: بیع سلم کے لیے کسی کو وکیل بنانا جائز ہے^(۳)۔

وضاحت:

رب السلم کسی کو وکیل بنا کر راس المال حوالہ کرے اور کہے کہ میرے لیے فلاں شخص کے ساتھ بیع سلم کرے تو یہ بیع سلم کے تمام شروط کے ساتھ جائز ہوگی۔ راس المال کا حوالہ کرنا اور مسلم فیہ کا قبضہ کرنا وکیل کے ذمہ ہوگا۔ اگر وکیل اپنی طرف سے راس المال کی ادائیگی کرے تو وہ مؤکل سے اس کا مطالبہ کر سکتا ہے^(۴)۔

دفعہ نمبر ۴۴: بیع سلم کے وکیل کے لیے جائز ہے کہ راس المال کے مطالبہ کے لیے مسلم فیہ اپنے پاس روکے رکھے^(۵)۔

وضاحت:

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۹۷

(۲) نفس المصدر، ۳: ۱۹۷-۱۹۸

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۹۸

(۴) المبسوط للسرخسی، ۱۲: ۲۰۲

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۹۸

اگر وکیل نے راس المال اپنی طرف سے حوالہ کیا ہو تو مسلم فیہ اپنے پاس روکے رکھ سکتا ہے جب تک اپنا راس المال قبضہ نہ کر لے، اگر روکنے سے پہلے ہلاک ہو گئی تو یہ قبضہ چونکہ امانت کا ہے تو ضمان وکیل پر نہیں بلکہ مؤکل (رب المسلم) پر ہوگا۔ اگر روکنے کے بعد ہلاک ہوا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک یہ ہلاکت رہن کے ہلاکت کے مانند ہوگا۔

وکیل اگر رب المسلم کے حکم کی مخالفت کر کے کسی اور چیز کو بیع مسلم میں خریدے تو مؤکل کے لیے جائز ہے کہ وکیل کو اپنے راس المال کا ضامن ٹھہرائے، اس صورت میں بیع مسلم وکیل کی طرف سے برقرار رہے گی۔ اور اگر چاہے تو مسلم الیہ کو ضامن بنائے، اس صورت میں بیع مسلم باطل ہو جائے گی^(۱)۔

دفعہ نمبر ۴۵: بیع مسلم کے وکیل کے لیے اقالہ کرنا جائز ہے^(۲)۔

وضاحت:

مؤکل نے کسی کو دراہم حوالہ کر کے بیع مسلم کا وکیل بنایا، اس نے بیع مسلم کرنے کے بعد اس میں اقالہ کیا تو یہ جائز ہے لیکن وہ مؤکل کے لیے مسلم فیہ کے مثل کا ضامن ہوگا۔

دفعہ نمبر ۴۶: مجلس عقد مسلم میں راس المال حوالہ کرنے تک وکیل کا حاضر رہنا ضروری ہے^(۳)۔

وضاحت:

مؤکل نے کسی کو عقد مسلم کا وکیل بنایا، جب تک مؤکل راس المال مسلم الیہ کو حوالہ نہ کرے تو وکیل مجلس عقد سے جدا نہیں ہو سکتا، اگر جدا ہو گیا تو عقد باطل ہو جائے گا۔ مثلاً ایک شخص نے کسی کو بیع مسلم کے ساتھ گندم خریدنے کا وکیل بنایا، وکیل نے کسی کے ساتھ عقد کیا تو جب تک مؤکل مسلم الیہ کو راس المال ادا نہ کرے تو وکیل مجلس عقد سے جدا نہیں ہو سکتا، اگر جدا ہو گیا تو عقد باطل ہو جائے گا۔

دفعہ نمبر ۴۷: مسلم الیہ راس المال قبضہ کرنے کے لیے کسی کو وکیل بنائے تو مسلم الیہ کا مجلس عقد میں رہنا ضروری ہے^(۴)۔

وضاحت:

اگر راس المال قبضہ کرنے کے لیے مسلم الیہ کی طرف سے وکیل مقرر ہوا تو راس المال کے قبضہ کرنے تک مسلم الیہ کا مجلس عقد میں رہنا ضروری ہے وکیل کا نہیں۔ اگر مسلم الیہ مجلس سے چلا گیا اور وکیل موجود ہو تو بیع مسلم باطل ہو جائے گی۔

دفعہ نمبر ۴۸: بیع مسلم کا وکیل مسلم فیہ کو اپنے دراہم سے خریدے تو یہ بیع وکیل کے لیے ہوگی^(۵)۔

وضاحت:

مؤکل نے کسی کو دراہم دے کر بیع مسلم کا وکیل ٹھہرایا، اس نے مسلم فیہ کو خریدا تو اس کی درج ذیل صورتیں ہیں^(۶):

۱۔ عقد کے وقت بیع کی نسبت مؤکل کے دراہم کی طرف کرے تو یہ عقد مؤکل کے لیے ہوگا۔

(۱) المحیط البرہانی، ۷: ۱۲۲

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۱۹۹

(۳) نفس مصدر

(۴) نفس مصدر

(۵) نفس مصدر

(۶) المبسوط للسرخسی، ۱۲: ۲۱۲

۲۔ عقد کے وقت بیع کی نسبت اپنے دراپنے کی طرف کرے تو یہ بیع وکیل کی طرف سے ہوگی۔

۳۔ مطلقاً دراپنے کے ساتھ بیع کرے تو اس میں نیت کا اعتبار ہوگا اگر اپنے لیے نیت کی ہو تو وکیل کی، اور اگر مؤکل کے لیے کی ہو تو مؤکل کے ہوگی۔

دفعہ نمبر ۴۹: وکیل بیع سلم میں شرط فاسد داخل کرے تو وکیل اس کا ضامن نہیں ہوگا^(۱)۔

وضاحت:

مؤکل نے کسی کو بیع سلم کا وکیل بنایا، پھر وکیل نے بیع سلم میں ایسی شرط لگائی جس سے بیع فاسد ہوتی ہو تو وکیل، مؤکل کے لیے ضامن نہیں ہوگا۔ علامہ سرخسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر ہم شرط فاسد کی وجہ سے اس کو ضامن ٹھہرائیں گے تو لوگ وکالت سے احتراز کریں گے۔ دوسرا یہ کہ ہر ایک شخص امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرح تمام احکامات و مسائل کو جاننے والا نہیں ہوتا^(۲)۔ دفعہ نمبر ۵۰: ذمی کو بیع سلم کے لیے وکیل بنانا کراہت کے ساتھ جائز ہے^(۳)۔

وضاحت:

ذمی معاملات میں مسلمانوں کی طرح ہوتا ہے، لہذا اس کو بیع سلم میں وکیل بنانا بھی جائز ہے، البتہ ذمی کے غلط اعتقاد یا اس کے اسلامی تعلیمات سے جاہل ہونے کی وجہ سے اس کو وکیل بنانا مکروہ ہے۔

دفعہ نمبر ۵۱: بیع سلم کا وکیل کسی کو مسلم فیہ قبضہ کرنے کے لیے وکیل بنائے تو یہ جائز ہے^(۴)۔

وضاحت:

مؤکل نے کسی کو بیع سلم کے لیے وکیل بنایا تھا، اس نے عقد کے بعد کسی کو مسلم فیہ قبضہ کرنے کے لیے وکیل بنایا تو یہ جائز ہوگا اور مسلم الیہ کا ذمہ بری ہو جائے گا۔ البتہ اگر دوسرا وکیل پہلے وکیل کا غلام، بیٹا یا اجیر ہو تو اس کے قبضہ میں ہلاک ہونے سے مؤکل کے لیے ضامن نہیں ہوگا، اگر اجنبی شخص ہو تو وکیل اول ضامن ہوگا۔

دفعہ نمبر ۵۲: بیع سلم کا وکیل اس شخص کے ساتھ بیع سلم نہیں کر سکتا جس میں تہمت کا خدشہ ہو^(۵)۔

وضاحت:

مؤکل نے کسی کو بیع سلم کا وکیل بنایا تو وہ بیع سلم ہر اس شخص کے ساتھ کرے گا جس میں وکیل پر تہمت کا خدشہ نہ ہو، اور ہر وہ شخص جس میں تہمت کا خدشہ ہو، اس کے ساتھ بیع سلم نہیں کر سکتا^(۶)، مثلاً اپنے غلام، بیٹے، باپ، ماں، بیوی اور ہر وہ شخص جس کی گواہی اس کے حق میں قبول نہ ہوتی ہو، ان کے ساتھ بیع سلم جائز نہ ہوگی۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ بیٹے، باپ، ماں اور بیوی کے ساتھ وکیل، بیع سلم کر سکتا ہے کیونکہ ان کی ملکیت جدا جدا ہے۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۰۰

(۲) المبسوط للسرخسی، ۱۲: ۲۱۶

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۰۰

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۰۰

(۵) نفس مصدر

(۶) المبسوط للسرخسی، ۱۲: ۲۱۸

باب ۱۹: قرض، اور بیع استقناع کا بیان

دفعہ نمبر ۵۳: ذوات الامثال میں قرض جائز ہے^(۱)۔

وضاحت:

ہر وہ چیز جو مثلی ہو، اس میں قرض جائز ہے، خواہ وہ مکمل ہو، موزونی ہو یا عددی متقارب۔ اگر مثلی نہ ہو یا عددی متقارب نہ ہو تو اس میں قرض بھی جائز نہیں ہوگا، جیسے حیوان، کپڑا^(۲)۔

خبر (روٹی) میں استقراض سے متعلق فقہاء احناف کا اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں استقراض ناجائز ہے خواہ وزن کے اعتبار سے ہو یا عدد کے اعتبار سے۔ اس کی وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ روٹی ہر اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے اس میں برابری اور تماثل ممکن نہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے وزن اور عدد دونوں اعتبار سے اس کو جائز سمجھتے ہیں۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وزن کے اعتبار سے جائز ہے، عدد کے اعتبار سے ناجائز ہے۔ علامہ ابن المہام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام محمد رحمہ اللہ کا قول زیادہ بہتر ہے^(۳)۔

دفعہ نمبر ۵۴: قرض فاسد میں مستقرض کا قبضہ ثابت ہو جاتا ہے۔

وضاحت:

مستقرض نے قرض فاسد کے ساتھ کوئی چیز قبضہ کر لی، تو اس کی ملکیت مقروضہ چیز پر ثابت ہو جائے گی، البتہ اس عین چیز کو واپس کرنا لازم ہوگا۔ بخلاف قرض صحیح کے، اس میں عین مقروضہ چیز کا مثل لوٹایا جاتا ہے۔

دفعہ نمبر ۵۵: ہر وہ چیز جس میں قرض ممنوع ہو اس سے انتفاع منع ہے۔

وضاحت:

مستقرض نے کوئی ایسی چیز لی جس میں قرض ممنوع ہو تو اس کے لیے اس سے انتفاع بھی جائز نہیں ہوگا، البتہ اس کو بیچنا صحیح ہوگا کیونکہ مستقرض کی ملکیت ثابت ہو گئی ہے^(۴)۔

دفعہ نمبر ۵۶: استقراض میں کسی چیز کے وزنی یا کیلی ہونے میں نص وارد نہ ہو تو اس میں عرف کا اعتبار ہوگا۔

وضاحت:

کسی بھی چیز کے وزنی یا کیلی ہونے میں نص کا اعتبار ہوگا، اگر نص وارد نہ ہو تو عرف کا اعتبار ہوگا، لہذا استقراض میں بھی حکم اسی کے مطابق لگے گا۔ مثلاً سونا و چاندی کو وزن کے اعتبار سے قرض لیا جائے گا اگرچہ عرف میں اس کو عددی شمار کی جاتی ہو کیونکہ وہ شرعاً وزنی ہیں^(۵)۔

اگر سونا و چاندی کسی دوسری چیز کے ساتھ ملی ہوئی ہو، مثلاً پیتل کے ساتھ، اگر پیتل کی مقدار دو تہائی ہو اور چاندی کی ایک تہائی، تو حکم پیتل کے اعتبار سے ہوگا اور پیتل میں عرف کا اعتبار ہوتا ہے، اگر وزنی ہو تو وزن کے اعتبار سے اور اگر عددی ہو تو عدد کے اعتبار سے قرض لی جائے

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۰۰

(۲) البحر الرائق، ۶: ۱۳۳

(۳) فتح القدیر، ۷: ۳۷

(۴) رد المحتار، ۵: ۱۶۲

(۵) المحیط البرہانی، ۷: ۱۲۶

گی۔ البتہ اگر چاندی کی مقدار زیادہ ہو، مثلاً دو تہائی ہو تو اس میں وزن کا اعتبار ہوگا کیونکہ پیتل چاندی کے تابع شمار ہوگی اور چاندی وزنی ہے لہذا اس میں عرف کا اعتبار نہ ہوگا۔

دفعہ نمبر ۵: قرض کے لیے اجل مقرر کرنا باطل ہے^(۱)۔

وضاحت:

قرض کے لیے اجل مقرر کرنا جائز نہیں ہے، اگر ابتداء میں میعاد مقرر کی گئی ہو تو قرض صحیح ہوگا اور اجل باطل ہوگا^(۲)۔ اگر مستقرض کے لیے میعاد مقرر کرنا چاہے تو اس کا حیلہ فقہاء نے یہ ذکر کیا ہے کہ مستقرض قرض کی ادائیگی کو ایسے شخص کے حوالہ کر دے گا جس پر مستقرض کا دین ہے، پھر مقرض اس محتال علیہ کے لیے میعاد مقرر کرے تو یہ جائز ہوگا۔

دفعہ نمبر ۵۸: کسی بھی قرض پر مشروط فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں^(۳)۔

وضاحت:

قرض کے بدلے میں مقرض کے لیے کسی قسم کا فائدہ حاصل کرنا باطل ہے^(۴)۔ فضالہ بن عبید^(۵) رضی اللہ عنہ کی ایک موقوف روایت میں ہے:

"كُلُّ قَرْضٍ حَرٌّ مَنْفَعَةٌ فَهُوَ وَجْهٌ مِنْ وَجُوهِ الرَّبَا"^(۶)

"ہر وہ قرض جس کے بدلے نفع اٹھایا جائے وہ ربائیں سے ہے۔"

یہ ربائیں وقت شمار ہوگی جب وہ عقد میں مشروط ہو، اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کسی کو قرض اس شرط پر دے کہ وہ اس سے بیعہ اپنی قیمت سے زیادہ کے ساتھ خریدے گا تو یہ ربائیں داخل ہے۔ اس کی ایک مشہور مثال جو فقہاء احناف نے تحریر فرمائی ہے، وہ یہ ہے کہ قرض میں سفتجہ ناجائز ہے، سفتجہ کی صورت یہ ہے کہ مقرض، مستقرض کو کوفہ میں قرض حوالہ کرے اور اس سے بصرہ میں لینے کا مطالبہ کرے تو یہ قرض پر مال کی حفاظت کا فائدہ حاصل کرنا ہے کیونکہ کوفہ سے بصرہ تک اس مال کا پہنچنے میں ہلاک ہونے کا خطرہ تھا، اور یہ فائدہ مقرض کو قرض دینے سے حاصل ہو گیا۔ لیکن یہ اس صورت میں جب یہ نفع قرض دینے کے وقت مشروط ہو^(۷)۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۰۲

(۲) فتح القدیر، ۶: ۵۲۳

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۰۲

(۴) الاختیار لتعلیل المحتار، ۲: ۳۳

(۵) فضالہ بن عبید بن نافذ بن قیس بن صہیب بن اصرم انصاری اوسی (وفات: ۵۳ھ)، کنیت ابو محمد ہے، صحابی رسول ہیں، غزوہ بدر میں کسی وجہ سے شریک نہ ہوئے، غزوہ احد اور دوسرے غزوات میں شریک رہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو طرس اور بلاد روم کے درمیانی علاقہ جات جو در رب نام سے مشہور ہے، کا عامل مقرر کیا تھا۔ [الاصابة فی تمییز الصحابة، ۵: ۲۸۴]

(۶) [السنن الکبریٰ للبیہقی، باب کل قرض جر منفعة فہو ربا، رقم الحدیث: ۱۰۹۳۳] امام غزالی نے اس حدیث کو نقل کر کے صحیح کہا ہے۔ [الوسیط فی المذہب،

ابو حامد محمد بن محمد غزالی، ۳: ۴۵۳، دار السلام، قاہرہ، ۱۴۱۷ھ]

(۷) المحیط البرہانی، ۷: ۱۲۸

اگر مشروط نہ ہو بلکہ مستقرض اپنی طرف سے کوئی نفع دینا چاہے یا قرض احسن طریقہ سے واپس کرنا چاہے تو یہ جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"إِنَّ خِيَارَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً" (1)

"تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرض کی ادائیگی میں اچھا ہو۔"

مقرض، اپنے مستقرض سے ہدیہ قبول کر سکتا ہے، البتہ اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر مقرض کو معلوم ہو کہ یہ اس نے قرض کی وجہ سے دی ہے تو افضل یہ ہے کہ وہ اس کے لینے سے بچے۔ اگر ایسا نہ ہو بلکہ کسی اور وجہ سے مثلاً قربت کی وجہ سے دی ہو تو لینے میں کوئی حرج نہیں۔ یہی حکم دین (2) کا بھی ہے، یعنی اگر مدیون، عمدہ دین حوالہ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے، البتہ دائن کو قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ دفعہ نمبر ۵۹: خلاف جنس دین حوالہ کرنا جائز ہے۔

وضاحت:

اگر مدیون خلاف جنس دین حوالہ کرے تو یہ جائز ہے، مثلاً زید نے بیعہ بیچا دراہم کے بدلے، تو دراہم مشتری کے ذمہ دین ہے، اب اگر وہ اس کی بجائے دنا نیر حوالہ کرنا چاہے تو یہ جائز ہے (3)۔ دفعہ نمبر ۶۰: اگر مستقرض ذمی ہو، پھر وہ مسلمان ہو جائے تو اس پر مقروضہ شراب کی قیمت لازم ہوگی (4)۔

وضاحت:

ایک ذمی نے دوسرے ذمی کو شراب قرض دیا، پھر مستقرض مسلمان ہو گیا، تو اس پر شراب کی قیمت لازم ہوگی۔ اگر مقرض مسلمان ہو گیا تو شراب شاقط ہو جائے گی (5)۔ دفعہ نمبر ۶۱: مقروضہ چیز کیلی یا وزنی ہو اور وہ بازار میں ناپید ہو تو قاضی، مقرض کو قرض کے مطالبہ میں تاخیر کرنے پر مجبور کرے گا (6)۔

وضاحت:

کسی نے کیلی یا وزنی چیز کو قرض پر لی، پھر وہ بازار سے میں نہ ملے تو قاضی، مقرض کو قرض کے مطالبہ کرنے میں تاخیر پر مجبور کر سکتا ہے (7)۔ دفعہ نمبر ۶۲: مقروضہ وزنی چیزوں کی قیمت اگر مختلف ہو تو جس جگہ عقد قرض ہوا ہے وہاں کی وزنی چیز معتبر ہوگی (8)۔

(1) صحیح مسلم، باب من استلف شیئاً، فقضی خیراً منہ، رقم الحدیث: ۱۶۰۰

(2) ہر وہ چیز جو ذمہ میں اجل کے ساتھ ثابت ہو تو وہ دین ہے، مثلاً بیع، اجارہ، مہر، مؤجل، رهن، مزاعمت، مساقات، سلم، دیت، وغیرہ ان تمام صورتوں میں جو مال ذمہ میں ہوتی ہے ہو دین ہے، البتہ قرض وہ ہے جو نقد کی صورت میں کسی کو دیا جائے، دونوں کے حکم میں فرق یہ ہے کہ قرض میں تاخیر جائز نہیں، جب کہ دیون میں تاخیر ہوتی ہے۔

(3) الموسوعة الفقهية الكويتية، ۳۳: ۱۲۵

(4) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۰۴

(5) البحر الرائق، ۶: ۱۸۹

(6) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۰۴

(7) رد المحتار، ۵: ۱۶۳

(8) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۰۵

وضاحت:

مقرض نے جس جگہ مقروضہ چیز حوالہ کی ہے اس کے وزن کی قیمت وہاں کم ہو، پھر مقرض، مستقرض کو کسی اور جگہ جہاں اس چیز کی قیمت زیادہ ہو، لینے کا مطالبہ کرے تو یہ صحیح نہ ہوگا بلکہ اس جگہ کی قیمت کا اعتبار ہوگا جہاں پر قرض وصول کیا ہو^(۱)۔
دفعہ نمبر ۶۳: مستقرض، قرض کو اپنے مقرض سے خرید سکتا ہے^(۲)۔

وضاحت:

اگر مقروضہ سامان ہو اور مستقرض دراہم کے بدلے اس کو خریدنا چاہے تو اس کے لیے جائز ہے خواہ سامان مستقرض کے ہاتھوں موجود ہوں یا ہلاک ہوا ہو اور جدا ہونے سے پہلے مجلس میں ان دراہم پر قبضہ ضروری ہے۔ اسی طرح مقرض، مقروضہ چیز کے علاوہ کسی اور چیز پر صلح کرے تو جائز ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک ہزار (۱۰۰۰) دراہم حوالہ کیے، پھر اس نے دنانیر کا مطالبہ کیا تو یہ جائز ہے، اسی طرح اگر ایک ہزار (۱۰۰۰) کی بجائے سو (۱۰۰) دراہم پر صلح کرے تو یہ جائز ہے اور فی الحال ادا کرنا لازم ہوں گے^(۳)۔
اسی طرح مستقرض اپنا سامان مقرض کو دے کر بیچنے کا حکم دے اور کہے کہ اس سے اپنا حق وصول کرو تو یہ بھی جائز ہے۔ البتہ سامان کی صورت میں نفس قبضہ کے ساتھ ضمان مقرض پر آئے گا خواہ اس کو بیچا ہو یا نہ ہو، اور نقد کی صورت میں نفس قبضہ کے ساتھ ضامن نہ ہوگا جب تک ان نقد کو بیچ کر اپنا حق وصول نہ کرے، مثلاً مستقرض دنانیر حوالہ کر کے یوں کہے کہ اس سے اپنا قرض وصول کر لے، اگر اپنا قرض لینے سے پہلے دنانیر ہلاک ہو گئے تو ضمان مستقرض پر ہوگا^(۴)۔

دفعہ نمبر ۶۴: مقرض کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے مستقرض کے ساتھ اپنے قرض کے بدلے صلح کرے^(۵)۔

وضاحت:

مقرض اپنے مستقرض کے ساتھ قرض سے صلح کرنا چاہے تو وہ اس کا مجاز ہوگا۔ مثلاً ایک شخص نے کسی کو ایک ہزار دراہم حوالہ کیے، پھر مقرض اپنے مستقرض سے کہے کہ مجھے فی الحال سو (۱۰۰) دراہم حوالہ کر لو تو یہ جائز ہوگا بشرط یہ کہ مستقرض راضی ہو جائے اور مستقرض پر سو (۱۰۰) دراہم حوالہ کرنا لازم ہوگا۔

دفعہ نمبر ۶۵: قرض پر قبضہ کرنے سے پہلے تصرف کرنا جائز ہے^(۶)۔

وضاحت:

مستقرض کے لیے قرض پر قبضہ کرنے سے پہلے تصرف کرنا جائز ہے۔ تصرف سے مراد اس کا بیچنا، ہبہ کرنا، وصیت کرنا ہے^(۷)۔

(۱) مجمع الضمانات، ص: ۴۳۸

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۰۵

(۳) الدر المختار، ص: ۴۲۹

(۴) الفروق المکرر، ۲: ۱۰۵

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۰۵

(۶) نفس مصدر

(۷) بدائع الصنائع، ۵: ۲۷۳

دفعہ نمبر ۶۶: بچہ، تاجر غلام اور معتوہ قرض نہیں دے سکتا^(۱)۔

وضاحت:

قرض چونکہ اپنے مال میں کسی کے ساتھ احسان کرنا ہے جس کو تبرع کہا جاتا ہے، اور بچہ، تاجر اور معتوہ اس کے مستحق نہیں، لہذا ان حضرات کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی کو قرض دے۔ اگر کسی نے بچہ، غلام یا معتوہ کو قرض دیا اور وہ اس کو ہلاک کر دے یا اس کے پاس ہلاک ہو جائے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک وہ ضامن نہیں ہوں گے، امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ضمان ہوگا^(۲)۔

دفعہ نمبر ۶۷: قرض دینے کے لیے وکیل بنانا جائز ہے، قرض لینے کے لیے نہیں^(۳)۔

وضاحت:

قرض دینے کے لیے وکیل بنانا جائز ہے، جس طرح کسی چیز کو عاریت دینے میں وکیل بنانا صحیح ہے۔ لیکن قرض لینے کے لیے کسی کو وکیل بنانا جائز نہیں، البتہ قرض وصول کرنے کے لیے کسی کو رسول بنانا جائز ہے^(۴)۔ اس کی مثال یہ ذکر کی گئی ہے کہ ایک شخص کو قرض لینے کا وکیل بنایا اور وہ وہ وصول کرنے کے لیے اس کی نسبت اپنی طرف کرے تو یہ قرض مؤکل کے لیے نہیں بلکہ وکیل کے لیے ہوگا، اگر مؤکل کو پہنچنے سے پہلے ہلاک ہوا تو وکیل اس کا ضامن ہوگا اور اگر وصول کرتے وقت قرض کی نسبت اپنے مؤکل کی طرف کرے یعنی یوں کہے: فلاں شخص قرض چاہتا ہے تو اس کو رسول محض شمار کیا جائے گا۔

دفعہ نمبر ۶۸: مثلی چیزوں کو عاریت پر دینا قرض شمار ہوتا ہے^(۵)۔

وضاحت:

مثلی چیزوں سے مراد وہ ہیں جن میں قرض جائز ہے خواہ وہ نقد ہوں یا موزونی و کیلی چیزیں، ان چیزوں کو عاریت کے الفاظ کے ساتھ دینا قرض شمار ہوگا اور قبضہ کرنے کے ساتھ وہ مالک ہو جائے گا اور مستقرض پر اس کی قیمت لازم ہوگی^(۶)۔ قیمی چیزوں میں عاریت، عاریت ہی ہوگا کیونکہ ہوگا کیونکہ اس میں عین چیز کو واپس کیا جاتا ہے۔

دفعہ نمبر ۶۹: استقناع ہر اس چیز میں جائز ہے جس میں لوگوں کا تعامل ہو^(۷)۔

وضاحت:

ہر وہ چیز جو مشتری کے خواہش کے مطابق تیار کیا جاتا ہو، متعاقدين کے درمیان اس چیز کے عقد کو استقناع کہا جاتا ہے۔ استقناع ہر اس چیز میں جائز ہے جس میں لوگوں کا تعامل ہو، اگر تعامل نہ ہو تو اس میں استقناع جائز نہیں^(۱)۔ اس کا جواز ذیل میں دیئے گئے حدیث نبوی ﷺ سے ہوتا ہے:

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۰۵

(۲) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۴۱

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۰۶

(۴) رد المحتار، ۵: ۱۶۷

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۰۷

(۶) القواعد الفقہیہ و تطبیقاتہا فی المذاہب الاربعہ، ۱: ۴۰۸

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۰۷

" اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الْعَجَمِ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ الْعَجَمَ لَا يَقْبَلُونَ إِلَّا كِتَابًا عَلَيْهِ خَاتَمٌ فَاصْطَنَعَ خَاتَمًا مِنْ فِصَّةٍ "(2)

"رسول اللہ ﷺ نے عجمیوں کو خطوط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو کسی نے کہا: عجم بغیر مہر کے خطوط کو قبول نہیں کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کا ایک مہر بنایا۔"

لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اس چیز کا وصف بیان کیا جائے، مثلاً یوں کہے کہ میرے لیے فلاں چمڑے سے اس سائز کا موزہ بناؤ، یا یوں کہے: میرے لیے چاندی سے اس سٹائل میں اور وزن و وصف کے ساتھ انگھوٹی تیار کر لو۔
دفعہ نمبر ۷۰: عقد استقناع میں مشتری کا بیعہ دیکھنے سے پہلے صانع کے لیے جائز ہے کہ وہ بیعہ کسی اور کو فروخت کرے (3)۔

وضاحت:

عقدِ سلم چونکہ ابتداء لازم نہیں ہوتا تو بنانے کے بعد جب تک مشتری نے بیعہ دیکھا نہیں، اس وقت تک صانع کو اختیار ہوگا کہ وہ بیعہ کسی اور کو بیچ دے، البتہ دیکھنے کے بعد بائع کا اختیار ختم ہو جائے گا (4)۔
دفعہ نمبر ۷۱: استقناع کے بیچ میں مشتری کو اختیار رؤیت حاصل ہوگا (5)۔

وضاحت:

عقدِ استقناع میں مشتری کو اختیار رؤیت حاصل ہوگا کیونکہ اس نے ایسی چیز کی بیچ کی ہے جس کو اس نے نہیں دیکھا، یہ امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول ہے۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک کہ استقناع بیع نہیں بلکہ بیچ کی ایک فرمائش ہے جو کہ لازم نہیں، لہذا صانع (بائع) کو بنانے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا، اسی طرح مستقنع (مشتری) کو بھی لینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔
امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مشتری کو اختیار نہیں ہوگا کیونکہ بائع نے ان صفات کے ساتھ بیعہ تیار کیا ہے جو مشتری کو مطلوب ہیں۔ دوسرا یہ کہ مشتری کو اختیار دینے سے بائع کو ضرر ہوگا۔ علامہ کا سانی رحمہ اللہ نے دونوں اقوال کی وجوہات بیان کرنے کے بعد ترجیح طرفین کے قول کو دی ہے۔

" امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول میں صانع کو ضرر اس وجہ سے ہے کہ اس نے اپنا سامان اور چمڑا استعمال میں لایا اور بیعہ بھی اسی صفت سے تیار کی ہے جو مشتری کو مطلوب ہے، پھر مشتری، اختیار رؤیت کی وجہ سے قبول نہ کرے تو اس میں مشتری کو ضرر ہوگا (6)۔"

پھر لکھتے ہیں:

(1) المحیط البرہانی، ۷: ۱۳۴

(2) صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب فی اتخاذ النبی ﷺ خاتماً لما أراد أن یتب الی العجم، رقم الحدیث: ۲۰۹۲

(3) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۰۸

(4) البحر الرائق، ۶: ۱۸۶

(5) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۰۸

(6) بدائع الصنائع، ۵: ۴

لیکن مشتری کے خیالِ رؤیت کو باطل کرنے سے مشتری کو جو ضرر لاحق ہوتا ہے وہ صانع کے ضرر سے زیادہ ہے، کیونکہ استصناع کے عقد کا جواز مشتری کی ضرورت پوری کرنی ہے اور وہ خیالِ رؤیت باطل کرنے سے مفقود ہو جاتی ہے، اور اس میں بائع کو ضرر بھی تھوڑا ہے کیونکہ اس کی مہارت اور وجہ سے یہ چیز اس سے بیک سکتی ہے" (1)۔

اس زمانہ میں نہ صرف احناف کے نزدیک بلکہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بھی فتویٰ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر ہے۔ اس کی وجہ یہ ذکر کی گئی ہے کہ پہلے زمانے میں جو استصناع ہوتا تھا وہ چھوٹے پیمانے پر ہوتے تھے، لیکن اس زمانہ میں جو استصناع ہو رہے ہیں وہ بہت بڑے پیمانے پر ہوتے ہیں، مثلاً کوئی مل لگانا چاہتا ہے تو اس کے لیے مشینری کا پلانٹ لگانا پڑتا ہے اور یہ مشینری کا پلانٹ کروڑوں کا بنتا ہے۔ اب وہ کسی کو آرڈر دے کہ میرے لیے مثلاً چینی کا پلانٹ لگا دو تو یہ استصناع کی ایک صورت ہے۔ اب بائع یعنی جس کو آرڈر دیا گیا ہے وہ اس کے لیے لاکھوں روپے لگائے گا جس کے لیے باہر سے چیزیں اور مشینری بھی منگوائے گا، اب اگر مشتری کو خیالِ رؤیت دی جائے تو بائع کو سخت ضرر لاحق ہوگا۔ دفعہ نمبر ۷۲: میعاد کی قید کے ساتھ استصناع، عقدِ سلم ہوتا ہے (2)۔

وضاحت:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اگر استصناع میں بیعہ حوالہ کرنے کے لیے میعاد مقرر ہو جائے تو یہ عقدِ سلم کے حکم میں ہوگا یعنی اس میں عقدِ سلم کے شروط کا اعتبار کیا جائے گا۔ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک یہ میعاد تعجیل کے لیے ہوتی ہے، لہذا یہ استصناع ہی رہے گی۔ البتہ استصناع میں ایسا میعاد مقرر کرنا جس میں تعامل نہ ہو وہ بالاتفاق عقدِ سلم کے حکم میں ہوتا ہے (3)۔ علامہ شمس الدین بابر (4) فرماتے ہیں کہ میعاد سے مراد صانع کو بنانے کی متعین مہلت دینا ہو تو یہ عقدِ سلم کے حکم میں ہوگا۔ اگر میعاد سے مراد عجلت اور جلدی ہو، مثلاً یوں کہے کہ کل یا ایک دن بعد تیار کر لو، تو یہ بیعِ سلم نہیں ہوگا (5)۔

(1) نفس مصدر

(2) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۰۸

(3) العنایہ، ۷: ۱۱۷

(4) ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن محمود رومی بابر (پیدائش: ۷۱۴ھ - وفات: ۸۶۱ھ)، فقہ حنفی کے بڑے عالم ہیں، علم کے لیے حلب اور قاہرہ کا سفر کیا، تصانیف میں شرح تلخیص الجامع الکبیر، العقیدۃ، العنایۃ فی شرح الہدایۃ، شرح مشارق الأنوار، شرح المنار، شرح وصیۃ الامام ابی حنیفہ وغیرہ شامل ہیں۔ مصر میں ان کی وفات ہوئی۔ [الاعلام للزرکلی، ۷: ۴۲]

(5) العنایہ، ۷: ۱۱۷

فصل سوم

حصہ بیوع کے باب ۲۰ کی دفعہ بندی اور قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء کے ساتھ تقابل

اس فصل میں ایک باب کی دفعہ بندی کی گئی ہے جس میں پندرہ (۱۵) دفعات ہیں۔ اس فصل میں ان بیوعات کا تذکرہ ہے جن کو فقہاء کرام نے مکروہ کہا ہے، اسی طرح ارباب فاسد کا ذکر بھی اس باب میں ہے۔

باب ۲۰: بیع مکروہ کا بیان

دفعہ نمبر ۱: درخت پر موجود کھجور کو، دوسرے کھجور کے بدلے اٹکل کے ساتھ بیچنا جائز نہیں^(۱)۔

وضاحت:

ایک شخص درختوں پر موجود کھجور کو دوسرے کھجور کے بدلے اٹکل کے ساتھ فروخت کرے تو یہ ناجائز ہے کیونکہ اس میں سود کا خدشہ ہے^(۲)، اس کو فقہاء احناف کی اصطلاح میں بیع المزانبہ کہا جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے:

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْمَزَانِبَةِ الثَّمَرِ بِالثَّمَرِ، إِلَّا لِأَصْحَابِ الْعَرَايَا، فَإِنَّهُ قَدْ أَذِنَ لَهُمْ، وَعَنْ بَيْعِ الْعَنْبِ بِالزَّيْتِ، وَعَنْ كُلِّ ثَمَرٍ بِثَمَرِهِ"^(۳)

"رسول اللہ ﷺ نے بیع مزانبہ سے منع فرمایا ہے، البتہ اصحاب عرایا کو اس کی اجازت دی ہے، انگور کو کشمش کے بدلے اور پھل کو اٹکل کے ساتھ بیچنے سے منع فرمایا ہے۔"

عرایا، عربیہ کی جمع ہے، اس کا لغوی معنی "ہبہ کرنے" کے ہیں^(۴)، فقہاء کی اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص اپنے باغ سے ایک کھجور کا درخت کسی کو ہبہ کرے، پھر موہوب لہ کا باغ میں آنا جانا و ہب پر شاق ہو تو وہ کچھ کھجور اٹکل کے ساتھ اس درخت کے بدلے موہوب لہ کو دے اور درخت اس سے لے تو یہ بیع عرایا ہے، اس کے جواز کی وجہ فقہاء نے یہ ذکر کی ہے کہ موہوبہ چیز میں رجوع جائز ہونے کے باوجود واہب کھجور اس وجہ دیتا ہے تاکہ وعدہ میں خلاف ورزی نہ ہونے کے ساتھ ساتھ موہوب لہ کو ضرر سے بچایا جائے۔ اسی طرح حدیث مبارک میں ہے:

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِصَاحِبِ الْعَرِيَّةِ أَنْ يَبِيعَهَا بِخَرْصِهَا مِنَ الثَّمَرِ"^(۵)

"رسول اللہ ﷺ نے صاحب عرایا کو رخصت دی ہے کہ وہ اٹکل کے ساتھ کھجور بیچے۔"

دفعہ نمبر ۲: بیعہ بازاری قیمت سے زیادہ کے ساتھ بیچ دے، پھر مشتری اس کو بازار میں کم کے ساتھ فروخت کرے تاکہ بائع اول کو زیادہ قیمت حاصل ہو جائے اور مشتری اول کو نقدی ہاتھ آجائے تو یہ بیع مکروہ ہے^(۶)۔

وضاحت:

مذکورہ بالا مسئلہ میں جو صورت مذکور ہے اس کو عربی میں بیع عینہ (عین کے کسرہ اور یاء کے سکون کے ساتھ) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ایک شخص کسی سے قرض کا مطالبہ کرے، وہ قرض دینے سے انکار کرے، البتہ کوئی چیز اپنی اصلی قیمت سے زیادہ کے ساتھ اس شخص کو بیچ دے تاکہ وہ اس کو بازاری قیمت کے ساتھ بیچ کر مال حاصل کرے۔ مثلاً ایک شخص نے ایک ہزار قرض کا مطالبہ کیا، اس نے قرض سے انکار کیا، البتہ ایک بیعہ

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۰۸

(۲) المبسوط للسرخسی، ۱۲: ۱۹۳

(۳) امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو نقل کر کے حسن صحیح کہا ہے۔ [سنن الترمذی، ابواب البیوع، باب فی العرایا والرخصة فی ذلک، رقم الحدیث: ۱۳۰۳]

(۴) لسان العرب، ۱۵: ۴۹

(۵) صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحريم بیع الرطب بالتمر الا فی العرایا، رقم الحدیث: ۱۵۳۹

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۰۸

بازاری قیمت (ایک ہزار) سے زیادہ (بارہ سو) کے بدلے اس کو فروخت کرے، پھر وہ شخص بازار میں اسی معین چیز کو ایک ہزار کے بدلے فروخت کرے (۱)۔

فقہاء احناف کے درمیان بیع عینہ کے جواز اور عدم جواز میں اختلاف ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ بیع عینہ کے جائز ہونے کے قائل ہیں، ان کا استدلال یہ ہے کہ ایک شخص ایک کاغذ ایک ہزار کے بدلے بیچنا چاہے تو اس کو یہ اختیار حاصل ہے، دوسرا یہ کہے اس قسم کی بیع پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معمول رہا ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ اس کو ناجائز کہتے ہیں اور فرماتے ہیں:

"هذا البيع كأمثال الجبال ذميم اخترعه أكلة الربا" (۲)

"یہ بیع میرے نزدیک مذمت میں پہاڑ کے برابر ہے اور اس کو سود کھانے والوں نے ایجاد کیا ہے۔"

علامہ ابن المہام رحمہ اللہ نے ان دونوں اقوال میں تطبیق کی ہے کہ "بیع عینہ میں مذمت مطلقاً کسی چیز کو نفع پر فروخت کرنے سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس وقت متحقق ہوتی ہے جب وہ چیز واپس بائع کے پاس لوٹ جائے تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ بائع نے اس چیز کو محض حیلہ بنایا تھا اور اس کا اصل مقصد یہ تھا کہ وہ چیز اس کے پاس رہتے ہوئے اس کو فائدہ حاصل ہو جائے" (۳)۔

امام شافعی رحمہ اللہ بیع عینہ کے جواز کے قائل ہیں۔ وہ درج ذیل حدیث سے استدلال کرتے ہیں:

"بِيعِ الْجُمُعَ بِالذَّاهِمِ ثُمَّ ابْتَغِ بِالذَّاهِمِ جَنِينًا" (۴)

"ادنی کھجور کو دراہم کے بدلے بیچو اور پھر عمدہ کھجور دراہم کے بدلے خریدو۔"

یہ حدیث مبارک بیع عینہ کے جواز پر دال ہے۔ جس حدیث میں بیع عینہ سے منع کیا گیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ عقد کے وقت سے واپس لینے کی قید لگائے (۵)۔

دفعہ نمبر ۳: قرض کے بدلے بیع اس شرط کے ساتھ فروخت کرنا کہ جب بھی مستقر قرض ادا کرے تو وہ اس بیع کو واپس کرے گا تو یہ بیع مکروہ ہے (۶)۔

وضاحت:

بائع، مشتری سے کہے: میں بیع قرض کے بدلے اس شرط کے ساتھ فروخت کرتا ہوں کہ اگر میں نے تمہارا قرض حوالہ کیا تو تم مجھے میرا بیع

(۱) شرح صحیح البخاری، ابن بطال علی بن خلف، ۶: ۲۵۷، دارالرشد، سعودیہ، ریاض، ۱۴۲۳ھ = ۲۰۰۳ء

(۲) الدر المختار، ۵: ۲۷۳

(۳) فتح القدیر، ۷: ۲۱۳

(۴) صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب اذا اراد بیع تمر بتمر خیر منه، رقم الحدیث: ۲۲۰۱

(۵) سبل السلام، ۲: ۵۸

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۰۹

واپس کرو گے، اس کو بیع الوفاء کہا جاتا ہے۔ احناف میں صدر الشہید حسام الدین^(۱) اور امام ظہیر الدین^(۲) کے نزدیک بیع الوفاء مکروہ ہے۔ سید امام علی سفدی کے نزدیک بیع وفاء، رہن کے حکم میں ہے یعنی دونوں کا حکم ایک ہے^(۳)۔

دفعہ نمبر ۴: راستہ میں بیٹھنے والوں کے ساتھ بیع و شراء کرنا مکروہ ہے بشرطیکہ اس سے لوگوں کو تکلیف ہو^(۴)۔

وضاحت:

جو شخص راستہ میں بیٹھ کر بیع و شراء کرتا ہے اور اس کے بیٹھنے سے لوگوں کو تکلیف ہو تو ان کے ساتھ بیع و شراء کرنا مکروہ ہے کیونکہ ان سے خریدنا معصیت میں ان کی اعانت اور مدد کرنا ہے۔ البتہ اگر لوگوں کو تکلیف نہ ہو تو پھر جائز ہے۔

دفعہ نمبر ۵: اجنبی شخص بیع کی قیمت بڑھانے کے لیے اس کی تعریف کرے تاکہ مشتری دھوکہ میں پڑ جائے تو یہ بیع مکروہ ہے^(۵)۔

بیع نجش مکروہ ہے۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان معاملہ ہو رہا ہو تو تیسرا شخص اگر اس چیز کی قیمت بڑھانے کے لیے اس کی تعریف کرے یا اس کی قیمت زیادہ لگا دے، اس سے اس کا مقصد خریداری نہ ہو بلکہ یہ ہو کہ خریدار اس چیز کی خریداری کی طرف راغب ہو جائے^(۶)۔ اس بیع کو فقہاء کی اصطلاح میں نجش کہتے ہیں۔ جو لغت میں "کسی بات کو پھیلانے، یا ظاہر کرنے" کے ہیں^(۷)۔ رسول اللہ نے بیع نجش سے منع فرمایا ہے۔ حدیث نبوی ﷺ میں

"لَا تَنَاجِشُوا"^(۸)

"اپس میں بیع نجش نہ کرو۔"

ایک اور روایت میں ہے:

(۱) حسام الدین، عمر بن عبد العزیز بن عمر بن مازہ (پیدائش: ۳۸۳ھ - وفات: ۵۳۶ھ) کنیت ابو محمد، صدر الشہید کے ساتھ مشہور ہیں، خراسان

کے رہنے والے تھے، فقہ حنفی کے اکابر میں سے ہیں۔ سمرقند میں شہید ہوئے اور بخارا میں دفن کیے گئے۔ آپ کی تصنیفات میں الفتاویٰ الصغریٰ، الفتاویٰ الکبریٰ، عمدۃ المفتی والمستفتی، شرح الجامع الصغیر وغیرہ شامل ہیں۔ [الاعلام للزرکلی، ۵: ۵۱]

(۲) علی بن عبد العزیز مرغینانی (وفات: ۵۰۶ھ)، لقب ظہیر الدین اور کنیت ابو الحسن ہے، ان کے شاگردوں میں علامہ فخر الدین قاضی خان زیادہ مشہور ہیں، اساتذہ میں امام سراج الائمۃ برہان الدین عبد العزیز بن مازہ اور شمس الدین محمود شامل ہیں۔ فقہ حنفی کے بڑے عالم تھے۔ [الجواهر المصنوعہ فی طبقات

الحنفیہ، ۱: ۳۶۴]

(۳) تبیین الحقائق، ۵: ۱۸۳

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۱۰

(۵) نفس مصدر

(۶) بدائع الصنائع، ۵: ۲۳۳

(۷) لسان العرب، ۶: ۳۵۱

(۸) امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کر کے حسن صحیح کہا ہے۔ [سنن الترمذی، باب ماجاء فی کراہیۃ النجش فی البیوع، رقم الحدیث: ۱۳۰۴]

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ النَّجَشِ" (1)

"رسول اللہ ﷺ نے بیع نجش سے منع فرمایا ہے۔"

نیلام کے ذریعے بیع کا حکم:

ایک بیع المزایۃ کا ہے، اس کو "بیع من یزید" بھی کہا جاتا ہے۔ انگریزی میں اس کو "Auction" اور اردو میں اس کو نیلام کہا جاتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص مبیعہ کے بیچنے کا اعلان کرے کہ کون اس کو اس سے زیادہ قیمت کے ساتھ خریدے گا، ہر ایک اس کی قیمت کو خریدنے کی نیت سے، اس کو عام عرف میں "بولی" کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ پیالہ اور ٹاٹ بیچنے کا ارادہ کیا تو ایک شخص نے جواب میں کہا کہ میں ایک درہم کا خریدوں گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ يَزِيدُ عَلَى دِرْهَمٍ، مَنْ يَزِيدُ عَلَى دِرْهَمٍ؟" (2)

"کون ایک درہم سے زیادہ پر لے گا، کون ایک درہم سے زیادہ کے بدلے لے گا؟"

تو ایک شخص نے دو درہم دے کر وہ دونوں چیزیں خرید لیں۔

ابراہیم نخعی (3) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نیلام کی بیع جائز نہیں کیونکہ بولی میں ہر ایک دوسرے کے بھاؤ پر بھاؤ لگاتا ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے (4)۔

جمہور کے نزدیک نیلام کی بیع جائز ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ نیلام کی بیع خود رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ دوسرے شخص کے بھاؤ پر بھاؤ لگانا اس وقت منع ہوتا ہے جب بیچنے والے کا میلان مشتری کے ساتھ معاملہ طے ہونے پر ہو گیا ہو، اگر میلان نہ ہو اور تیسرا شخص خریدنا چاہے تو پھر سوم علی السوم جائز ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ نیلام میں پہلے سے طے ہوتا ہے کہ بولی میں جس کی قیمت زیادہ ہوگی، مبیعہ اس کو بیچا جائے گا لہذا یہ دوسرے کے بھاؤ پر بھاؤ لگانے میں داخل نہیں۔

البتہ نیلام کی بیع بائع کی یا اس کے وکیل کی رضامندی کے ساتھ تام ہوگی۔ لہذا اگر نیلام کے وقت بائع زیادہ قیمت والے سے کم قیمت والے کو مبیعہ بیچنا چاہے تو اس کو اختیار حاصل ہوگا۔

تقابل:

پاکستان میں رائج قانون بیع مال ۱۹۳۰ء میں بھی نیلام کے ذریعے بیع کا ذکر ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے:

"The sale is complete when the auctioneer announces its completion by the fall of the hammer or in other customary

(1) صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع اخری، رقم الحدیث: ۱۵۱۶

(2) امام ترمذی نے اس حدیث کو نقل کر کے حسن کہا ہے۔ [سنن الترمذی، باب ما جاء فی بیع من یزید، رقم الحدیث: ۱۲۱۸]

(3) ابراہیم النخعی بن یزید بن اسود بن عمرو بن ربیعہ (وفات: ۹۶ھ)، مشہور تابعی اور کوفہ کے فقہاء میں سے ہیں۔ والدہ کا نام ملیکہ بنت یزید ہے، ماموں اسود بن

یزید نخعی ہیں۔ یمن کے ایک بڑے قبیلے نخعی کی طرف آپ کی نسبت ہے اور نخعی کہلاتے ہیں۔ [وفیات الاعیان، ۱: ۲۵]

(4) فتح الباری، ۴: ۳۵۴

manner; and, until such announcement is made, any bidder may retract his bid”⁽¹⁾.

جب نیلام کنندہ موگری گرانے یا دیگر رواجی طریقے کے مطابق نیلام مکمل ہونے کا اعلان کرے تو بیع مکمل تصور ہوگی اور جب تک ایسا اعلان نہ کیا جائے تو کوئی بولی دہندہ اپنی بولی واپس لے سکتا ہے۔
اس مسئلہ میں وضعی اور شرعی قوانین میں مکمل یکسانیت ہے۔
دفعہ نمبر ۶: متعاقدين کے بیع کو ختم کرنے کے لیے مشتری کے بھاؤ پر بھاؤ لگانا مکروہ ہے⁽²⁾۔

وضاحت:

ایک شخص کسی چیز کے خریدنے کا بھاؤ کرے اور متعاقدين راضی ہو جائیں اور تیسرا شخص اس کے بھاؤ پر بھاؤ لگائے کہ میں اس کو زیادہ کے ساتھ خریدوں گا، اس کو سوم علی السوم کہا جاتا ہے اور سوم سے مراد "کسی چیز کے خریدنے میں بھاؤ لگانے" کے ہیں⁽³⁾۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے:

" لا یسم المسلم علی سوم أحیه " ⁽⁴⁾

"تم سے کوئی شخص اپنے بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ لگائے۔"

علامہ سرخسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں نہی کی وجہ مشتری اول کو تکلیف دینا ہے⁽⁵⁾۔
دفعہ نمبر ۷: حاضر (شہری) کی بیع، بادی (گاؤں والے) کے لیے مکروہ ہے⁽⁶⁾۔

وضاحت:

اس کی صورت یہ ہے کہ ایک دیہاتی شہر کو اپنا سامان بیچنے کے لیے لا رہا ہے، پھر کوئی شہری اسے یوں کہے کہ تو بھولا بھالا شخص ہے اور شہر کے حوالات سے ناواقف ہے، وہ اس سے وہ چیز وکیل یا دلال کے طور پر لے کہ میں تمہارے لیے فروخت کروں گا تو اس بیع سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے⁽⁷⁾۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"لَا یَبِيعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ" ⁽⁸⁾

"شہری، دیہاتی کے لیے بیع نہ کرے۔"

(1) Sale of Goods Act 1930, Chapter : 7, Section: 64 (2)

(2) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۱۰

(3) المحیط البرہانی، ۵: ۳۸۵

(4) صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع اخیه، رقم الحدیث: ۱۵۱۵

(5) المبسوط للسرخسی، ۱۵: ۷۶

(6) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۱۱

(7) الاختیار لتعلیل المحتار، ۲: ۲۶

(8) صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم الحاضر للبادی، رقم الحدیث: ۱۵۲۰

اس کے جائز نہ ہونے کی علت لوگوں کو ضرر و تکلیف دینا ہے۔ دیہاتی کی خواہش عام طور پر یہ ہوتی ہے کہ سامان بیچ کر جلدی فارغ ہو جائے لیکن شہری صاحب کی وجہ سے یہ چیز مہنگی ہو جائے گی۔ ایک تو اس وجہ سے کہ وہ اس کو بغیر اجرت کے بیچے گا نہیں اور دوسرا یہ کہ وہ اس چیز کو ذخیرہ کرے گا اور جب دیکھے گا کہ بازار میں قلت ہے تو زیادہ قیمت کے ساتھ اس کو بیچے گا جس میں لوگوں کو ضرر ہے۔ البتہ اگر ضرر کا خطرہ نہ ہو تو اس بیچ میں کوئی کراہت نہیں۔

دفعہ نمبر ۸: جمعہ کی اذان کے وقت بیچ کرنا مکروہ ہے^(۱)۔

وضاحت:

جمعہ المبارک کی اذان کے وقت بیچ کرنا مکروہ ہے^(۲)، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَكَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ"^(۳)

"اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔"

اس آیت مبارکہ میں جمعہ کی اذان کے لیے سعی لازم قرار دی ہے اور بیچ سے منع کیا گیا ہے۔ گویا اس کراہت کی وجہ نماز میں شرکت نہ کرنا ہے، البتہ اگر بیع کرنے کے ساتھ نماز کی سعی بھی کرے تو پھر مکروہ نہیں ہوگا۔ فقہاء کرام کے نزدیک اذان سے پہلی اذان مراد ہے کیونکہ اس سے اعلام ہو جاتا ہے۔

دفعہ نمبر ۹: بیچ فاسد کے ثمن سے نفع صحیح ہے اور بیچ فاسد کے بیعہ کا بیع صحیح نہیں ہے^(۴)۔

وضاحت:

متعاقبین کے درمیان بیچ فاسد ہوئی اور جانبین سے قبضہ بھی تام ہو گیا، پھر مشتری اس باندی کو بیچ کر نفع اٹھائے تو یہ نفع اس کے لیے صحیح نہ ہوگا بلکہ اس کو صدقہ کرے گا اگرچہ مشتری خود فقیر و محتاج ہو۔ البتہ اگر بائع اس ثمن کے بدلے کوئی چیز خرید کر نفع حاصل کرے تو وہ اس کے لیے حلال ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بیعہ بیچ میں متعین ہوتا ہے۔ جب کہ دراہم اور دنانیر بیچ فاسد میں متعین نہیں ہوتے اور جب متعین نہیں تو فساد کی خباثت اس میں سرایت نہیں کرے گی، اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے بیچ فاسد میں ایک باندی خرید کر بیچ دی، قاضی نے بائع اول کے لیے قیمت کا فیصلہ کیا۔ اگر دوسری بیچ میں ثمن، قیمت سے زیادہ ہو تو اس کو صدقہ کرنا لازم ہوگا۔

لیکن یہ اس صورت میں جب ملک میں فساد ہو۔ اگر ملک میں فساد نہ ہو بلکہ ملک ہی معدوم ہو تو پھر خباثت دراہم اور دنانیر میں سرایت کرے گی، مثلاً مغصوبہ چیز کو بچنا، یا وہ امانت جس میں خیانت کی گئی ہو^(۵)۔ اسی طرح ہر وہ مال جو معصیت کے ساتھ کمایا گیا ہو، اس کو صدقہ کرنا لازم ہوگا،

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۱۱

(۲) البناية، ۸: ۲۱۳

(۳) سورة الجمعة، ۶۲: ۹

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۱۱

(۵) دررالحکام شرح غرر الاحکام، ۲: ۱۷۶

ذخیرہ اندوزی کا بیان

دفعہ نمبر ۱۰: ہر وہ چیز جس کے ذخیرہ کر کے چھپانے سے لوگوں کو تکلیف ہو تو ذخیرہ اندوزی مکروہ ہوگی^(۱)۔

وضاحت:

ہر وہ چیز جس کو چھپا کر ذخیرہ کرنے سے لوگوں کو تکلیف ہو تو زیادہ مدت کے لیے اس چیز کی ذخیرہ اندوزی مکروہ ہے، زیادہ مدت س مراد چالیس دن ہیں^(۲)، مثلاً ایک شخص کھانے کی کوئی چیز شہر میں خریدے اور اس کے ذخیرہ کر کے نہ بیچے، تو یہ ذخیرہ اندوزی کرنا مکروہ ہے۔ مذکورہ بالا دفعہ میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول ذکر ہے، امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک احتکار صرف کھانے کی چیزوں میں مکروہ ہے، خواہ وہ انسانوں کی ہو یا جانوروں کی۔

رسول اللہ ﷺ نے ذخیرہ اندوزی سے منع فرمایا ہے:

"مَنِ اخْتَكَرَ فَهُوَ خَاطِئٌ"^(۳)

"جس نے ذخیرہ اندوزی کی، وہ گناہ گار ہے۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

"مَنْ اخْتَكَرَ طَعَامًا أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، فَقَدْ بَرَأَ مِنَ اللَّهِ وَبَرَأَ اللَّهُ مِنْهُ"^(۴)

"جس شخص نے چالیس راتیں کھانے کی چیز ذخیرہ کی، وہ اللہ تعالیٰ سے اور اللہ اس سے بری ہے۔"

البتہ اگر ذخیرہ اندوزی میں لوگوں کو تکلیف نہ ہو تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح کوئی شخص شہر کے قریب کسی علاقہ سے کھانے کی چیزیں لا کر ذخیرہ کرے تو یہ مکروہ ہوگا، اور اگر دور دراز علاقوں سے لا کر ذخیرہ کرے تو اس میں کوئی کراہت نہیں کیونکہ اس سے شہر والوں کا حق متعلق نہیں ہے، البتہ لوگوں پر شفقت کی بناء پر ذخیرہ نہ کرے تو بہتر ہے۔ اپنی زمین کے فصل کو ذخیرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ لوگوں کو اس میں تکلیف ہو، البتہ لوگوں کی ضرورت کی بناء پر اپنی حاجت سے زیادہ بیچے تو یہ افضل ہے۔

دفعہ نمبر ۱۱: قاضی محکمر (ذخیرہ کرنے والا) کو سامان بیچنے پر مجبور کر سکتا ہے^(۵)۔

وضاحت:

اگر لوگ ذخیرہ شدہ چیزوں کی وجہ سے ہلاکت کا شکار ہوں تو قاضی محکمر کو سامان بیچنے پر مجبور کر سکتا ہے، اگر وہ قاضی کے حکم پر عمل پیرا نہ ہوں تو قاضی اس کے سامان کو لے کر لوگوں میں تقسیم کر سکتا ہے^(۶)، البتہ اس کا ضمان لازم ہوگا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۱۳

(۲) المحیط البرہانی، ۷: ۱۴۵

(۳) صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب تحریم الاحتکار فی الاوقات، رقم الحدیث: ۱۶۰۵

(۴) امام حاکم نے اس حدیث کو نقل کر کے صحیح کہا ہے۔ [المستدرک علی الصحیحین، کتاب المبیوع، رقم الحدیث: ۲۱۶۵]

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۱۴

(۶) بدائع الصنائع، ۵: ۱۲۹

"فَمَنْ أَضْطَرَّ فِي مَخْصَصَةٍ غَيْرِ مُتَجَانِفٍ لِإِتْمَارِهِ" (1)

"ہاں جو شخص شدید بھوک کے عالم میں بالکل مجبور ہو جائے (اور اس مجبوری میں ان حرام چیزوں میں سے کھالے)، بشرطیکہ گناہ کی رغبت کی بنا پر ایسا نہ کیا ہو۔"

دفعہ نمبر ۱۲: محسکین کے اشیاء کی قیمت قاضی مقرر نہیں کرے گا (2)۔

وضاحت:

ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کو چیزوں کے بیچنے پر مجبور تو کیا جاسکتا ہے لیکن ان کے اشیاء کی قیمت قاضی مقرر نہیں کرے گا (3) کیونکہ یہ بائع کا حق ہے، رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں چیزوں کی قیمتیں زیادہ ہو گئیں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: ہمارے لیے چیزوں کی قیمتیں مقرر کریں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمُسْعِرُ إِنِّي لِأَرْجُو أَنْ أَفَارِقَكُمْ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْكُمْ يَطْلُبُنِي بِمَظْلَمَةٍ فِي دِينٍ، وَلَا دُنْيَا" (4)

"اللہ تعالیٰ ہی قیمتوں کا (حقدار) ہے، میں چاہتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملوں کہ مجھ پر کسی کے ظلم کا

مطالبے کا حق نہ ہو، نہ دین کا اور نہ دنیا کا۔"

البتہ اگر محسکین لوگوں کے ساتھ ظلم کر کے منہ مانگی قیمت کا مطالبہ کریں تو قاضی ان اشیاء کی قیمت مقرر کر سکتا ہے۔

تقابل:

پاکستان میں رائج قانون بیع مال ۱۹۳۰ء میں قیمتوں کے تعین کے متعلق کہا گیا ہے:

"The price in a Contract of sale may be fixed by the contract of may be left to fixed in manner thereby agreed or may be determined by the course of dealing between the parties" (5).

"معادہ بیع میں قیمت معاہدہ کی رو سے مقرر کی جائے یا متوی کر دی جائے تاکہ اقرار شدہ طریقے کے مطابق کی جائے یا فریقین کے مابین لین دین کے دوران اسے معین کیا جائے۔"

اس مقام پر وضعی اور شرعی قوانین میں مکمل مطابقت نہیں ہے کیونکہ دونوں قوانین بیعہ کی قیمت کی تعین کا حق متعاقبین پر چھوڑتی ہے لیکن وضعی قوانین اس ضمن میں حکومتی اختیار کی مکمل نفی کرتی ہے، جب کہ شرعی قوانین میں حکومت کو مخصوص حالات میں قیمتوں کے لیے حد مقرر کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔

(1) سورة المائدة، ۵: ۳

(2) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۱۴

(3) تبیین الحقائق، ۶: ۲۸

(4) [المعجم الاوسط، سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی، رقم الحدیث: ۵۹۵۵] علامہ بیہقی نے اس روایت کو نقل کر کے صحیح کہا ہے۔ [مجمع الزوائد و منبع الفوائد، ابو الحسن علی بن ابی بکر بیہقی، رقم الحدیث: ۶۴۶۷]

(5) Sale of Goods Act 1930, Chapter: 2, Section: 9(1)

دفعہ نمبر ۱۳: دیہات سے آنے والے قافلہ سے چیزیں لے کر زیادہ قیمت کے ساتھ فروخت کرنا مکروہ ہے^(۱)۔

وضاحت:

کوئی شخص ایک شہر یا گاؤں سے سامان دوسرے شہر لارہا ہے، مشتری اس سے سامان کم قیمت سے خریدنے کے لیے اس سے ملاقات کرتا ہے تا کہ اس سامان کو شہر میں زیادہ قیمت کے ساتھ بیچے، یا وہ قافلہ بازاری قیمت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے کم قیمت کے ساتھ بیچے تو اس میں یا تو شہریوں کو نقصان و ضرر ہے یا اس قافلہ والوں کا اس کو تلقی بالجلب کہا جاتا ہے^(۲)۔ جلب سے مراد "کسی شہر یا دیہات سے سامان لانے" کے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے:

"لَا تَلْقُوا الْجَلْبَ"^(۳)

"(دوسرے شہر یا دیہات سے) سامان تجارت لانے والے سے ملاقات مت کرو۔"

دفعہ نمبر ۱۴: معصیت کے مال سے کمایا ہوا مال صدقہ کرنا لازم ہے^(۴)۔

وضاحت:

ایک شخص نے مال غصب کیا، پھر اس مال سے بیع و شراء کر کے مال کمایا تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کو صدقہ کرنا لازم ہے۔ البتہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک صدقہ کرنا لازم نہیں ہے، مثلاً ایک مشتری نے دو ہزار قیمت والا غلام ایک ہزار کے بدلے خریدا، لیکن قبضہ کرنا سے پہلے بائع کے قبضہ میں غلام ہلاک ہو گیا، پھر مشتری نے بائع سے غلام کی قیمت (دو ہزار دراہم) وصول کیے، مشتری پر لازم ہے کہ ایک ہزار صدقہ کرے، اگر صدقہ کرنے سے پہلے ان دراہم کے ذریعے کچھ کمایا تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ایک ہزار دراہم اور اس کے بقدر منافع کو صدقہ کرے گا۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک صدقہ کرنا لازم نہیں ہے۔

دفعہ نمبر ۱۵: دو چھوٹے غلام جو ذی رحم محرم ہوں، کو جدا کر کے بیچنا یا ہبہ کرنا مکروہ ہے^(۵)۔

وضاحت:

دو چھوٹے غلام ہوں، یا ایک بڑا اور ایک چھوٹا غلام ہو اور دونوں ذی رحم محرم ہوں تو ان کو جدا کر کے بیچنا یا ہبہ کرنا مکروہ ہوگا کیونکہ اس میں چھوٹے غلام کو تکلیف دینا ہے، البتہ بیچنے سے بیع نافذ ہو جائے گی^(۶)۔ رسول اللہ ﷺ نے دو غلام جو آپس میں بھائی تھے، سیدنا علی^(۷) رضی اللہ عنہ کو ہبہ کیا، اس نے دونوں میں سے ایک کو بیچا، رسول اللہ ﷺ کو جب پتہ چلا تو فرمایا:

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۱۴

(۲) الموسوعة الفقهية الكويتية، ۹: ۲۲۲

(۳) صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحريم تلقی الجلب، رقم الحديث: ۱۵۱۹

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۱۵

(۵) نفس مصدر، ۳: ۲۱۶

(۶) بدائع الصنائع، ۵: ۲۲۹

(۷) علی بن ابی طالب بن عبد المطلب الباشی (پیدائش: ۲۳ ق ھ - ۴۰ ھ)، رسول اللہ ﷺ کے حقیقی چچا زاد، داماد اور چچوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں، عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، غزوہ بدر، احد اور دوسرے غزوات میں شریک رہے۔ ان سے کل ۱۵۸۶ احادیث مروی ہیں، سیدنا عثمان بن ثابت

"رَدُّهُ یعنی اس کو لوٹا دو" ^(۱)۔

رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے بعد چوتھے خلیفہ بنے، عبدالرحمن بن ملجم المرادی نے ان کو کوفہ میں شہید کیا۔ [الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ۳:

[۱۹۷۹]

امام ترمذی نے اس حدیث کو نقل کر کے حسن کہا ہے۔ [سنن الترمذی، ابواب البیوع، باب ما جاء فی کراہیۃ ان یفرق بین الاخوان، رقم الحدیث: ۱۲۸۴]

(۱)

خلاصہ باب سوم

یہ باب بھی تین فصول پر مشتمل ہے، جس میں فتاویٰ عالمگیری کے کتاب البیوع کے پانچ ابواب (باب ۳۱۶ باب ۲۰) کی دفعہ بندی کی گئی ہے۔ اس باب میں کل ایک سو چار (۱۰۴) دفعات ہیں۔

فصل اول میں دو (۲) ابواب کی دفعہ بندی کی گئی ہے جن میں کل سترہ (۱۷) دفعات ہیں۔ پہلا باب مشتری ثمن میں اپنی طرف سے زیادتی کرنے، یا بائع بیعہ میں زیادتی کرنے یا ثمن میں کمی کرنے یا مشتری کو ثمن سے بری کرنے کے بیان پر مشتمل ہے۔ دوسرے باب میں باپ، وصی اور قاضی کانچے کے لیے خرید و فروخت کرنے کا تذکرہ کیا گیا ہے اور اس میں گیارہ (۱۱) دفعات ہیں۔

فصل دوم میں بھی دو (۲) ابواب کی دفعہ بندی کی گئی ہے جن میں بہتر (۷۲) دفعات ہیں۔ پہلا باب بیع سلم سے متعلق ہے جس میں باون (۵۲) دفعات ہیں۔ دوسرے باب میں قرض، استقراض اور استصناع کے بیع کا تذکرہ ہے اور اس میں بیس (۲۰) دفعات ہیں۔

فصل سوم میں ایک باب کی دفعہ بندی کی گئی ہے جس میں پندرہ (۱۵) دفعات ہیں۔ اس فصل میں ان بیوعات کا تذکرہ ہے جن کو فقہاء کرام نے مکروہ کہا ہے۔ اس باب میں پانچ (۵) مقامات پر وضعی اور شرعی قوانین کا تقابل کیا گیا ہے، جن میں سے تین کے درمیان موافقت پائی جاتی ہے جب کہ دو میں تعارض ہے۔

باب چہارم
کتاب الصرف باب ۱ تا باب ۶ کی دفعہ بندی اور قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء
کے ساتھ تقابل

فصل اول

کتاب الصرف باب ۱ و باب ۲ کی دفعہ بندی اور قانون معاہدہ

۱۸۷۲ء کے ساتھ تقابل

اس فصل میں بیع صرف کی تعریف، ارکان، حکم، شرائط کا ذکر ہے۔ اسی طرح قیاس و معادن میں بیع صرف اور بیع صرف میں بیعہ کو قبضہ کرنے سے پہلے ہلاک ہونے کے احکامات کا تذکرہ ہے۔ اس فصل میں ۷۲ دفعات ہیں۔

باب ۱: صرف کی تعریف، ارکان، شرائط اور حکم کا بیان
دفعہ نمبر ۱: ثمن کو ثمن کے بدلے بیچنے کو بیع صرف کہتے ہیں^(۱)۔

وضاحت:

ثمن سے مراد دراہم اور دنانیر ہیں، لہذا ثمن کا آپس میں تبادلہ خواہ وہ ایک ہی جنس سے ہو یا مختلف جنس سے ہو بیع صرف کہلاتا ہے، مثلاً دراہم کو دراہم کے بدلے، یا دنانیر کو دنانیر کے بدلے، یا دراہم کو دنانیر کے بدلے بیچنے کو بیع صرف کہا جائے گا^(۲)۔
ثمن کا اطلاق جس طرح دراہم اور دنانیر پر اور اس سے بنے ہوئے سامان پر ہوتا ہے، اسی طرح ثمن کا اطلاق فلوس (زر) پر بھی ہوتا ہے۔ علامہ کا سانی فرماتے ہیں:

إن الفلوس أثمان فلا يجوز بيعها بجنسها متفاضلا كالدرهم، والدنانير^(۳)

"یقیناً فلوس (زر) ثمن ہیں، لہذا اپنے جنس کے بدلے ان کا تبادلہ کمی و زیادتی کے ساتھ جائز نہیں، جیسا کہ دراہم اور دنانیر میں جائز نہیں۔"

لہذا فلوس کا آپس میں تبادلہ بیع صرف کے حکم میں ہے۔ فقہاء کرام نے اس کو یوں بیان کیا ہے کہ ثمن کی دو قسمیں ہیں: ثمن خلقی اور ثمن عرفی۔

ثمن خلقی: ثمن خلقی سے مراد وہ ہے جس کا ثمن ہونا عرف یا تعامل پر موقوف نہ ہو بلکہ اس کا ثمن ہونا طبعی اور خلقی طور پر ہو، جیسا کہ سونا چاندی، خواہ وہ کسی بھی شکل میں ہو۔

ثمن عرفی: ثمن عرفی سے مراد وہ ہے جس میں ثمنیت لوگوں کی باہمی تعامل اور عرف کی وجہ سے پیدا ہوئی ہو، اگر عرف و رواج نہ تو ہوشی ثمن نہ ہوتی، جیسا کہ آج کل کی کاغذی نوٹ یا کرنسی وغیرہ ہیں۔
دفعہ نمبر ۲: بیع صرف کارکن ایجاب و قبول اور تعاطی ہے^(۴)۔

وضاحت:

دوسرے بیوعات کی طرح بیع صرف کارکن ایجاب و قبول ہے۔ اسی طرح ایجاب و قبول لفظاً نہ ہو تو پھر تعاطی بیع صرف کارکن ہوگا۔ تعاطی لغت میں کسی چیز کے لینے کو کہا جاتا ہے^(۵)، اصطلاح میں بائع اور مشتری کا بغیر بات چیت کے لین دین کرنے کو تعاطی کہا جاتا ہے۔ اگر جانین ایجاب و قبول کے الفاظ استعمال کیے بغیر ایسا فعل کرے جس سے ایجاب و قبول کی طرف اشارہ ہو تو یہ بیع تعاطی ہوگی۔ اگر ایک طرف سے ایجاب لفظاً ہو اور دوسری طرف سے قبول فعلاً ہو تو بیع نافذ ہو جاتی ہے۔

دفعہ نمبر ۳: بیع صرف تام ہونے کے بعد بیع پر متعاقبین کی ملکیت ثابت ہوگی^(۶)۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۱۷

(۲) فتح القدیر، کتاب الصرف، ۷: ۱۳۳

(۳) بدائع الصنائع، ۵: ۱۸۵

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۱۷

(۵) جسر اللغۃ، ۴: ۳۵۳

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۱۷

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان بیع صرف تام ہو جائے تو جانبین سے مبیعہ پر قبضہ کرنے کے ساتھ ملکیت ثابت ہو جائے گی، جس طرح کہ بیع عام میں ہوتا۔ مثلاً دراہم کو دنانیر کے بدلے فروخت کرے تو تبادلاً کے ساتھ ہی دونوں کی ملکیت ثابت ہو جائے گی۔

دفعہ نمبر ۴: بیع صرف درج ذیل شرائط کے ساتھ صحیح ہوگی^(۱):

۱۔ متعاقدين جدا ہونے سے پہلے بدلیں پر قبضہ کر لیں۔

۲۔ عقد صرف اختیار شرط سے خالی ہو۔

۳۔ عقد صرف اجل کے قید سے خالی ہو۔

۴۔ بدلیں اگر ایک ہی جنس کے ہو تو ان میں تماثل ہو۔

ذیل میں ان شرائط کی وضاحت کی جاتی ہے۔

پہلی شرط:

اگر ثمن کے بدلے ثمن کو بیچا جائے تو مجلس سے جدا ہونے سے پہلے بدلیں پر قبضہ کرنا ضروری ہے، اگر قبضہ کرنے سے پہلے جدا ہو گئے تو بیع صرف باطل ہوگی^(۲)۔ رسول اللہ کا ارشاد ہے:

"الذهب بالذهب ربا الا هاء وهاء"^(۳)

"سونہ، سونے کے بدلے نیچے میں سود ہے، سوائے اس کے کہ جانبین سے حوالہ کر کے فروخت کیا جائے۔"

واضح رہے کہ فقہاء احناف کے نزدیک قبضہ کے لیے تخلیہ کافی ہے لیکن بیع صرف میں حقیقی قبضہ ضروری ہوگا^(۴)۔ قبضہ سے پہلے ثمن میں کسی قسم کا تصرف کرنا بھی جائز نہیں جیسے ہبہ کرنا، صدقہ کرنا یا بیع کرنا وغیرہ، مثلاً ایک شخص نے بیع صرف میں ثمن قبضہ کرنے سے پہلے کپڑا خریدا تو امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک کپڑے کی بیع باطل ہوگی بشرطیکہ کپڑے کی نسبت بیع صرف کے دراہم کی طرف کرے۔

امام زفر رحمہ اللہ کے نزدیک اگر بیع صرف کے ثمن کی طرف نسبت کرے تو بیع صحیح ہوگی اور مشتری پر ان دراہم کے علاوہ اور دراہم لازم ہو جائیں گے کیونکہ دراہم متعین کرنے کے ساتھ متعین نہیں ہوتی، علامہ ابن المہام رحمہ اللہ نے امام زفر رحمہ اللہ کے قول کو ترجیح دی ہے^(۵)۔

دوسری شرط:

بیع صرف کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ جانبین کی ملکیت مجلس عقد میں ثابت ہو اور اختیار شرط بائع یا مشتری کے ملک کے ثابت کرنے کو منع کرتا ہے جو بیع صرف کے تام ہونے کے لیے مغل ہے، لہذا بیع صرف کا اختیار شرط سے خالی ہونا ضروری ہے^(۶)۔

(۱) نفس مصدر

(۲) تحفۃ الفقہاء، باب السلم البیع، ۲: ۱۰

(۳) صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب فی الشعر بالشعر، رقم الحدیث ۲۱۷۴

(۴) فتح القدیر، ۷: ۱۳۵

(۵) فتح القدیر، ۷: ۱۴۰

(۶) المحیط البرہانی، ۷: ۱۷۰

تیسری شرط:

عقد صرف کے لیے ایک شرط یہ ہے کہ اس میں بیعہ حوالہ کرنے کے لیے اجل کی قید ذکر نہ کی جائے کیونکہ اجل کے ساتھ بیعہ حوالہ کرنے سے جانین میں سے ایک کا قبضہ تام نہ ہوگا اور قبضہ جب تام نہ ہو تو بیع صرف فاسد ہوتا ہے، البتہ اگر شرط لگائی گئی لیکن جدا ہونے سے پہلے بدلین پر قبضہ کر لیا جائے تو بیع صحیح ہو جائے گی⁽¹⁾۔

چوتھی شرط:

اگر بیع صرف میں بدلین ایک ہی جنس کے ہوں تو ان میں متماثل شرط ہے یعنی وزن میں ان کا برابر ہونا ضروری ہے اگرچہ عمدہ ہونے میں برابر نہ ہوں، مثلاً سونے کے بدلے سونا، یا دراہم کے بدلے دراہم فروخت کرنا⁽²⁾۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"لا تبعوا الذهب بالذهب الا مثلاً بمثل⁽³⁾"

"سونے کو سونے کے بدلے برابر فروخت کیا کرو۔"

خلاصہ: بیع صرف کے عقد کے صحت کے لیے فقہاء نے چار شرائط ذکر کی ہیں، ان میں دوسری اور تیسری شرط کا فقدان بیع صرف کو ابتدا ہی سے فاسد کرتی ہیں اور پہلی شرط کا فقدان بیع کو انتہاء فاسد کرتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ متعاقدین کے درمیان بیع صرف ہوئی لیکن قبضہ کرنے سے پہلے جدا ہو گئے تو بیع ابتداً صحیح تھی، عدم قبضہ کی وجہ سے باطل ہو گئی۔ خیال شرط اور اجل کی شرط اگر عقد بیع میں لگائی گئی تو بیع ابتداً ہی سے باطل ہوگی۔

ثمرۂ اختلاف: ایک شخص نے ایک ایسی باندی دراہم کے بدلے خریدی جس کے گلے میں ایک چاندی کا ہار ہے، اگر قبضہ کرنے سے پہلے مجلس سے جدا ہو گئے تو بیع ہار میں باطل ہوگی اور باندی میں بیع صحیح ہوگی کیونکہ بیع ابتداً صحیح ہے۔

البتہ اگر خیال شرط اور اجل کے ساتھ وہ باندی خریدے جس کے گلے میں ہار ہے اور قبضہ کرنے کے بغیر جدا ہو جائیں تو بیع باندی میں بھی صحیح نہ ہوگی کیونکہ بیع ابتداً باطل ہے۔

دفعہ نمبر ۵: بیع صرف کے ثمن میں قبل القبض تصرف جائز نہیں۔

وضاحت:

بیع صرف جانین سے جو بھی طے ہو جائے اس میں قبضہ کرنے سے پہلے کسی قسم کا تصرف جائز نہیں ہوگا کیونکہ بیعہ میں قبل القبض تصرف ناجائز ہوتا ہے اور بیع صرف میں جانین سے جو طے ہو جائے وہ ایک اعتبار سے بیعہ اور ایک اعتبار سے ثمن ہوتا ہے۔ مثلاً دراہم کو دنیا پر کے بدلے بیچا جائے تو یہ بیع صرف ہوگی اور دراہم اور دنیا پر دونوں ایک اعتبار سے بیعہ اور دوسرے اعتبار سے ثمن ہوں گے۔

دفعہ نمبر ۶: بیع صرف اگر ایک ہی جنس میں ہوں تو ان کو انکل کے ساتھ بیچنا جائز نہیں۔

وضاحت:

بیع صرف کے لیے شرط یہ ہے کہ اگر وہ ایک ہی جنس کے ہوں تو ان کو برابر اور متماثل کے ساتھ بیچنا ضروری ہے، لہذا اس شرط کی بناء پر ایک ہی

(1) نفس مصدر

(2) البحر الرائق، ۶: ۲۰۹

(3) صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب فی الفضة بالفضة، رقم الحدیث ۲۱۷۷

جنس کو ایک دوسرے کے بدلے اٹکل کے ساتھ بیچنا جائز نہیں ہوگا^(۱)۔ حدیث نبوی ﷺ میں ہے:

"لا تبيعوا الذهب بالذهب إلا وزنا بوزن"^(۲)

"سونا، سونے کے بدلے وزن کیے بغیر نہ بیچو۔"

البتہ اگر مجلس عقد میں دونوں بدلیں کا وزن معلوم ہو جائے تو بیع صحیح ہوگی، اگر جدا ہونے کے بعد وزن معلوم ہو جائے اور رجوع کرنا چاہیں تو جمہور کے نزدیک بیع باطل ہوگی، امام زفر رحمہ اللہ کے نزدیک بیع باطل نہیں ہوگی^(۳)۔

باب ۲: سونا و چاندی کے خرید و فروخت کا بیان

دفعہ نمبر ۷: دراہم و دنانیر عقد بیع میں متعین نہیں ہوتے^(۴)۔

وضاحت:

دراہم و دنانیر عقد بیع میں متعین نہیں ہوتے خواہ وہ مطلق ہوں یا مقید، خواہ وہ دین ہو یا عین۔ مثلاً ایک شخص نے سامان دراہم کے بدلے خرید تو یہ دراہم عقد بیع میں لازم نہ ہوں گے اگرچہ کسی خاص دراہم کی طرف اشارہ کر کے بیع کی ہو۔ خواہ یہ ثمن مشتری کے ذمہ دین ہو یا فی الحال حوالہ کرنا ہو^(۵)۔

دفعہ نمبر ۸: اثمان (دراہم و دنانیر) اپنے جنس کے بدلے بیچا جائے تو ان میں متماثل ضروری ہے^(۶)۔

وضاحت:

اگر دراہم و دنانیر کو اپنے جنس کے بدلے بیچا جائے تو مجلس میں دونوں کو وزن کرنا ضروری ہے، اگر مجلس میں اٹکل کے ساتھ بیچ دیا اور جدا ہونے کے بعد اس کو وزن کرے تو یہ بیع فاسد ہوگی اگرچہ وہ برابر ہوں۔ حدیث نبوی ﷺ میں ہے:

"يُنْهَى عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ، وَالْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ، وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ، وَالتَّمْرِ بِالتَّمْرِ، وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ، إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ، عَيْنًا بِعَيْنٍ، فَمَنْ زَادَ، أَوْ أَزَادَ، فَقَدْ أَزَى"^(۷)

"رسول اللہ ﷺ نے سونا، سونے کے بدلے، چاندی، چاندی کے بدلے، گندم، گندم کے بدلے، جو، جو کے بدلے، کھجور، کھجور کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا ہے، البتہ اگر دونوں برابر ہوں اور ہاتھوں ہاتھ مجلس عقد میں قبضہ کی جائے (تو جائز ہے)۔ پس جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا تو اس نے سود کیا۔"

دفعہ نمبر ۹: ثمن خلاف جنس کے بدلے اٹکل کے ساتھ بیچنا جائز ہے^(۸)۔

(۱) البحر الرائق، ۶: ۲۰۹

(۲) صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب بیع القلادۃ فیہا خرز و ذہب، رقم الحدیث: ۱۵۹۱

(۳) البحر الرائق، ۶: ۲۰۹

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۱۸

(۵) البنا، ۹: ۲۵۶

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۱۸

(۷) صحیح مسلم، باب الصرف و بیع الذہب بالورق نقد، رقم الحدیث: ۱۵۸۷

(۸) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۱۹

وضاحت:

سونایا چاندی خلاف جنس بیچا جائے یعنی سونا، چاندی کے بدلے تو بغیر وزن کیے اٹکل کے ساتھ بیچنا جائز ہے، مثلاً مشتری کہے کہ تیرے ہاتھ میں جو دراہم ہیں وہ ان دیناروں کے بدلے فروخت کر دو اور دونوں وزن کیے بغیر مجلس میں قبضہ کر لے تو یہ بیع صحیح ہوگی^(۱)۔
دفعہ نمبر ۱۰: سونے یا چاندی سے بنی ہوئی چیزیں سونے اور چاندی کے حکم میں ہوتے ہیں۔

وضاحت:

سونے یا چاندی سے کنگن یا کوئی اور چیز بنی ہو تو وہ سونے اور چاندی کے حکم میں ہوتے ہیں، لہذا اگر اپنے جنس کے بدلے بیچا جائے تو اس کا وزن معلوم کرنا ضروری ہے^(۲)، مثلاً چاندی کا کنگن دراہم کے بدلے بیچے تو یہ بیع صرف ہے اور دونوں کے وزن میں برابری ضروری ہے، لہذا اٹکل کے ساتھ بیچنا جائز نہیں ہوگا، امام زفر رحمہ اللہ کے نزدیک سونے اور چاندی سے بنی ہوئی چیزیں سامان کے حکم میں ہوتا ہے، لہذا ان کے نزدیک ان کا اٹکل کے ساتھ بیچنا جائز ہے۔
دفعہ نمبر ۱۱: چاندی کے ساتھ ملی ہوئی چیز زیادہ ہو تو وہ سامان کے حکم میں ہوں گے^(۳)۔

وضاحت:

دراہم میں چاندی کے وزن اور مقدار کو دیکھا جائے گا، اگر زیادہ ہو تو یہ دراہم چاندی کے حکم میں ہوں گے، اگر کم ہوں تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہو سکتی ہیں^(۴) :
دراہم میں چاندی اس سے جدا کرنا ممکن ہو گا یا نہیں: اگر ممکن نہ ہو اور ملی ہوئی چیز غالب ہو تو وہ سامان کے حکم میں ہوں گے اور اگر جدا کرنا ممکن ہوں تو معاوضہ میں چاندی سے مقدار میں زیادہ ہو نا ضروری ہے تاکہ چاندی، چاندی کے بدلے اور زیادتی اس ملی ہوئی چیز کے بدلے ہو جائے۔
دفعہ نمبر ۱۲: بیع صرف میں نقد کے مجہول ہونے کی صورت میں رائج نقد کا اعتبار ہوگا^(۵)۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان بیع صرف ہوئی لیکن ایک جانب نقد کا تعین نہیں ہوا تو فقہاء احناف نے تصریح کی ہے کہ اس ملک یا علاقہ میں جو نقدی رائج ہو وہی لازم ہوں گے، البتہ اگر ایک سے زیادہ نقد چلتے ہوں تو ان میں اروج (زیادہ رائج) کا اعتبار ہوگا، اور اگر سب رائج ہونے میں برابر ہوں تو بیع باطل ہوگی^(۶)۔
دفعہ نمبر ۱۳: اگر مشروط نقدی میں متعاقدين کا اختلاف ہو تو دونوں سے قسم کا مطالبہ کیا جائے گا^(۷)۔

(۱) المحیط البرہانی، ۷: ۲۴۵

(۲) تحفۃ الفقہاء، ۳: ۳۲

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۱۹

(۴) فتح القدیر، ۷: ۱۵۱

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۲۰

(۶) القواعد الفقہیہ و تطبیقاتھا فی المذاہب الاربعہ، ۱: ۳۲۴

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۲۰

وضاحت:

اگر متعاقدين کے درمیان ایک نقدی مقرر ہو جائے تو اس کا ادا کرنا لازم ہوگا، اگر اس مشروط نقدی میں متعاقدين کا اختلاف ہو جائے تو دونوں سے قسم کا مطالبہ ہوگا۔ دونوں میں سے جو بھی انکار کرے اس کا قول رد کیا جائے گا، اگر دونوں قسم کھائیں تو بیع کو ختم کر دی جائے گی۔ اگر دونوں گواہ لائے تو اس شخص کا بیع معتبر ہوگا جو زیادتی کا دعویٰ کرتا ہو^(۱)۔

دفعہ نمبر ۱۴: سونا، چاندی کے علاوہ ربوی چیزوں میں مجلس میں متعاقدين کا تقابض ضروری نہیں لیکن تماثل ضروری ہے^(۲)۔

وضاحت:

سونا چاندی کے علاوہ ربوی چیزوں کا آپس میں تبادلہ ہو، مثلاً لوہا، لوہے کے بدلے یا پیتل، پیتل کے بدلے بیچا جائے تو مجلس میں متعاقدين کا قبضہ کرنا ضروری نہیں^(۳)، البتہ تمام موزونی چیزوں میں جانین سے متعین کرنا ضروری ہے تاکہ نساء کا شبہ ختم ہو^(۴)۔ دفعہ نمبر ۱۵: پیتل اور لوہے کے برتن کے وزنی اور عددی ہونے میں عرف کا اعتبار ہوگا^(۵)۔

وضاحت:

اگر عرف میں پیتل اور لوہے کے برتن وزن کے ذریعے نہیں بلکہ عددی بیچے جاتے ہوں تو احناف کے ہاں اس کو کمی زیادتی کے ساتھ بیچا جاسکتا ہے، ان میں رہا نہیں ہوگی، البتہ اگر وزنی ہوں تو پھر ایک جنس کی صورت میں برابری کے ساتھ جائز ہوگی^(۶)۔ دفعہ نمبر ۱۶: اگر سونا، سونے سے آراستہ سامان کے بدلے بیچا جائے تو سونے کا وزن زیادہ ہونا ضروری ہے^(۷)۔

وضاحت:

سونا و چاندی سے آراستہ چیز کو اپنے جنس کے بدلے بیچا جائے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ تلوار کے زیور سے سونا و چاندی زیادہ ہو، مثلاً تلوار چاندی سے مزین ہو اس کو چاندی کے بدلے بیچا جائے تو چاندی کا وزن تلوار کے چاندی کے وزن سے زیادہ ہونا ضروری ہے تاکہ چاندی، چاندی کے بدلے ہو جائے اور جو زیادہ ہو وہ تلوار کے بدلے ہو جائے^(۸)۔

اگر ثمن اور بیعہ دونوں کے چاندی کا وزن برابر ہو تو دیکھا جائے گا، اگر تلوار سے چاندی آسانی سے جدا ہو سکتا ہو تو بیع چاندی میں صحیح اور تلوار میں باطل ہوگی، اگر آسانی سے جدا ہونا ممکن نہ ہو تو بیع دونوں میں باطل ہوگی، یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ

(۱) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۱۸

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۲۰

(۳) المجہرۃ النیرۃ، ۱: ۲۱۳

(۴) المحیط البرہانی، ۷: ۲۲۳

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۲۱

(۶) النہر الفائق، ۳: ۵۳۱

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۲۱

(۸) تحفۃ الفقہاء، ۳: ۳۲

کے نزدیک بیع دونوں میں صحیح ہو جائے گی۔ اگر بعض چاندی ثمن میں سے حوالہ کیا جو تلوار کے چاندی کے برابر ہو تو بیع صحیح ہوگی، اگرچہ مشتری یہ بیان نہ کرے کہ یہ ثمن اسی چاندی کے بدلے ہے اور تلوار کا ثمن ادھار ہو جائے گا^(۱)۔

اسی طرح سونے کی مٹی سونے اور چاندی کی مٹی چاندی کے بدلے بیچنے میں بھی اسی مسئلہ کا خیال رکھنا ضروری ہے یعنی سونا اور چاندی کا وزن اس چاندی و سونے سے زیادہ ہونا ضروری ہے جو مٹی میں ہے۔

دفعہ نمبر ۱۷: چاندی سے مزین چیز کو بیچنے کے لیے ضروری ہے کہ چاندی کو مجلس عقد میں جدا کر کے حوالہ کرے^(۲)۔

وضاحت:

بائع چاندی سے مزین چیز کے صرف چاندی کو بیچنے تو مجلس عقد میں چاندی کو تلوار سے جدا کر کے مشتری کو قبضہ کرنا ضروری ہے، اگر جدا نہ کیا تو بیع باطل ہوگی اگرچہ مشتری اس مزین چیز کو قبضہ کر لے^(۳)۔ مثلاً بائع چاندی سے آراستہ تلوار کے چاندی کو بیچ ڈالے تو مشتری کے لیے ضروری ضروری ہے کہ وہ تلوار کے چاندی کو جدا کر کے مجلس عقد میں قبضہ کر لے، اگر جدا کرنے سے پہلے متعاقدین مجلس عقد سے چلے جائیں تو بیع صحیح نہیں ہوگی۔

دفعہ نمبر ۱۸: چاندی سے مزین چیز کو قبضہ کرنے کے بعد اور ثمن کی ادائیگی سے پہلے دنانیر کے بدلے بیچنا جائز ہے^(۴)۔

وضاحت:

مشتری چاندی سے مزین چیز کو خرید کر قبضہ کر لے اور ثمن کی ادائیگی سے پہلے مجلس عقد میں اس چیز کو بیچ دے تو بیع صحیح ہوگی، بشرط یہ کہ مشتری ثانی مجلس عقد میں ثمن ادا کر دے۔ اگر تینوں ثمن کی ادائیگی سے پہلے جدا ہو جائے تو دونوں بیع باطل ہوگی۔ اگر مشتری ثانی ثمن ادا کر دے اور مشتری اول ثمن کی ادائیگی سے پہلے مجلس سے جدا ہو جائے تو دوسری بیع صحیح ہو جائے گی اور مشتری اول بائع اول کے لیے اس چیز کے قیمت کا ضامن ہوگا۔ مثلاً مشتری اول نے چاندی سے مزین تلوار خریدی اور ثمن کی ادائیگی سے پہلے مجلس عقد میں اس کو بیچ دیا تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت: تینوں ثمن کی ادائیگی سے پہلے جدا ہو جائیں تو دونوں بیع باطل ہو جائیں گی۔

دوسری صورت: مشتری ثانی ثمن ادا کر دے اور مشتری اول ثمن ادا کرنے سے پہلے مجلس سے جدا ہو جائے تو بیع ثانی نافذ ہو جائے گی اور پہلی بیع میں مشتری اول بائع اول کے لیے اس تلوار کے قیمت کا ضامن ہوگا۔

دفعہ نمبر ۱۹: چاندی سے مزین چیز کو اپنے شریک پر دنانیر کے عوض بیچنے میں بھی مجلس میں قبضہ ضروری ہے^(۵)۔

وضاحت:

(۱) المحیط البرہانی، ۷: ۱۹۹

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۲۱

(۳) المحیط البرہانی، ۷: ۱۹۹

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۲۳

(۵) نفس مصدر

دو شخص چاندی سے مزین چیز میں شریک ہوں، پھر ایک شریک اپنا حصہ شریک پر دراہم یا دنانیر کے بدلے بیچے تو مجلس عقد میں جانبین سے قبضہ ضروری ہے، اگر قبضہ سے پہلے مجلس سے جدا ہو جائیں تو بیع ٹوٹ جائے گی^(۱)۔ مثلاً چاندی سے مزین تلوار میں دو آدمی شریک ہوں، پھر ایک شریک اپنا حصہ دوسرے شریک پر بیع صرف یعنی دراہم یا دنانیر کے بدلے بیچنا چاہے تو مجلس عقد میں قبضہ کرنا ضروری ہوگا۔ دفعہ نمبر ۲۰: جس چیز پر سونے یا چاندی کا پانی چھڑایا جائے تو وہ سامان کے حکم میں ہوتا ہے^(۲)۔

وضاحت:

کسی چیز کو سونے و چاندی کا پانی چھڑا دیا جائے تو وہ سامان کے حکم میں ہوگا، لہذا اگر سونے و چاندی کے بدلے بیچا جائے تو تقاضا کے ساتھ بیچنا جائز ہوگا کیونکہ سونے اور چاندی چھڑانے سے صرف اس کا رنگ باقی رہ جاتا ہے^(۳)۔ دفعہ نمبر ۲۱: فلوس (زر) عقد میں متعین کرنے کے ساتھ متعین نہیں ہوتے^(۴)۔

وضاحت:

عقد بیع میں جس طرح دراہم و دنانیر متعین نہیں ہوتے اگرچہ ان کو متعین کیا جائے، اسی طرح فلوس جب بیع میں ثمن قرار دیا جائے تو متعین کرنے کے ساتھ بھی متعین نہیں ہوں گے^(۵)۔ دفعہ نمبر ۲۲: فلوس کے بدلے دراہم یا دنانیر فروخت کرنے میں احد البدلین پر قبضہ کافی ہوگا^(۶)۔

وضاحت:

کسی نے فلوس خریدے اور ثمن میں دراہم مقرر کیے تو دراہم پر یا فلوس پر مجلس میں قبضہ کرنا ضروری ہے^(۷)، علامہ کا سانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں فرماتے ہیں کہ دراہم و دنانیر کو فلوس کے بدلے بیچنے کی صورت میں احد البدلین پر قبضہ کرنا بیع کی صحت کے لیے کافی ہے کیونکہ دراہم اور فلوس دونوں کا جنس مختلف ہے اور خلاف جنس کے بدلے میں بیچنے کی صورت میں احد البدلین پر قبضہ کافی ہوتا ہے^(۸)۔ ڈیجیٹل کرنسی میں بیع صرف کا حکم:

اس سے ڈیجیٹل کرنسی^(۹) کا حکم بھی معلوم ہو جاتا ہے، مثلاً کوئی شخص بٹ کوائن کے بدلے سونا یا چاندی خریدنا چاہے تو احد البدلین پر قبضہ مجلس عقد میں کافی ہوگا۔

(۱) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۶۹

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۲۴

(۳) البحر الرائق، ۶: ۲۱۳

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۲۴

(۵) غزیمون البصائر فی شرح الاشباہ والنظائر، احمد بن محمد حنفی، ۳: ۳۵۱، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۵ھ = ۱۹۸۵ء

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۲۴

(۷) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۲۴

(۸) بدائع الصنائع، ۵: ۲۳۷

(۹) ڈیجیٹل کرنسی کی تفصیل بٹ کوائن کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

البتہ اگر سونے و چاندی سے بنی ہوئی چیزوں کو فلوس کے بدلے بیچے اور متعاقدین قبضہ سے پہلے جدا ہو جائیں تو فقہاء کرام کے نزدیک یہ بیع جائز ہوگی۔ فرق دونوں میں یہ ہے کہ دراہم بیع میں متعین نہیں ہوتے جب کہ چاندی سے بنی ہوئی چیز بیع میں متعین ہوتی ہے۔ جب عقد بیع کے وقت چاندی کے برتن وغیرہ کو متعین کر دیا تو یہ بیع العین بالمدین ہے جو کہ جائز ہے^(۱)۔

اسی طرح مشتری بائع کو بڑا درہم حوالہ کرے اور کہے کہ نصف کے بدلے فلوس اور نصف کے بدلے چھوٹا درہم دے دو، پھر مشتری اپنے بیعہ پر قبضہ کرنے سے پہلے جدا ہو گیا تو فلوس میں بیع صحیح ہوگی کیونکہ اس میں احد البدلین پر قبضہ ضروری ہے اور چھوٹے درہم میں باطل ہوگی کیونکہ اس میں جانبین سے قبضہ ضروری ہے اس میں تفریق صفقہ بھی لازم نہیں آتا کیونکہ مشتری نے اس میں دو بیع جمع کی ہیں: بیع صرف اور عام بیع۔ البتہ اگر مشتری نے بڑا درہم حوالہ ہی نہیں کیا تو دونوں میں بیع باطل ہوگی کیونکہ اس میں احد البدلین پر بھی قبضہ نہیں پایا گیا^(۲)۔

دفعہ نمبر ۲۳: فلوس کو فلوس کے بدلے بیچنے میں احد البدلین پر مجلس میں قبضہ کرنا ضروری ہے^(۳)۔

وضاحت:

فلوس کو فلوس کے بدلے بیچنے کی صورت میں احد البدلین پر قبضہ کرنا کافی ہوگا یا جانبین سے قبضہ کرنا ضروری ہے؟ علماء احناف میں بعض اس کے قائل ہیں کہ احد البدلین پر قبضہ کافی ہوگا کیونکہ یہ بیع صرف نہیں اور جانبین سے مجلس میں قبضہ کرنا یہ بیع صرف کی صفت ہے^(۴) اور یہی فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

بعض اس کے قائل ہیں کہ جانبین سے مجلس میں قبضہ ضروری ہے کیونکہ دونوں کا جنس ایک ہے اور جنس کے ایک ہونے کی صورت میں نساء حرام ہے۔ علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے دونوں اقوال نقل کر کے دوسرے قول کو صحیح قرار دیا ہے^(۵)۔ دفعہ نمبر ۲۴: قبضہ کرنے سے پہلے فلوس کا سد ہو جائے تو مشتری کو بیع ختم کرنے کا اختیار ہوگا^(۶)۔

وضاحت:

مشتری نے درہم کے بدلے فلوس خریدے اور درہم حوالہ کیا اور فلوس قبضہ کرنے سے پہلے کھوٹے ہو جائے تو بیع ختم کرنے میں مشتری کو اختیار ہوگا، چاہے تو کھوٹے فلوس لے یا بیع کو فسخ کر دے یہ امام زفر رحمہ اللہ کا قول ہے۔ البتہ استحساناً بیع باطل ہو جائے گی کیونکہ فلوس کی ثمنیت ختم ہو گئی ہے^(۷)۔

اگر درہم حوالہ کرنے کے بعد نصف فلوس قبضہ کر لے اور کھوٹے ہو جائے تو نصف میں بیع صحیح ہوگی اور باقی نصف درہم مشتری کو واپس کیا جائے گا۔ اگر مشتری نے پورے فلوس قبضہ کر لیے اور درہم حوالہ کرنے سے پہلے فلوس کھوٹے ہو جائے تو مشتری کو بیع فسخ کرنے کا اختیار بھی نہیں ہوگا کیونکہ فلوس میں بیع قبضہ کے ساتھ تام ہو گئی ہے اور درہم اس کے ذمہ دین ہوگا۔

(۱) نفس مصدر

(۲) المحیط البرہانی، ۷: ۱۷۶

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۲۴

(۴) البحر الرائق، ۶: ۱۳۳

(۵) بدائع الصنائع، ۵: ۲۳۷

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۲۵

(۷) الاصل المعروف بالمیسوط، ۳: ۱۶

اسی طرح فلوس کے بدلے بیعہ خرید اور فلوس کھوٹے ہو گئے تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں^(۱):

پہلی صورت: بیعہ پر قبضہ کرنے کے بعد فلوس کھوٹے ہو گئے ہوں تو بیع باطل ہو جائے گی، بائع پر لازم ہے کہ بیعہ موجود ہونے کی صورت میں مشتری کو لوٹائے، اگر ہلاک ہوا ہو تو مثلی ہونے کی صورت میں مثل اور قیمی ہونے کی صورت میں قیمت مشتری کو حوالہ کرے۔

دوسری صورت: بیعہ قبضہ کرنے سے پہلے فلوس کھوٹے ہو گئے ہوں تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس بیع کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ صاحبین رحمہم اللہ کے نزدیک بیع صحیح ہوگی اور بائع پر اس چیز کی قیمت لازم ہوگی۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک بیع کے دن کی قیمت کا اعتبار ہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک جس دن فلوس کھوٹے ہو گئے ہیں، اس دن کی قیمت کا اعتبار ہوگا۔

دفعہ نمبر ۲۵: سونے کی مٹی کو سونے کے بدلے فروخت کرنے میں جانبین سے مجلس عقد میں تماثل کے ساتھ قبضہ کرنا ضروری ہے^(۲)۔

وضاحت:

ایک شخص نے سونے کی مٹی سونے کے بدلے یا چاندی کی مٹی چاندی کے بدلے خریدی تو ان میں تماثل ضروری ہے، اسی طرح مجلس میں قبضہ بھی ضروری ہے کیونکہ سونے کی مٹی سونے اور چاندی کی مٹی چاندی کے حکم میں ہے۔

دفعہ نمبر ۲۶: سونے کی مٹی میں سونے کی مقدار متعین کرنا ضروری ہے^(۳)۔

وضاحت:

سونے کی مٹی میں سونے کی مقدار متعین کرنا ضروری ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ غیر متعین ہونے کی صورت میں جہالت بہت ہے جو متعاقبین کے درمیان جھگڑے کا باعث بنتا ہے^(۴)، مثلاً ایک شخص نے سونے کی مٹی کی ایک قہیز سونے کے بدلے خریدی، تو مٹی کے وزن سے سونے کا وزن معلوم نہیں ہوتا لہذا مٹی میں سونے کی مقدار متعین کرنا ضروری ہے۔ البتہ کم نکلنے کی صورت میں مشتری کو بیع ختم کرنے کا اختیار ہوگا۔

دفعہ نمبر ۲۷: مشتری کے قبضہ کرنے سے پہلے کوئی اجنبی شخص بیعہ ہلاک کر دے تو مشتری کو اجنبی سے ضمان لینے کا اختیار ہوگا۔

وضاحت:

مشتری نے بیع صرف میں بیعہ پر قبضہ نہیں کیا تھا کہ کسی اجنبی شخص نے بیعہ ہلاک کر دیا تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ بیع کو باطل کر دے اور بائع سے اپنا ثمن وصول کر لے یا اجنبی سے بیعہ کی قیمت وصول کرے اور بیع اپنے حال پر باقی چھوڑ دے^(۵)۔ مثلاً مشتری نے چاندی کے بدلے چاندی کا کنگن خرید اور قبضہ کرنے سے پہلے کسی اجنبی شخص نے اس کنگن کو ہلاک کر دیا تو مشتری کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے:

بیع کو باطل کر دے اور بائع سے اپنا ثمن وصول کر لے یا بیع اپنے حال پر باقی رکھے اور ہلاک کرنے والے سے بیعہ کا ضمان یعنی قیمت وصول کرے، البتہ اگر قیمت ثمن سے زیادہ ہو تو زیادتی صدقہ کرے گا^(۶)۔ یہ اس صورت میں جب مجلس میں مشتری ہلاک شدہ چاندی کے کنگن

(۱) البحر الرائق، ۴: ۱۴۲

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۲۶

(۳) نفس مصدر

(۴) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۴۵

(۵) المحیط البرہانی، ۷: ۲۳۸

(۶) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۷۹

کے ضمان پر مجلس میں قبضہ کر لے، اگر قبضہ کرنے پہلے جدا ہو گیا تو امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک متعاقبین کے درمیان بیع صرف باطل ہو جائے گی، امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک بیع باطل نہیں ہوگی اگر مشتری نے ہلاک کرنے والے سے ضمان لینا پسند کیا⁽¹⁾۔

(1) نفس مصدر

فصل دوم

کتاب الصرف باب ۳ و ۴ کی دفعہ بندی اور قانون معاہدہ

۱۸۷۲ء کے ساتھ تقابل

دوسری فصل میں بیع صرف کے بیعہ کو قبضہ کرنے سے پہلے تصرف کرنے کے احکام اور بیع صرف میں خیارات کا بیان ہے۔ دوسری فصل میں بیچیں (۲۵) دفعات ہیں۔

باب ۳: عقد صرف کے بعد متعاقبین کے تصرف کا بیان
دفعہ نمبر ۱: بدل صرف میں بعد القبض استبدال جائز ہے^(۱)۔

وضاحت:

متعاقبین کے درمیان بیع صرف ہو جائے تو قبضہ کرنے کے بعد بدل صرف میں استبدال جائز ہے^(۲)، مثلاً مشتری دس دراہم کے بدلے ایک دینار خریدے اور جانبین سے قبضہ ثابت ہو جائے سوائے ایک درہم کے جو مشتری کے ذمہ باقی ہو۔ دونوں کے جدا ہونے کی وجہ سے ایک درہم میں بیع باطل ہو جائے گی۔ لہذا مشتری پر لازم ہے کہ دینار کا دسواں حصہ بائع کو واپس کرے۔ اب اگر بائع اس دسویں حصہ کے بدلے سامان یا کوئی اور چیز لینا چاہے تو اس کے لیے جائز ہے کیونکہ یہ بدل صرف میں بعد القبض استبدال ہے جو کہ جائز ہے۔ لیکن بائع کے لیے جائز نہیں کہ مشتری سے کہے کہ جو درہم تیرے ذمہ ہے اس کے بدلے مجھے سامان حوالہ کر دو کیونکہ یہ بدل صرف میں قبل القبض استبدال ہے جو کہ ناجائز ہے۔

دفعہ نمبر ۲: احد المتعاقبین کو بیع صرف میں بری کیا گیا تو اس کے ساتھ بیع باطل ہو جائے گی^(۳)۔

وضاحت:

دو آدمیوں کے درمیان بیع صرف ہوئی اور جدا ہونے سے پہلے ایک نے اپنا حق معاف کر دیا یا ہبہ کر دیا تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں^(۴)۔
پہلی صورت: اپنا حق قبضہ کرنے سے پہلے ہبہ کر دے تو مشتری اس کو قبول کرے گا یا نہیں؟ اگر قبول کرے تو بیع صرف باطل ہو جائے گی کیونکہ ثمن سے مشتری کو بری کرنا اس کو ساقط کرنا ہے گویا اس نے بدل صرف ادا ہی نہیں کیا۔ اگر وہ قبول نہ کرے تو بیع صرف نہیں ٹوٹے گی۔ اگر ہبہ کرنے والا اپنا حق لینے سے انکار کرے تو اس کو قبضہ کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔

دوسری صورت: جانبین سے قبضہ ہو جانے کے بعد ایک اپنا حق معاف کرے یا ہبہ کرے تو اس سے بیع صرف ختم نہیں ہوگی کیونکہ وہ پہلے سے تام ہو گئی ہے، البتہ اگر احد المتعاقبین نے ثمن حوالہ کرنے سے پہلے اور بیع قبضہ کرنے کے بعد ہبہ کرنا چاہے تو ثمن حوالہ کرنے کے اعتبار سے درج ذیل دو صورتیں ہیں:

اسی مجلس میں ثمن حوالہ کر دے تو بیع صرف اور ہبہ دونوں صحیح ہو جائے گی اور اگر ثمن حوالہ کرنے کے بغیر جدا ہو گئے تو بیع صرف اور ہبہ دونوں باطل ہو جائیں گے۔ مثلاً ایک شخص نے دس دراہم کے بدلے کنگھن خریدی اور کنگھن قبضہ کر لیا، پھر ثمن حوالہ کرنے سے پہلے کنگھن بائع کو ہبہ کرنا چاہتا ہے تو دیکھا جائے گا اگر ثمن جدا ہونے سے پہلے ادا کر دیا تو بیع اور ہبہ دونوں صحیح ہوں گے، اگر ثمن ادا کرنے کے بغیر جدا ہو گئے تو بیع اور ہبہ دونوں باطل ہوں گے^(۵)۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۲۹

(۲) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۲۲

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۳۰

(۴) المحیط البرہانی، ۷: ۲۲۷

(۵) نفس المصدر، ۷: ۲۴۳

دفعہ نمبر ۳: اپنے قرض کے بدلے بیع صرف کے ساتھ بیعہ خرید کر بیع مقاصہ^(۱) کرنا جائز ہے^(۲)۔

وضاحت:

مشتري کا کسی شخص پر قرض تھا، پھر وہ بائع سے دینار یا دراهم خریدے اور بائع سے کہے کہ جو قرض تم نے مجھے دینا ہے اس کے بدلے یہ ثمن ختم ہو جائے گا تو یہ جائز ہے^(۳)، مثلاً مشتری کے بائع پر دس دراهم قرض تھے، پھر مشتری اسی بائع سے مطلق دس دراهم کے بدلے ایک دینار خریدے اور بائع سے کہے کہ میں ان دس دراهم کو اس دس دراهم کے بدلے ختم کرتا ہوں امام زفر رحمہ اللہ کے نزدیک اگر مطلق دراهم کے بدلے بیع ہوئی اور پھر مشتری کہے کہ میں اس دس دراهم کو ان دس دراهم کے ساتھ ختم کرتا ہوں تو یہ بیع جائز نہیں کیونکہ یہ بیع صرف میں استبدال ہے اور بیع صرف کے ثمن میں قبل القبض استبدال ناجائز ہے، یہ قول قیاس کے موافق ہے۔

لیکن شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک یہ بیع استحساناً جائز ہے کیونکہ یہ استبدال نہیں بلکہ اقتضاء و دانیر کے ثمن کی نسبت ان دراهم کی طرف ہوگی جو بائع کے ذمہ لازم ہیں، البتہ مشتری پر لازم ہے کہ مجلس عقد میں بائع سے کہے کہ میں بیع مقاصہ کرتا ہوں، اگر مجلس عقد کے بعد کہہ دیا تو بیع صرف باطل ہوگی۔

واضح رہے کہ یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ متعاقدين کے درمیان بیع مطلق دراهم پر ہو جائے اور پھر بیع مقاصہ ہو۔ اگر ابتداء دانیر کی نسبت قرض کی طرف کرے تو یہ بالاتفاق جائز ہے کیونکہ اس میں استبدال کی کوئی صورت نہیں۔

دفعہ نمبر ۴: بیع صرف میں متعاقدين کے قبضہ کے بعد بیعہ کو نفع کے ساتھ بیچنا جائز ہے^(۴)۔

وضاحت:

بیع صرف میں بائع و مشتری نے اپنے بیعہ اور ثمن پر قبضہ کر لیا، پھر مشتری اپنا حصہ بائع پر نفع کے ساتھ بیچنا چاہتا ہے تو یہ جائز ہے^(۵)، مثلاً مشتری نے سونادس درہم کے بدلے خرید اور متعاقدين نے قبضہ کر لیا، پھر مشتری سونا ایک درہم کے نفع کے ساتھ بیچنا چاہتا ہے تو اس کے لیے یہ جائز ہے۔ یہ اس صورت میں جب بیع صرف خلاف جنس میں ہوا ہو۔

اگر بیع صرف ایک جنس میں ہو تو اس میں مراحہ بالکل جائز نہیں، مثلاً سونا، سونے کے بدلے خرید یا چاندی چاندی کے بدلے خرید تو اس میں مراحہ بالکل جائز نہیں۔

دفعہ نمبر ۵: بیع صرف ایک جنس میں ہو تو بائع کی طرف سے ثمن میں کمی کرنا بیع کو فاسد کرتا ہے^(۶)۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان بیع صرف ایک جنس میں ہو جائے اور جانبین سے قبضہ بھی تام ہو جائے، پھر مجلس میں بائع ثمن میں کمی کرے یا مشتری ثمن میں زیادتی کرے تو اس سے بیع فاسد ہو جائے گی^(۱)۔ مثلاً ایک شخص نے چاندی کا کنگن دس (۱۰) درہم کے بدلے خرید اور قبضہ جانبین

(۱) بیع مقاصہ سے مراد یہ ہے کہ مشتری بیعہ خرید لے اور اس کا ثمن اس قرض سے ختم کر دے جو بائع کے ذمہ تھا۔

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۳۰

(۳) البحر الرائق، ۶: ۲۱۶

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۳۱

(۵) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۸۱

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۳۲

سے تمام ہو گیا، پھر بائع نے ثمن سے ایک درہم کم کیا اور مشتری نے اس کو قبول کر لیا تو بیع صرف باطل ہوگی یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔
امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک کمی کرنا باطل ہوگا اور مشتری پر درہم واپس کرنا لازم ہوگا۔

اگر بیع صرف ایک جنس میں واقع ہو اور ایک طرف بیعہ کے ساتھ سامان بھی ہو، پھر بائع ثمن میں کمی کرے تو اس کی دو صورتیں ہیں:
پہلی صورت: بائع مطلق ثمن کی کمی کرے یعنی دونوں کے مجموعہ کی طرف نسبت نہ کرے تو بیع دونوں میں صحیح ہوگی۔ مثلاً چاندی کا کنگن اور کپڑا بیس (۲۰) درہم کے بدلے خریدے، پھر بائع مطلقاً ثمن میں کمی کرے تو یہ کمی کپڑے سے ہوگی اور کنگن دس درہم کے بدلے ہوگا
دوسری صورت: بائع دونوں کے مجموعہ سے ثمن میں کمی کرے تو بیع سامان میں صحیح ہوگی اور درہم وغیرہ میں باطل ہوگی کیونکہ نصف درہم کپڑے سے کم ہوگا اور نصف کنگن سے (۲)۔

البتہ اگر خلاف جنس میں بیع صرف ہو جائے تو کمی زیادتی کے ساتھ بیع صرف فاسد نہیں ہوگی۔ زیادتی کی صورت میں مجلس میں صرف قبضہ ضروری ہے، مثلاً مشتری دس درہم کے بدلے ایک دینار خریدے اور قبضہ کرنے کے بعد مشتری اپنی طرف سے درہم میں زیادتی کرنا چاہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ مجلس عقد میں قبضہ کیا جائے ورنہ زیادتی باطل ہوگی اور بیع صرف صحیح ہوگی (۳)۔
دفعہ نمبر ۶: بیع صرف کے ثمن میں عیب ہو تو اس کے بدلے صلح کرنا جائز ہے (۴)۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان بیع صرف ہوئی، پھر ایک جانب بیعہ میں عیب نکل آئے تو اس کو خیار عیب حاصل ہوگا، اگر بائع اس عیب سے صلح کرنا چاہے تو یہ جائز ہے (۵)، البتہ صلح اگر ثمن کی جنس پر ہو جائے تو مجلس صلح میں اس کو قبضہ کرنا ضروری نہیں، مثلاً ایک شخص نے چاندی کا برتن جس کا وزن سو (۱۰۰) درہم تھا، سو (۱۰۰) دنانیر کے بدلے خریدا، پھر مشتری نے اس میں عیب دیکھا تو اس کو لوٹانے کا حق حاصل ہے، اگر بائع نے عیب سے صلح کی اور صلح میں دنانیر دینا چاہے تو مجلس صلح میں ان کو قبضہ کرنا ضروری ہوگا کیونکہ مشتری کا حق دنانیر میں تھا اور اس کو دنانیر مل گئے ان میں استبدال کی کوئی صورت نہیں۔ اگر خلاف جنس ہو تو مجلس عقد میں قبضہ ضروری ہوگا، مثلاً بائع صلح میں اس کو درہم دینا چاہے تو مجلس صلح میں قبضہ کرے گا ورنہ صلح باطل ہوگی۔

دفعہ نمبر ۷: بیع صرف میں عیب سے جس چیز پر صلح ہو، اس کی قیمت معیوب سے زائد ہو تو یہ جائز ہے (۶)۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان بیع صرف ہونے کے بعد ایک حصہ میں عیب نکل آئے، پھر بائع معیوب حصہ سے زائد قیمت کے ساتھ صلح کرے تو یہ جائز ہے، یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے (۷)۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک یہ صلح اس صورت میں جائز ہے جب اس کے مثل زیادتی

(۱) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۸۲

(۲) المحیط البرہانی، ۷: ۱۸۵

(۳) بدائع الصنائع، ۵: ۲۱۶

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۳۲

(۵) المحیط البرہانی، ۷: ۱۹۲

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۳۳

(۷) المحیط البرہانی، ۷: ۱۹۲

میں لوگ دھوکہ کھاتے ہوں، اگر دھوکہ نہیں کھاتے تو یہ زیادتی ناجائز ہوگی۔ مثلاً دینار میں عیب ہو اور وہ اس کے بدلے اس کو دراہم دے جن کی قیمت دنانیر سے زائد ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔ جس چیز پر صلح ہو اگر اس کی قیمت معیوب سے کم ہو تو سب کے نزدیک جائز ہے۔ دفعہ نمبر ۸: بیع صرف میں مصالح علیہ کے حوالہ کرنے کے لیے اجل مقرر کرنا صلح کو باطل کرتا ہے^(۱)۔

وضاحت:

مشتري بیع صرف کے بعد بیع میں عیب پر مطلع ہوا، پھر بائع مشتری کے ساتھ عیب سے صلح کرے لیکن مصالح علیہ (دراہم و دنانیر) حوالہ کرنے کے لیے اجل مقرر کر دے یا صلح کے لیے تین دن کا خیال مقرر کرے تو اس کے ساتھ صلح باطل ہو جائے گی، کیونکہ صلح کرنا بھی بیع صرف کے حکم میں ہوتا ہے لہذا مجلس عقد میں اس پر قبضہ کرنا ضروری ہے^(۲)۔

دفعہ نمبر ۹: مدعی علیہ خلاف جنس ثمن کے ساتھ صلح کرے تو بدل صلح پر مجلس صلح میں قبضہ کرنا ضروری ہے^(۳)۔

وضاحت:

ایک شخص نے کسی پر دراہم کا دعویٰ کیا، مدعی علیہ اقرار کرے یا انکار کرے لیکن متعاقدین صلح پر راضی ہو جائے تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں^(۴):

پہلی صورت: صلح میں اس دراہم کے خلاف جنس ثمن مقرر ہو تو دونوں کے جدا ہونے سے پہلے مجلس صلح میں ان پر قبضہ کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ استبدال ہے جو کہ بیع صرف کے حکم میں ہے، مثلاً مدعی علیہ سو (۱۰۰) دراہم کے بدلے دس (۱۰) دنانیر حوالہ کرنے پر صلح کرے تو دنانیر پر مجلس صلح میں قبضہ کرنا ضروری ہے، اگر قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے یا اس کے لیے اجل مقرر کرے تو صلح باطل ہو جائے گی۔ دوسری صورت: صلح میں ان دراہم کے جنس سے ثمن مقرر ہو تو مجلس صلح میں قبضہ کرنا ضروری نہیں کیونکہ اس کا تعلق ابراء کے ساتھ ہے یعنی مدعی اپنا بعض حق سے مدعی علیہ کو صلح کے ساتھ بری کرتا ہے، مثلاً سو (۱۰۰) دراہم کے بدلے میں مدعی علیہ دس (۱۰) دراہم پر صلح کرے تو یہ مجلس صلح کے بعد بھی جائز ہے۔

دفعہ نمبر ۱۰: ترکہ میں دراہم اور دنانیر کے ساتھ سامان ہو اور بدل صلح دراہم اور دنانیر کے جنس سے ہو تو بدل صلح کا زیادہ ہونا ضروری ہے^(۵)۔

وضاحت:

ایک عورت نے ترکہ میں سونا و چاندی چھوڑ دیا، ترکہ باپ کے قبضہ میں ہو، پھر وہ میت کے شوہر کے ساتھ صلح کرے اور بدل صلح میں جو مقرر ہو جائے تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں^(۶):

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۳۳

(۲) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۷۰

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۳۴

(۴) المحیط البرہانی، ۷: ۱۹۰

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۳۴

(۶) المحیط البرہانی، ۷: ۱۹۱

پہلی صورت: بدل صلح ترکہ کے جنس سے ہو، مثلاً ترکہ میں سونا ہو اور بدل صلح میں سونا مقرر ہو، یا ترکہ میں چاندی ہو اور بدل صلح میں چاندی مقرر ہو جائے تو اس میں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ بدل صلح میں جو سونا و چاندی مقرر ہو اس کا وزن ترکہ کے سونے یا چاندی سے زیادہ ہو کیونکہ یہ صلح بیع صرف کے حکم میں ہے اور اس میں برابری ضروری ہے۔

دوسری صورت: بدل صلح میں خلاف جنس مقرر ہو جائے، مثلاً ترکہ میں سونا و چاندی، سامان ہو اور صلح میں سونا و چاندی دونوں مقرر ہو جائے تو یہ صلح صحیح ہے۔ یہ دو صورتیں اس وقت ہیں جب ترکہ میں سونا و چاندی کی مقدار معلوم ہو، اگر معلوم نہ تو صلح بالکل جائز نہیں۔
دفعہ نمبر: ترکہ میں سونا و چاندی ہو تو مجلس صلح میں اس کا حاضر کرنا ضروری ہے^(۱)۔

وضاحت:

ترکہ میں میت نے سونا و چاندی چھوڑ دیا ہو اور باپ، اس کے شوہر کے ساتھ سونا و چاندی پر صلح کرے تو ترکہ کو مجلس صلح میں حاضر کرنے اور نہ کرنے سے متعلق درج ذیل دو صورتیں ہیں^(۲):

پہلی صورت: اگر باپ اقرار کرتا ہو کہ ترکہ میں اس کے شوہر کا حصہ ہے اور وہ میرے پاس ہے تو یہ قبضہ امانت کا قبضہ ہے جو شرا کے قبضہ کے قائم مقام نہیں ہو سکتا، لہذا صلح کے وقت اس کا حاضر کرنا ضروری ہے تاکہ صلح کی مجلس میں جانین سے قبضہ تام ہو جائے۔
دوسری صورت: باپ، انکار کرے کہ شوہر کا جو حصہ ترکہ میں ہے وہ میرے قبضہ میں ہے گویا وہ اس میں غاصب ہے، اور غصب کا قبضہ شرا کے قائم مقام ہو سکتا ہے، لہذا اس کو مجلس صلح میں حاضر کرنا ضروری نہیں، پہلا قبضہ کافی ہوگا۔
دفعہ نمبر ۱۱: مدعی علیہ سے بدل صلح کے بدلے سامان خریدنا جائز ہے^(۳)۔

وضاحت:

مدعی، مدعی علیہ سے دراہم یا دنانیر پر صلح کرے، پھر ان دراہم یا دنانیر کے بدلے مدعی علیہ سے کپڑا خریدے تو یہ جائز ہے^(۴)۔ مثلاً مدعی دعویٰ کرے کہ مدعی علیہ کے پاس جو تلوار ہے جس پر چاندی لگی ہے وہ میری ہے، ان کے درمیان دس دنانیر پر صلح ہو جائے جن میں پانچ دنانیر مدعی قبضہ کر لے۔ پھر مدعی باقی پانچ دنانیر کے بدلے مدعی علیہ سے کپڑا خریدنا چاہے تو یہ جائز ہے لیکن اس میں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ تلوار پر جو چاندی لگی ہے اس کے وزن کے برابر بدل صلح مجلس میں قبضہ کر لیا ہو ورنہ صلح بھی فاسد اور کپڑے میں بیع بھی فاسد ہوگی۔
دفعہ نمبر ۱۲: دعویٰ دراہم اور دنانیر کا ہو اور بدل صلح میں ایک جنس مقرر ہو جائے تو یہ جائز ہے^(۵)۔

وضاحت:

مدعی نے کسی پردس دراہم اور دس دنانیر کا دعویٰ کیا، پھر صلح صرف پانچ دراہم یا دنانیر پر ہو تو یہ جائز ہے، خواہ مجلس صلح میں حوالہ کرے یا اس

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۳۴

(۲) المحیط البرہانی، ۷: ۱۹۱

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۳۵

(۴) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۷۱

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۳۵

کے لیے اجل مقرر کرے^(۱)۔ گویا مدعی نے دس دینار اور پانچ دراهم سے مدعی علیہ کو بری کیا اور باقی پانچ کو لینے کے لیے اجل مقرر کر لیا لہذا اس میں کوئی استبدال نہیں۔

دفعہ نمبر ۱۳: بیع صرف کے بعد مبیعہ میں عیب پایا گیا، پھر صلح اس پر ہو کہ متعاقدين دونوں ایک دوسرے کو کچھ حوالہ کرے تو یہ جائز ہے^(۲)۔
وضاحت:

مشتري نے چاندی کا کنگن خریدا، پھر اس میں عیب پایا، بائع بدل صلح میں دراهم حوالہ کرنا چاہے اس شرط پر کہ مشتری کچھ گندم یا گیہوں بائع کو دے گا تو یہ صلح جائز ہے، اگر گندم یا گیہوں متعین ہوں تو مجلس صلح کے بعد بھی حوالہ کیا جاسکتا ہے^(۳)۔
اگر بائع نے گیہوں میں عیب دیکھا تو اس کو گندم عیب کی وجہ سے لوٹا کر اس کی قیمت وصول کرنے کا اختیار ہوگا۔ قیمت معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بائع نے بدل صلح میں جو دراهم ادا کی ہیں وہ مبیعہ کے عیب اور گندم پر تقسیم کیا جائے گا کیونکہ بائع نے جو دراهم بدل صلح میں حوالہ کیے تھے وہ عیب اور گندم کے بدلے تھے، لہذا گندم کے مقابلہ میں جو قیمت آئے گی وہ مشتری سے وصول کرے گا۔

باب ۴: بیع صرف میں خیارات کا بیان

دفعہ نمبر ۱۳: متعاقدين میں سے ایک کے لیے خيار شرط مقرر کرنا بیع صرف کو باطل کرتا ہے^(۴)۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان بیع صرف ہوئی خواہ وہ سونا چاندی ہو یا سونا و چاندی سے مزین سامان وغیرہ ہو تو اس میں متعاقدين میں سے کسی ایک کے لیے خيار شرط مقرر کرنا بیع کو باطل کرتا ہے، البتہ اگر مجلس عقد میں خيار ختم کر دے تو بیع صحیح ہو جائے گی^(۵)۔
دفعہ نمبر ۱۵: جس چیز پر سونے یا چاندی کا پانی چھڑایا گیا ہو اس کو خيار شرط کے ساتھ بیچنا جائز ہے^(۶)۔

وضاحت:

سونے و چاندی سے ملع سامان کو خيار شرط کے ساتھ بیچنا جائز ہے کیونکہ یہ بیع صرف میں داخل نہیں اور بیع صرف اور بیع سلم کے علاوہ تمام بیوعات میں خيار شرط کی رعایت رکھنا صحیح ہے^(۷)۔

دفعہ نمبر ۱۶: چاندی کے ساتھ سامان کو ملا کر بیع صرف کے ساتھ بیچا جائے اور متعاقدين میں سے کسی ایک کے لیے خيار شرط مقرر ہو جائے تو دونوں میں بیع باطل ہو جائے گی۔

وضاحت:

(۱) المحیط البرہانی، ۷: ۱۹۳

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۳۵

(۳) الاصل المعروف بالمبسوط، ۳: ۱۰۳

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۳۵

(۵) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۲۳

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۳۵

(۷) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۲۳

بائع نے سونے یا چاندی کے ساتھ سامان ملا کر بیع صرف کے ساتھ بیچ دیا، پھر متعاقدین میں سے ایک کے لیے خیار شرط مقرر ہوا تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک بیع دونوں میں باطل ہو جائے گی۔ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک سامان میں اس کے بقدر بیع صحیح ہوگی اور سونے یا چاندی میں باطل ہوگی^(۱)۔

مثلاً ایک شخص نے ایک باندی جس کے گلے میں چاندی کا ہار ہو، ایک ہزار (۱۰۰۰) دراہم کے بدلے بیچ دیا، پھر مشتری نے تین دن کا خیار لیا تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک باندی اور ہار دونوں میں بیع باطل ہو جائے گی، صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک ہار میں بیع باطل ہوگی، لیکن باندی میں اس کے ثمن کے بقدر بیع صحیح ہوگی۔

دفعہ نمبر ۱۷: سونے و چاندی کے علاوہ کسی اور دھات میں خیار شرط جائز ہے۔

وضاحت:

سونے و چاندی کے علاوہ اور دھاتوں میں خیار شرط مقرر کرنا اس وجہ سے جائز ہے کہ ان میں بیع، بیع صرف نہیں اور بیع اور بیع سلم کے علاوہ بیوعات میں خیار شرط جائز ہے^(۲)۔ مثلاً پیتل کو دراہم کے بدلے بیچ دے اور متعاقدین میں سے کسی ایک کے لیے خیار شرط مقرر ہو تو اس کے ساتھ بیع باطل نہیں ہوگا۔

دفعہ نمبر ۱۸: فلوس کو دراہم کے بدلے خریدنے کی صورت میں مشتری کو خیار شرط دینے کے ساتھ بیع باطل ہوگی۔

وضاحت:

فلوس کو دراہم کے بدلے خریدنا بیع صرف نہیں، لہذا احد البدلین پر مجلس عقد میں قبضہ کافی ہوگا، اگر فلوس قبضہ کرنے سے پہلے دراہم حوالہ کیے گئے تو خیار شرط کی درج ذیل دو صورتیں ہیں^(۳):

اگر دراہم بیچنے والے کے لیے خیار شرط ہو تو دراہم، بیچنے والے کی ملک سے نہیں نکلے تو فلوس اور دراہم دونوں پر قبضہ نہیں پایا گیا، احد البدلین پر قبضہ نہ پائے جانے کی وجہ سے بیع باطل ہوگی۔

اگر دراہم خریدنے والے کے لیے خیار ہو تو دراہم بائع کی ملک سے نکل کر مشتری کی ملک میں داخل ہو گئے ہیں۔ لہذا احد البدلین پر قبضہ پائے جانے کی وجہ سے بیع فاسد نہیں ہوگی۔

دفعہ نمبر ۱۹: بیع صرف میں خیار رؤیت کا اعتبار نہیں ہوگا^(۴)۔

وضاحت:

دراہم کو سونے کے بدلے بیچا گیا اور احد المتعاقدین خیار رؤیت کے دعویٰ کی وجہ سے بیعہ لوٹانا چاہے تو اس کے خیار کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا کیونکہ اس کے لوٹانے کے ساتھ بیع باطل نہیں ہوگی بلکہ اس کا مثل لازم ہوگا^(۵)۔ البتہ سونے و چاندی کے زیورات کو بیع صرف کے ساتھ بیچنے میں

(۱) الاصل المعروف بالمبسوط، ۳: ۶

(۲) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۲۴

(۳) المحیط البرہانی، ۷: ۱۷۱

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۳۶

(۵) دررالحکام شرح غرر الاحکام، ۲: ۲۰۳

خیار رؤیت کا اعتبار ہوگا کیونکہ سونے و چاندی کے زیورات متعین ہونے کے ساتھ متعین ہوتے ہیں، گویا وہ اعیان کے حکم میں ہیں، تو مشتری کو ان میں خیار رؤیت ہوگی۔

دفعہ نمبر ۲۰: بیع صرف میں خیار عیب کا اعتبار مجلس عقد تک ہوگا^(۱)۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان بیع صرف ہوئی اور جانبین سے قبضہ بھی پایا گیا، پھر ایک نے بیعہ میں عیب پایا تو اس کو مجلس عقد تک استبدال کا حق بالاتفاق حاصل ہوگا۔ البتہ مجلس عقد کے بعد استبدال کا حق ہوگا یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مجلس عقد کے بعد استبدال کا حق نہیں ہوگا، البتہ اس کو لوٹانے کا حق ہوگا، مثلاً ایک دینار کو دس دراہم کے بدلے بیچے، پھر دراہم کو کھوٹے پائے لیکن مجلس سے جدا ہونے کے بعد لوٹانا چاہے تو اس کو لوٹانے کا خیار ہوگا لیکن اس کے ساتھ بیع صرف باطل ہوگی۔ صاحبین رحمہم اللہ کے نزدیک مجلس عقد سے جدا ہونے کے بعد بھی استبدال کا حق مشتری کو حاصل ہوگا، یعنی دراہم لوٹا کر اس کے مثل بائع سے وصول کرے۔

دفعہ نمبر ۲۱: مشار الیہ دراہم یا دنانیر اگر کھوٹے نکلے تو خیار عیب باطل ہوگا۔

وضاحت:

اگر بیع صرف میں مشتری کھوٹے دراہم یا دنانیر کی طرف اشارہ کر کے متعین کرے تو خیار عیب باطل ہوگا بشرطیکہ دونوں کو اس کا علم ہو کہ دراہم میں یہ عیب موجود ہے، البتہ اگر علم نہ تو بیع صحیح ہوگی اور مشتری پر کھرے دراہم یا دنانیر لازم ہوں گے۔

دفعہ نمبر ۲۲: بیع صرف کسی متعین چیز میں ہو تو عیب کی وجہ سے لوٹانے کے ساتھ بیع باطل ہوگی۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان بیع صرف ہوئی، مثلاً چاندی کا برتن دراہم یا دنانیر کے بدلے بیچے، پھر چاندی کے برتن میں عیب پایا تو چاندی کا برتن لوٹانے کے ساتھ متعاقدين کے درمیان بیع صرف باطل ہو جائے گی۔

دفعہ نمبر ۲۳: بیع صرف میں عیب کی وجہ سے بیعہ لوٹانا اگر باہمی رضامندی سے ہو تو مجلس رد میں قبضہ ضروری ہے۔

وضاحت:

متعاقدين کے درمیان بیع صرف ہوئی اور عیب کی وجہ سے بیعہ لوٹانے کا ارادہ ہوا تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں^(۲):

پہلی صورت: باہمی رضامندی سے بیعہ لوٹائے تو مجلس رد میں قبضہ ضروری ہے ورنہ بیعہ لوٹانا باطل ہوگا کیونکہ بیوعات میں اقالہ ثالث کے حق میں بیع ہوتی ہے، اور بیع صرف میں قبضہ شرعی حق کے طور پر واجب ہوتا ہے اور یہی ثالث ہے۔

دوسری صورت: قاضی کے فیصلے سے بیعہ بائع کو لوٹایا جائے تو مجلس رد میں قبضہ ضروری نہیں کیونکہ یہ تمام لوگوں کے حکم میں فسخ ہے۔

دفعہ نمبر ۲۴: بیع صرف میں مشتری کے پاس بیعہ میں دوسرا عیب پیدا ہو جائے تو اس کو عیب کے نقصان لینے کا خیار ہوگا^(۳)۔

وضاحت:

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۳۷

(۲) المحیط البرہانی، ۷: ۱۷۹

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۳۸

متعاقبین کے درمیان بیع صرف ہو جائے، پھر مشتری کے پاس مبیعہ میں دوسرا عیب پیدا ہو جائے یا ہلاک ہو جائے تو مشتری، بائع کے پاس پیدا ہونے والے عیب کے نقصان کا رجوع کرے گا، بشرط یہ کہ بیع صرف ایک جنس میں نہ ہو۔ مثلاً چاندی کا کنگن سونے کے بدلے بیچے، پھر چاندی کے کنگن میں عیب پانے کے بعد وہ مشتری کے قبضہ میں ہلاک ہو گیا یا اس میں دوسرا عیب پیدا ہو گیا تو مشتری کے لیے جائز ہے کہ وہ رجوع بالنقصان کرے۔ البتہ اگر ایک جنس میں ہو مثلاً چاندی کے کنگن کو دراہم کے بدلے خریدے تو رجوع بالنقصان کا اختیار مشتری کو نہیں ہوگا۔

دفعہ نمبر ۲۵: دراہم یا دنانیر بائع ثانی کو اختیار عیب کی وجہ سے لوٹا دیا گیا تو بائع ثانی کو بھی اختیار عیب حاصل ہوگا۔

وضاحت:

متعاقبین کے درمیان بیع صرف ہوئی اور دنانیر قبضہ کرنے کے بعد بیچ دے، پھر مشتری ثانی عیب کی وجہ سے دنانیر مشتری اول کو لوٹا دے تو مشتری اول کو اختیار عیب حاصل ہوگا۔ خواہ قاضی کے فیصلے کے ساتھ ہو یا باہمی رضامندی کے ساتھ ہو^(۱)۔ واضح رہے کہ اس مسئلہ میں سامان اور دراہم وغیرہ کے درمیان فرق ہے، سامان اگر مشتری اول کو باہمی رضامندی کے ساتھ لوٹا دیا گیا تو اس کو اختیار عیب حاصل نہیں ہوگا، لیکن دراہم و دنانیر باہمی رضامندی کے ساتھ لوٹا دیئے گئے تو مشتری اول کو اختیار عیب حاصل ہوگا۔ علامہ برہان الدین رحمہ اللہ نے اس کی وجہ یہ ذکر کی ہے کہ سامان وغیرہ عقد بیع کے ساتھ متعین ہو جاتے ہیں اور دراہم و دنانیر عقد بیع کے ساتھ نہیں بلکہ قبضہ کرنے کے ساتھ متعین ہوتے ہیں، دراہم و دنانیر لوٹانے کے ساتھ مشتری ثانی کا ملک ختم ہونے کی وجہ سے مشتری اول کا قبضہ تام ہو جاتا ہے۔ سامان وغیرہ اگر باہمی رضامندی کے ساتھ لوٹا دیا گیا تو یہ ثالث کے حق میں عقد جدید کے حکم میں ہوتا ہے لہذا اس کا اختیار باطل ہو جائے گا۔

(۱) المحیط البرہانی، ۷: ۱۸۱

فصل سوم

کتاب الصرف باب ۵ و باب ۶ کی دفعہ بندی اور قانون معاہدہ

۱۸۷۲ء کے ساتھ تقابل

تیسری فصل میں مرض وفات میں بیع صرف کے احکام کا تذکرہ ہے، جس میں پینتیس (۳۵) دفعات ہیں۔

باب ۵: متعاقبین کی حالت سے متعلق بیع صرف کے احکام

دفعہ نمبر ۱: مرض وفات میں بیع صرف کا نافذ ہونا ورثاء کی اجازت پر موقوف ہوگا^(۱)۔

وضاحت:

مریض نے مرض وفات میں بیع صرف کی تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں^(۲):

پہلی صورت: مریض اپنے ورثاء کے ساتھ بیع صرف کرے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس بیع کا نفاذ باقی ورثاء کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرض وفات میں ورثاء سے بیع کرنا امام صاحب کے نزدیک وصیت کے حکم میں ہے، اور ورثاء کے لیے وصیت باقی ورثاء کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ مثلاً باپ نے مرض وفات میں ایک دینار دس دراهم کے بدلے بیچے تو یہ بیع باقی ورثاء کی اجازت پر موقوف ہوگی۔

صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک اگر بیع میں مریض پر کوئی تہمت نہ ہو تو باقی ورثاء کی اجازت کے بغیر بیع نافذ ہو جائے گی، مثلاً دینار کی قیمت دس دراهم کے برابر ہو یا اس سے کم ہو تو بیع نافذ ہو جائے گی، البتہ اگر دینار کی قیمت زیادہ ہو تو اس صورت میں بیع باقی ورثاء کی اجازت پر موقوف ہوگی۔ صاحبین کے قول کی وجہ یہ ہے کہ مرض وفات میں ورثاء سے بیع کرنا وصیت کے حکم میں نہیں ہوتا۔ اگر باقی ورثاء نے بیع کو فسخ کیا تو مشتری کو اختیار ہوگا اگرچاہے تو بیع کو فسخ کرے یا اپنے دراہم کے برابر دینار سے زائد باپ کو لوٹا دے^(۳)۔

دوسری صورت: مریض اپنے ورثاء کے علاوہ کسی اجنبی کے ساتھ بیع صرف کرے تو تہائی سے زائد میں ورثاء کی اجازت پر بیع موقوف ہوگی۔ مثلاً مریض نے دس دراہم کو ایک دینار کے بدلے بیچ دیئے اور جانبین سے قبضہ بھی پایا گیا، پھر مریض کے مرنے کے بعد ایک دینار اس کی وراثت میں رہ گیا تو ورثاء کو اختیار ہے کہ ایک تہائی کے علاوہ اس اجنبی سے دراہم لے لے اور دینار اس کے حوالہ کرے، گویا ایک تہائی اس کے حق میں وصیت ہے۔ البتہ مشتری کو اختیار ہوگا بیع کو نافذ کر کے ایک دینار کے بدلے جتنے دراہم آتے ہیں ان کو بمعہ ایک تہائی لے لے اور باقی دراہم واپس کرے، یا صرف تہائی لے اور باقی بیع کو فسخ کرے۔

دفعہ نمبر ۲: مرض وفات میں بیع صرف کرنے سے جتنا ثمن قبضہ کیا گیا ہو اس میں بیع نافذ ہوگی۔

وضاحت:

اگر مرض وفات میں مریض نے دس (۱۰) دینار سودراہم (۱۰۰) کے بدلے بیچ دیئے اور ان میں سے بعض دراہم پر قبضہ پایا گیا تو باقی میں قبضہ نہ پائے جانے کی وجہ سے بیع فسخ ہو جائے گی، اب اگر قبض شدہ دراہم تہائی یا تہائی سے کم ہو تو اس میں ورثاء کی اجازت اور عدم اجازت برابر ہے۔ مرض وفات میں بیع صرف کرنا مشتری کے لیے عقد کے ضمن میں وصیت کے حکم میں ہوتا ہے لہذا اس میں ورثاء کا کوئی حق نہیں^(۴)۔ البتہ اگر تہائی سے زیادہ قبضہ کیا گیا تو تہائی سے زائد میں ورثاء کی اجازت ضروری ہے کیونکہ یہ عقد کے ضمن میں وصیت ہے اور وصیت تہائی تک نافذ ہوتی ہے اور تہائی سے زائد ورثاء کی اجازت پر موقوف ہوتی ہے۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۳۹

(۲) المحیط البرہانی، ۷: ۲۱۰

(۳) نفس المصدر، ۷: ۲۱۱

(۴) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۷۵

غلام، رشتہ دار اور شریک کے ساتھ بیع صرف کا بیان
دفعہ نمبر ۳: مولیٰ اور غلام کے درمیان بیع صرف میں کوئی ربا نہیں^(۱)۔

وضاحت:

مولیٰ اور غلام کے درمیان بیع صرف ہو جائے اور ان میں تماثل نہ ہو تو یہ بیع صحیح ہوگی اور ان کے درمیان ربا نہیں ہوگا^(۲)۔ سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے:

"أَنَّكَ كَانَ لَا يَرَى بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ سَيِّدِهِ رِبًّا، يُعْطِيهِ دِرْهَمًا وَيَأْخُذُ مِنْهُ دِرْهَمَيْنِ"^(۳)

"مولیٰ اور غلام کے درمیان کوئی ربا نہیں کہ مولیٰ ایک درہم حوالہ کرے اور اس سے دو درہم وصول کرے۔"

غلام کا مال چونکہ سید کا ہوتا ہے لہذا ان کے درمیان لین دین بیع کے حکم میں نہیں ہوتا۔ البتہ مولیٰ پر لازم ہے کہ غلام پر قرض ہونے کی صورت میں مال اس کو واپس کرے۔ واضح رہے کہ ام ولد، مدبر اور عام غلام تینوں کا ایک حکم ہے۔ مکاتب چونکہ ید آزاد شمار ہوتا ہے لہذا مکاتب اور اس کے مولیٰ کے درمیان بیع صرف میں ربا کا اعتبار ہوگا^(۴)۔

دفعہ نمبر ۴: رشتہ داروں کے ساتھ بیع صرف میں جانین سے تماثل اور مجلس عقد میں قبضہ ضروری ہے^(۵)۔

وضاحت:

رشتہ دار کے ساتھ بیع صرف کے احکام وہی ہیں جو اجنبی کے ساتھ ہوتے ہیں خواہ والدین کے ساتھ ہوں یا میاں بیوی کا آپس میں ہو، یعنی جانین سے تماثل اور مجلس عقد میں قبضہ وغیرہ ضروری ہے^(۶)۔ اسی طرح قاضی یتیم کے مال میں یا باپ اپنے نابالغ بچے کے مال میں اپنے لیے بیع صرف کرے تو اس میں بھی ان شرائط کا خیال رکھا جائے گا جو دو اجنبیوں کے درمیان ہوتے ہیں^(۷)۔
دفعہ نمبر ۵: وصی کے لیے یتیم کے مال میں بیع صرف کرنا جائز ہے^(۸)۔

وضاحت:

وصی یتیم کے مال میں بیع و شرائط اس صورت میں کر سکتا ہے جب اس میں یتیم کے لیے خاطر خواہ فائدہ ہو، ورنہ وصی کے لیے بیع و شرائط جائز

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۴۱

(۲) فتح القدیر، ۷: ۳۸

(۳) [مصنف ابن ابی شیبہ، ابو بکر بن ابی شیبہ عبد اللہ بن محمد، رقم الحدیث: ۲۰۰۴۱، مکتبۃ الرشید، ریاض، ۱۴۰۹ھ] اس روایت کو نقل کر کے علامہ شہاب الدین نے اس کو حسن کہا ہے۔ [اتحاف الخیرۃ للمہرۃ بزوائد المسانید العشرۃ، ابو العباس شہاب الدین احمد بن ابی بکر شافعی، باب ما جاء فی بیع النخل، رقم الحدیث: ۲۸۲۹]

(۴) درر الحکام شرح غرر الاحکام، ۲: ۱۸۹

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۴۱

(۶) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۶۰

(۷) المحیط البرہانی، ۷: ۲۱۰

(۸) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۴۱

نہیں^(۱)۔ اسی طرح یتیم کے مال میں بیع صرف بھی ہے خواہ اپنے مال کے بدلے ہو یا کسی اجنبی کے ساتھ، یہ شیخین کا قول ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وصی یتیم کے مال میں کسی قسم کا تصرف نہیں کر سکتا۔ ان کی دلیل وہ روایت ہے کہ ایک شخص سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

"إن عمي أوصى إلي تركته، وإن هذا من تركته، أفأشتريه؟، قال: لا، ولا تستقرض من مالهم شيئاً"^(۲)

"میرے چچا نے مجھے ترکہ کی وصیت کی ہے اور ترکہ میرے پاس ہے، کیا میں اس سے کوئی چیز اپنے لیے خرید سکتا ہوں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں لے سکتے، اور نہ اس مال سے کسی چیز کو قرض کے طور پر لے سکتے ہو"^(۳)۔

البتہ شیخین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایسے شرا سے منع کیا ہے جس میں یتیم کا فائدہ نہ ہو خواہ اس کو کم قیمت میں فروخت کرے یا بازار کی قیمت پر۔ البتہ اگر زیادہ قیمت پر فروخت کیا اور اس میں یتیم کا فائدہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں^(۴)۔

دفعہ نمبر ۶: بیع صرف میں وکیل بنانا جائز ہے^(۵)۔

وضاحت:

بیع صرف میں وکیل بنانا جائز ہے^(۶)، مثلاً ایک شخص نے کسی کو وکیل بنایا اور اس کو دراہم یا دنانیر حوالہ کرے تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ مؤکل کے لیے بیع صرف کرے، البتہ بیع صرف کے شرائط کے اعتبار سے احکام وکیل کی طرف راجع ہوں گے، یعنی وکیل کا مجلس عقد میں قبضہ کرنا ضروری ہے، اگر وکیل قبضہ کرنے سے پہلے مجلس سے جدا ہو گیا تو اس کے ساتھ عقد بیع ختم ہو جائے گی۔

اسی طرح اگر مؤکل دو شخصوں کو وکیل بنائے تو احکام دونوں کی طرف راجع ہوں گے، بیع صرف میں ایک کے جدا ہونے کے ساتھ اس کے بقدر بیع باطل ہوگی، مثلاً دونوں میں سے ایک قبضہ سے پہلے مجلس عقد سے جدا ہو گیا تو نصف میں بیع صرف باطل ہو جائے گی^(۷)۔

دفعہ نمبر ۷: مشتری نے بیع صرف میں عیب کی وجہ سے مبیعہ لوٹا دیا تو وہ مؤکل کا ہوگا^(۸)۔

وضاحت:

(۱) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۳۷

(۲) [المعجم الکبیر للطبرانی، باب خطبہ ابن مسعود، رقم الحدیث: ۹۷۲۴ علامہ بیہقی نے اس روایت کو نقل کر کے اس کے راویوں کو صحیح کہا ہے۔] مجمع الزوائد

ومشع الفوائد، کتاب الوصایا، باب وصیہ الرسول ﷺ، رقم الحدیث: ۷۱۰۲

(۳) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۳۷

(۴) نفس مصدر

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۴۲

(۶) مختصر الطحاوی، ۳: ۲۷۵

(۷) المحیط البرہانی، ۷: ۲۰۱

(۸) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۴۳

وکیل نے مؤکل کے حکم سے بیع صرف کی، پھر مشتری ببیعہ میں عیب کا دعویٰ کر کے وکیل کو لوٹا دیا تو وہ مؤکل کو ملیں گے^(۱)۔ واضح رہے کہ اس مسئلہ کی درج ذیل دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت: مشتری نے اپنا پورا حق لینے کا دعویٰ نہ کیا ہو اور دراہم وکیل کو لوٹا دے تو یہ دراہم مؤکل کے ہوں گے۔ مثلاً وکیل نے مؤکل کے حکم سے دراہم کو دنانیر کے بدلے بیچے، مشتری نے دراہم میں بعض کے کوٹھا ہونے کا دعویٰ کیا اور وکیل کو لوٹا دیئے تو یہ دراہم مؤکل کے ہوں گے۔

دوسری صورت: مشتری نے پورا حق وصول کرنے کا دعویٰ کیا، پھر ببیعہ میں عیب کا دعویٰ کرے تو وہ مؤکل کو لازم نہ ہوگا، البتہ اگر وکیل مشتری کے دعویٰ کا اقرار کرے تو وکیل اس کا ضامن ہوگا۔ اگر انکار کرے اور قاضی کے فیصلے کے ساتھ وکیل کو لوٹا یا گیا تو وہ مؤکل کا ضامن ہوگا^(۲)۔

دفعہ نمبر ۸: وکیل کے پاس بدل صرف امانت ہوتی ہے^(۳)۔

وضاحت:

وکیل نے مؤکل کے حکم سے دراہم کو دنانیر کے بدلے بیچ دیئے تو دنانیر وکیل کے قبضہ میں امانت ہوں گے، لہذا ان دنانیر میں تصرف کرنا وکیل کے لیے جائز نہیں^(۴)، مثلاً ان دنانیر کو بیع صرف کے ساتھ مؤکل کے حکم کے بغیر دنانیر کے بدلے بیچنا جائز نہیں۔ اسی طرح اگر یہ دنانیر وکیل کے قبضہ میں ہلاک ہو جائیں تو اس کا ضامن بھی نہیں ہوگا۔

دفعہ نمبر ۹: بیع صرف میں متعین چیز خریدنے کے ساتھ مؤکل کی ملکیت ثابت ہو جاتی ہے^(۵)۔

وضاحت:

مؤکل نے کسی کو وکیل بالشراء بنایا کہ بیع صرف کے ساتھ فلاں متعین چاندی کا سامان میرے لیے خرید لو تو وکیل کے خریدنے کی درج ذیل دو صورتیں ہیں^(۶):

پہلی صورت: ثمن کو مطلقاً چھوڑا ہو، یعنی دراہم یا دنانیر کا کوئی تذکرہ نہ کیا ہو یا ثمن متعین کیا ہو مثلاً دراہم ہو اور وکیل دراہم کے بدلے خریدے تو ان دونوں حالات میں خریدنے کے ساتھ وہ چیز مؤکل کا شمار ہوگی، اگرچہ وکیل اپنے لیے خریدنے کا ارادہ کرے۔

دوسری صورت: ثمن متعین کیا ہو لیکن وکیل اس کے علاوہ کسی اور جنس سے اس کو خریدنے، مثلاً مؤکل نے دراہم کے بدلے خریدنے کا کہا ہو اور وکیل دنانیر کے بدلے اپنے لیے خریدے تو وہ وکیل کا شمار ہوگا۔

دفعہ نمبر ۱۰: بیع صرف میں وکیل بیع فاسد ہونے کی وجہ سے ضامن نہ ہوگا^(۷)۔

(۱) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۶۰

(۲) المحیط البرہانی، ۷: ۲۰۲

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۴۳

(۴) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۶۱

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۴۳

(۶) المحیط البرہانی، ۷: ۲۰۳

(۷) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۴۴

وضاحت:

مؤکل نے کسی کو وکیل بنایا کہ میرے لیے چاندی بیچ دو، اس نے اس چاندی سے زائد کے بدلے بیچ دیئے جس سے بیچ فاسد ہو گیا تو وکیل اس کا ضامن نہ ہوگا، کیونکہ وکیل پر ضامن فساد کے ساتھ نہیں بلکہ مخالفت کرنے کے ساتھ آتا ہے^(۱)۔ البتہ وکیل پر لازم ہے کہ زائد اپنے بائع کو لوٹا دے۔ باقی پر مؤکل زیادہ حقدار ہوگا کیونکہ بیچ فاسد کی وجہ سے قابض (بائع) مؤکل کا قرضدار ہو گیا، لہذا اسی کے حصہ سے جو وکیل کے پاس ہے اپنے قرض کے بقدر لینا اس کے لیے روا ہے۔ یہ اس صورت میں جب قابض غائب ہو یا چاندی اس کے پاس ہلاک ہو ا ہو۔ اگر قابض یعنی بائع موجود ہو یا چاندی اس کے پاس موجود ہو تو پورا مبیعہ لوٹنا لازم ہوگا کیونکہ وکیل اور بائع کے درمیان بیچ فاسد ہوئی ہے^(۲)۔ اسی طرح اگر وکیل بیچ صرف میں اختیار شرط لگائے یا اس کو نسیئہ بیچ دے تو بیچ صرف فاسد ہونے کی وجہ سے ضمان وکیل پر نہیں ہوگا^(۳)۔ دفعہ نمبر ۱۱: فلوس وکیل کے قبضہ سے پہلے کاسد ہونے سے وکیل کو بیچ فسخ کرنے کا اختیار ہوگا^(۴)۔

وضاحت:

مؤکل نے وکیل کو دراہم کے بدلے فلوس خریدنے کا کہا، اس نے فلوس خریدے اور وہ کاسد ہو گئے تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں^(۵): پہلی صورت: وکیل کے قبضہ کرنے سے پہلے کاسد ہو گئے ہوں تو وکیل کو بیچ ختم کرنے کا اختیار ہوگا، البتہ اگر بیچ کو نافذ کرے گا تو کاسد فلوس کا ضمان وکیل پر ہوگا۔ دوسری صورت: وکیل کے قبضہ کرنے کے بعد کاسد ہو گئے تو اس کو بیچ ختم کرنے کا اختیار نہیں ہوگا اور فلوس مؤکل کے ہوں گے کیونکہ وکیل کا قبضہ امانت کا ہوتا ہے، جب تک اس میں استھلاک نہ ہو اس کا ضمان وکیل پر نہیں ہوگا۔ دفعہ نمبر ۱۲: بیچ صرف میں متعین چیز خرید کر وکیل کے قبضہ کرنے سے پہلے ٹوٹ جائے تو وکیل کو بیچ ختم کرنے کا اختیار ہوگا^(۶)۔

وضاحت:

مؤکل نے کسی کو وکیل بنایا کہ میرے لیے فلاں سے سونے کا ہار ہزار (۱۰۰۰) دراہم کے بدلے خریدو، وہ ہار وکیل کے قبضہ سے پہلے کوئی شخص اس کو بائع کے قبضہ میں توڑ دے تو وکیل کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار ہوگا^(۷): بیچ کو فسخ کر کے اپنے دراہم وصول کر کے مؤکل کے حوالہ کرے۔ یا بیچ کو نافذ کرے اور توڑنے والے سے ہار کا ضمان وصول کرے، اس صورت میں ہار کا ضمان وکیل کا ہوگا اور مؤکل کے لیے وکیل پر ہزار دراہم لازم ہوں گے۔ البتہ اگر قیمت ہزار سے زیادہ ہو تو وہ اس کو صدقہ کرے گا۔

(۱) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۶۱

(۲) المحیط البرہانی، ۷: ۲۰۳

(۳) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۶۱

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۴۴

(۵) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۶۲

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۴۴

(۷) الاصل المعروف بالمبسوط، ۳: ۸۶

دفعہ نمبر ۱۳: بیع صرف کے ساتھ متعین چیز وکیل کو لوٹا دیا گیا تو اس کا ضمان مؤکل پر ہوگا^(۱)۔

وضاحت:

مؤکل نے کسی کو وکیل بنایا کہ سونے کا ہار دراہم کے بدلے بیچ دو، اس نے بیچ دیا، پھر مشتری قبضہ کرنے کے بعد عیب کا دعویٰ کرے اور وکیل کو ہار لوٹا دے تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں^(۲):

پہلی صورت: وکیل ہار میں عیب سے انکار کرے اور قاضی کے فیصلے کے ساتھ وہ ہار اس کو لوٹا دیا گیا تو یہ عیب دار ہار مؤکل کا شمار ہوگا۔
دوسری صورت: وکیل ہار میں عیب کا اقرار کرے تو اس کا ضمان وکیل پر ہوگا اور اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے مؤکل کے ساتھ مخاصمت کرے۔

دفعہ نمبر ۱۴: مسلمان کے لیے کسی ذمی یا حربی کو بیع صرف میں وکیل بنانا جائز ہے^(۳)۔

وضاحت:

بیع صرف چونکہ ذمی اور حربی دونوں کے لیے جائز ہے لہذا ان کو وکیل بنانا بھی جائز ہے، البتہ ذمی یا حربی کا حرام سے بچنا مشکل ہوتا ہے جہالت کی وجہ سے یا اس کو اپنے لیے حلال سمجھنے کی وجہ سے مکر وہ ہوتا ہے^(۴)۔
دفعہ نمبر ۱۵: مؤکل کے غلام کے ساتھ بیع صرف کرنا جائز نہیں^(۵)۔

وضاحت:

وکیل نے مؤکل کے غلام کے ساتھ بیع صرف کی تو اس کی دو صورتیں ہیں: غلام پر دین ہو یعنی اس کا گردن دین میں بندھا ہوا ہو تو وکیل کے لیے اس کے ساتھ بیع صرف کرنا جائز ہے، البتہ ثمن وصول کرنے سے پہلے بیع اس کے حوالہ نہیں کرے گا^(۶)۔
اگر غلام پر دین نہ ہو تو وکیل کے لیے اس کے ساتھ بیع صرف کرنا جائز نہیں ہوگا، جس طرح مولیٰ خود اپنے غلام کے ساتھ بیع صرف نہیں کر سکتا۔ یہی حکم مؤکل کے شریک یا مؤکل کے مضارب کے ساتھ بیع صرف کا ہے، یعنی ان کے ساتھ وکیل کے لیے بیع صرف کرنا جائز نہیں^(۷)۔
دفعہ نمبر ۱۶: وکالت اگر مطلقا ہو تو وکیل کے لیے اس شہر کے مکان میں کوئی تخصیص نہیں^(۸)۔

وضاحت:

مؤکل نے وکیل کو کسی چیز کے بیچنے کا وکیل مقرر کیا لیکن مکان کا تذکرہ نہیں کیا تو جس شہر میں وکیل اور مؤکل ہیں اس کے کسی بھی مکان میں اس کو بیچنے کا اختیار ہوگا۔ دوسرے شہر لے جانے کی اجازت ہے یا نہیں؟

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۴۴

(۲) المحیط البرہانی، ۷: ۲۰۵

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۴۴

(۴) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۶۴

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۴۴

(۶) المحیط البرہانی، ۷: ۲۰۶

(۷) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۶۴

(۸) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۴۵

اگر اس مبیعہ کے لیے بار برداری کا خرچ نہ ہو تو دوسرے شہر میں مثل قیمت پر بیچنا جائز ہے، اور اگر مبیعہ کے لیے بار برداری کا خرچ ہو تو دوسرے شہر میں قیاساً بیع نافذ ہوگی اور مؤکل پر اجرت کا ضمان نہیں ہوگا^(۱)۔

دفعہ نمبر ۱۷: دراہم و دنانیر وکیل کے قبضہ کرنے سے پہلے وکالت کے لیے متعین نہیں ہوتے۔

وضاحت:

مؤکل نے بیع صرف کے لیے دراہم متعین کیے اور کسی کو وکیل بنایا، پھر وہی دراہم خود مؤکل خرچ کرے اور وکیل اس کی ملک سے اور دراہم لے کر بیع صرف کرے تو یہ جائز ہے۔ یہی حکم دنانیر اور فلوس کا بھی ہے کیونکہ دراہم و دنانیر اور فلوس متعین کرنے کے ساتھ متعین نہیں ہوتے^(۲)۔

البتہ وکیل کو حوالہ کرنے کے ساتھ دراہم و دنانیر وکالت کے لیے متعین ہو جاتے ہیں، مثلاً دراہم وکیل کو حوالہ کرنے کے بعد چوری ہو گئے یا ہلاک ہو گئے تو وکالت باطل ہو جائے گی اور وکیل پر کوئی ضمان نہیں ہوگا^(۳)۔ یہی حکم سونے و چاندی کے سامان کا ہے جو متعین کرنے کے ساتھ کے ساتھ بیع صرف کے لیے متعین ہو جاتے ہیں اگرچہ وہ وکیل کے قبضہ کرنے سے پہلے ہوں۔

دفعہ نمبر ۱۸: بیع صرف کے وکالت میں شہر کے نقد کا اعتبار ہوگا^(۴)۔

وضاحت:

مؤکل نے کسی کو دراہم کو دنانیر کے بدلے بیچنے کا وکیل بنایا تو اس سے وہ دنانیر مراد ہوں گے جو اس شہر میں رائج ہوں^(۵)۔

دفعہ نمبر ۱۹: مستقرض کو مطلقاً بیع صرف کے لیے وکیل بنایا جائے تو یہ وکالت باطل ہوگی^(۶)۔

وضاحت:

مقرض نے مستقرض کو بیع صرف کے لیے مطلقاً وکیل بنایا تو یہ وکالت باطل ہوگی^(۷)، مطلق سے مراد یہ ہے کہ نہ اپنے دراہم کی طرف اشارہ کرے اور نہ بیع صرف کرنے والے کو متعین کرے۔

اگر متعین دراہم کی طرف اشارہ کرے جو مقرض نے مستقرض کو دیئے ہیں تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وکالت باطل ہوگی کیونکہ اس میں درج ذیل دو باتوں کا احتمال ہے:

یہ دراہم مستقرض کی ملک ہو تو مؤکل غیر کی ملک میں تصرف کا اہل نہیں لہذا وکالت باطل ہونی چاہئے۔ دوسری یہ کہ مستقرض کی ملک نہ بلکہ یہ مقرض کے ہو جو مستقرض کے ذمہ لازم ہیں تو اس صورت میں مقرض اپنی ملک میں تصرف کرنے والا ہے تو وکالت صحیح ہونی چاہئے، اس

(۱) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۶۴

(۲) الاصل المعروف بالمبسوط، ۱۱: ۳۰۲

(۳) المحیط البرہانی، ۷: ۲۰۷

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۴۵

(۵) المحیط البرہانی، ۷: ۲۰۸

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۴۶

(۷) المحیط البرہانی، ۷: ۲۰۹

شک کی وجہ سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وکالت باطل ہو جائے گی۔ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک وکالت صحیح ہوگی اگرچہ ان در اہم کی طرف اشارہ نہ کیا جائے۔

دفعہ نمبر ۲۰: مقرض کو دنانیر بیع صرف کے لیے حوالہ کیے گئے تو وہ اس میں امین شمار ہوگا^(۱)۔

وضاحت:

مستقرض نے اپنے مقرض کو دنانیر حوالہ کر کے بیع صرف کا وکیل بنایا اور کہا کہ اس میں اپنا قرض وصول کر لو۔ جب تک مقرض اس سے اپنا حق وصول نہیں کرے گا اس وقت تک اس کا قبضہ امانت کا ہوگا، ہلاک ہونے کی صورت میں مستقرض ضامن ہوگا^(۲)۔

دفعہ نمبر ۲۱: بدل صرف میں رہن رکھنا جائز ہے^(۳)۔

وضاحت:

بدل صرف چونکہ دین ہوتا ہے تو اس کے بدلے رہن رکھنا جائز ہے، جس طرح باقی دیون سے رکھنا جائز ہے^(۴)۔ مثلاً ایک شخص نے دوسرے سے دس در اہم ایک دینار کے بدلے خریدے، دینار قبضہ کیا گیا اور در اہم کے بدلے رہن رکھا گیا تو یہ جائز ہے۔ البتہ مجلس عقد میں رہن ہلاک ہو جائے تو بیع صرف تام ہو کر در اہم سے ہلاک ہوگا۔ اگر جدا ہونے کے بعد ہلاک ہو گیا تو بیع صرف باطل ہو جائے گی^(۵)۔

دفعہ نمبر ۲۲: بدل صرف میں حوالہ اور کفالہ دونوں جائز ہیں^(۶)۔

وضاحت:

بدل صرف میں حوالہ اور کفالہ دونوں جائز ہے، کیونکہ بدل صرف دیون کے حکم میں ہوتا ہے اور دیون سے حوالہ اور کفالہ دونوں جائز ہے^(۷)، البتہ مجلس عقد میں قبضہ ضروری ہے، اگر متعاقدین جدا ہو گئے اور کفیل یا محتال علیہ موجود ہوں تو بیع صرف باطل ہو جائے گا کیونکہ عقد صرف میں قبضہ متعاقدین کے اعتبار سے ہوتا ہے۔

دفعہ نمبر ۲۳: غصب شدہ سونے و چاندی سے بنا ہوا سامان ہلاک ہو جائے تو اس پر خلاف جنس اس کی قیمت کے برابر سامان لازم ہوگا^(۸)۔

وضاحت:

سونے و چاندی سے بنے ہوئے سامان کو غصب کرنے کی صورت میں اگر موجود ہو تو ان کا واپس کرنا لازم ہوں گے۔ اگر ہلاک ہو جائے تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں^(۹):

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۴۶

(۲) الفرق لکرامی، ۲: ۱۰۵

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۴۶

(۴) المحیط البرہانی، ۷: ۱۸۲

(۵) البحر الرائق، ۶: ۲۱۲

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۴۷

(۷) المحیط البرہانی، ۷: ۱۸۲

(۸) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۴۷

(۹) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۵۰

پہلی صورت: اسی جنس کا سامان لازم کیا جائے، مثلاً سونے کے کنگن غصب کیے تھے اور ہلاک ہونے کے بعد سونے کے کنگن کو لازم کیا جائے تو یہ مثلی نہ ہونے کی وجہ سے مغضوب منہ کا حق فوت ہوگا، لہذا یہ صورت ناجائز ہے۔ اسی طرح اگر صرف سونے کو لازم کیا جائے تب بھی مغضوب منہ کا حق صناعت اور جودت میں فوت ہوتا ہے۔ لہذا یہ صورت بھی باطل ہے۔

دوسری صورت: خلاف جنس کا سامان لازم کیا جائے جس کی قیمت غصب شدہ کنگن کے برابر ہو، تو اس میں نہ ر بول لازم آئے گا اور نہ دونوں کا حق باطل ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ غصب شدہ سونے کے کنگن وغیرہ اگر غاصب کے پاس ہلاک ہو جائے تو خلاف جنس (چاندی) اسی قیمت کے کنگن لازم ہوں گے۔ یہ احناف کا مذہب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اسی جنس کی قیمت لازم ہوگی خواہ وہ کتنی بھی ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک سونے و چاندی کے کنگن کے جودت اور صناعت کے مقابلہ میں قیمت آتی ہے^(۱)۔

دفعہ نمبر ۲۴: غصب شدہ سونے و چاندی کے ہلاک ہونے کی صورت میں جو ضمان لازم ہو کر حوالہ کرتا ہے، مغضوب منہ اس کا مالک ہو جاتا ہے۔

وضاحت:

غاصب نے سونا و چاندی سے بنے ہوئے کنگن وغیرہ کو غصب کیا تو ہلاک ہونے کی صورت میں جو ضمان لازم مغضوب منہ کو دیا جاتا ہے وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے خواہ مجلس ضمان میں قبضہ کرے یا بعد میں^(۲)۔

دفعہ نمبر ۲۵: غصب شدہ دراہم کو خلاف جنس ثمن کے بدلے خریدے تو مجلس میں بدل صرف پر قبضہ کرنا کافی ہوگا^(۳)۔

وضاحت:

غاصب نے دراہم قبضہ کیے اور مغضوب منہ سے دنانیر کے بدلے دراہم خریدے تو یہ صورت جائز ہے اور بیع صرف کی طرح اس میں بھی جانیں سے قبضہ ضروری ہوگا^(۴)۔ البتہ دنانیر کو مجلس شراء میں حقیقۃً قبضہ کیا جائے گا، جب کہ غصب شدہ دراہم پر قبضہ حکمی پایا جاتا ہے، لہذا مجلس میں ان دراہم کا حاضر کرنا ضروری نہیں خواہ کسی مکان میں موجود ہو یا ہلاک شدہ ہوں۔

دفعہ نمبر ۲۶: ہلاک شدہ مغضوبہ چیز سے صلح جائز ہے^(۵)۔

وضاحت:

غاصب مغضوبہ چیز کے بدلے صلح کرنا چاہتا ہے تو وہ چیز غاصب کے قبضہ میں ہلاک ہوئی ہوگی یا موجود ہوگی، اگر ہلاک ہوئی ہو تو صلح جائز ہے، اگر موجود ہو تو اس کی درج ذیل دو صورتیں ہیں^(۶):

(۱) التنبیہ فی الفقہ الشافعی، ابو اسحاق ابراہیم بن علی شیرازی، ص ۱۱۴، عالم الکتب، تان

(۲) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۵۰

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۴۷

(۴) المحیط البرہانی، ۷: ۲۳۴

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۴۷

(۶) المحیط البرہانی، ۷: ۲۳۴

غاصب کے اقرار سے مغضوبہ کا ثبوت ہو گا یا انکار سے، اگر مغضوب منہ کے بینہ یا بین سے انکار کرنے سے ثابت ہو تو اس کے بدلے صلح کرنا جائز ہے۔ اگر اقرار سے ثابت ہو تو اس کے بدلے مغضوب منہ سے صلح ناجائز ہے دفعہ نمبر ۲۷: ودیعت کو بیع صرف کے ساتھ خریداجائے تو جانبین سے مجلس میں قبضہ ضروری ہے^(۱)۔

وضاحت:

ایک شخص نے ودیعت جو کہ دراہم تھے، دنیا میں بدلے خریدے تو جانبین سے مجلس عقد میں قبضہ حقیقی ضروری ہے، یعنی جو دراہم مودع نے قبضہ کیے ہیں ان کو مجلس میں حاضر کر کے قبضہ کی تجدید کرے گا بخلاف غصب کے کیونکہ اس میں قبضہ کی تجدید ضروری نہیں^(۲)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ غصب کا قبضہ ثراء کے قبضہ کے قائم مقام ہو سکتا ہے، لیکن ودیعت کا قبضہ ثراء کے قبضہ کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ دفعہ نمبر ۲۸: ودیعت کے ساتھ بیع صرف کرنا مودع کی اجازت پر موقوف ہوگی^(۳)۔

وضاحت:

مودع نے کسی دراہم کے بدلے جو اس کے پاس ودیعت تھے دنیا میں خریدے اور مجلس میں قبضہ بھی پایا گیا تو بیع کا نفاذ ودیعت کے مالک کی اجازت پر موقوف ہوگا، اگر اجازت دے دی تو بیع نافذ ہو جائے گی اور مودع پر اس دراہم کے مثل لازم ہوں گے اور اگر چاہے تو بیع کو توڑ دے^(۴)۔ دفعہ نمبر ۲۹: دار الحرب میں حربی کے ساتھ بیع صرف تافضل کے ساتھ جائز ہے^(۵)۔

وضاحت:

دار الحرب میں مسلمان یا ذمی داخل ہو کر حربی کے ساتھ بیع صرف کرے جس میں تماثل نہ ہو یا اس میں اجل معلوم مقرر کیا جائے تو امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک یہ معاملہ جائز ہے^(۶)، ان کی دلیل یہ ہے ربو کے معاملہ میں مال کا ہلاک ہونے کا معنی پایا جاتا ہے اور حربی حربی کے مال کے عصمت نہ ہونے کی وجہ سے اس کا اتلاف جائز ہے^(۷)۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور جمہور کے نزدیک یہ معاملہ ناجائز ہے۔ اس قول کی وجہ یہ ہے کہ شریعت کے محرمات کے مخاطب کفار بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَآخِذْهُمْ بِالْزُبُرِ وَقَدْ نَبِّهُوا عَنْهُ" (۸)

"اور سود لیا کرتے تھے حالانکہ انہیں اس سے منع کیا گیا تھا"۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۴۸

(۲) رد المحتار، ۵: ۲۵۹

(۳) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۴۸

(۴) المحیط البرہانی، ۷: ۲۴۵

(۵) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۴۸

(۶) بدائع الصنائع، ۷: ۱۳۲

(۷) نفس مصدر

(۸) سورۃ النساء، ۴: ۱۶۱

مفتی تقی عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں فتویٰ جمہور اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر ہے^(۱)۔

البتہ دار الحرب میں مسلمانوں کا آپس میں بیع صرف ربو کے ساتھ ایسا حرام ہے جس طرح دار الاسلام میں حرام ہے۔ اسی طرح کوئی حربی امن لے کر دار الاسلام میں داخل ہو تو اس کے ساتھ بھی بیع صرف تفضل کے ساتھ ناجائز اور حرام ہے^(۲)۔ اسی طرح اگر کوئی شخص دار الحرب میں مسلمان ہو جائے اور ہجرت کیے بغیر کوئی مسلمان جو امن لے کر دار الحرب داخل ہوا ہو اس کے ساتھ بیع صرف کرے تو اس میں بھی ربو کا معاملہ ناجائز ہے^(۳)۔

دفعہ نمبر ۳۰: دار الحرب میں بیع صرف کا معاملہ طے ہوا، تو قاضی جھگڑے کی صورت میں معاملہ کو باطل نہیں کرے گا^(۴)۔

وضاحت:

دار الحرب میں مسلمان اور حربی کا بیع صرف معاملہ ہوا، یا دو حربی کا بیع صرف کا معاملہ دار الحرب میں ہوا اور دونوں مسلمان ہو کر دار الاسلام میں داخل ہوئے، پھر دونوں کا اختلاف ہو جائے تو دیکھا جائے گا اگر متعاقدین نے قبضہ کیا ہو تو قاضی ان کے درمیان معاملہ کو باطل نہیں کرے گا۔ اگر قبضہ سے پہلے معاملہ قاضی کے پاس لایا گیا ہو تو قاضی ان کے درمیان بیع صرف کو باطل کرے گا^(۵)۔

دفعہ نمبر ۳۱: بیع صرف میں بغیر مشروط کے زیادتی کرنا (ہبہ کے طور پر) جائز ہے^(۶)۔

وضاحت:

متعاقدین کے درمیان بیع صرف تماثل کے ساتھ طے ہوئی، البتہ بغیر شرط لگائے ایک نے اس میں ہبہ کے طور پر زیادتی کی تو یہ جائز ہے^(۷)، مثلاً مثلاً ایک شخص نے دس دراہم کی چاندی دس دراہم کے بدلے بیچے، پھر ایک نے اپنی طرف سے ایک دانق ہبہ کے طور پر زیادہ کیا تو یہ یہ ربو میں داخل نہیں بلکہ یہ معاملہ جائز ہے، البتہ یہ دانق بیع میں داخل نہیں ہوگا۔

دفعہ نمبر ۳۲: بیع صرف میں مشروط ثمن کے مخالف ہونے کی صورت میں مشتری کو استبدال کا اختیار ہوگا^(۸)۔

وضاحت:

متعاقدین کے درمیان بیع صرف ہوئی، پھر مشروط دراہم یا دانیر کے خلاف پایا تو مشتری کو استبدال کا اختیار ہوگا۔

دفعہ نمبر ۳۳: قرض کی ادائیگی کا کفیل قرض خواہ سے صلح کرے تو یہ جائز ہے^(۹)۔

وضاحت:

(۱) فقہ البیوع، ۱: ۷۷۰-۷۷۱

(۲) اختلاف الفقہاء، ص ۸۲

(۳) المحیط البرہانی، ۷: ۲۳۱

(۴) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۴۹

(۵) نفس مصدر، ۷: ۲۳۲

(۶) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۴۹

(۷) البحر الرائق، ۶: ۱۳۶

(۸) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۴۹

(۹) نفس مصدر، ۳: ۲۵۰

ایک شخص نے کسی سے قرض لیا اور اس کی ادائیگی کے لیے کفیل مقرر کیا، پھر کفیل نے قرض خواہ سے صلح کیا تو یہ جائز ہے^(۱)، البتہ مکتول عنہ (جس پر قرض ہے) سے اصل قرض وصول کرے گا۔ مثلاً ایک شخص نے دس ہزار درہم قرض لیے اور اس کی ادائیگی کے لیے کفیل مقرر کیا، پھر کفیل نے دس دینار پر قرض خواہ سے صلح کیا تو یہ جائز ہے، البتہ اپنے اصل سے دس ہزار درہم ہی وصول کرے گا۔ دفعہ نمبر ۳۴: قرض کی ادائیگی کا کفیل اپنے اصل سے صلح کرے تو یہ جائز ہے^(۲)۔

وضاحت:

ایک شخص نے کسی سے قرض لیا اور اس کی ادائیگی کے لیے کفیل مقرر کیا، پھر کفیل نے اپنے اصل کے ساتھ صلح کیا تو یہ جائز ہے، البتہ قرض خواہ کو اصل قرض ہی ادا کرے گا^(۳)۔ مثلاً ایک شخص نے دس ہزار درہم قرض لیا اور اس کی ادائیگی کے لیے کفیل مقرر کیا، پھر کفیل نے اصل کے ساتھ دس دینار پر صلح کیا تو یہ جائز ہے، البتہ قرض خواہ کو دس ہزار درہم ہی ادا کرے گا۔ اگر کفیل نے اصل کے ساتھ صلح کیا ہو تو قرض خواہ، قرض کا مطالبہ کفیل اور اصل دونوں سے کر سکتا ہے، اگر اصل سے مطالبہ کیا اور کفیل کے لیے اختیار ہے کہ دس ہزار درہم حوالہ کرے یا دس دینار حوالہ کرے۔ دفعہ نمبر ۳۵: مقروض کے واسطے قرض میں کمی کرنا جائز ہے۔

وضاحت:

قرض خواہ قرض میں اپنے مقروض سے کمی کرے تو یہ جائز ہے، مثلاً ایک شخص نے دس دینار قرض دیئے تو اس کے لیے جائز ہے کہ اپنے مقروض سے قرض میں کمی کرے اس میں کوئی ربا نہیں۔

(۱) المبسوط للسرخسی، ۱۴: ۳۹

(۲) فتاویٰ عالمگیری، ۳: ۲۵۰

(۳) مجلہ الاحکام العدلیہ، ۱: ۱۲۳

خلاصہ باب چہارم

یہ باب تین فصول پر مشتمل ہے جس میں بیع صرف کے احکامات ذکر ہیں، اس باب میں کل ستاسی (۸۷) دفعات ہیں۔ فصل اول میں بیع صرف کی تعریف، ارکان، حکم اور شرائط کا ذکر ہے۔ اس کے علاوہ فلوس و معادن میں بیع صرف اور بیع صرف میں بیعہ کو قبضہ کرنے سے پہلے ہلاک ہونے کے احکامات کا تذکرہ ہے۔ پہلی فصل میں ۲۷ دفعات ہیں۔

فصل دوم میں بیع صرف کے بیعہ کو قبضہ کرنے سے پہلے تصرف کرنے کے احکام اور بیع صرف میں خیارات کا بیان ہے۔ دوسری فصل میں پچیس (۲۵) دفعات ہیں۔ فصل سوم میں مرض وفات میں بیع صرف کے احکام کا تذکرہ ہے اور جس میں پینتیس (۳۵) دفعات ہیں۔

خلاصہ بحث، نتائج بحث اور تجاویز و سفارشات

خلاصہ بحث

زیر نظر مقالہ چار ابواب اور بارہ فصول پر مشتمل ہے۔ باب اول میں فتاویٰ عالمگیری کے کتاب البیوع کے آٹھ ابواب کی دفعہ بندی کی گئی ہے، جس میں کل تین سو ایک (۳۰۱) دفعات ہیں۔ یہ باب تین فصول پر مشتمل ہے۔ فصل اول تین ابواب کی دفعہ بندی پر منحصر ہے جس میں بتیس (۳۲) دفعات ہیں۔ اس فصل میں بیع کی تعریف، ارکان و شرائط، خیارات، قبول، ثمن و بیعہ کی تعریف، تفریق صفقہ اور بیعہ میں تصرف کرنے کی مختلف صورتوں کا بیان ہے۔

فصل دوم میں تین ابواب کی دفعہ بندی کی گئی ہے جو کہ ایک سو چھتیس (۱۳۶) دفعات پر مشتمل ہے۔ اس میں بیعہ کے قبضہ کرنے، اس میں جنابت کرنے، بیعہ کو خرید کر اس میں کسی چیز کو مخلوط کرنے کے حکم کا بیان ہے۔ کون کون سی چیزیں عقد بیع میں داخل ہوتی ہیں اور کون سی نہیں، ان کو ذکر کیا گیا ہے۔ خیارات اور اس کے احکامات کا بیان بھی اس فصل میں ذکر ہے۔

فصل سوم میں فتاویٰ عالمگیری کے دو ابواب (ساتویں اور آٹھویں باب) کی دفعہ بندی کی گئی ہے جو کہ ایک سو تینتیس (۱۳۳) دفعات پر مشتمل ہے۔ ساتویں باب میں خیارات کا بیان ہے جس میں اکتیس (۳۱) دفعات ہیں۔ آٹھویں باب میں خیارات کا بیان ہے کہ بیعہ میں کون سے عیب کی وجہ سے مشتری کو خیارات عیب حاصل ہوگا۔ باب اول میں انیس (۱۹) مقامات پر وضعی اور شرعی قوانین کے ساتھ تقابل کیا گیا ہے۔ باب دوم فتاویٰ عالمگیری کے کتاب البیوع کے سات ابواب (باب ۹ سے باب ۱۵) تک کی دفعہ بندی کی گئی ہے، یہ باب تین فصول پر مشتمل ہے جس میں ایک سو اناسی (۱۷۹) دفعات ہیں۔

فصل اول میں ایک سو پندرہ (۱۱۵) دفعات ہیں۔ یہ فصل ثمن، پھلوں، مرہونہ، مغصوبہ اور اجرت پر لی گئی چیزوں کی خرید و فروخت کے احکام، بیعہ پر قبضہ کرنے اور ثمن و بیعہ کی جہالت سے متعلقہ احکامات پر مشتمل ہے۔ اس فصل میں ان شرائط کا بیان ہے جن کے ذریعے بیع فاسد ہوتی ہے۔ فصل دوم میں فتاویٰ عالمگیری کے کتاب البیوع کے تین (۳) ابواب کی دفعہ بندی کی گئی ہے جس میں کل اکتالیس (۴۱) دفعات ہیں۔ اس فصل میں بیع فاسد اور بیع باطل سے متعلقہ احکام، بیع موقوف اور بیع میں اقالہ سے متعلق احکام کا تذکرہ ہے۔

فصل سوم میں فتاویٰ عالمگیری کے کتاب البیوع کے دو (۲) ابواب کی دفعہ بندی کی گئی ہے جن میں کل تیس (۲۳) دفعات ہیں۔ اس فصل میں بیع مراحمہ، تولیہ و وضعیہ کے احکام اور بیعہ میں استحقاق کا بیان ہے۔ باب دوم میں چھ (۶) مقامات پر وضعی اور شرعی قوانین کے ساتھ تقابل کیا گیا ہے۔

باب سوم تین فصول پر مشتمل ہے، جس میں فتاویٰ عالمگیری کے کتاب البیوع کے پانچ ابواب (باب ۱۶ تا باب ۲۰) کی دفعہ بندی کی گئی ہے۔ اس باب میں کل ایک سو چار (۱۰۴) دفعات ہیں۔

فصل اول میں دو (۲) ابواب کی دفعہ بندی کی گئی ہے جس میں کل سترہ (۱۷) دفعات ہیں، اس فصل میں مشتری ثمن میں اپنی طرف سے زیادتی کرنے، یا بائع بیعہ میں زیادتی یا ثمن میں کمی کرنے یا مشتری کو ثمن سے بری کرنے کا بیان ہے۔ بائع، وصی اور قاضی کا بچے کے لیے خرید و فروخت کرنے کا تذکرہ بھی اس فصل میں کیا گیا ہے۔

فصل دوم میں بھی دو (۲) ابواب کی دفعہ بندی کی گئی ہے جس میں بہتر (۷۲) دفعات ہیں۔ یہ فصل بیع سلم سے متعلق احکام، قرض، استقراض اور استصناع کے بیع پر مشتمل ہے۔

فصل سوم میں ایک باب کی دفعہ بندی کی گئی ہے جس میں پندرہ (۱۵) دفعات ہیں۔ اس فصل میں ان بیوعات کا تذکرہ ہے جن کو فقہاء کرام نے مکروہ کہا ہے۔ باب سوم میں پانچ (۵) مقامات پر وضعی اور شرعی قوانین کا تقابل کیا گیا ہے۔

باب چہارم تین فصول پر مشتمل ہے جس میں بیع صرف کے احکامات ذکر ہیں، اس باب میں کل ستاسی (۸۷) دفعات ہیں۔ فصل اول میں بیع صرف کی تعریف، ارکان، حکم، شرائط کا ذکر ہے۔ اسی طرح فلوں و معادن میں بیع صرف اور بیع صرف میں بیعہ کو قبضہ کرنے سے پہلے ہلاک ہونے کے احکامات کا تذکرہ ہے۔

فصل دوم میں بیع صرف کے بیعہ کو قبضہ کرنے سے پہلے تصرف کرنے کے احکام اور بیع صرف میں خیارات کا بیان ہے۔ اس فصل میں پچیس (۲۵) دفعات ہیں۔ فصل سوم میں مرض وفات میں بیع صرف کے احکام کا تذکرہ ہے جس میں پینتیس (۳۵) دفعات ہیں۔

لہذا زیر نظر مقالہ فتاویٰ عالمگیری کے کتاب البیوع کے بیس (۲۰) ابواب اور کتاب الصرف کے چھ (۶) ابواب پر مشتمل ہے، جس میں کل چھ سو اکتز (۶۷۱) دفعات ہیں۔ مقالے میں مجموعی طور پر تیس (۳۰) مقامات پر پاکستان کے وضعی قوانین یعنی قانون معاہدہ ۱۸۷۲ء، قانون بیع مال ۱۹۳۰ء اور گارڈین اینڈ وارڈ ایکٹ ۱۸۹۰ء کے ساتھ تقابل کیا گیا ہے، اکثر مقامات پر وضعی اور شرعی قوانین میں یکسانیت پائی گئی، جہاں پر وضعی قوانین میں سقم موجود تھا، اس کی نشاندہی کی گئی ہے۔

نتائج بحث

- فتاویٰ عالمگیری وہ بے مثال علمی سرمایہ ہے جو برصغیر پاک و ہند میں بطور قانون ملک کی سطح پر ایک طویل عرصہ تک رائج رہا ہے۔ یہ ایک ایسی جامع اور مستند دستاویز ہے جس میں نہایت تدقیق کے ساتھ تمام فقہی مسائل جمع کی گئی ہیں جو کہ فضاۃ اور اہل علم کو فقہ کی بہت سی کتابوں کی ورق گردانی سے بے نیاز کرتا ہے۔
- فتاویٰ عالمگیری کے حصہ بیوع کی ضابطہ بندی سے یہ معلوم ہو گیا کہ قدیم علمی ذخیرہ میں مذکور اصطلاحات کو جدید رائج اصطلاحات سے بدلا جائے تو اس کو عصر حاضر میں بروئے کار لایا جاسکتا ہے اور ملکی / بین الاقوامی سطح پر بطور قانون رائج کیا جاسکتا ہے۔
- اس تحقیق سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ پاکستان میں بیوع سے متعلق رائج اکثر قوانین، شرعی قوانین کے مطابق ہیں، البتہ بعض قوانین میں تعارض پایا جاتا ہے جن کا حل دفعہ کے تحت میں درج کر دیا گیا ہے۔
- خرید و فروخت کی جدید صورتوں کا حکم قدیم علمی و فقہی ذخیرہ سے معلوم کیا جاسکتا ہے، اگرچہ ان دونوں میں اصطلاحات کا فرق ہو گا۔
- مصالح کی بنیاد پر مسئلے کا حکم طے شدہ اصولوں کے مطابق دوسرے مسائل کی روشنی میں دیا جاسکتا ہے، جیسا کہ استصناع کے مسئلہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

تجاویز و سفارشات

- فتاویٰ عالمگیری کے حصہ نبوع کے علاوہ دیگر ابواب کو دفعہ وار مرتب کر کے وضعی قوانین کے ساتھ ان کا تقابل کیا جائے۔
- فقہ اسلامی کے قدیم ذخیرہ کو اگر جدید قوانین کی صورت میں دفعہ وار مرتب کیا جائے تو عصر حاضر میں اسے قابل استفادہ بنایا جاسکتا ہے اور بطور قانون کے ملکی قانون کے نافذ کیا جاسکتا ہے۔
- جہاں وضعی اور شرعی قوانین میں مکمل مطابقت نہیں پائی جاتی وہاں شریعت کی روشنی میں نظر ثانی کی ضرورت ہے، لہذا پاکستان میں جتنے بھی رائج وضعی قوانین ہیں، ان کا تقابل قوانین شرعیہ سے کیا جائے تو ان میں موجود خامیوں کو دور کیا جاسکتا ہے۔

فنی فہارس

1. فہرس آیات
2. فہرس احادیث
3. فہرس اعلام
4. فہرس مصادر و مراجع

فہر س آیات

نمبر شمار	آيات	سورة وآيت نمبر	صفحہ
1	يَتَأْتِيهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا اَدْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً	البقرة، ٢: ٢٠٨	ط
2	يَتَأْتِيهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تَأْكُلُوا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ	النساء، ٣: ٢٩	3
3	وَاَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا	البقرة، ٢: ٢٤٥	14
4	لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ	الحشر، ٥٩: ٨	134
5	وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي ءَادَمَ	الاسراء، ١٤: ٤٠	140
6	وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ	المائدة، ٥: ٢	144
7	وَاَخَذَهُمُ الرَّبُّوْا وَقَدْ نُهِوا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ	النساء، ٣: ١٦١	148
8	يَتَأْتِيهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدِينٍ	البقرة، ٢: ٢٨٢	205
9	يَتَأْتِيهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا اِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ	الجمعة، ٦٢: ٩	237
10	فَمَنْ اَضْطَرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرِ مُتَجَانِفٍ لِاِثْمٍ	المائدة، ٥: ٣	239
11	وَاَخَذَهُمُ الرَّبُّوْا وَقَدْ نُهِوا عَنْهُ	النساء، ٣: ١٦١	276

فہرں احادیث

نمبر شمار	احاديث	صفحه
1	إنما البيع عن تراض	3
2	نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع حبل الحبلة	10
3	ليس على رجل بيع فيما لا يملك	10
4	ثلث لا يمنع: في الماء و الكأؤ النار	10, 148
5	أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن المزابنة والمخالقة	15
6	الْمُبْتَاعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلَى صَاحِبِهِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ	17
7	ولا ربح ما لم يضمن	23
8	قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أَشْتَرِي مُبِوعًا فَمَا يَحِلُّ لِي مِنْهَا، وَمَا يُحَرِّمُ عَلَيَّ قَالَ: " فَإِذَا اشْتَرَيْتَ بَيْعًا، فَلَا تَبِعْهُ حَتَّى تَقْبِضَهُ	26
9	اشترى رسول الله صلى الله عليه وسلم طعاما من يهودي بنسيئة، ورهنه درعا من حديد	30
10	أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع الطعام حتى يجري فيه الصاعان: صاع البائع وصاع المشتري	34
11	من ابتاع طعاما فلا يبعه حتى يكتاله	35
12	العجماء جبار	41
13	من اشترى شيئا لم يره فهو بالخيار اذا رآه	78
14	ان رجلا ابتاع غلاما، فاقام عنده ماشاء الله ان يقيم ، ثم وجد به عيبا ، فخاصمه الى النبي صلى الله عليه وسلم-----	94
15	الذهب بالذهب ربا الا هاء وهاء	126,246
16	لَا تَفْعَلُوا، وَلَكِنْ مِثْلًا بِمِثْلٍ، أَوْ يَبْعُوا هَذَا وَاشْتَرُوا بِسَمِيهِ مِنْ هَذَا	127
17	"أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن المعاومة	128
18	لَيْسَ عَلَى رَجُلٍ بَيْعَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ	134
19	لَا تَشْتَرُوا السَّمَكَ فِي الْمَاءِ فَإِنَّهُ غَرَرٌ	134
20	من دخل دار أبي سفيان فهو آمن	135

نمبر شمار	احاديث نبويه	صفحه
22	أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن الملاقيح والمضامين وحبل الحبله	141
23	إن الله ورسوله حرم بيع الخمر، والميتة، والخنزير، والأصنام، فقیل: یا رسول الله، أرأیت شحوم الميت----	143
24	الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، والبر بالبر، والشعير بالشعير، والتمر بالتمر----	144
25	نهى عن بيع الحيوان بالحيوان نسيئة	145
26	لَا رِبَا فِي الْحَيَوَانِ الْبَعِيرِ بِالْبَعِيرَيْنِ، وَالشَّاةُ بِالشَّاتَيْنِ إِلَى أَجَلٍ	145
27	أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ سَيِّدِهِ رِبَا، يُعْطِيهِ دِرْهَمًا وَيَأْخُذُ مِنْهُ دِرْهَمَيْنِ(قول عبدالله بن عباس)	147, 264
28	نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبَاعَ لَبَنٌ فِي ضَرْعٍ، أَوْ سَمَنٌ فِي لَبَنٍ	156
29	نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْعَزَرِ	156
30	نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَرْطُوبٍ فِي بَيْعٍ	164
31	نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيعتين في بيع	164
32	مَنْ ابْتِئَاعَ طَعَامًا، فَلَا يَبِيعُهُ حَتَّى يَكْتَالَهُ	170
33	من أقال نادما أقال الله عشرته يوم القيامة	181,216
34	بِتَسْمَا شَرِيتَ، وَبِتَسْمَا مَا اشْتَرَيْتَ(قول عائشة)	184
35	من أسلف في تمر، فليسلف في كيل معلوم ووزن معلوم إلى أجل معلوم	207
36	كُلُّ قَرْضٍ جَرٍّ مَنْفَعَةٌ فَهُوَ وَجْهٌ مِنْ وَجُوهِ الرِّبَا	225
37	إِنْ خِيَارَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً	226
38	أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الْعَجَمِ----	229
39	أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْمَرْابَةِ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ، إِلَّا لِأَصْحَابِ الْعَرَائِي----	232
40	أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِصَاحِبِ الْعَرِيَّةِ أَنْ يَبِيعَهَا بِخَرَصِهَا مِنَ التَّمْرِ----	232
41	بِعِ الْجُمُعِ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَغِ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيًّا	233
42	لَا تَنَاجَشُوا	234

نمبر شمار	احاديث نبويه	صفحه
43	أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ النَّجَشِ	235
44	مَنْ يَزِيدُ عَلَى دِرْهَمٍ، مَنْ يَزِيدُ عَلَى دِرْهَمٍ؟	235
45	لَا يَسُومُ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ	236
46	لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَايَةٍ	236
47	مَنْ احْتَكَرَ فَهُوَ خَاطِئٌ	238
48	من احتكر طعاما اربعين ليلة فهو بريء من الله وبرئ الله منه	238
49	إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ، وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنَّ أَلْقَى اللَّهَ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْكُمْ يُطَالِبُنِي بِمَظْلَمَةٍ فِي دَمٍ وَلَا مَالٍ	239
50	لَا تَلْقُوا الْجُلُبَ	240
52	لا تبيعوا الذهب بالذهب الا مثلا بمثل	247
53	لا تبيعوا الذهب بالذهب إلا وزنا بوزن	248
54	يَنْهَى عَنْ بَيْعِ الدَّهَبِ بِالدَّهَبِ، وَالْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ، وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ	248
55	انه كان لا يري بين العبد وبين سيده ربا، يعطيه درهما، ويأخذ منه درهمين	268
56	جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ عَمِي أَوْصَى إِلَى تَرْكِهِ وَإِنْ هَذَا مِنْ تَرْكِهِ، أَفَاشْتَرِيهِ-----	265

فہرس اعلام

نمبر شمار	اعلام	صفحہ
1	ابراہیم الخفّیؒ	235
2	ابن ہمامؒ	23
3	ابو جعفر ہند اویؒ	98
4	امام زفرؒ	184
5	امام ابو حنیفہؒ	25
6	امام ابو یوسفؒ	25
7	امام ترمذیؒ	165
8	امام شافعیؒ	26
9	امام کرخیؒ	73
10	امام مالکؒ	73
11	امام محمدؒ	25
12	اورنگزیب عالمگیرؒ	ق
13	ڈاکٹر یوسف القرضاویؒ	ص
14	زین العابدینؒ	164
15	سیدنا ابو سعید خدریؒ	51
16	سیدنا ابوسفیانؒ	135
17	سیدنا ابو ہریرہؒ	78
18	سیدنا جابرؒ	34
19	سیدنا حکیم بن حزامؒ	26
20	سیدنا زید بن ارقمؒ	183
21	سیدنا عبد اللہ بن عباسؒ	147
22	سیدنا علی بن ابی طالبؒ	240
23	سیدنا فضالہ بن عبیدؒ	225
24	سیدہ عائشہ صدیقہؒ	183
25	شیخ ابو زہرہ مصریؒ	ص

ق	شیخ نظامؒ	26
234	صدر الشہید حسام الدینؒ	27
ص	عبد الکریم زیدانؒ	28
103	علامہ ابن نجیمؒ	29
35	علامہ انور شاہ کاشمیریؒ	30
130	علامہ حلوائیؒ	31
98	علامہ زبلیؒ	32
93	علامہ سرخسیؒ	33
139	علامہ سعدیؒ	34
10	علامہ شامیؒ	35
230	علامہ شمس الدین بابرؒ	36
180	علامہ طحاویؒ	37
234	علامہ ظہیر الدینؒ	38
23	علامہ کاسانیؒ	39
6	علامہ نوویؒ	40
51	مفتی محمد تقی عثمانی	41

فہرس مصادر و مراجع

نمبر شمار	نام کتب، نام مصنف، نام مکتبہ، وسن اشاعت
1	القرآن الکریم
2	اتحاف الخیرة المحررة: وائد المسانيد العشرة، ابو العباس شهاب الدین احمد بن ابی بکر شافعی، دار الوطن للنشر، ریاض، ۱۴۲۰ھ = ۱۹۹۰ء
3	الاجوبة المرضية فيما سئل السخاوي عنه من الاحاديث النبوية، شمس محمد بن عبد الرحمن سخاوي، دار الراية للنشر والتوزيع، ۱۴۱۸ھ
4	الاحكام السلطانية، ابو الحسن علی بن محمد بغدادی الماورودی، دار الحديث، قاهرہ، تن
5	اختلاف الفقهاء، ابو جعفر محمد بن جریر طبری، دار الكتب العلمية، تن
6	الاختیار لتعلیل المختار، عبد اللہ بن محمود بن مودود حنفی، مطبعة الحلبي، قاهرہ، ۱۳۵۶ھ = ۱۹۳۷ء
7	الاستيعاب في معرفة الصحابة، ابو عمر يوسف بن عبد اللہ بن محمد قرطبي، دار الجيل، بیروت، ۱۴۱۲ھ = ۱۹۹۲ء
8	الاشباه والنظائر، ابن نجيم زين الدين بن ابراهيم مصري، دار الكتب العلمية، بیروت، ۱۴۱۹ھ = ۱۹۹۹ء
9	الاصل المعروف بالمبسوط، محمد بن حسن شيباني، ادارة القرآن والعلوم الاسلامية، کراتشي، تن
10	أصول السر خسي، شمس الائمة محمد بن احمد سر خسي، دار المعرفة، بیروت، تن
11	البحر الرائق، ابن نجيم زين الدين بن ابراهيم حنفی، دار الكتاب الإسلامي، تن
12	بحوث في قضايا فقهية معاصرة، مفتي تقي عثمانی، ادارة الشؤون الاسلامية قطر، ۱۴۳۴ھ = ۲۰۱۳ء
13	بداية المبتدی، برهان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی، مکتبہ محمد علی صبح، قاهرہ، تن
14	بدائع الصنائع، علاء الدین أبو بکر بن مسعود کاسانی، دار الكتب العلمية، ۱۴۰۶ھ = ۱۹۸۶ء
15	البدر المنير في تخریج الاحاديث، ابو حفص عمر بن علی شافعی، دار الهجرة للنشر والتوزيع، ریاض سعودیہ، ۱۴۲۵ھ = ۲۰۰۴ء
16	بلوغ المرام من ادلة الاحكام، ابن حجر احمد بن علی عسقلانی، دار القبس للنشر، ریاض سعودیہ، ۱۴۳۵ھ = ۲۰۱۴ء
17	البنية، بدر الدین عینی ابو محمد محمود بن احمد، دار الكتب العلمية، بیروت لبنان، ۱۴۲۰ھ = ۲۰۰۰ء
18	البيان في مذهب الامام الشافعي، ابو الحسين يحيى بن ابی الخیر یمنی شافعی، مکتبہ دار المنهاج، جدہ، ۱۴۲۱ھ = ۲۰۰۰ء
19	البيان في مذهب الامام الشافعي، ابو الحسين يحيى بن ابی الخیر یمنی شافعی، دار المنهاج، جدہ، ۱۴۲۱ھ = ۲۰۰۰ء
20	تاريخ بغداد، ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی، دار الكتب العلمية، بیروت، ۱۴۱۷ھ
21	تبيين الحقائق، فخر الدین عثمان بن علی حنفی زيلعي، المطبعة الكبرى الاميرية، بولاق قاهرہ، ۱۳۱۳ھ
22	التجريد للقدوري، ابو الحسين احمد بن محمد بن احمد، دار السلام، قاهرہ، ۱۴۲۷ھ = ۲۰۰۶ء

23	تحفة الفقهاء، علاء الدين محمد بن احمد سمرقندي، باب الشراء والبيع، دار الكتب العلمية، بيروت، ١٤١٢هـ = ١٩٩٢ء
24	تخریج الفروع على الاصول، شهاب الدين محمود بن احمد زنجاني، مؤسسة الرسالة، بيروت، ١٣٩٨ء
25	التقريب والتجسير على تحرير الكمال بن الممام، ابو عبد الله شمس الدين محمد بن محمد، امير الحاج حنفي، دار الكتب العلمية، ١٤٠٣هـ = ١٩٨٣ء
26	تقويم الادوية في اصول الفقه، عبد الله بن عمر بن عيسى دبوسي حنفي، دار الكتب العلمية، ١٤٢١هـ = ٢٠٠١ء
27	التنبية في الفقه الشافعي، ابو اسحاق ابراهيم بن علي شيرازي، عالم الكتب، ت ن
28	الجامع الصغير وشرحه النافع الكبير، محمد عبد الحلي بن محمد عبد الحليم، عالم الكتب، بيروت، ١٤٠٦هـ
29	جمهرة اللغة، احمد بن فارس رازي، دار الفكر، ١٣٩٩هـ = ١٩٧٩ء
30	جواهر المضئ في طبقات الحنفية، محي الدين عبد القادر بن محمد بن نصر الله حنفي، مكتبة مير محمد، كراچی، ت ن
31	الجوهرة النيرة على مختصر القدوري، ابو بكر بن علي الحنفي، المطبعة الخيرية، ١٣٢٢هـ
32	الحاوي الكبير، ابو الحسن علي بن محمد الماوردي، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، ١٤١٩هـ = ١٩٩٩ء
33	حسن المحاضرة في تاريخ مصر والقاهرة، جلال الدين عبد الرحمن بن ابی بكر سيوطي، دار احياء التراث العربي، مصر، ١٣٨٧هـ = ١٩٦٧ء
34	حلية البشر في تاريخ القرن الثالث عشر، عبد الرزاق بن حسين بن ابراهيم ميداني دمشقي، دار صادر، بيروت، ١٤١٣هـ = ١٩٩٣ء
35	رد المحتار، ابن عابدين محمد امين حنفي، دار الفكر، بيروت، ١٤١٢هـ = ١٩٩٢ء
36	الدر المختار، ابن عابدين محمد امين الحنفي، دار الفكر، ١٤١٢هـ = ١٩٩٢ء
37	درر الحکام في شرح مجلة الاحكام، علي حيدر حواجه امين آفندي، دار الجليل، ١٤١١هـ = ١٩٩١ء
38	روضة الطالبين وعمدة المفتين، ابو زكريا محي الدين يحيى بن شرف نووي، المكتبة الاسلامي، بيروت دمشق، ١٤١٢هـ = ١٩٩١ء
39	سبل السلام، محمد بن اسماعيل حسني، مكتبة دار الحديث، ت ن
40	سلم الوصول الى طبقات الفحول، مصطفى بن عبد الله القسطنطيني، مكتبة ارسيداء، استانبول تركيا، ٢٠١٠ء
41	سنن ابی داود، ابو داود سليمان بن اشعث، المكتبة العصرية، بيروت، ت ن

42	السنن الكبرى، أبو بكر أحمد بن حسين بيهقي، دار الكتب العلمية، بيروت، ١٣٢٢هـ = ٢٠٠٣ء
43	سنن النسائي، أحمد بن شعيب خراساني، نسائي، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب، ١٣٠٦هـ = ١٩٨٦ء
44	سنن ترمذي، محمد بن عيسى ترمذي، شركة مكتبة مطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، ١٣٩٥هـ = ١٩٤٥ء
45	شذرات الذهب في أخبار من ذهب، عبد الحفيظ بن أحمد بن محمد، دار ابن كثير، دمشق بيروت، ١٣٠٦هـ = ١٩٨٦ء
46	شرح مختصر الطحاوي، أحمد بن علي أبو بكر جصاص رازي، دار البشائر الإسلامية، ١٣٣١هـ = ٢٠١٠ء
47	شفاء العليل، أبو حامد محمد بن محمد غزالي، مكتبة الارشاد، بغداد، ١٣٩٠هـ = ١٩٤١ء
48	صحيح البخاري، محمد بن اسماعيل بخاري، دار طوق النجاة، بيروت، ١٣٢٢هـ = ٢٠٠٢ء
49	صحيح ابن حبان، أبو حاتم محمد بن حبان، مؤسسة الرسالة، بيروت، ١٣٠٨هـ = ١٩٨٨ء
50	طبقات الشافعين، أبو الفداء اسماعيل بن عمر بن كثير بصري دمشق، مكتبة الثقافة الدينية، ١٣١٣هـ = ١٩٩٣ء
51	العقود الدرية في تنقيح الفتاوى الحامدية، ابن عابدين محمد امين بن عمر حنفي، دار المعرفة، تان
52	العلل الواردة في الاحاديث النبوية، أبو الحسين علي بن عمر دارقطني، دار طيبة، الرياض، ١٣٠٥هـ = ١٩٨٥ء
53	العناية، شمس الدين محمد بن محمد بن محمود، دار الفكر، تان
54	عيون المسائل، أبو الليث نصر بن محمد سمرقندي، مطبعة اسعد بغداد، ١٣٨٦هـ
55	غمر عيون البصائر في شرح الاشباه والنظائر، أحمد بن محمد حنفي، دار الكتب العلمية، ١٣٠٥هـ = ١٩٨٥ء
56	فتح القدير، ابن الهمام كمال الدين محمد بن عبد الواحد، دار الفكر، تان
57	الفروق، اسعد بن محمد بن حسين كرايمسي حنفي، وزارة الاوقاف الكويتية، ١٣٠٢هـ = ١٩٨٢ء
58	الفقه الاسلامي وادلته، دكتور هبة بن مصطفى الزحيلي، دار الفكر، دمشق، تان
59	فقهية مقالات، مفتي محمد تقى عثمانى، ميمى اسلامية پبلشرز، ٢٠١١ء
60	فيض الباري، علامه انور شاه كشميري، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، ١٣٢٦هـ = ٢٠٠٥ء
61	قرة عن الاخبار لتكملة مرد المحتار، ابن عابدين علاء الدين محمد بن عمر، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، تان
62	القواعد الفقهية وتطبيقاتها في المذاهب الاربعية، محمد مصطفى الزحيلي، دار الفكر، دمشق، ١٣٢٤هـ = ٢٠٠٦ء
63	كتاب التعريفات، علامه علي بن محمد سيد شريف جرجاني، دار الفضيلة للنشر والتوزيع، والتصدير، تان
64	كشف الاسرار شرح اصول البرزوى، علاء الدين عبد العزيز بن احمد حنفي، دار الكتاب الاسلامي، تان

65	كنز الدقائق مع البحر الرائق، ابو البركات عبد الله بن احمد بن محمود نسفي، دار الكتاب الاسلامي، ت ن
66	اللباب في شرح الكتاب، عبد الغني بن طالب ميداني حنفي، المكتبة العلمية بيروت، لبنان، ت ن
67	لسان الحكم في معرفة الاحكام، احمد بن محمد لسان الدين حلي، مكتبة البابي الحلبي، القاهرة، ١٣٩٣هـ = ١٩٧٣ء
68	المبسوط، شمس الائمة احمد بن ابي سهل سرخسي، دار المعرفة، بيروت، ١٣١٢هـ = ١٩٩٣ء
69	مجلة الاحكام العدلية، لجنة من علماء وفقهاء في الخلافة العثمانية، ١: ٥٧، نور محمد كارخانه كراچی، ت ن
70	مجمع الانهر في شرح ملتقى الانهر، عبد الرحمن بن محمد بن سليمان، دار احياء التراث العربي، ت ن
71	مجمع الزوائد و منبع الفوائد، ابو الحسن علي بن ابي بكر، ميثمي، مكتبة القدسي، القاهرة، ١٣١٢هـ، ١٩٩٣ء
72	مجمع الضمانات، ابو محمد غانم بن محمد حنفي، دار الكتاب الاسلامي، ت ن
73	المجموع شرح المذهب، ابو زكريا محيي الدين نووي، دار الفكر، ت ن
74	المحيط البرهاني، برهان الدين محمود بن احمد حنفي، دار الكتب العلمية، بيروت لبنان، ١٣٢٢هـ = ٢٠٠٣ء
75	مرشد الحيران الى معرفة احوال الانسان، محمد قدری باشا، المكتبة الكبرى الاميرية ببولاق، ١٣٠٨هـ = ١٨٩١ء
76	مستخرج ابي عوانه، ابو عوانه يعقوب بن اسحاق نيسابوري، دار المعرفة، بيروت، ١٣١٩هـ = ١٩٩٨ء
77	مسند البرز، ابو بكر احمد بن عمرو بن زار، مكتبة العلوم والحكم، مدينة المنورة، ١٩٨٨ء
78	المستدرک علی الصحیحین، ابو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله نيسابوري، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، ١٣١١هـ = ١٩٩٠ء
79	مصنف ابن ابي شيبة، ابو بكر بن ابي شيبة عبد الله بن محمد، مكتبة الرشد، الرياض، ١٣٠٩هـ = ١٩٨٩ء
80	المعاملات المالية اصالة و معاصرة، ابو عمر ديبان بن محمد ديبان، مكتبة فهد الوطنية، الرياض، ١٣٣٢هـ = ٢٠١١ء
81	المعجم الاوسط، سليمان بن احمد بن ايوب طبراني، دار الحرمين، القاهرة، ت ن
82	معجم المؤلفين، عمر بن رضا بن محمد راغب، دار احياء التراث العربي، بيروت، ت ن
83	معرفة الصحابة، ابو نعيم احمد بن عبد الله الاصبهاني، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٣١٩هـ = ١٩٩٨ء
84	المعنى، ابن قدامة، مكتبة القاهرة، ١٣٨٨هـ = ١٩٦٨ء
85	ملتقى البحر، ابراهيم بن محمد حنفي، ص ٣٦، دار الكتب العلمية، بيروت، ١٣١٩هـ = ١٩٩٨ء
86	منح الجليل شرح مختصر خليل، محمد بن احمد مكي، دار الفكر، بيروت، ١٣٠٩هـ = ١٩٨٩ء
87	منحة الخالق على هوا مش البحر الرائق، ابن عابد بن علاء الدين محمد بن عمر شامي، دار الكتاب العلمي، ت ن

88	المذهب في فقه الامام الشافعي، ابواسحاق ابراهيم بن علي شيرازي، دار الكتب العلمية، لبنان
89	الوسيط في المذهب، ابو حامد محمد بن محمد غزالي، دار السلام، القاهرة، ١٤١٤هـ = ٢٠٠٦م
90	الموسوعة الفقهية الكويتية، وزارة الاوقاف والشؤون الاسلامية الكويت، ١٤٠٢هـ
91	موسوعة القواعد الفقهية، ابو الجارث محمد صدقي بن احمد الغزالي، مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان، ١٤٢٢هـ = ٢٠٠٥م
92	المنتقى في الفتاوى، ابو الحسن علي بن حسين سغدي، مؤسسة الرسالة، بيروت، ١٤٠٢هـ = ١٩٨٢م
93	نزہۃ الخواطر وبہجۃ المسامح والنواظر، عبدالحی بن فخر الدین بن عبد العلّی، دار ابن حزم، بیروت لبنان، ١٤٢٠هـ = ١٩٩٩م
94	النهر الفائق، ابن نجيم سراج الدين عمر بن ابراهيم، دار الكتب العلمية، ١٤٢٢هـ = ٢٠٠٢م
95	نيل الاوطار، محمد بن علي بن محمد شوكانى يمينى، دار الحديث، مصر، ١٤١٣هـ = ١٩٩٣م
96	الهداية، ابو الحسن برهان الدين علي بن ابى بكر مرغيناني، دار احبار التراث العربي، بيروت، لبنان، لبنان
97	The Contract Act 1872
98	Sale of Goods Act 1930
99	Guardian and Ward Act 1890
100	https://en.wikipedia.org/wiki/yusuf_al-Qaradawi

تہذیب الافکار
The Civilization of Ideas
by Sir Syed Ahmad Khan



دار الفکر، لاہور
Dara Aikar, Lahore

تہذیب الافکار

تہذیب الافکار

The Civilization of Ideas
by Sir Syed Ahmad Khan
Dara Aikar, Lahore
Dara Aikar



دار الفکر، لاہور
Dara Aikar, Lahore

فہرست مقالات (حصہ اردو و عربی)

نمبر شمار	نام مقالہ و مقالہ نگار	صفحہ نمبر
1.	غزوات النبی ﷺ سے مستنبط فقہی احکام: ایک علمی و تحقیقی جائزہ دقاس احمد ڈاکٹر محمد ناصر	1
2.	مشکل صورت حال (عام الرماہ) میں بحیثیت حکمران حضرت عمرؓ کا کردار: ایک تحقیقی جائزہ خالد رسول ڈاکٹر بشیر احمد رند	13
3.	خواتین کی تعلیم و تربیت: اسلام اور مسیحیت کے مشترکات کا تجزیہ گفتہ نوید ڈاکٹر محمد ریاض محمود	25
4.	عورت کی گواہی کا قضیہ: فتاویٰ عالمگیری اور عصری (پاکستانی) قانون کے تناظر میں ایک تقابلی جائزہ محمد عبور ڈاکٹر کریم ادا	41
5.	خیارِ عیب سے متعلق ارحہ شاستر، منود حرم شاستر اور فقہ اسلامی کا علمی و تقابلی جائزہ محمد زکریا ڈاکٹر رشید احمد	55
6.	فقہ اسلامی کے تناظر میں قبضہ کی جدید صورتوں کا تحقیقی جائزہ مسعود الرحمن ڈاکٹر حافظ صالح الدین	67
7.	خیبر پختونخوا حق شعہ ایکٹ 1987ء کا شرعی و تحقیقی جائزہ خالد شاہ ڈاکٹر انعام خان	83
8.	تفسیر روح المعانی میں فقہ جعفریہ سے متعلق منتخب مباحث کا ایک تحقیقی مطالعہ احسان الدین ڈاکٹر عطاء الرحمن	97
9.	الشعر الحر في اللغة العربية: دراسة تحليلية حیات اللہ حافظ محمد بادشاہ	109
10.	أسلوب القصر بـ"إنما" في سورة البقرة وإشكالية نقله في ترجمات معاني القرآن الكريم إلى الأردية سعد عبد السلام باجاء	121

فقہ اسلامی کے تناظر میں قبضہ کی جدید صورتوں کا تحقیقی جائزہ

The Possession and its Modern types from Perspective of Islamic Jurisprudence

مسعود الرحمنⁱ ڈاکٹر حافظ صالح الدینⁱⁱ

Abstract

Being a follower of the Islamic ideology, it is not legal for a Muslim to live a life beyond the stated limits of the Islamic values; rather it is necessary to follow the Islamic values in every walk of life. However, we can see how social dealings and day to day affairs went side by side with the Islamic obligations in the life of Muhammad (S.A.W) and his followers. Purchasing and selling is one of those aspects which the Holy Prophet (S.A.W) had adopted in his life. Islam has promulgated very balance and appropriate principles for purchasing and selling in which both the purchaser and the seller have been considered properly in order to seek consent on both sides, and consequently nothing goes against their consent to keep them safe from cheating. Therefore, all those forms of purchasing and selling are illegal in Islamic laws in which there is cheating, imposture, or the cause of sins leading to a clash between the parties. In this article, the meaning of seizure, dealing before seizure and the four tenets (Hānāfī, Shāfī, Hānbālī and Mālīkī) have been brought under discussion in light of the relevant Hadiths. Moreover, modern seizure and its kinds have also been highlighted, and at the end inferences have been added.

Key words: Possession, Islamic Jurisprudence, Illegal Purchasing

تمہید

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اسلام میں مکمل داخل ہونے کا حکم فرمایا ہے۔ ارشاد باری ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً"¹

i پی ایچ ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

ii چیئر مین، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

"اے ایمان والو! اسلام میں پورے داخل ہو جاؤ۔"

ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ عبادات کے ساتھ ساتھ معاملات اور معاشرتی زندگی میں بھی کتاب و سنت پر عمل پیرا ہو، زندگی کے تمام شعبوں میں دین اسلام کی پیروی ضروری ہے۔ سیرت رسول ﷺ اور حیات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں جس طرح عبادات کے اصول موجود ہیں، اسی طرح معاملات اور معاشرتی زندگی کے رہنما اصول بھی ملتے ہیں۔ معاملات کا اہم جز خرید و فروخت ہے اور رسول اللہ ﷺ نے بذات خود تجارت کا پیشہ اپنایا تھا۔

اسلام نے خرید و فروخت سے متعلق نہایت مناسب اور متوازن اصول مقرر کیے ہیں، جن میں بائع اور مشتری کے جذبات کا پورا پورا خیال رکھا گیا۔ تاکہ تجارت اور خرید و فروخت میں طرفین پر ان کی رضامندی کے بغیر کوئی معاملہ مسلط نہ کیا جائے، ان کو آپس کے معاملہ میں دھوکہ دہی اور چالپازی سے محفوظ رکھا جائے۔ لہذا خرید و فروخت کی وہ تمام صورتیں ناجائز قرار دی گئی ہیں جن میں کسی نہ کسی صورت میں دھوکہ پایا جاتا ہو، یا خرید و فروخت کسی معصیت کا سبب بنے اور آئندہ جانیں کے درمیان نزاع اور جھگڑے کا سبب بنے۔

زیر نظر آرٹیکل میں خرید و فروخت میں قبضہ کرنے کا مفہوم، قبضہ سے پہلے بیع کی ممانعت سے متعلق جتنے احادیث وارد ہوئے ہیں، ان کا تذکرہ کرنے کے ساتھ مذاہب اربعہ کو بسط کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ نیز قبضہ کی جدید صورتوں کا حکم مذاہب اربعہ کی روشنی میں درج کیا گیا ہے۔ آخر میں آرٹیکل سے اخذ شدہ نتائج بھی ذکر کئے گئے ہیں۔

قبضہ کرنے کا مفہوم

بیعہ قبضہ کرنے کی دو صورتیں ہیں: ایک حقیقی قبضہ اور دوسرا حکمی قبضہ

قبضہ حقیقی کا مطلب یہ ہے کہ مشتری خود بیعہ پر قابض ہو، جب کہ حکمی قبضہ سے مراد یہ ہے کہ بائع بیعہ کو اپنی ملکیت سے ایسا جدا کر دے کہ خریدار جب چاہے اس پر بغیر کسی مشقت کے تصرف کرنے پر قادر ہو۔ اس دوسری قسم کو فقہاء تخلیہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں سے جو صورت بھی پائی گئی، قبضہ تام ہو جائے گا۔ اس کی تشریح علامہ کا سانی نے یوں کی ہے:

"وَلَا يُشْتَرَطُ الْقَبْضُ بِالْبَرَا حِمٍّ؛ لِأَنَّ مَعْنَى الْقَبْضِ هُوَ التَّمَكُّنُ وَالتَّخَلِّيُّ وَاتِّفَاعُ الْمَوَانِعِ عُرْفًا وَعَادَةً حَقِيقَةً"²

"ہاتھ کے پوروں کے ساتھ قبضہ کرنا شرط نہیں، کیونکہ قبضہ کا مطلب قدرت دینا، سامان کو خریدار کے پاس

چھوڑ دینا اور عرف اور عادت میں حقیقی طور پر موانع اور رکاوٹیں دور ہونا، قبضہ کہلاتا ہے۔"

البتہ بیعہ کی مناسبت سے قبضہ بھی مختلف ہوتا رہتا ہے۔ اس کے متعلق علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:

"أَنَّ التَّخْلِيَةَ قَبْضٌ حُكْمًا لَوْ مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَيْهِ بِأَلَا كُلُّفَةٍ لَكِنَّ ذَلِكَ يَخْتَلِفُ بِحَسَبِ حَالِ الْمُبِيعِ"³
 "بے شک تخلیہ حکم کے اعتبار سے قبضہ شمار ہوتا ہے بشرطیکہ وہ بغیر کسی تکلیف کے اس پر قادر ہو، لیکن بیعہ کی حالت کے ساتھ مختلف ہوتا ہے۔"

بیعہ قبضہ کرنے میں عرف کا اعتبار

بیعہ کے مختلف ہونے سے قبضہ کا حکم بھی مختلف ہوتا رہتا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبضہ میں عرف و رواج کا اعتبار کیا جائے گا، قبضہ کے بغیر بیعہ بیچنے کی ممانعت سے متعلق جتنی روایات ہیں، ان میں قبضہ کی کوئی خاص نوعیت معلوم نہیں اور نہ اس قبضہ کی کوئی حد متعین ہے۔ زمانہ کے اعتبار سے حالات، عادات اور محاورات جدا ہوتے رہتے ہیں۔ عرف اور رواج کے مطابق حقیقی طور پر رکاوٹیں دور ہونے کو قبضہ کہا جاتا ہے۔

قبل القبض بیعہ بیچنے کی ممانعت سے متعلق احادیث

قبل القبض بیعہ بیچنے کی نہیں سے متعلق درجہ ذیل احادیث مروی ہیں:

1. "مَنْ ابْتِئَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِيعُهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ"⁴
 "جس شخص نے کھانے کی کوئی چیز خریدی تو پورا وصول کرنے سے پہلے اس کو نہ بیچے۔"
 2. "مَنْ ابْتِئَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِيعُهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ"⁵
 "جس نے کھانے کی کوئی چیز خریدی تو قبضہ کرنے سے پہلے وہ اس کو آگے نہیں بچھ سکتا۔"
 3. "مَنْ ابْتِئَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِيعُهُ حَتَّى يَكْتَالَهُ"⁶
 "جس نے کھانے کی کوئی چیز خریدی تو اس کو نہیں بچھ سکتا جب تک اس کو کیل نہ کرے۔"
 4. "كُنَّا فِي زَمَانٍ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَاعُ الطَّعَامَ، فَيَبِيعُهُ عَلَيْنَا مَنْ يَأْمُرُنَا بِاتِّفَالِهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي ابْتِغَاهُ فِيهِ، إِلَى مَكَانٍ سِوَاهُ، قَبْلَ أَنْ نَبِيعَهُ"⁷
 "ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کھانے کی چیزیں خریدتے تھے، تو بائع (اول) اپنا قاصد بیچتا تاکہ خریدنے سے پہلے پہلے وہ اس مکان سے بیعہ منتقل کرنے کا حکم کرے جہاں پر مشتری نے خریدا ہے۔"
- سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
5. "مَنْ ابْتِئَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِيعُهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ"⁸
 "جو کوئی اشیاء خوردنی خریدے تو جب تک اس پر قبضہ نہ کرے، اس کو نہیں بچھ سکتا۔"

6. "عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَزَامٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَأْتِينِي الرَّجُلُ يَسْأَلُنِي الْبَيْعَ لَيْسَ عِنْدِي مَا أُبِيعُهُ ثُمَّ أُبِيعُهُ مِنَ الشُّوقِ فَقَالَ: لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ"⁹

"حضرت حکیم بن حزامؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس کوئی شخص آتا ہے تو مجھ سے (بیعہ کے) بیچنے کے بارے میں پوچھتا ہے، میرے پاس وہ چیز موجود نہیں ہوتی جس کو میں بیچنا چاہتا ہوں، پھر میں اس کو بازار سے خرید کر بیچ دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو چیز تیرے پاس موجود نہ ہو اس کو نہ بیچو۔"

حضرت حکیم بن حزامؓ کی روایت محدثین نے الفاظ کے اختلاف کے ساتھ نقل کی ہے، امام ترمذیؒ نے حدیث نقل کرنے کے بعد اس پر حسن صحیح کا حکم لگایا ہے⁽¹⁰⁾۔

7. سیدنا زید بن ثابتؓ سے رسول اللہ ﷺ کا فرمان منقول ہے:

"لَمَّا أَنَّا أَنْ نَبِيعَ السَّلْعَ حَيْثُ تَبْتَاعُ، حَتَّى تَحْوزَهَا الشُّجَارُ إِلَى رِحَالِهِمْ"¹¹

"رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس جگہ سامان بیچنے سے منع فرمایا جہاں اس کو خریدا جائے، جب تک خریدنے والا اس کو اپنے مکان میں منتقل نہ کر دے۔"

اس روایت کو ان الفاظ کے ساتھ امام حاکمؒ نے بھی نقل کر کے صحیح کہا ہے⁽¹²⁾۔

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قبضہ سے متعلق احادیث دو قسم کی ہیں، ایک وہ ہیں جن میں بیع قبل القبض کے ناجائز ہونے کو الطعام کے ساتھ مقید کیا گیا ہے۔ دوسری قسم وہ احادیث ہیں، جو مطلق عن الطعام ہیں، یعنی جن میں الطعام کی کوئی قید نہیں۔ روایات میں الفاظ کے اختلاف کی وجہ سے فقہاء کرام کے قبل القبض بیعہ کے خرید و فروخت میں بھی اختلاف ہے، قبضہ سے پہلے بیعہ بیچنے کی بابت بنیادی تین اقوال ہیں:

امام مالکؒ کا مسلک

امام مالکؒ کے نزدیک اشیاء خوردنی کو قبل القبض بیچنا جائز نہیں، اس کے علاوہ جتنی چیزیں ہیں، ان کی بیع قبضہ سے پہلے جائز ہوگی:

"وَجَازَ لِمَنْ مَلَكَ شَيْئًا بِشِرَاءٍ أَوْ غَيْرِهِ الْبَيْعَ لَهُ قَبْلَ الْقَبْضِ لَهُ مِنْ مَالِكِهِ الْأَوَّلِ إِلَّا طَعَامَ الْمُعَاوَضَةِ فَلَا يَجُوزُ بَيْعُهُ قَبْلَ قَبْضِهِ"¹³

"جو شخص کسی چیز کا مالک بن جائے چاہے بیع کے ساتھ ہو یا بغیر، تو اس کے لیے جائز ہے کہ مالک اول (بائع) سے قبضہ کیے بغیر بیعہ بیچ دے، البتہ کھانے کی چیز جو عوض کے بدلے ہو تو اس کی بیع قبل القبض جائز نہ ہوگی۔"

علامہ خلیل بن اسحاق مالکیؒ فرماتے ہیں:

"وَجَازَ النَّبِيُّ قَبْلَ الْقَبْضِ إِلَّا مَطْلَقَ طَعَامِ الْمَعَاوِضَةِ"¹⁴

"خوردنی اشیاء جو عوض کے ساتھ لی گئی ہوں، کے علاوہ دیگر اشیاء قبل القبض فروخت کرنا جائز نہیں۔"

واضح رہے کہ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک کھانے پینے کی چیزیں قبضہ سے پہلے اس وقت بیچنا جائز نہیں جب مشتری اول نے کیل، وزن یا عدد کے ساتھ خریدی ہوں، اگر اس نے اٹکل کے ساتھ خریدی تو بغیر قبضہ کے بیچنا بھی جائز ہوگا۔
 "أَنَّ الطَّعَامَ الْمَنْهِيَّ عَنْ بَيْعِهِ قَبْلَ قَبْضِهِ هُوَ مَا أُخِذَ بِكَيْلٍ، وَاخْتَرَزَ بِهِ مِنَ الطَّعَامِ الَّذِي أُخِذَ جُزْأً فَإِنَّهُ يَجُوزُ بَيْعُهُ قَبْلَ قَبْضِهِ"¹⁵

"قبضہ کرنے سے پہلے کھانے کی چیزوں سے منع اس وقت ہے جب اس کو کیل کے ذریعے خریدا جائے، اس سے وہ بعام نکل جاتا ہے جس کو اٹکل کے ساتھ خریدے کیونکہ اس صورت میں قبضہ سے پہلے بیچنا جائز ہے۔"
 امام احمدؒ کا مسلک بھی یہی ہے، ابن قدامہ حنبلیؒ نے امام احمدؒ کے بارے میں دو روایات نقل کی ہیں اور پھر علامہ ابن عبد البر نے جس قول کو راجح کہا ہے اس کو نقل کیا ہے:

"وَنُقِلَ عَنْ أَحْمَدَ، أَنَّ الْمَطْعُومَ لَا يَجُوزُ بَيْعُهُ قَبْلَ قَبْضِهِ، سَوَاءً كَانَ مَكِيلًا، أَوْ مَوْزُونًا، أَوْ لَمْ يَكُنْ. وَهَذَا يَقْتَضِي أَنَّ الطَّعَامَ خَاصَّةً لَا يَدْخُلُ فِي ضَمَانِ الْمُشْتَرِي حَتَّى يَقْبِضَهُ، فَإِنَّ التَّزْمِيَّ رَوَى عَنْ أَحْمَدَ، أَنَّهُ أَرْتَضَى فِي بَيْعِ مَا لَا يُكَالُ وَلَا يُوزَنُ مِمَّا لَا يُؤْكَلُ وَلَا يُشْرَبُ قَبْلَ قَبْضِهِ۔۔۔ قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ: الْأَصَحُّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّ الَّذِي يُتَمَعُّ مِنْ بَيْعِهِ قَبْلَ قَبْضِهِ هُوَ الطَّعَامُ"¹⁶

"امام احمدؒ سے منقول ہے کہ قبل القبض کھانے کی چیزوں میں بیع جائز نہیں خواہ وہ کیل اور وزن کے ذریعے بیچی جاتی ہو یا نہ ہو، یہ قول اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ کھانے کی چیز قبضہ کرنے سے پہلے مشتری کے ضمان میں داخل نہیں ہوتی۔ امام ترمذیؒ، امام احمدؒ سے نقل کرتے ہیں کہ جو چیزیں کیلی اور موزون نہ ہو اور نہ کھانے پینے کی چیزوں میں سے ہو تو اس میں رخصت ہے۔ علامہ ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل کی اصح روایت وہ ہے جس میں کھانے کی چیزوں کی قبل القبض ممانعت کا تذکرہ ہے۔"

گویا امام مالکؒ اور امام احمدؒ کا مسلک ایک ہے۔

امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے دلائل

پہلی دلیل

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ حدیث میں کھانے کی چیزوں کو قبل القبض بیچنے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ یہ امر تعبدی ہے، یعنی اگر کھانے کے علاوہ چیزوں کی بیع قبل القبض ناجائز ہوتی تو رسول اللہ ﷺ نے پہلی قسم کے احادیث میں اشیاء خوردنی کی تخصیص کیوں فرمائی، لہذا یہ معلول بعلہ نہیں ہے۔

دوسری دلیل

نبی کریم ﷺ نے سد الزرائع کے طور پر اشیاء خوردنی کو قبل القبض بیچنے سے منع فرمایا ہے، کیونکہ اکثر کھانے کی چیزیں فاسد ہو جاتی ہیں۔ ان دونوں دلائل کو علامہ صاوی مالکی نے یوں بیان کیا ہے:

"قِيلَ: تَعْبُدُ، وَقِيلَ: مَعْقُولَةُ الْمَعْنَى مِنْ حَيْثُ إِنَّهُ يُجْمَأُ أَذَى لِفَسَادِ فَتَهَى الشَّارِعُ عَنْهُ سَدًّا لِلذَّرِيعَةِ"¹⁷

"بعض کے نزدیک یہ حکم امر تعبدی ہے اور بعض کہتے ہیں یہ ممانعت عقلی ہے اس طور پر کہ اکثر یہ فساد کا

ذریعہ بنتی ہیں، لہذا رسول اللہ ﷺ نے سد الزرائع کے طور پر اس سے منع فرمایا۔"

امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک

امام شافعی نے ان احادیث کو مد نظر رکھا ہے جن میں بیعہ کے مطلقاً قبل القبض سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ مسند احمد میں حضرت حکیم بن حزام کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ لہذا ان کے نزدیک کوئی بھی چیز خواہ وہ منقولی ہو یا غیر منقولی، چاہے وہ کھانے کی ہو یا کسی اور غرض کی، جب تک ان پر قبضہ نہ کیا جائے ان کی بیع ناجائز ہوگی۔ یہ قول سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف بھی منسوب ہے، امام مسلم حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَخْبَسْتُ كُلَّ شَيْءٍ مِثْلَهُ"¹⁸

"عبد اللہ بن عباس رضی اللہ فرماتے ہیں کہ میری رائے کے مطابق ہر ایک چیز کو قبل القبض بیچنے سے منع کیا گیا ہے۔"

شوافع میں علامہ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"من اشترى شيئاً، لا يجوز له بيعه قبل أن يقبضه؛ عقاراً كان أو منقولاً، باع بإذن البائع أو بغير

إذنه، أدى الثمن أو لم يؤده"¹⁹

"جو شخص کسی چیز کو خریدے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ قبضہ کرنے سے پہلے اس کو بیچ دے خواہ وہ زمین

(غیر منقولہ) ہو یا منقولہ، بائع کی اجازت کے ساتھ بیچے یا بغیر اجازت کے، ثمن ادا کیا ہو یا ادا نہ کیا ہو۔"

اسی طرح حدیث میں جو ممانعت آئی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی چیز مشتری کی ملکیت میں بیچ کے ذریعے آئی ہو، جب تک اس نے قبضہ نہ کیا ہو اس کو آگے نہیں بیچ سکتا۔ البتہ اگر کوئی شخص وارث بن جائے تو پھر قبل القبض بیچنا جائز ہوگا۔ کتاب الام میں امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَمَنْ مَلَكَ طَعَامًا بِإِجَازَةِ بَيْعٍ مِنَ الْبُيُوعِ فَلَا يَبِيعُهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ، وَمَنْ مَلَكَهُ بِعِزَاتٍ كَانَ لَهُ أَنْ يَبِيعَهُ"²⁰

"جو شخص بیچ کے ذریعے اشیاء خوردنی کا مالک بن جائے تو جب تک اس کو نہ کر لے، اس کو نہیں بیچ سکتا، البتہ

اگر میراث کے ذریعے مالک بنے تو قبضہ کرنے سے پہلے اس کو بیچ سکتا ہے۔"

صلح کے ذریعے اگر کوئی چیز کسی کی ملکیت میں آئے تو اس کو قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا جائز نہیں کیونکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں صلح اور بیع کا حکم ایک ہے، یعنی دونوں میں قبل القبض آگے بیچنا ممنوع ہے۔

"وَالصُّلْحُ بَيْنَ مَا جَازَ فِيهِ جَازٌ فِي الْبَيْعِ"²¹

"صلح بیع کی طرح ہے، لہذا جو صلح میں جائز ہوگی وہ بیع میں بھی جائز ہوگی۔"

امام شافعیؒ کے دلائل

امام شافعیؒ کے نزدیک مندرجہ ذیل دلائل ہیں:

پہلی دلیل

امام شافعیؒ کا استدلال اُن احادیث سے ہے جن میں نبی کریم ﷺ نے مطلقاً قبل القبض مبیعہ بیچنے سے منع فرمایا ہے، یعنی ان میں الطعام اور غیر الطعام کی کوئی قید نہیں، اسی طرح ان میں انتقال کی قید بھی نہیں خواہ وہ زمین (غیر منقولی) ہو یا جائیداد (منقولی)۔

دوسری دلیل

صحابہ کرامؓ میں سے جن حضرات سے اشیاء خوردنی کی قید ثابت ہے، ان کے نزدیک بھی الطعام اور غیر الطعام کا حکم ایک ہے، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ عباس رضی اللہ عنہ کا قول گزر چکا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: وَأَحْسِبْ كُلَّ شَيْءٍ مِثْلَهُ⁽²²⁾ اور یہ بات مسلم ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نبی کریم ﷺ کے اغراض و مقاصد کو زیادہ پہچانتے تھے۔

"الصحابۃ أَعْرِفَ بِمَقَاصِدِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"²³

"نبی کریم ﷺ کے منشا کو زیادہ پہچاننے والے ان کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔"

تیسری دلیل

بیع قبل القبض کے ناجائز ہونے کی ایک علت یہ بھی ہے کہ یہ ربح ما لم یضمن کے قبیل سے ہے۔ قبضہ سے پہلے مبیعہ کا ضمان مشتری پر نہیں ہوتا، لہذا اس قسم کی بیع جس میں نفع حاصل کرنا غیر مضمون چیز سے ہو، رسول اللہ ﷺ نے اس کے منافع کو ناجائز قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"وَلَا رِبْحَ مَا لَمْ يُضْمَنْ"²⁴

"جو شخص کسی چیز کا ضامن نہ ہو، اس کے جائز نہیں کہ وہ اس چیز سے نفع اٹھائے۔"

بیعہ مشتری کے قبضہ میں جب تک نہ آئے وہ غیر مضمون ہوتا ہے خواہ وہ منقولی ہو یا غیر منقولی، مطعومات ہو یا غیر مطعومات، لہذا مشتری کے لیے اس سے نفع اٹھانا بھی جائز نہیں، جب تک اس کو قبضہ نہ کر لے۔

امام ابو حنیفہؒ کا مسلک

امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ منقولی اشیاء کو قبل القبض نہیں بیچا جاسکتا خواہ وہ اشیاء خوردنی میں سے ہوں یا نہ ہوں، مثلاً پتیل، سونا، کپڑا وغیرہ۔ البتہ غیر منقولی اشیاء کو قبل القبض بیچنا جائز ہے۔ علامہ برہان الدینؒ حدیث بالا کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"والحدیث خاص فی المنقولات؛ لأن القبض حقیقة يتصور فی المنقول دون العقار فينصرف الحديث إليه" ²⁵

"حدیث (میں جو ممانعت آئی ہے) خاص ہے منقولات کے ساتھ، کیونکہ قبضہ حقیقی منقولی اشیاء میں متصور ہوتا ہے، زمین (غیر منقولی) میں نہیں، لہذا حدیث اسی کی طرف پھیرا جائے گا۔" لہذا حدیث صرف منقولی اشیاء کے ساتھ خاص ہوگی، اور غیر منقولی اشیاء (زمین وغیرہ) کی قبل القبض بیع حدیث کا مصداق نہیں ہوں گی۔ صاحب بدایۃ المبتدی لکھتے ہیں:

"ومن اشترى شيئاً بما ينقل ويجول لم يجز له بئعه حتى يقبضه ويجوز بيع العقار قبل القبض" ²⁶ "جو شخص منقولی چیز خریدے تو قبضہ سے پہلے اس کا بیچنا جائز نہیں، البتہ جائیداد کو قبضہ کرنے سے پہلے بیچا جاسکتا ہے۔"

احناف کے دلائل

دلیل اول

قرآن عظیم میں ارشاد باری ہے:

"أحل الله البيع وحرم الربوا" ²⁷

"اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دی ہے۔"

اس آیت مبارکہ میں قبضہ کرنے سے پہلے بیعہ بیچنے کی حلت کو مطلقاً ذکر کر کے حلال قرار دیا ہے۔ احادیث میں جو ممانعت آئی ہے اس سے مراد منقولی اشیاء ہوں گی اور وہ آیت مبارکہ سے نکال دیا گیا۔ لہذا آیت کا مصداق وہ بیعہ ہے جو غیر منقولی ہو جن کی بیع قبل القبض جائز ہوگی۔

دوسری دلیل

غیر مقبوض بیعوں کی ممانعت کی وجہ غرر ہے۔ غرر کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"الغرر: ما یکون مجهول العاقبة لا یدری أیکون أم لا"²⁸

"غرر وہ ہے جس کا انجام مجہول ہو، یعنی اس کا ہونا اور نہ ہونا دونوں نامعلوم ہو۔"

بیع قبضہ کرنے سے پہلے اس میں غرر یہ ہے کہ وہ اپنی مملوکہ چیز کو بیچ رہا ہے یا کسی دوسرے کی، اس لیے کہ اس میں یہ امکان ہے کہ بائع اول کے پاس وہ چیز ہلاک ہو جائے، لہذا جس بیع میں ایسا خطرہ اور اندیشہ ہو اس کی بیع جائز نہیں⁽²⁹⁾، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کی بیع سے منع فرمایا ہے:

"هَی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عَنْ بَیْعِ الْخِصَاةِ وَعَنْ بَیْعِ الْغَرَرِ"³⁰

"نبی کریم ﷺ نے بیع الخصاۃ اور بیع الغرر سے منع کیا ہے۔"

ہلاکت کی صورت منقولی اشیاء میں تو ہو سکتی ہے لیکن غیر منقولی اشیاء مثلاً جائیداد وغیرہ میں نہیں۔ لہذا غیر منقولی اشیاء کو قبل القبض بیچنا جائز ہوگا۔

بیع قبل القبض کا حکم

بیع کے ناجائز ہونے کی دو صورتیں ہیں: ایک بیع فاسد اور دوسرا بیع باطل۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ بیع فاسد اصل کے اعتبار سے جائز ہوتی ہے اور وصف کے اعتبار سے ناجائز ہوتی ہے، جب کہ بیع باطل اصل اور وصف دونوں اعتبار سے ناجائز ہوتی ہے۔

"البيع الفاسد هو الصحيح بأصله لا بوصفه"³¹

"بیع فاسد اصل کے اعتبار سے صحیح اور وصف کے اعتبار سے ناجائز ہوتی ہے۔"

"البيع الباطل: هو الذي لا یکون صحيحاً بأصله"³²

"بیع باطل وہ ہے جو اصل کے اعتبار سے صحیح نہ ہو۔"

بیع قبل القبض سے متعلق فقہاء نے تین قسم کے الفاظ استعمال کی ہیں: فاسد، باطل اور لایصح۔ جیسا کہ علامہ شامی فرماتے ہیں:

"وَالْقَبْضُ فِي بَیْعِ الْمُشْتَرَى الْمَنْقُولِ، وَفِي الدَّيْنِ، فَفَسَدَ بَیْعُ الدَّيْنِ قَبْلَ قَبْضِهِ كَالْمُسْلَمِ فِيهِ"³³

"خریدنے والے کے لیے منقولی چیزوں کے بیچنے کے لیے ایک شرط قبضہ کرنا ہے، یہی شرط دین کے لیے بھی

ہے، لہذا دین کو قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا فاسد ہے، جیسا کہ مسلم فیہ کا معاملہ ہے۔"

دوسری جگہ پر علامہ شامی نے اس کو باطل کہا ہے:

"بِخِلَافِ بَیْعِهِ قَبْلَهُ فَإِنَّهُ بَاطِلٌ مُّطْلَقًا"³⁴

صاحب بدائع نے اس سے متعلق لا یصح کی اصطلاح استعمال کی ہے:

"(وَمِنْهَا) الْقَبْضُ فِي بَيْعِ الْمُشْتَرِي الْمَنْقُولِ فَلَا يَصِحُّ بَيْعُهُ قَبْلَ الْقَبْضِ" (35)

"مشتري کے لیے منقولی اشیاء کے بیچنے کے لیے ایک شرط قبضہ کرنا ہے، لہذا قبل القبض بیچنا صحیح نہیں ہوگا۔"

دونوں تعریفات کو مد نظر رکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ بیع قبل القبض بیع فاسد کے حکم میں ہے۔ جن مقامات پر فقہاء کرامؒ نے اس کو باطل کہا ہے، اس سے مراد فاسد ہے۔ اور جہاں پر اس کو "لا یصح" کہا گیا ہے، اس سے مراد بھی بیع فاسد ہوگا اگرچہ "لا یصح" کا اطلاق فاسد اور باطل دونوں پر ہوتا ہے۔

اسی طرح کا اطلاق اگرچہ فاسد اور باطل دونوں پر ہوتا ہے لیکن اس مسئلہ میں اس سے مراد فاسد ہوگا۔

قبضہ کی جدید صورتیں

1. مستقبلیات : (FUTURES)

عصر حاضر میں تجارت کی ایک خاص قسم مشہور اور رائج ہے جس کو عربی زبان میں مستقبلیات، انگریزی زبان میں فیوچر (Future) کہا جاتا ہے۔ آج کل عالمی منڈیوں (International Markets) میں تجارت کی جتنی صورتیں ہیں، ان میں اس صورت کو بہت رواج مل گیا ہے۔

انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا نے مستقبلیات کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ کی ہے:

"Commercial contracts calling for the purchase or sale of specified qualities of commodities at specified future dates."

"مستقبلیات سے مراد وہ عقد ہے جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کسی چیز کی معین مقدار کو مستقبل میں کسی معین

تاریخ میں بیچا یا خریدا جائے۔"

اس بیوعات کے لیے خاص بازاروں کا انعقاد ہوتا ہے جس کو عربی میں "سوق تبادل السلع" اور انگریزی میں (Commodity Exchange) کہا جاتا ہے۔ جو شخص فیوچر کنٹراکٹ کرنا چاہے تو اس کے لیے اس بازار کا ممبر ہونا ضروری ہے، اس کے بعد وہ منتظمین کے پاس اپنا اکاؤنٹ کھلوائے گا۔

مستقبلیات کا مقصد

اس معاملے کے استعمال کے دو (۲) قسم کے لوگ ہوتے ہیں:

ایک وہ جو نفع کی امید پر اپنا مال داؤ پر لگاتے ہیں جن کو (Speculator) کہا جاتا ہے، عربی میں اس کو مخاطب کہا جاتا ہے۔ اس کا مقصد خرید و فروخت نہیں ہوتا بلکہ قیمت خرید اور قیمت فروخت کے درمیان فرق کو بطور نفع وصول کرنا ان کا مقصد ہوتا

ہے۔ دوسری قسم کے لوگوں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ مستقبل میں اس کے نفع کی حفاظت کی جائے، تاکہ آئندہ نقصان سے بچ سکے، اس کو انگریزی میں (Hedging) اور عربی میں تامين الربح کہا جاتا ہے۔
اس بیع کا مقصد عقد میں بیع کی سپردگی اور اس پر قبضہ مقصود نہیں ہوتا بلکہ بلکہ یا تو نفع کی امید پر اپنا مال دائرہ لگانا یا کسی غائب سودے کے نفع کی ضمانت مقصود ہوتی ہے۔

شرعی حکم

امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک اگر مستقبلیات میں مطعومات کو بیعہ بنایا جائے تو بیع ناجائز ہوگی، البتہ اگر مطعومات کے علاوہ کسی اور چیز کو بیعہ بنایا جائے تو جائز ہوگی۔

امام شافعی رحمہ اللہ اور احناف کے نزدیک مستقبلیات کنز کٹ شرعی اعتبار سے ناجائز ہے کیونکہ اس معاملے میں ایسی چیز کی خرید و فروخت ہوتی ہے جو بائع کی ملکیت میں آئی ہی نہیں یعنی اس نے قبضہ ہی نہیں کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس قسم کے بیع سے منع فرمایا ہے، جس طرح کہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ کی حدیث اور پر گزر گئی⁽³⁶⁾۔

2. ٹوکن قبضہ کرنے کے بعد زمین کی بیع

عصر حاضر میں زمین کی بیع و شراء کا طریقہ یہ رائج ہے کہ زمین کا مالک، مشتری کو زمین بیچتا ہے، پھر بیعانہ کے طور پر اس سے کچھ رقم وصول کر لیتا ہے، جس کو مارکیٹنگ (Marketing) میں ٹوکن سے یاد کیا جاتا ہے۔ پوری قیمت کی ادائیگی زمین کی رجسٹریشن کے بعد ہوتی ہے۔ مدت پوری ہونے سے پہلے پہلے مشتری اس زمین کو کسی تیسرے شخص کو بیچ دیتا ہے۔ اس سے حاصل شدہ منافع مشتری اول اپنے پاس رکھ لیتا ہے اور بائع اول کو اصل قیمت مقررہ وقت پر ادا کر دیتا ہے۔

شرعی حکم

شریعت کے اصول کے مطابق یہ بیع ناجائز ہے کیونکہ عرف میں صرف ٹوکن سے مشتری کا ملک ثابت نہیں ہوتا، لہذا زمین مشتری اول کے ملک اور قبضہ میں آئی نہیں تو اس کو بیچنا بھی ناجائز ہوگا۔ اس بیع میں دھوکہ و غرر بھی ہے، ہو سکتا ہے مشتری اول مقررہ مدت سے پہلے پہلے دیوالیہ ہو جائے اور بیع اول پوری نہ ہو سکے۔

3. عصر حاضر میں برآمدات (Export)

بیرون ملک جو چیزیں آرڈر کے ذریعے بیچی جاتی ہیں، اس کو برآمدات کہتے ہیں۔ برآمدات میں بعض اوقات بیعہ بائع کی ملکیت میں ہوتا ہے، لیکن اکثر اوقات آرڈر کے وقت وہ سامان پاس موجود نہیں ہوتا بلکہ یا تو بازار سے خریدا جاتا ہے، یا اپنے یا دوسرے کے کارخانے سے بنانا پڑتا ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ بیعہ بائع کے قبضے میں موجود نہیں تو اس بیع کا شرعی حکم کیا ہوگا؟

شرعی حکم

امام احمدؒ اور امام مالکؒ کے دلائل کی روشنی میں مذکورہ بیع ناجائز ہوگی بشرط یہ کہ اشیاء خوردنی کو برآمد کیا جائے، اگر اشیاء خوردنی کے علاوہ ہو تو پھر قبل القبض بھی جائز ہوگی۔

امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ رحمہما اللہ کے نزدیک مطلقاً ناجائز ہوگی، لیکن فقہاء کرام نے بیع کے قریب ایک صورت لکھی ہے جس کو وعدہ بیع (Agreement to Sell) کہا جاتا ہے۔ پاکستانی قانون، قانون بیع مال (Sale of Goods Act 1930) میں بھی اس کا تذکرہ پایا جاتا ہے:

“Where by a contract of sale the seller purports to effect a present sale of future goods, the contract operates as an agreement to sell the goods⁽³⁷⁾.”

"وہ مال جو معاہدہ بیع کا مضمون ہوتا ہے، بائع کے قبضہ میں موجود مال بھی ہو سکتا ہے اور آئندہ مال کے بیچنے کا معاہدہ بھی۔"

بیع اور وعدہ بیع (Agreement to Sell) میں فرق

وعدہ بیع میں جو چیز بیچی جا رہی ہے، اس کی ملکیت کا حق مشتری کو منتقل نہیں ہوتا جب تک بیع حقیقہ وجود میں نہ آئی ہو۔ گویا یہ فریقین کے درمیان ایک وعدہ ہوتا ہے، جب کہ بیع میں مشتری مالک بن جاتا ہے۔ اسی طرح بیع تام ہونے کے بعد بائع بیعہ کسی اور کو نہیں بیچ سکتا، لیکن وعدہ بیع میں وہ کسی اور کو بیچ سکتا ہے البتہ اتنا کہا جائے گا کہ بائع نے اپنے وعدہ کی خلاف ورزی کی۔ اس کے مقابل بیع تام ہونے کے بعد بائع کا اختیار مکمل ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر وعدہ بیع کے بعد بائع مفلس ہو جائے تو مشتری یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں چیز مجھے دی جائے کیونکہ میں نے اس کو خریدا تھا کیونکہ یہ وعدہ بیع ہے نہ کہ بیع۔ اگر یہ صورت بیع تام میں پائی جائے تو وہ چیز مشتری کے حوالہ کی جائے گی⁽³⁸⁾۔ مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ پاکستانی قانون (Sale of Goods Act 1930) کے مطابق برآمدات کی مروجہ صورت بیع میں داخل ہوگی کیونکہ پاکستانی قانون میں وعدہ بیع (Agreement to sell) کو بیع میں شمار کیا گیا ہے لیکن شرعی اعتبار سے اس کو بیع کہنا مشکل ہے، کیونکہ بیع کے لیے بیعہ بائع کی ملکیت میں ہونا ضروری ہے۔

4. عصر حاضر میں شیئرز کا قبضہ

عربی میں شیئرز کو سہم اور اردو میں حصہ کہا جاتا ہے۔ جب کوئی کمپنی وجود آتی ہے تو لوگوں کو خریدنے کی دعوت کے لیے بازار میں شیئرز فلوٹ کرتی ہے۔ جو شخص بھی ان شیئرز کو خریدے گا وہ اس کمپنی کا حصہ دار بن جاتا ہے۔ عصر حاضر میں

شیرز کی خرید و فروخت بہت زیادہ ہے، کیا اس میں حصہ دار اپنے شیرز پر قبضہ ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ ڈیلیوری اور سرٹیفکیٹ ملنے سے پہلے پہلے اس حصص کو آگے بیچتا ہے۔

شرعی حکم

شرعی اعتبار سے جب ضمان مشتری کو منتقل ہو جائے تو مشتری کا قبضہ ثابت ہو جاتا ہے۔ جو حصص مشتری خریدتا ہے، خریدنے کے ساتھ وہ ان کا مالک بن جاتا ہے، سرٹیفکیٹ تو صرف ان حصص کی شہادت اور ثبوت ہے۔ لہذا اگر کمپنی کے حصص ہلاک ہو جائے تو مشتری اس کا ضامن ہوتا ہے گویا اس میں حقیقی قبضہ تو نہیں پایا جاتا لیکن مشتری کا حکمی قبضہ پایا جاتا ہے۔ لہذا ائمہ اربعہ کے نزدیک یہ بیع جائز ہوگی۔

5. فاریکس ٹریڈنگ کا مفہوم

سونہ، چاندی اور کرنسی کی آن لائن تجارت کو فاریکس ٹریڈنگ کہا جاتا ہے۔ فاریکس ٹریڈنگ میں صارف بلا واسطہ خریداری نہیں کر سکتا، بلکہ وہ کمپنی کے ذریعے خریداری پر مجبور ہوتا ہے۔ فاریکس ٹریڈنگ سونا، چاندی اور کرنسی کی آن لائن تجارت کو کہتے ہیں۔ فاریکس ٹریڈنگ میں آدمی بلا واسطہ خود خریداری نہیں کر سکتا، بلکہ کمپنی کا واسطہ ضروری ہوتا ہے۔ اس کاروبار میں خرید و فروخت کے تمام مراحل بروکر کمپنی کے واسطے سے ہی پایہ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔ کمپنی ہر خریداری پر پچاس سے ساٹھ ڈالر وصول کرتی ہے۔ اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ صارف فاریکس اسکیم کا رکن بن جاتا ہے۔ کمپنی دس ہزار (10000) ڈالر میں سے دو ہزار (2000) ڈالر اپنے پاس بطور ضمانت رکھ لیتی ہے، تاکہ نقصان کی صورت میں اس کو پورا کیا جاسکے۔ رکن بننے کے بعد کمپنی صارف کی رہنمائی کرتی ہے کہ کس وقت کون سی چیز خریدنا زیادہ مناسب اور فائدہ مند ہے۔ فاریکس ٹریڈنگ میں بیعہ کی کم سے کم مقدار متعین ہوتی ہے، جس کو اس کاروبار کی اصلاح میں لٹ (Lot) کہا جاتا ہے۔ سونے کی ایک لٹ سو (100) اونس اور چاندی کی ایک لٹ ایک ہزار (1000) اونس ہوتی ہے۔ کوئی صارف اگر ایک لٹ خریدنا چاہے تو وہ کمپنی سے رابطہ کر کے کمپنی اس کے لیے لٹ خرید لیتا ہے جس کی اطلاع صارف اور مشتری کو دے دی جاتی ہے۔

اس کاروبار میں مشتری حسی طور پر بیعہ پر قبضہ نہیں کرتا اور نہ بیچنے والا کسی کرنسی کو اپنے قبضہ میں لیتا ہے، بلکہ یہ مکمل طور پر گھر بیٹھے بیٹھے انٹرنیٹ کے ذریعے عمل میں لایا جاتا ہے۔ صارف کے اسکرین پر یہ ظاہر کر دیا جاتا ہے کہ فلاں صارف ایک لٹ کا مالک بن گیا۔ اور بیچنے والے کے اکاؤنٹ میں رقم منتقل ہو جاتی ہے۔ نفع اور نقصان کا فرق آخر میں برابر کر دیا ہے۔

شرعی حکم

مذکورہ بالا صورت شرعی طور پر ناجائز ہے کیونکہ بیعہ پر بائع کا قبضہ ضروری ہے اگر وہ اس کو آگے بچپنا چاہے۔ فاریکس ٹریڈنگ میں قبضہ پایا ہی نہیں جاتا بلکہ بیعہ کا وجود ہی نہیں۔

خلاصہ بحث و نتائج

اسلام نے عبادات کے ساتھ معاملات میں انسان کو آزاد نہیں چھوڑا بلکہ ان کے احکام بیان کئے ہیں۔ قدیم فقہی ذخیرے کو بروئے کار لا کر عصر حاضر کے معاملات کا حکم معلوم کیا جاسکتا ہے۔ راقم کے نزدیک پاکستان میں مروجہ وضعی قانون (قانون بیع مال ۱۹۳۰ء) میں قبضہ سے متعلق دفعہ ۶ شرعی قانون کے موافق نوٹ نہیں کیا گیا۔ مستقبلیت کنٹرکٹ، ٹوکن قبضہ کرنے کے بعد زمین کی بیع، برآمدات کی بیع اور فاریکس ٹریڈنگ میں بائع کی بیعہ پر قبضہ نہ پائے جانے کی وجہ سے آگے بچپنا جائز نہیں، البتہ کمپنی کے شیئرز میں بائع کا قبضہ تام ہوتا ہے، لہذا اس کی بیع و شراء جائز ہوگی۔

حواشی و حوالہ جات

- 1 سورة البقرة: 208
- 2 کاسانی، علاء الدین ابوبکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع (بیروت: دار الکتب العلمیہ 1986ء) 5: 148
- 3 ابن عابدین محمد امین بن عمر شامی رد المحتار (بیروت: دار الفکر، بیروت، 1992ء) 4: 562
- 4 امام مسلم، ابوالحسین مسلم بن حجاج القشیری، صحیح مسلم، کتاب البیوع (بیروت: دار الحیلم، (س۔ن)) باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، رقم الحدیث (1525)
- 5 صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، رقم الحدیث (1525)
- 6 صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، رقم الحدیث (1525)
- 7 صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، رقم الحدیث (1527)
- 8 صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، رقم الحدیث (1526)
- 9 مسند احمد، ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل، مسند حکیم بن حزام، رقم الحدیث (15311)
- 10 الترمذی، محمد بن عیسیٰ ترمذی، سنن الترمذی (بیروت: دار احیاء التراث العربی، (س۔ن)) ابواب البیوع، باب ما جاء فی کرہیہ مایس عندک، رقم الحدیث (1234)
- 11 امام طحاوی، شرح معانی الآثار (بیروت: عالم الکتب، 1995ء) باب ما نہی عن بیعہ حتی یقبض، رقم الحدیث (5642)
- 12 امام حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1990ء) کتاب البیوع، رقم الحدیث (2271)

- 13 الصاوی، ابو العباس احمد بن محمد مالکی، بلغة السالك لا قرب المسالك المعروف بحاشية الصاوی علی الشرح الصغير (مطبع و سن اشاعت نامعلوم)
- 14 مختصر العلامة خليل، خليل بن اسحاق بن موسى مالکی مصری (قاہرہ: دار الحدیث، قاہرہ، 2005ء) ص: 158
- 15 محمد بن عبد اللہ خرشی مالکی، شرح مختصر خليل، (بیروت: دار الفکر (س-ن)
- 16 المنغنی، ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی (بیروت: مکتبۃ القاہرہ، 1388ھ) 4: 83
- 17 بلغة السالك لا قرب المسالك المعروف بحاشية الصاوی علی الشرح الصغير 3: 205
- 18 صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، رقم الحدیث (1525)
- 19 امام بغوی، محیی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی شافعی، التذیب فی فقہ الامام الشافعی (لبنان: دار لکتب العلمیہ، 1418ھ) 3: 405
- 20 امام شافعی، ابو عبد اللہ محمد بن ادريس شافعی قرشی، کتاب الام، (بیروت: دار المعرفۃ، بیروت، 1410ھ) 3: 71
- 21 نفس مصدر 3: 232
- 22 صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، رقم الحدیث (1525)
- 23 امام شوکانی، محمد بن علی شوکانی، نیل الاوطار (مصر: دار الحدیث، 1993ء) 5: 190ء
- 24 امام ترمذی نے اس حدیث کو نقل کر کے حسن صحیح کہا ہے۔ [سنن الترمذی، ابواب البیوع، باب فی کراہیۃ بیع مالیس عندک، رقم الحدیث: 1234]
- 25 ابو المعالی برہان الدین محمود بن احمد حنفی، المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی (بیروت: دار لکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 2004ء) 6: 277
- 26 برہان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی، ہدایۃ المبتدی، (قاہرہ: مکتبۃ محمد علی صبح، (س-ن) ص: 138
- 27 سورۃ البقرۃ 2: 272
- 28 الجرجانی، علی بن محمد، کتاب التعریفات (بیروت: دار لکتب العلمیہ، بیروت، 1403ھ) ص: 161
- 29 برہان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی، الہدایۃ، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، بیروت (س-ن) 5: 59
- 30 صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب بطلان بیع الحصاصۃ والبیع الذی فیہ غرر، رقم الحدیث (1513)
- 31 محمد عیم احسان برکتی، التعریفات الفقہیہ (لبنان: دار لکتب العلمیہ، 2003ء) ص: 48
- 32 التعریفات الفقہیہ: 47
- 33 رد المحتار 4: 505
- 34 رد المحتار 5: 148
- 35 بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع 5: 180

- 36 عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَزَامٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَأْتِينِي الرَّجُلُ يَسْأَلُنِي الْبَيْعَ، لَيْسَ عِنْدِي مَا أْبِيعُهُ، ثُمَّ أْبِيعُهُ مِنَ السُّوقِ فَقَالَ: لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ [ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل، مسند احمد، (بیروت: مؤسسة الرسالة، 1422ھ) مسند حکیم بن حزام، رقم الحدیث (15311)]
- 37 Sale of Goods Act 1930, Chapter : 2, Section: 6
- 38 مفتی تقی عثمانی، فقہی مقالات، (کراچی: مین اسلامک پبلشرز، 1999ء) 3: 72-74